MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

دنیا میں کسی بھی جگہ علماء جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف

Play Store اور Website سے بالکل فری انسٹال / ڈاؤن لوڈ کریں۔

انسٹال / ڈاؤن لوڈ کرنے کا طریقہ

Play Store سے " مکتبۃ الاشاعت " انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں مطلوبہ کتاب ڈاون لوڈ کریں نیز اپنی کتاب کو Website / Play Store پر مفت شائع کرنے کے لیے بھی رابطہ کریں۔

Whataspp:03201914145

نوٹ

ویب سائٹ پر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف مثلاََ تفاسیر، فتاویٰ جات، شروح، سوانح حیات، نوٹس، درس نظامی کے کتب وغیرہ دستیاب ہیں آپ وقتاََ فوقتاََ Play Store اور website پر چیک کیا کریں مزید معلومات کے لیے دیے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ وہاں آپ کو آسانی کے لئے مطلوبہ کتاب کا link دیا جائے گا اور آپ کو بہترین رہنمائی دی جائے گی جس سے آپ کو مطلوبہ کتاب آسانی سے ملے گا۔ پلے سٹور پر ترجمہ و تفسیر یا سورتوں کے نوعیت والے تصانیف دستیاب ہوں ہیں کیونکہ ایک PDF میں اس کا مطالعہ مشکل ہوتا ہے تو ہم نے آسانی کے لیے ہر ایک پارے کے لیے الگ الگ بٹن بنایا ہے تاکہ قارئین کے لیے پڑھنے میں آسانی ہو باقی تمام نوعیت کے تصانیف مندرجہ ذیل ویب سائیٹ پر دستیاب ہوں گے۔ جو Goggle پر مزکورہ ویب سائیٹ میں سرچ کرنے سے یا ہمارے مندرجہ بالا app " مکتبۃ الاشاعت " کو پلے سٹور سے انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں سرچ کرنے سے ملیں گے۔ آسانی کے لیے ویب سائیٹ پر links ملاحظہ کیجئے۔ جزاکم اللہ

اعلان بَرَاَت : ہماری ویب سائٹ سے شائع شدہ کسی بھی کی کتاب کی مضامین سے ہمارا متفق ہونا ضروری نہیں ہم اسی کتب کے مضامین کے ذمہ دار نہیں کیوں کہ کتاب کا مصنف / مؤلف اس کا جواب دہ ہوتا ہے ہم مکمل طور پر ان سے دست بردار ہیں۔ ہم نے پہلے سے اسکین شدہ کتب / مضامین کو صرف بطور معلومات شئیر کئے ہیں جو ان کے کتب یا انٹرنیٹ سے لیے گئے ہیں جن کے ضروری حوالے بھی دیے گئے ہیں ان کو صرف بطور معلومات ہی پڑھا جائے یا ڈاون لوڈ کیا جائے باقی اختلافات / تشریحات کے لیے آپ کتاب کے مصنف / مؤلف سے رابطہ کریں۔

ویب سائیٹ maktabatulishaat.com (مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام)

روزانہ کی بنیاد پر ہم ویب سائیٹ اور پلے سٹور میں مزید تصانیف شامل کر رہے ہیں اور ان میں مزید بہتری لا رہے ہیں۔ نئے شامل شدہ تصانیف کے لئے آپ وقتاََ فوقتاََ ویب سائیٹ اور پلے سٹور کو چیک کیا کریں مزید بہتری کے لیے اپنے قیمتی تجاویز سے ہمیں ضرور آگاہ کریں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تشریح کلمۂ توحید

از رئیس المفسرین مجدد مائۃ اربع عشرۃ حضرۃ مولٰنا حسین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مع

شرائطِ ایمان

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا

علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اجمالی فہرست

جلد سوم

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد فی الخازن عن ابن عباسؓ لکل شیٔ لباب ولباب القرآن الحوامیم الخ

تم اول الحمٰ سورۃ مؤمن تمام قرآن مجید کا خلاصہ ہے۔ باقی کچھ مختصر حم میں

اس مدعا پر جو شبہات وارد ہوتے ہیں ان کا دفعیہ ہے۔

مختصر خلاصہ سورۃ حم مؤمن کا یہ ہے کہ یہ حکم نامہ بڑے بادشاہ کا ہے۔ ضرور ماننا۔ اور وہ بیّن اور ظاہر ہے کہ اس میں صرف ضدی اور عنادی جھگڑا کریں گے۔ جس نے مان لیا فرشتے حملۃ العرش وغیرہ اس کے لیے اور اس کی اولاد و ازواج کے لیے دعائیں کریں۔ اور جس نے نہ مانا وہ اللہ کے مقت کے نیچے آجائیں گے۔

وہ حکم نامہ یہ ہے کہ ایک ہی اللہ تعالیٰ کو پکارو

اور یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ رفیع الدرجات نے یہی حکم کل انبیاء کی طرف بھیجا ہے

دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا تو ظاہر ہے۔ مثلاً کسی کو غنی اور کسی کو فقیر کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کیا کرتے ہیں؟ کریں کیا سُن جان تو سکتے نہیں۔ کیونکہ سننا جاننا غیب سے اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

فرعون اور اس کی آل اسی مسئلے کے نہ ماننے کی وجہ سے غرق ہوئے تھے۔ ملائکہ ناریوں کو کہیں گے کہ فادعوا الخ اور تورات کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ لا تتخذ وا من دونی وکیلا۔ قال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین یعنی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فرماتا ہے رب تمہارا "خاص مجھ کو پکارو۔ قبول کرنے کی طاقت مجھ کو ہے ما نشاء لمن نرید۔ جو لوگ میرے پکارنے پر بند نہیں ہوتے وہ جہنم میں جائیں گے۔

عبادتی کا معنے دعائی ہے۔ ابن جریر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ ابن کثیر نے عبادتی کا معنے دعائی کیا ہے

لیل کو لائق سکون اور نہار کو مبصر جس اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، وہی خالق لکل شیٔ ہے۔ ارض کو قرار اور آسمان کو بنا بنانے والا اور رزق دینے والا جو اللہ تعالیٰ ہے، وہی برکات دہندہ ہے۔ ھوالحی اے الحی الذی لا یموت لا الہ الا ھو لائق عبادت ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں۔ اسی کو پکارو اور حمد بھی اسی کی کیا کرو۔

مختصر خلاصہ حم مومن کا یہ ہوا کہ ایک ہی کو پکارو۔ اور حمد اسی کی کرو۔

تفسیر مواہب الرحمٰن والے نے لکھا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اگر میری امت پر یہی ایک آیت نازل ہوتی تو کافی ہوتی۔ یعنی آیۃ فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔

ایضا عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رات میں پڑھا فمن کان یرجو الخ۔ اس کے لیے نور ہوگا عدن سے مکہ تک نور کے ملائکہ ہوں گے۔ رواہ البزار وابن راہویہ شیرازی فی القاب وصححہ الحاکم۔ عمل صالح کرنا، اللہ تعالیٰ کو ماننا ضروری ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ سے انکار کیا وہ کافر دھریہ ہوگیا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کو مانا اور عبادت بھی کی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں شریک بھی کیا وہ بھی کافر (مشرک) ہوگیا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

شرک کا معنی

شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرے اور غیر اللہ کی بھی عبادت کرے۔
شاہد اس کا یہ ہے قال اللہ تعالیٰ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔
شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ نے فرمایا شرک یہ ہے کہ اللہ کی صفت (خاصہ) کسی اور میں جانے۔ مثلاً کسی کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے۔ یا وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ یا ہمارا بھلا یا برا کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے۔ مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے۔ اور اس سے حاجت مانگے اس کو مختار جان کر۔
شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مائۃ مسائل مثہ میں فرمایا شرک کے معنے شرع شریف میں ہے خدا پاک کی مختصہ صفات غیر خدا میں ثابت کرنا۔ فارسی عبارت یہ ہے شرک در شرع ثابت کردن صفات مختصۂ او تعالیٰ را بغیرِ خدا۔
شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے الفوز الکبیر میں لکھا ہے کہ غیر خدا کے لیے خدا کی مختصہ صفات کا ثابت کرنا شرک ہے مثلاً جہان میں تصرف کرنا ارادہ کے ساتھ جس کو کن فیکون کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ شرک آن ست کہ غیر خدا را صفات مختصہ خدا اثبات نماید مثل تصرف در عالم بارادۂ کہ تعبیر ازاں بکن فیکون می شود۔ اور حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھا ہے حقیقۃ الشرک ان یعتقد انسان فی بعض المعظمین (کالانبیاء والاولیاء) من الناس ان الآثار العجیبۃ الصادرۃ منہ انما صدرت لکونہ متصفا بصفۃ من صفات الکمال مما لم یعہد فی جنس الانسان بل یختص بالواجب تعالیٰ یعنی نبی ولی جیسی واجب التعظیم ہستی کے بارے یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کے ہاتھ سے عجیب و غریب آثار اس لیے نمایاں ہوتے ہیں جو کہ وہ ہستی صفات کمال میں سے ایسی صفت کاملہ کے ساتھ متصف ہے جو خدائے پاک کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور نوع انسانی میں ویسی صفت نہیں پائی جاتی۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

عبادت کا معنی

عبادت کا کیا معنے ہے۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ حدثنا الحسن بن عرفۃ قال حدثنا یوسف بن العاصل عن محسن بن ابی جعفر عن محمد بن جحادۃ عن نسیم الحضرمی عن نعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عبادتی ای دعائی ثم تلا ھذہ الآیۃ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی قال ای عن دعائی۔ قولہ ان الذین یستکبرون عن عبادتی یقول ان الذین یتعظمون عن افرادی بالعبادۃ وافرادی بالالوھیۃ سیدخلون جھنم داخرین عن السدی عن عبادتی قال عن دعائی۔ ابن جریر عن عبادتی ای عن دعائی۔ ابن کثیر۔

خلاصہ قرآن شریف کا حٰمٓ مؤمن ہے اور خلاصہ حٰمٓ مؤمن کا یہ ہے فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین والحمد للہ رب العٰلمین یعنی خاص ایک ہی کو پکارو۔ اور حمد بھی خاص اسی کی کرو۔

لبابِ قرآن حٰمٓ مؤمن میں ہے۔ اور لبِّ لباب سورۃ جنّ میں موجود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا الیٰ قولہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الخ یعنی ایک ہی کو پکاروں گا، شرک نہ کروں گا، عالم الغیب خاص اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یعنی اپنے غیب پر غالب کسی کو نہیں کرتا۔ لیکن رسولوں کے لیے فرشتے تیار ہیں واسطے پہنچانے وحی کے اور دفع شیاطین کے۔

قال تعالیٰ فی کلمۃ السورۃ من یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدین

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فیہا ابدا یعنی غیر کو پکارنا اس اعتقاد سے کہ وہ میری باتوں کو سن لیتے ہیں بسبب علم غیب کے شرک ہے۔ جو یہ بات نہ مانے وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا۔ وفی تلک السورۃ قل انی لن یجیرنی من اللہ احد ولن اجد من دونہ ملتحدا یعنی اللہ تعالیٰ کے قہر سے ڈر کر بتاتا ہوں؛ سورۂ یونس میں ہے انی اخاف ان عصیت ربی عذاب عظیم غیر اللہ کو پکارنا غیب داں جان کر شرک ہے؛ فی سورۃ الاحقاف ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون . فی سورۃ یونس لا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین ۔ د غیر ذلک من الآیات کثیر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

معنی عبادت
از ابن قیمؒ

فی ہامش مدارج السالکین جلد ا ص ۴۰ العبادۃ عبارۃ عن الاعتقاد و الشعور بان للمعبود سلطۃً غیبیۃً فوق الاسباب۔ یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ کسی کو تسلط فوق الاسباب قدرت میں ہے یا علم میں یہ شرک اعتقادی ہے۔ اور جو اقوال و افعال تعظیمی اس اعتقاد سے پیدا ہوں وہ شرک فی العبادۃ ہیں فکل ثناء او دعاء او یصاحبہ ھذا الاعتقاد فھو عبادۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کا معنے دعا کیا ہے۔ اس واسطے کہ مقصود عبادت سے یہی دعا ہوتی۔ سورۂ جن میں بھی خدا نے فرمایا قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا تفسیر ابن جریر صفحہ ۵۳ میں ہے ایاک نعبد ای نخشع لک اقراراً بربوبیتک لا لغیرک کذا عن ابن عباسؓ عبادت خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے اور حمد بھی خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے ہر فی تفسیر ابن جریر صفحہ ۴۵ الحمد خالصا للہ دون سائر ما یُعبَدُ من دونہ عن ابن عباس رضؓ وغیرہ۔ وفی سورۃ جاثیۃ و للہ ملک السموٰت والارض الیٰ قولہ فللہ الحمد یعنی بادشاہی خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے اور حمد بھی خاص واسطے اسی کے ہے۔

ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے ربنا لک الحمد اے رب حمد خاص واسطے تیرے ہے۔ خازن نے اول سورۂ سبا میں لکھا ہے الحمد للہ معناہ ان کل نعمۃ من اللہ تعالیٰ فلہ الحمد حصر اضافی ہے یعنی احیاء و اماتۃ وغیرہ یعنی ظاہری اسباب سے جو قدرت فوق ہے اس سے جو صادر ہوتے ہیں وہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ بندہ فعل مختار ہے۔ بندہ کو عابد مصلی وغیرہ کہا جاتا ہے۔ یہ حمد نہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد تتوالی وعلیٰ آلہ واصحابہ المتادبین

بادابہ اما بعد جیسے نماز کی شرطیں ہیں کہ اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی ایسے ہی ایمان کی بھی شرطیں ہیں اگر ان میں سے ایک شرط بھی موجود نہ ہوگی تو اس آدمی کا ایمان نہ ہوگا۔ اگرچہ مومن کہلائے

شرائطِ ایمان

ایمان کی شرطیں سات ہیں ۱ غیب پر ایمان لانا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الذین یؤمنون بالغیب اگلی سے ورے پہنچ سکیں گے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

۲ علمِ غیب کا خاصہ سمجھنا خدائے پاک کا جیسے اللہ پاک نے فرمایا ہے قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ (کہہ کر جتنی مخلوقات آسمان میں اور زمین میں ہے ان میں سے غیب کی بات کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا

۳ اپنے اختیار سے ایمان لانا۔ مجبوری کا ایمان اللہ تعالیٰ کا مطلوب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا اکراہ فی الدین یعنی دین میں زبردستی کا کچھ کام نہیں

۴ جن چیزوں کو حق تعالیٰ نے حلال فرمایا ہے ان کو حلال جاننا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے یایہا الذین اٰمنوا لاتحرموا طیبٰتِ ما احل اللہ لکم مسلمانو! خدائے تعالیٰ نے جو ستھری چیزیں تمہارے لیے حلال کر دی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو۔

۵ جن چیزوں کو حق تعالیٰ نے حرام کیا ہے ان کو حرام جاننا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ یایہا الذین اٰمنوا لاتحلوا شعائر اللہ مسلمانو! خدائے تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال نہ سمجھو (نیز خدائی آداب وارکان کی بے توقیری نہ کرو۔)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۶ خدائے تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون اللہ کے عذاب سے وہی لوگ نڈر ہوتے ہیں جو آخرکار برباد ہونے والے ہیں۔

۷ خدائے تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا تیاسوا من روح اللہ انہ لا ییاس من روح اللہ الا القوم الکفرون خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں

شرائط وجوب ایمان کے دو ہیں ۱ عقل ۲ بالغ ہونا

اور تمام عبادتوں کی شرط وجوب ایمان ہے

واجباتِ ایمان

واجبات شریعت کے سات ہیں

۱ صدقہ فطر کا ۲ قربانی کرنا ۳ نماز وتر ۴ قرابت والوں کو خرچہ دینا ۵ ماں باپ کی خدمت کرنا ۶ بی بی کو اپنے خاوند کی خدمت کرنا ۷ حج میں عمرہ بجالانا (عند البعض)

اسلام کی سنتیں عات ہیں ۱ ختنہ کرنا ۲ مونچھیں کترانا ۳ ناک کے بال اکھیڑنا ۴ ناخن ترشوانا ۵ بغل کے بال مونڈوانا ۶ ناف کے نیچے کے بال مونڈنا ۷ ڈاڑھی بڑھانا ۸ نبی کریم کا نام سن کر درود شریف پڑھنا (ساری عمر میں ایک بار درود فرض ہے)

شریعت کے احکام

شریعت کے احکام عاٹھ ہیں ۱ فرض ۲ واجب ۳ سنت ۴ مستحب ۵ حلال ۶ مباح ۷ مکروہ ۸ حرام

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اقسامِ فرض

17

فرض دو قسم ہے فرضِ عین جیسے پانچ بناءِ اسلام کے اور ایمانیات کا علم، نماز، روزہ اور پاکی پلیدی کا علم، ماں باپ کی فرماں برداری، استادوں اور علماءِ حق کی فرماں برداری، بادشاہِ اسلام کا حکم ماننا، عمل کرنا قرآن وحدیث و اجماعِ امت اور قیاسِ مجتہد پر۔

فرض کفایہ جیسے سلام کا جواب دینا میت کا غسل و کفن اور نمازِ جنازہ کی ادا اور دفن کرنا جلد کرنا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔ علمِ دین کا سیکھنا۔ سارا قرآن یاد کرنا

اسلام کے مستحبات

جمعہ کی نماز کے لیے غسل کرنا، عیدین کی نماز کے لیے غسل کرنا، عرفہ کے دن غسل کرنا۔ احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا۔ سر اور ڈاڑھی میں کنگھی کرنا۔ ولیمہ کرنا۔ دعوتِ ولیمہ قبول کرنا۔ اچھا کام دائیں ہاتھ سے اور گندا کام بائیں ہاتھ سے کرنا۔ عصا ہاتھ میں رکھنا۔ قبلہ رخ تشہد کی شکل پر بیٹھنا، عشاء کی نماز کے بعد آنکھوں میں سرمہ لگانا۔ دوپہر کے وقت قیلولہ کرنا۔ سحراً کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنا۔ روٹی کھاتے وقت ہر لقمہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا۔ کھانا کھانے کے بعد کلی کرنا۔ دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا۔ جوتے اتار کر بیٹھ کر کھانا (تکیہ لگا کر اور پاؤں پھیلا کر یا کھڑے ہو کر کھانا پینا مکروہ ہے) باوضو کھانا مستحب ہے تین انگلیوں سے کھانا۔ مٹی یا لکڑی کے برتن میں کھانا۔ دونوں ہاتھوں سے روٹی توڑنا۔ بائیں پاؤں پر بیٹھ کر اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے کھانا۔ اپنے آگے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

سے کھانا۔ برتن چاٹ کر صاف کرنا۔ تینوں انگلیاں چاٹ کر صاف کرنا۔ زمین سے گرے ہوئے صاف کر کے کھانا۔ کھانے کے بعد دانتوں کو خلال کرنا۔ کھانا کھلانے والے کے حق میں دعا کرنا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِصَاحِبِ الطَّعَامِ وَ اٰکِلِیْهِ وَمُوْکِلِیْهِ وَلِمَنْ اَعَانَ فِیْهِ اور کھانا کھا چکنے کے بعد یہ کہنا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِّمَّنْ لَّا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ صحابی کا نام سن کر رضی اللہ عنہ کہنا اور اماموں کا نام سن کر رحمۃ اللہ علیہ کہنا بعض علما واجب کہتے ہیں اور بعض علماء مستحب کہتے ہیں۔

ایمان مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ میں ایمان لایا ہوں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخری دن یعنی قیامت پر اور اس بات کا بھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنے سے ہوتی ہے اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہونے پر (مگر نیکی پر خدا راضی ہوتا ہے اور بدی پر ناراض)

ایمان مجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِهٖ

میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہوں جیسے وہ آپ ہے اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنی صفتوں کے ساتھ اور میں نے اس کے کل احکام قبول کر لیے

خدا تعالیٰ کے نام جیسے اللہ رحمٰن عالم الغیب والشہادۃ قیوم قدوس مجیب خالق باری وغیرہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

خداپاک کو عاقل، عاشق، معشوق، ساقی، یزدان، سخی، طبیب، معلم کہنا منع ہے یا بخل کہہ سکتے ہیں نہ بعض نہ کل نہ جزئی نہ جسم

کبیرہ گناہ یہ ہیں

شرک ریاء غضب کینہ حسد تکبر خودپسندی نفاق بغاوت طمع لالچ کفر مداہنت عیب لوگوں کے پکڑنا قضاوقدر پر راضی نہ رہنا شکرِ خدا بجا نہ لانا مکر دھوکہ ضد اور عناد فقراء کے فقر کو دیکھ کر استہزاء کرنا دولت مندکی دولت کو دیکھ کر اسکی تعظیم کرنا۔ خدا کے بندوں سے بخل کرنا اور انکی حقارت توہین اور بےعزتی کرنا حق سے اعراض اور نفسانی خواہشات پر چلنا مسلمان پر بدگمان ہونا گناہ کرکے خوش ہونا گناہ پر اصرار کرنا خدا اور آخرت کو بھول جانا خدا کے قہر سے نڈر ہونا رحمتِ خدا سے ناامید ہونا خدا کی رحمت پر توکل کرکے گناہوں میں لگا رہنا علمِ دین نہ سیکھنا علمِ دین سیکھ کر اس پر عمل نہ کرنا دنیا کی خاطر علمِ دین سیکھنا سچا مسئلہ چھپانا بغیر بالغ شرعی کے علمِ دین یا قرآن پڑھ کر فخر کرنا کوئی عبادت کرکے اس پر فخر کرنا جھوٹ بولنا خدا یا رسول پر جھوٹ بولنا برے طریقہ کی رسم ڈالنا فرض و واجب یا سنۃ کا چھوڑ دینا تقدیرِ خدا کو نہ ماننا عہد شکنی ظالموں اور فاسقوں سے پیار کرنا نیکوں سے بغض رکھنا اولیاء اللہ سے دشمنی رکھنا اور ان کو دکھ دینا زاہد کو گالی دینا اور ظالم کہنا احسان کرنے والے کے احسان کی ناقدری کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر درود نہ پڑھنا کبیرہ گناہ پر راضی ہونا کبیرہ گناہ کرنے والے کے ساتھ تعاون کرنا

سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا سونے کی انگوٹھی پہننا صرف مردوں کو۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن یاد کرکے بھول جانا قرآن میں کج بحثی کرنا پیشاب سے نہ بچنا بغیر ضرورت کے ننگ کھولنا راستہ میں پیشاب پاخانہ کرنا بغیر تہبند کے حمام میں نہانا

حیض و نفاس کی حالت میں بیوی سے ہمبستری جان بوجھ کر نماز نہ پڑھنا بغیر عذر کے نماز کو ٹلا کر پڑھنا یا قضا کرنا نماز وقت سے پہلے پڑھنا ایسی چھت پر سونا جس پر منڈیر نہ ہو نماز میں کسی واجب کا ترک کرنا جسم پر بندیاں لگانا اور لگوانا۔

دانتوں کو تیز اور نوکدار بنانا اور بنوانا نمازی کے آگے سے گذرنا۔ ترک جماعت صف کو برابر نہ کرنا نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا۔ عورت کا اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال لگانا

قبروں کو بالشت سے اونچا اور پختہ بنانا قبروں پر قبے بنانا قبروں پر علم گاڑنا۔

عورت کا بغیر محرم یا خاوند کے سفر کرنا بدفال لینا اور سفر سے واپس آنا بغیر عذر کے نماز جمعہ نہ پڑھنا مردوں کو ریشمی لباس پہننا عورت کا پیشانی کے بالوں کو اکھیڑنا ناخنوں پر نوپالش لگانا مردوں کا عورتوں کے مشابہ اور عورتوں کا مردوں کے مشابہ بننا۔

عورت کو پتلا اور باریک دوپٹہ اوڑھنا پتلا کپڑا پہننا جس سے بدن دکھے ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنا گھٹنوں کا ننگا رکھنا ناف سے نیچے کا حصہ ننگا کرنا اکڑ کر چلنا بغیر جہاد کے سر اور داڑھی کو سیاہ رنگ کرنا چاند کا ہالہ دیکھ کر یہ عقیدہ رکھنا کہ کل بارش ہو گی۔

مصیبت کے وقت منہ پر تھپڑ مارنا خراشش کرنا سر پر مٹی یا راکھ ڈالنا بال پھاڑنا پیٹنا گریبان پھاڑنا رخسار پیٹنا واویلا کرنا سینہ کوبی کرنا۔

مشرکانہ تعویذ گلے میں ڈالنا گنڈا تاگا ڈالنا

زکوٰۃ نہ ادا کرنا یا مقدار واجب سے کم ادا کرنا ضرورت سے زائد مکان بنانا مکان میں بغیر ضرورت پیسہ لگانا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اندھے کو راستہ سے بھٹکانا اس پر ہنسنا اندھے کا عصا چھپا لینا۔
امانت میں خیانت کرنا اپنے شریک کے ساتھ خیانت کرنا وکیل کا موکل کے ساتھ خیانت کرنا
مریض کا قرض سے انکار کرنا وارث کو وصیت کرنا یا اس کے لیے قرض کا اقرار کرنا بغیر اجازت
مرض الموت" دوسرے وارثوں کے تہائی ترکہ سے زیادہ کی وصیت کرنا کسی کا مال ظلماً چھیننا
چوری ڈاکہ جھوٹی شہادت دے کر مال دلوانا سود جوا لوٹ رشوت لینا دینا اور
دلوانا سود لینا دینا دلوانا لکھنا لکھوانا گواہ بننا جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ہتھیا لینا۔
جھوٹے اشتہارات جاری کر کے روپیہ کمانا ناقص مال پورے داموں پر بیچنا حیلہ سازی
اور دغابازی سے پیسہ کمانا لاٹری اعلیٰ حکام کی خدمت میں نذر نذرانے تحفے دینے دلانے
شاندار دعوتیں پیش کرنے والی کی اجرت گانے والی کی اجرت کاہن کی اجرت بیع
باطل اور فاسد حرام عقد فاسدہ اجارۂ فاسدہ اجرت دینے میں ٹال مٹول مرہونہ چیز
سے مرتہن کا نفع حاصل کرنا۔ اجنبیہ کی طرف نگاہ کرنا بغیر اشد ضرورت کے شہوت کے ساتھ
اس کو ہاتھ لگانا ایک کمرہ میں اکیلا ایک اجنبی عورت کے ساتھ ہونا بچوں عورتوں سے فحش باتیں،
بے ریش لڑکے کے ساتھ یہ مذکورہ بالا کام غیبت کرنا خوشی سے غیبت سننا اور رد نہ کرنا
ایک دوسرے کو برے لقب سے یاد کرنا مسلمان کے عیوب کھولنا چغلی کرنا سخن چینی
دو رخی کرنا، بہتان، منگنی پر منگنی کرنا، اغلام بازی، زنا کرنا، جاندار کی
تصویر بنانا اور رکھنا اور خریدنا اور بیچنا، دعوت میں طفیلی بننا، ایک بیوی کے حقوق پامال
کر کے دوسری بیوی کی طرف جھکنا، بیوی کی حق تلفی، خاوند کی نافرمانی، بغیر غرض شرعی
بھائی مسلمان سے بائیکاٹ کرنا، مسلمان سے منہ پھیر لینا، عورت کا خوشبو لگا کر بناؤ سنگار
کے ساتھ خاوند کے گھر سے باہر نکلنا، بغیر اجازت خاوند کے عورت کا گھر سے نکلنا،
عورت کا خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا، قسم کھا لینا عورت سے ہمبستری نہ کرنے کی

عورت کے ظہار کرنا۔ لواطت کرنا۔ پاکدامن مرد یا عورت کو زنا یا لواطت کی تہمت لگانا
یا کسی کو زانیہ کا بیٹا بیٹی کہنا یا خاوند کو زانیہ کا خاوند کہنا، گالی دینا، اپنی بیوی کو زنا کی تہمت
لگانا۔ کسی کو نسب کے بارے طعن کرنا۔ مطلقہ کا عدت پورا کرنے میں خیانت کرنا، عدت میں
بیٹھنے والی عورت کا خاوند کے گھر سے باہر نکلنا بغیر اشد ضرورت کے، بیوہ عورت کا چار
ماہ دس دن تک سوگ نہ منانا، خاوند کا بغیر شرعی حکم کے عورت کو روٹی کپڑا مکان کا
بندوبست نہ کرنا، اولاد کو ضائع کرنا، ماں باپ دادا دادی نانا نانی کی نافرمانی کرنا
(اگر شریعت کے خلاف بات منوائیں تو نہ ماننے لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوقِ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ خدا
پاک کی نافرمانی کی صورت میں مخلوق کی بات نہ مانی جانے) قطع رحمی کرنا، غیر مسلم کے
ساتھ دوستی گانٹھنا، بیگار لینا، مسلمان یا ذمی کو قتل کرنا (قصاص، زانی محصن
مرتد کے علاوہ) خودکشی کرنا، ایسی مشقت والا کام اختیار کرنا جس سے ہلاکت کا احتمال
غالب ہو، حقوق العباد کا تلف کرنا، مسلمان کو ڈرانا، ہتھیار وغیرہ مسلمان پر اٹھانا یا اس
کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا، جادو سیکھنا سکھانا، استعمال کرنا، غیب کی خبریں بتانا
نجومی کا پیشہ، بدشگونی لینا، جادو منتر کے طور پر کنکری پھینکنا، احوالِ عالم معلوم کرنے
کے لیے ستاروں کو دیکھنا، پرندہ اڑا کر شگون لینا، کاہن کے پاس غیب کی باتیں پوچھنے
جانا اور اس کو مان لینا، نجومی اور جادو منتر والے کے پاس احوال پوچھنے جانا اور اس کو
مان لینا، بادشاہِ اسلام کے خلاف خروج اور بغاوت، بادشاہِ اسلام کی بیعت توڑنا کسی
دنیوی مفاد کے لیے، خائن آدمی کو حاکم مقرر کرنا، خائن کا حاکم مقرر ہونا، خائن کا حاکم یا
قاضی بننے کی درخواست کرنا، پیسہ خرچ کر کے حکومت کا عہدہ لینا، نیک آدمی کو معزول
کر کے اس سے کم درجہ والے کو اس کی جگہ مقرر کرنا، امام وقت یا امیر یا قاضی کا ظلم کرنا
بدعتی کو پناہ دینا، کسی مسلمان کو کافر، یہودی، بے ایمان، بدمعاش، زانی وغیرہ کہنا،

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حد شرعی جس پر ثابت ہو جائے اس کے حق میں سفارش کرنا کہ حد نہ لگے ، مسلمان کی ہتک عزت اور بے حرمتی کرنا ۔ مسلمان کی عیب جوئی کرنا ، رسوا اور ذلیل کرنا ، زاہدوں اور نیک لوگوں کے لباس میں محرمات کا ارتکاب کرنا ، حدود قائم کرنے میں مداہنت سے کام لینا ، جانور سے بدفعلی کرنا ، عورت کا عورت سے بدفعلی کرنا ، بغیر ولی یا گواہوں کے نکاح کرنا اور اس کو استعمال کرنا ، متعہ کرنا ، نکاحِ موقت کرنا ، نوکرانی سے زنا کرنا ، زانی کی خاطر عورت کو روک رکھنا ، چوری ، شراب اور سرمست کرنے والی چیز کا استعمال اور شراب بنانا اور بنوانا اور اٹھانا اور اٹھوانا ، پینا اور پلانا اور خریدنا اور بیچنا اور بکوانا اور خرید کروانا اور اس کے داموں کا استعمال ، سود کا لکھنا لکھوانا گواہ بننا بنانا ، قتل یا لوٹ مار بے عزتی یا ڈرانے دھمکانے کے ارادہ سے بے گناہ آدمی پر حملہ کرنا ، مالکِ مکان کی اجازت کے بغیر دروازہ کی جھریوں میں سے مکان کے اندر دیکھنا ، ختنہ نہ کرنا مرد کے حق میں جب کہ عذر بھی کوئی نہ ہو (عند البعض) ، جہاد نہ کرنا ، سرحدوں کی حفاظت نہ کرنا ، باوجود قدرت کے نیکی کا حکم دینا ترک کرنا برائی سے نہ روکنا ، دوسروں کو نیک کام بتانا اور خود وہ کام باوجود استطاعت کے نہ کرنا ، اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر یہ چاہنا کہ لوگ میری تعظیم کے لیے کھڑے ہوں یا کھڑے رہیں ، میدانِ جنگ سے بھاگنا ، طاعون کی جگہ سے نکل بھاگنا ، مالِ غنیمت میں چوری کر لینا ، مالِ غنیمت میں چوری کرنے والے پر پردہ ڈالنا ، کسی کو امان دے کر پھر قتل کر دینا یا مال لوٹ لینا ، مثلہ کرنا ، کفار کے بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا بشرطیکہ وہ مقاتل یا مشیر یا وزیر یا بادشاہ نہ ہوں ، بغیر بتائے کے کفار سے جنگ شروع کر دینا ، کافروں کی کھیتیاں بغیر جنگی ضرورت کے تباہ کرنا اور ان کے پھلدار و سایہ دار درخت کاٹنا ، فخریہ طور پر یا نمائش کے لیے گھوڑے وغیرہ رکھنا ، جوئے میں جیتنے کی خاطر گھوڑوں وغیرہ کی دوڑ لگانا اسی طرح تیراندازی وغیرہ جوئے میں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جیتنے کی خاطر کرنا، جنگی سبق حاصل کرنے کے بعد اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے چھوڑ دینا جس کا نتیجہ یہ ہو کہ دشمن غلبہ پائے اور مسلمانوں کی آبرو ریزی ہو، جھوٹی قسم کھانا، غیر اللہ کی قسم کھانا مثلاً پیر ولی نبی قرآن کعبہ کی قسم کھانا، امانت یا دیوی دیوتا یا کسی اور بت کی قسم کھانا، یہ کہنا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں کافر ہوں یا یہودی یا نصرانی یا مجوسی وغیرہ ہوں یا میں اسلام سے بری ہوں، نذر مان کر اس کا پورا نہ کرنا، غلط کار کے ساتھ تعاون کرنا، قاضی وغیرہ کو ایسے کام پر رضامند کرنا جس پر خدا ناراض ہو، سفارش کی وجہ سے ہدیہ قبول کرنا، ناجائز مقدمہ بازی، بغیر شرعی علم کے وکالت کرنا، حق مانگنے کے لیے سخت طریقے سے جھگڑنا، مخالف اور مدمقابل کو ایذاء دینے کے لیے جھوٹ بولنا، اور اس پر غلبہ پانا، مخالف پر غلبہ پانے کے ارادے سے محض ضد وعناد سے جھگڑنا، تقسیم کرنے والے کا تقسیم میں بے انصافی کرنا، اسی طرح قیمت پانے والے کا قیمت پانے میں بے انصافی کرنا، جھوٹی شہادت دینا دلوانا اور اس کو قبول کر لینا، بغیر عذر کے شہادت چھپانا، جس جھوٹ میں حد ہو یا ضرر ہو، شرابیوں اور دیگر فاسقوں فاجروں کے ساتھ انس و محبت رکھنا اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، قاریوں عالموں کا فاسقوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، نرد شطرنج اور ان کے علاوہ ہر قسم کی کھیل (البتہ نشانہ لگانے کے لیے تیر اندازی وغیرہ اور گھڑ دوڑ توپ بندوق وغیرہ چلانا اور اسلحۂ جنگ کا استعمال اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلحہ کے ساتھ ٹریننگ لینا اور دینا فرض ہے) بانسری، دف، ڈھولک، ڈھول وغیرہ باجے بجانا، گانے گانا، آلات لہو و لعب کے ساتھ قرآن خوانی اور نعت خوانی اور مدح سرائی، اور ایسی ہی سننا، ناچ اور رقص کرنا، عورتوں یا بے ریش بچوں کے محاسن و اوصاف بیان کرکے قصیدوں کی تذکرہ، شعر خوانی جس میں کسی مسلمان کی ہجو ہو یا ایسے اشعار کا سننا لکھنا لکھانا اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ان کی اشاعت اگرچہ وہ شعر سچے ہوں، حد سے زیادہ کسی کی مدح اور خوبی بیان کرنا،
اور اکثر وقت اس میں ضائع کرنا، حد سے زیادہ کسی کی مذمت بیان کرنا، چھوٹے گناہ
پر اصرار کرنا اور اس کی عادت بنا لینا، کبیرہ گناہ کر کے توبہ نہ کرنا، انصار و مہاجرین
سے بغض رکھنا، کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعین یا سلف صالحین یا اولیاء کرام و صوفیا
عظام علماء حق کو گالی دینا، مردار کھانا، خون کا استعمال، سور کا گوشت کھانا،

نماز نہ پڑھنا، روزہ نہ رکھنا، مالدار ہو کر حج نہ کرنا، زکوٰۃ نہ دینا، قربانی نہ کرنا، اور
پیداوار کا عشر نہ دینا، کفار کی رسوم کو پسند کرنا، تعزیہ بنانا، کسی پیر فقیر نبی ولی اور
جوگی کی قبر پر سجدہ اور طواف کرنا، اور ان سے مرادیں مانگنا، ان کے نام کی منتیں ماننا،
ان کے نام کی چوٹی رکھنا یا کپڑا پہننا، دیوی دیوتا، سیتلا، مسانی، ناتا، گنگا، بھوانی
جمنا، سُتد، نَسَل، صاحب مولا وغیرہ کی پوجا کرنا، ان کا تھان یادگار بنانا، ان کو نذر و
نیاز اور بھینٹ چڑھانا، شادی میں دولہا کو سہرا، کنگنا، بدھی، زرد لباس پہننا،
مہندی لگانا، دولہن کی سیوا کرنا، نامحرموں کے ساتھ چوتھی کھیلنا، ناچ دیکھنا،
نامحرم عورتوں یا بھانڈوں یا فاسقوں اور فاجروں کا گانا سننا، نجومی سے شادی کی
گھڑی پوچھنا، اس سے پھیرے کروانا، ہندوؤں کی طرح چوکا دے کر کھانا اور پکانا، ان
کے مشابہ نام رکھنا، ان کی سی صورت بنانا، ڈاڑھی منڈانا یا اتنی کتروانا کہ ایک مشت
سے کم رہ جائے، مونچھیں بڑھانا، مرد کو عورت کے اور عورت کو مرد کے مشابہ صورت
بنانا، اسراف کرنا یعنی حد سے زیادہ خرچ کرنا، تبذیر یعنی بے موقع و بے محل فضول
خرچ کرنا، مرد آدمیوں کی باہم باتیں چوری ہوتی ہوں تو چھپ کے ان کو سننا،

مسئلہ: گناہ کبیرہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اگر ان گناہوں کا کرنے والا
بغیر توبہ کے مر گیا تو بقدر گناہ کے دوزخ میں عذاب پائے گا۔ اور شرک کرنے والا تو

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا

مسئلہ صغیرہ گناہ عبادات سے معاف ہو جاتے ہیں

مسئلہ حقوق العباد (بندوں کا حق) ادا کرنا یا معاف کرانا بھی ضروری ہے۔

معرفتِ باری تعالیٰ

من عرف نفسہ فقد عرف ربہٗ

یعنی جس شخص نے اپنی ذات اور حقیقت کو پہچان لیا' اس شخص نے اپنا رب پہچان لیا

یہی مضمون قدیم آسمانی کتابوں میں بھی مشہور و معروف ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی مثل آئینہ کے ہے۔ اگر انسان اپنے اندر بڑی غور

فکر سے کام لیگا اور بڑے تعمق اور گہری نگاہ سے دیکھے گا تو خدا پاک کی حقیقت اور

معرفت حاصل کر لیگا۔ مگر بہت سے بندگانِ خدا اپنے اندر دیکھتے ہیں لیکن خدا کو نہیں

پاتے۔ معلوم ہوا کہ کوئی خاص طریق ہے جس کے ذریعے سے آدمی خدا کو پہچان سکتا ہے

اور اسی طریقہ سے آدمی 'معرفتِ الٰہی کا آئینہ بن جاتا ہے۔

وہ طریقہ جو ہر شخص کی سمجھ میں آسکتا ہے یہ ہے کہ آدمی اپنی ہستی و وجود سے خدا کی

ہستی جانے۔ اپنی صفات سے اس کے صفات جانے۔ اور جس طور سے کہ انسان اپنی سلطنت

اپنے جسم اپنے اعضاء میں تصرف کرتا ہے اسی پر قیاس کر کے خدائی تصرف تمام عالم میں پہچانے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب پہلے پہلے آدمی نے اپنی ہستی کو پہچان لیا۔ اور یہ بھی

معلوم ہے کہ اب سے چند سال پیشتر نیست و نابود تھا اس کا نام و نشان تک نہ تھا ہَلْ اَتٰی

عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا واقعی انسان پر ایک زمانہ بھی رہا ہے کہ

کوئی چیز نہ تھا جس کا ذکر کیا جاتا)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

اور یہ بات عرفاً عقلاً اور شرعاً ہر طرح ثابت ہے کہ آدمی اپنی پیدائش سے پہلے منی کا ایک قطرۂ ناپاک تھا نہ اس میں عقل تھی نہ ادراک نہ ہاتھ نہ پاؤں وغیرہ بلکہ ایک سفید رنگ کا پانی تھا جسے دیکھ کر ہر ذی شعور آدمی نفرت کرے۔ پھر یہ عجیب و غریب صناعی اس میں کہاں سے آگئی۔ کیا خود بخود پیدا ہوا یا کسی اور دوسرے نے پیدا کیا۔ وہ دوسرا اس کی ماں ہے یا باپ۔ یا اور تیسرا شخص صاحب قدرت ہے؟ خود بخود پیدا ہونا تو سمجھ میں نہیں آتا۔ اور کوئی اس کا قائل بھی نہیں۔ ہاں ایک فرقہ دہریہ جو بخت و اتفاق کا قائل ہے۔ اور اس کے نزدیک اس رنگا رنگ عالم کا وجود اتفاقاً ہو گیا۔ وہ تو یہ کہیں گے مگر ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ آدمی اس وقت بھی جب کہ درجۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے ایک بال پیدا کرنے پر تو قادر نہیں اس وقت جب کہ قطرۂ منی تھا اس سے زیادہ عاجز و خوار اور بے اعتبار تھا۔

اس کے ماں باپ کا بھی حال یہی ہے کہ اس کی طرح یہ بھی کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے۔

بس معلوم ہوا کہ اس کا پیدا کرنے والا کوئی اور "قادر توانا" بے مثل "محنتوں والا ہے۔

انسان جب اپنے جسم کے اندر اور باہر کے اعضاء پر نظر کرے قدرت خالق لیل و نہار بخوبی عیاں ہو جائے گی۔ اور یقین حاصل ہوگا کہ اس کے خالق (پیدا کرنے والے) کو قدرت حاصل ہے، جو چاہے کر سکتا ہے، اسی کی قدرت کاملہ ہے کہ ایک ذلیل و خوار و بے اعتبار پانی کے قطروں سے ایسی حسین و جمیل اور پاکیزہ صورت جس میں طرح طرح کی صفتیں عجیب و غریب جتنی موجود ہیں کتم عدم سے نکال کر منصۂ وجود میں لایا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ ؎

دہد نطفہ را صورتے چوں پری ✱ کہ کردست بر آب صورت گری

وہی یگانہ ذات ہے جو پانی کی بوند کو پری کی طرح حسین صورت عطا فرمائے۔ اور کون ایسا ہے جو پانی پر ایسی صورت بنانے میں اپنی کاری گری کر دکھائے۔

جب آدمی اپنے اعضاء کے منافع پر نظر کرے اور جانے کہ یہ عضو کس کام کے لیے پیدا کیا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہے۔ اس کے نہ ہونے سے کیا نقصان تھا تو معلوم کر سکتا ہے کہ اس کے پیدا کرنے میں وہ
خوبیاں اور کمال ہیں جو دوسرے میں کسی طرح ممکن نہیں

مثلاً ہاتھ پاؤں آنکھ کان دانت زبان وغیرہ اعضاء ظاہری ہیں۔ جگر۔ تلی گردہ
پتا وغیرہ باطنی اعضاء ہیں۔ ان اعضاء کے کام دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ انسان کے اندر ان
سب کو جمع کرنے والا بہت بڑا صاحب علم ہے اس کا علم وسیع ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی
اور غائب نہیں ہے اور وہ سب پر قادر ہے اور سب سے توانا تر ہے۔ اگر روئے زمین
کے بڑے بڑے حکیم دانا فلاسفر ڈاکٹر جمع کرو اور ان کو برسوں کی عمریں دی جائیں۔ اور
ان سے کہا جائے کہ ایک عضو خاص مثلاً ہاتھ بنائیں اور جو کام اس قدرتی ہاتھ سے ہوتے
ہیں اس سے بڑھ کر یا اسی قدر اس ہاتھ سے لیں ممکن نہیں کہ وہ بنا سکیں بلکہ اس کی نقل بھی کیسی
دانت جیسے بنے ہیں مثلاً اگلے چار دانت کہ ان کا سرا تیز نکیلا ہے اس غرض سے کہ
سخت چیزیں کو ٹکڑے ٹکڑے کریں۔ ڈاڑھیں چوڑی بنائیں تا کہ کھانا باریک کریں اور چکی
کی طرح اس کو پیسیں۔ زبان دانتوں کے درمیان جیسے چکی کا گگوا۔ اس کے سہارے سے
کھانا دانتوں کے پاس پہنچتا ہے وہ چباتے ہیں۔ زبان میں قدرتی تیزی ہے جو غذا کو نرم اور
پتلا کر کے پیسنے میں مدد دیتی ہے اور غذا کو تر کر کے حلق سے بآسانی اتار دیتی ہے۔ یہ باتیں
دانتوں اور زبان سے متعلق ایسی ہیں کہ سارے عالم کے عقلمند مل کر ایک دانت اس سے
بہتر کیا ایسا بھی نہیں بنا سکتے بلکہ ان کے وہم و خیال میں بھی اس سے اچھی صورت نہیں آتی۔
ہاتھ میں پانچ انگلیاں لگا دیں۔ چار برابر برابر۔ انگوٹھا کچھ دور رکھا اور کو ٹھا
بڑا چھوٹا بنایا اور اس وضع سے قائم کیا کہ چاروں انگلیوں سے مل کر کام کرتا ہے۔
اور سب سے مل سکتا ہے۔ پھر ہر انگلی کے تین تین پورے۔ ان پانچوں انگلیوں کو ہتھیلی
کے ساتھ ملا کر ڈوئی کی صورت کر لو۔ چاہے انگلیاں سب ملاؤ۔ چاہے کشادہ رکھو۔ جگہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

موقع ہو تو مٹھی باندھ کر دشمن کے مقابلہ کے لیے ایک ہتھیار بنا لو۔ خوب اس کے گھونسے جماؤ۔ اسی طرح بہت کچھ کام نکلتے ہیں۔

بھلا کون ہے جو اس سے بڑھ کر ہاتھ بنا سکے۔ اگر دنیا کے عقلمند جمع ہو کر ان انگلیوں کی ترتیب میں کوئی دوسری ترکیب و وضع پسند کریں مثلاً پانچوں انگلیاں برابر برابر ایک صف میں ہوں یا تین ایک طرف دو ایک طرف یا پانچ کی جگہ چھ ہوں یا چار، غرض جو کچھ سوچیں سراسر نقصان ہوگا۔ خوبی تو در کنار وہ ہاتھ یا پنجہ بد نما بلکہ شاید بیکار ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا نے انسان کے پیدا کرنے سے پہلے اس کی ترکیب اعضاء اس کے ہر عضو کے وضع کو خوب جان رکھا تھا۔ اور اس سے بڑھ کر دوسری صورت کسی طرح ممکن نہیں۔ جیسی خدا نے بنائی ویسی ہی موزون و مناسب تھی۔ خدا کا علم انسانی تصویر کے متعلق ہر طرح محیط تھا۔ اسی طرح انسان کے ہر جزو بلکہ ہر عضو میں ہزاروں حکمتیں ہیں جس قدر غور کرو اسی قدر اس کی حکمتیں ظاہر ہوں گی اور جیسی اس کی حکمتیں زیادہ کھلیں گی تعجب و عظمت علمِ خدا کی زیادہ ہوتی جائے گی۔

آدمی اپنی حاجتوں اور ضرورتوں پر نظر کرے۔ تو سب سے پہلے خود اپنے ہی جسد کا محتاج ہے غذا، لباس، مکان، کھانے پینے کی پیدائش مینہ پر موقوف ہونا، ہوا اور جاڑے گرمی کی ضرورت، آلات کاشتکاری وغیرہ کے واسطے لکڑی لوہا تانبا پیتل وغیرہ درکار ہونا اور پھر ہر چیز بنانے کی ترکیب معلوم ہونا۔ ان سب پر غور کرنے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو بہت سے کام بند رہتے اور کس کی سمجھ میں آتا کہ مثلاً کپڑا سینے کے واسطے سوئی تاگا ہونا چاہیے۔ انسان یقین کر سکتا ہے کہ یہ سب کچھ خدا کی دین ہے اور محض اس کی عنایت و رحمت ہے اور وہ اپنے بندوں پر اُن کی ماں سے زیادہ مہربان اور باپ سے زیادہ شفیق ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ اپنی ذات و ہستی جاننے سے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

خُدا کی صفاتِ مختصّہ

ربّ العٰلمین الرحمٰن مالک یوم الدین عالم الغیب علیم بذات الصدور حاضر کل ناظر کل مختار کل خالق رزاق مسبب الاسباب حاجت روا مشکل کشا وہاب حی قیوم محیط بکل شے۔ واہب الابناء مالک کل شی علیٰ کل شیٔ قدیر سمیع کل الاصوات مدبّر بصیر بکل شیٔ مستعان ممسک السمٰوٰت والارض محیی ممیت دافع البلیات بارئ شافی الامراض حالی المشکلات رفیع الدرجات رب العرش مجیب الدعوات کاشف المہمات ارحم الراحمین القدوس الوہاب مغنی سریع الحساب مغیث کل برکات دہندہ مُلک الاملاک۔

عبادت کے اقسام

نماز روزہ حج زکوٰۃ عمرہ اعتکاف قربانی صدقہ سجدہ غائبانہ پکار مافوق الاسباب امور میں مدد مانگنا مافوق الاسباب امور میں نذر ماننا طواف کرنا کفارہ ادا کرنا محشر اور نشرِ حشر سعی صفا و مروہ کی وقوفِ عرفہ عورت کا عدت بیٹھنا۔ توحید۔ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔

دین کے معنے سے

دین۔ مجبوری، دعا، طاعت، عبادۃ، بدلہ، حال

جزم، مذہب، غلبہ، عادۃ، نیک، قدرت، حکم، چال

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حصہ اول مسئلہ علم غیب

الادلۃ المنصوصۃ

فی صفات اللہ المخصوصۃ

از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا
علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی رحمۃ اللہ علیہ
سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد خاتم النبیین وعلیٰ الہٖ واصحبہٖ واہل بیتہٖ اجمعین ○ امابعد

میرے علم میں یہ بات لائی گئی کہ ایک مفتی صاحب نے اپنے فتوے میں لکھا ہے کہ جو شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب' حاضر و ناظر' مختارِ کل' ------- وغیرہ نہیں سمجھتا وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہے۔ جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کفر ہے۔ مجھے اس فتوے کا جواب دینے کے لیے کہا گیا۔ لیکن وہ فتویٰ کہیں اوپر نیچے ہو گیا۔ اور مجھے اس وقت اس کے مندرجات کا پوری طرح علم نہیں کہ اس میں کیا کیا لکھا تھا۔ البتہ اس فتویٰ کی سب سے نمایاں بات یہی تھی جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

○ بہر حال اس فتوے کا جواب دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بعض ایسے صفاتِ مختصہ کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے جن میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ مثلاً:

◙ (۱) الٰہ یا معبود ہونا (۲) رب العلمین (۳) الرحمٰن (۴) مالک یوم الدین (۵) عالم الغیب (۶) علیم بذات الصدور (۷) حاضرِ کل (۸) ناظرِ کل (۹) مختارِ کل (۱۰) خالق (۱۱) رزاق (۱۲) مسبب الاسباب (۱۳) قاضی الحاجات (حاجت روا) (۱۴) حال المشکلات (مشکل کشا) (۱۵) وہاب (داتا) (۱۶) حی (۱۷) قیوم (۱۸) محیط بکل شی (۱۹) واہب الاولاد و الابناء (۲۰) مالک کل شی (۲۱) علیٰ کل شی قدیر (۲۲) سمیع کل الاصوات (۲۳) مدبر الامر (۲۴) بصیر بکل شی (۲۵) مستعان (۲۶) ممسک السمٰوٰت والارض

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

(۲۷) مُحیی (۲۸) مُمِیت (۲۹) دافع البلیات (۳۰) الباری (۳۱) شافی الامراض (۳۲) رفیع الدرجات (۳۳) ربّ العرش (۳۴) مُجیب الدعوات (۳۵) کاشف المُہمّات (۳۶) ارحم الراحمین (۳۷) القدوس (۳۸) سریع الحساب (۳۹) مُغیث کُل (۴۰) مَلِکُ الاملاک اور (۴۱) برکات دہندہ صرف اور صرف اللہ تعالٰی ہی ہے۔ اور ان مخصوص صفاتِ الٰہیہ میں اللہ تعالٰی نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی اپنا شریک نہیں بنایا۔ اور اس کا ثبوت قرآن و حدیث کی متعدد آیتِ مبارکہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً

❶ **الوہیت**

○ "معبود" و "اِلٰہ" ہونا۔ یہ صفتِ مختصہ اللہ تعالٰی نے مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی۔ حتّیٰ کہ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ صفت عطاء نہیں فرمائی۔ اور سوائے چند گمراہ لوگوں کے اس پر ہر کلمہ گو کا ایمان ہے۔ اور اسلام کا پہلا کلمہ ہی یہ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اسی عقیدہ کی تعلیم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دی۔ اور قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر اللہ تعالٰی نے اپنی اس مخصوص صفت کا ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً:

① لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (۱۹:۴۷)

② لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (۱۶۳:۲۔ ۲۵۵:۲۔ ۲:۳۔ ۶:۳۔ ۱۸:۳ (دوبار) ۸۷:۴۔ ۱۰۲:۶۔ ۱۰۶:۶۔ ۱۵۸:۷۔ ۳۱:۹۔ ۱۲۹:۹۔ ۱۴:۱۱۔ ۳۰:۱۳۔ ۸:۲۰۔ ۹۸:۲۰۔ ۱۱۶:۲۳۔ ۲۶:۲۷۔ ۷۰:۲۸۔ ۸۸:۲۸۔ ۳:۳۵۔ ۶:۳۹۔ ۳:۴۰۔ ۶۲:۴۰۔ ۶۵:۴۰۔ ۸:۴۴۔ ۲۲:۵۹۔ ۲۳:۵۹۔ ۱۳:۶۴۔ ۹:۷۳۔)

③ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ (۶۲:۳۔ ۷۳:۵۔ ۶۵:۳۸)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

④ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (۲ : ۱۶۳۔ ۱۶ : ۲۲۔ ۲۱ : ۱۰۸۔ ۴۱ : ۶)

⑤ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (۷ : ۵۹۔ ۷ : ۶۵۔ ۷ : ۷۳۔
۷ : ۸۵۔ ۱۱ : ۵۰۔ ۱۱ : ۶۱۔ ۱۱ : ۸۴۔ ۲۳ : ۲۳۔ ۲۳ : ۳۲۔

○ بہرحال قرآن مجید کی بے شمار آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو یہی مسئلہ سمجھایا۔

○ اب اگر کوئی شخص ان قرآنی آیات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں خواہ کوئی کتنا ہی اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو۔ اور کسی کو مسئلہ سمجھانے کی غرض سے ضرورت کے مطابق قدرے تفصیل کے ساتھ اگر یہ بھی کہدے کہ "نہ کوئی ولی نہ کوئی فرشتہ نہ کوئی نبی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب پیغمبر حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بھی معبود نہیں"۔ تو اس کی یہ بات بالکل درست ہوگی اور اس میں کسی قسم کی کوئی گستاخی نہیں۔ کیونکہ اس کی یہ بات قرآن مجید کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ اور اگر کوئی شخص قرآنی تعلیمات کے برعکس اس کو غلط سمجھے اور کہے کہ مخلوق میں بھی کوئی معبود ہے۔ یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطائی طور پر ہمارے معبود ہیں تو اسلام کی بنیادی تعلیمات کی رو سے ایسا کلمہ ادا کرنے والا شخص خود ہی سب سے بڑا گستاخِ رسول قرار پائے گا۔ کیونکہ محبت رسول کا دعویٰ کرنے کے باوجود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے عقیدۂ توحید کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی گستاخی اور کفر و شرک ہے۔ جیسا کہ اہلِ عرب کا مشہور

مقولہ ہے : مَنْ مَّدَحَكَ بِمَا لَيْسَ فِيْكَ مِنَ الْجَمِيْلِ وَ هُوَ رَاضٍ عَنْكَ كَمَنْ ذَمَّكَ بِمَا لَيْسَ فِيْكَ مِنَ الْقَبِيْحِ وَهُوَ سَاخِطٌ عَلَيْكَ۔

(مفید الطالبین ص ۱۲)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ یعنی کوئی شخص خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تیری طرف ایسی ایسی صفتیں، کمالات اور اخلاقِ عالیہ کی نسبت کرے جن کے بارے میں تجھے علم ہو کہ وہ صفتیں تجھ میں موجود نہیں ہیں تو وہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ کوئی شخص ناراض ہو کر تیری ایسی ایسی قباحتیں اور بُرائیاں بیان کرے جو تجھ میں نہ ہوں۔ مثلاً:

- کوئی شخص تیرے بارے میں کہے کہ تیری بہادری اور دلاوری کے کیا کہنے، تُو تو بس شیر ہے۔ اب اگر واقعتہً تو ایسا بہادر نہیں ہے تو یوں سمجھ کہ وہ دراصل تجھے شیر نہیں بلکہ تھو تھتکار کرتے ہوئے جنگلی بکرا کہہ کر تیری بُرائی بیان کر رہا ہے کیونکہ تو اس قدر بزدل بھی تو نہیں کہ تجھے کوئی جنگلی بکرا کہے۔ تو گویا وہ شخص جو تجھے شیر کے نام سے موسوم کر رہا ہے وہ درحقیقت تیری ایسی برائی بیان کر رہا ہے جو تجھ میں پائی نہیں جاتی۔
- اہلِ عرب کے اس مقولے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص مکر و فریب سے کام لیتے ہوئے مخلوق میں سے کسی نبی یا ولی کی خلافِ واقعہ ایسی ایسی تعریفیں بیان کرے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان صفات میں اپنے ساتھ کسی کو شریک نہیں فرمایا تو وہ اس نبی یا ولی کی برائی ہے "تعریف نہیں۔ اور یہ اس ہستی کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی گستاخی ہے۔ جس سے بڑھ کر کوئی کفر نہیں۔ جیسا کہ:
- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان نصاریٰ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے جنھوں نے فرطِ محبت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا معبود مانا اور انھیں اللہ تعالیٰ کا بندہ کہنے میں ان کی توہین تھی۔
- اب اگر کوئی شخص نصاریٰ کے مقابلے میں کہنا شروع کر دے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے معبود ہیں۔ تو یہ سراسر غلط اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اسلامی تعلیمات کے خلاف بغاوت ہوگی۔ اور ایسے کلمات کہنے والا اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ اور کافر ہوگا۔ جبکہ وہ شخص کفر کے فتوے سے بچنے کے لیے یہ بھی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی الوہیت ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے۔ جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے الوہیت کی صفت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کر دی ہے۔ اس لیے ہم پر شرک کا الزام عائد کرنا غلط ہے۔ کیونکہ توحید اس لحاظ سے درست ہے کہ بالذات خدا صرف باپ ہے۔ لیکن تثلیث کا عقیدہ بھی درست ہے۔ کیونکہ خداوند باپ نے خدائی کی یہ صفت بیٹے اور روح القدس کو عطا کر دی تھی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سب نصاریٰ کے اپنی فرقہ کا جھوٹ ہے۔ کیونکہ الوہیت تو اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخصوص صفت ہے جو اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کی۔ اور قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں کسی مقام پر اس بات کی طرف معمولی سا اشارہ بھی نہیں ملتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ مخصوص صفت کسی اپنے پیارے اور خاص بندے کو بھی عطائی طور پر ہمیشہ کے لیے یا کسی ایک لمحہ کے لیے مرحمت فرمائی ہو۔

- اور اس بات کا اعتراف تو احمد رضا خان نے بھی اپنی تحریرات میں کیا ہے کہ: "ایک اللہ کی پوجا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں۔ لوگ اللہ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں"۔
- گو کہ اس مقام پر احمد رضا خان کی تضاد بیانیوں کا ذکر مقصود نہیں، تاہم اس کی یہ تضاد بیانی قابلِ دید ہے۔ ؎

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

حدائقِ بخشش حصہ اول ص ۹۴

○ یاد رہے کہ پوجا، بندگی اور عبادت ہم معنی الفاظ ہیں، اور جس ہستی کی عبادت کی جاتی ہے اسی کو معبود اور الٰہ کہا جاتا ہے۔ یعنی احمد رضا خان کے نزدیک عبادت اور بندگی کے لائق دراصل حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ادائگیِ فرائض کی حیثیت ہوا میں لہرانے والی شاخوں سے زیادہ کچھ نہیں۔

❷ رحمانیت

○ اسی طرح رحمانیت بھی اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے۔ یہ صفت بھی اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کی۔ اور قرآن مجید میں ۵۷ مقامات میں اپنی صفتِ رحمان بیان فرمائی۔ مثلاً :

○ (۱:۲۔ ۲:۱۶۳۔ ۱۳:۳۰۔ ۱۷:۱۱۰۔ ۱۹:۱۸۔ ۱۹:۲۶۔ ۱۹:۴۴۔ ۱۹:۴۵۔ ۱۹:۵۸۔ ۱۹:۶۱۔ ۱۹:۶۹۔ ۱۹:۷۵۔ ۱۹:۷۸۔ ۱۹:۸۵۔ ۱۹:۸۷۔ ۱۹:۸۸۔ ۱۹:۹۱۔ ۱۹:۹۲۔ ۱۹:۹۳۔ ۱۹:۹۶۔ ۲۰:۵۔ ۲۰:۹۰۔ ۲۰:۱۰۸۔ ۲۰:۱۰۹۔ ۲۱:۲۶۔ ۲۱:۳۶۔ ۲۱:۴۲۔ ۲۱:۱۱۲۔ ۲۵:۲۶۔ ۲۵:۵۹۔ ۲۵:۶۰ (دو بار)۔ ۲۵:۶۳۔ ۲۶:۵۔ ۲۷:۳۰۔ ۳۶:۱۱۔ ۳۶:۱۵۔ ۳۶:۲۳۔ ۳۶:۵۲۔ ۴۱:۲۔ ۴۳:۱۷۔ ۴۳:۱۹۔ ۴۳:۲۰۔ ۴۳:۳۳۔ ۴۳:۳۶۔ ۴۳:۴۵۔ ۴۳:۸۱۔ ۵۰:۳۳۔ ۵۵:۱۔ ۵۹:۲۲۔ ۶۷:۳۔ ۶۷:۱۹۔ ۶۷:۲۰۔ ۶۷:۲۹۔ ۷۸:۳۷۔ ۷۸:۳۸)

مگر مخلوق میں سے کسی پر رحمان کا اطلاق نہیں فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی اسماءِ گرامی میں "رحمٰن" کوئی نام نہیں۔

❸ علمِ غیب

○ اسی طرح "عالم الغیب" ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات میں سے ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن مجید میں "عالم الغیب" ہونا صرف اپنی صفت بیان فرمائی ہے۔ مثلاً

۱ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ (۶: ۷۳۔ ۹: ۹۴، ۱۰۵۔ ۱۳: ۹، ۲۳: ۹۲، ۳۲: ۶، ۳۴: ۳، ۳۹: ۴۶، ۵۹: ۲۲، ۶۲: ۸، ۶۴: ۱۸)

۲ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۔ (۲: ۳۳)

۳ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ۔ (۱۰: ۲۰)

۴ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (۱۱: ۱۲۳، ۱۶: ۷۷)

۵ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (۲۷: ۶۵)

۶ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (۳۵: ۳۸)

۷ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (۴۹: ۱۸)

۸ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (۵: ۱۰۹)

۹ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ (۱۶: ۱۹)

۱۰ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ (۱۶: ۲۳)

۱۱ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (۲۵: ۶)

۱۲ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ (۲۴: ۲۹)

○ قرآن مجید میں جہاں علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ بیان کیا گیا ہے وہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی بھی کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۳ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ (۶: ۵۰)

۱۴ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ مَا مَسَّنِیَ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

الشُّوٓءُ (۷ : ۱۸۸)

۱۵ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ (۹ : ۱۰۱)

- اسی طرح اور بے شمار آیات ہیں جن میں علمِ غیب کو اللہ تعالیٰ کا خاصہ بتایا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کی نفی بھی کی گئی ہے۔ اور کسی ایک آیت میں بھی کسی نبی، ولی کو "عالم الغیب" کی صفت سے متصف نہیں فرمایا۔
- نیز اصحاب سیر نے جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی اسماءِ گرامی ذکر فرمائے ہیں، ان میں کسی نے بھی آپ کا صفاتی نام "عالم الغیب" نہیں لکھا۔ البتہ اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے کثیر تعداد میں غیب کی خبروں پر مطلع فرمایا۔ جن کا تعلق ولادتِ نبوی سے پہلے اور وفاتِ نبوی کے بعد مختلف ادوار سے ہے۔ لیکن اسے اصطلاحِ شریعت میں "علمِ غیب" نہیں بلکہ "اطلاع علی الغیب" کہا جاتا ہے۔ اور یہ بطور معجزہ کے تھا۔
- اسی طرح احادیثِ متواترہ بھی اس بارہ میں آئی ہیں۔ چنانچہ :
- بخاری شریف ص ۷۰۴ میں حدیث ہے : یارسول اللہ متی الساعۃ؟ قال ما المسؤل عنها باعلم من السائل۔
- اور پھر ابن ماجہ ص ۳۱۸ میں ہے : قالت احدٰهن و فینا نبی یعلم مافی غد فقال علیه السّلام دعی هذه و قولی بالذی کنت تقولین لانه لا یعلم مافی غدٍ الا اللّٰه۔
- نیز بخاری شریف ص ۶۶۲ میں ہے : ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال مفاتیح الغیب خمس۔
- اور بخاری شریف ص ۱۰۸۷ میں ہے کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی ایسی بات کا سوال ہوتا جس کی وحی نہ ہوئی ہو تو آپ ارشاد

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فرماتے کہ "میں نہیں جانتا"۔ اور جب تک آپؐ پر وحی نہ آتی آپؐ اس سوال کا جواب نہ دیتے اور اپنی رائے اور قیاس سے بات نہ کرتے۔

○ اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کی بابت سوال ہوا تو آپؐ خاموش رہے، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ

○ اسی طرح اور بے شمار حدیثیں بھی آئی ہیں۔ جن میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں۔ مثلاً:

○ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو شخص یہ سمجھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کو ہونے والی بات کو جانتے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:
لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ (ترمذی ج۲ ص ۱۳۷)

○ نیز حضرات تابعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ:

○ حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ پانچ باتیں تو غیب کی ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مخصوص کر رکھا ہے اور ان پر کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسلؑ کو بھی مطلع نہیں کرتا۔

○ ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا الشاہ حسین علی الوانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر ایک استفتاء کے جواب میں فتویٰ تحریر فرمایا تھا، جس پر علاقہ چھچھ کے اکابر علماء کرام نے تصدیقی دستخط فرمائے۔ اور پھر وہ فتویٰ کتابی شکل میں شائع بھی ہوا، جو اب نایاب ہے۔ اس لیے موضوع کی مناسبت سے اسے سطورِ ذیل میں محض اس امید پر نقل کیا جاتا ہے کہ اس سے لوگوں کے عقیدہ کی اصلاح ہوگی۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین ایسے شخص کے حق میں جس کا یہ عقیدہ ہو کہ جناب رسولِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مغیبات کو جانتے تھے۔ ہر چیز چھوٹی ہو یا بڑی' ماضی ہو یا مستقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھی اور تمام اشیاء پر ان کا علم محیط ہے۔ یا اس شخص کا یہ اعتقاد کسی دوسرے نبی کے حق میں ہو۔ یا ایسا اعتقاد کسی شخص کا اولیاء یا فرشتوں کے حق میں ہو۔ ایسا شخص جو کہ معتقد اعتقاد مذکورہ کا ہو مصیب ہے یا مخطی۔ بینوا توجروا

الجواب اعتقادِ مذکور شرک ہے۔ اور کتاب اللہ و احادیث نبویہ و اقوال مجتہدین و اجماع امت کے مخالف ہے۔ جو شخص کہ اعتقادِ مذکور کا معتقد ہو' وہ اگر امام مسجد ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ اور اگر مدعی پیری کا ہو تو اس سے بیعت کرنی حرام ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ معاملہ و اختلاط نہ کریں۔

ثبوت قرآن مجید سے:

قال تعالیٰ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ (۷ : ۱۸۷)

ترجمہ یارسول اللہ! قیامت کے متعلق آپؐ سے سوال کرتے ہیں کہ کب قائم ہوگی۔ آپؐ فرمادیجیے : سوا اس کے نہیں کہ علم اس کا میرے رب کے پاس ہے۔ نہیں ظاہر کرے گا اس کو مگر اللہ تعالیٰ۔

قال تعالیٰ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ (۷ : ۱۸۸)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ فرمادیجیے کہ نہیں مالک میں واسطے نفس اپنے کے نفع کا اور نہ نقصان کا۔ مگر وہ جو چاہے اللہ تعالیٰ۔ اور اگر میں غیب کو جانتا ہوتا تو البتہ اپنے لیے بہت کرلیتا بھلائی کو اور مجھے نہ پہنچتی کوئی تکلیف۔

قال تعالیٰ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (۲۷ : ۶۵)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ نہیں جانتا آسمانوں اور زمین میں کوئی شخص غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اور نہیں جانتے وہ کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

قال اللہ تعالیٰ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۝ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (۳۱ : ۳۴)

ترجمہ اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کرے گا کل۔ اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے۔

قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۝ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ (۶ : ۵۰)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو اس بات کی تابعداری کرتا ہوں۔ جس کی مجھے وحی ہوتی ہے۔

ثبوت احادیث نبویہ سے

○ اور احادیث نبویہ جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ علم جمیع مغیبات اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ لا تعد و لا تحصیٰ ہیں۔ اب چند احادیث بطور مشت نمونہ خروار کے نقل کی جاتی ہیں۔

حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بعض صحابہ کو خیبر میں زہر کھلائی گئی۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ اس زہر کی وجہ سے شہید بھی ہو گئے تھے۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وہ زہر بار بار تاثیر کرتی تھی۔ حتیٰ کہ آخر الامر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اس زہر کی وجہ سے دار فانی سے انتقال فرما گئے۔ اگر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو خود کیوں زہر کھاتے۔ اور صحابہ کرام کو کیونکر زہر کھانے دیتے۔ یہ امر واقفان حدیث پر ظاہر ہے۔

حدیث اور قصہ افک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا صحیح بخاری و غیرہ کتب

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث میں موجود ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مغیبات کا علم نہ تھا۔ اگر علم تمام مغیبات کا ہوتا تو کس واسطے آپ پریشان ہوتے۔ اور صحابۂ کرام کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فراق میں مشورہ کرتے۔ اور کیوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیماری میں لطف و نرمی نہ فرماتے۔

حدیث اور صحیحین میں مذکور ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ ہو کر ابن صیاد کی باتوں کو سنتے تھے۔ اور ابن صیاد کی والدہ نے جب ابن صیاد کو روک دیا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْتَرَكَتْهُ بَيَّنَ اگر اس کو چھوڑتی تو بیان کر دیتا۔

○ اگر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو کس واسطے پوشیدہ ہو کر ابن صیاد کی باتیں سنتے۔ اور کس واسطے بطور تردد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے: اِنْ يَّكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطْ عَلَيْهِ وَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهٖ

ترجمہ فی الواقع اگر وہ دجال ہے تو تُو اس پر غلبہ نہیں کر سکے گا۔ اور اگر وہ دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں تیرے لیے کوئی بہتری نہیں۔

○ اور اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو ابن صیاد کے بارے میں کیونکر شک کرتے کہ وہ دجال ہے یا نہیں۔

حدیث فِي الْمِشْكٰوةِ عَنْ جَابِرٍ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُشْفِقًا اِنَّهٗ هُوَ الدَّجَّالُ۔

ترجمہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ ڈر رہتا تھا کہ شاید یہ ابن صیاد ہی دجال نہ ہو۔

○ وَ رَوَى الْبُخَارِىُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّهٗ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ قَالَ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَ إِنَّهُ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ وَ لَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِيَ لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا.

ترجمہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازہ پر کسی جھگڑے کو سنا۔ پس آپ ان کی طرف تشریف لے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک بشر ہوں اور تحقیق میرے پاس جھگڑا (فیصلہ کے لیے) آتا ہے۔ اور شاید بعض تمہارا بعض سے بولنے میں زیادہ فصیح ہوتا ہو۔ پس میں اس کو سچا گمان کر کے اس بلیغ شخص کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ پس وہ شخص جس کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے دوسرے مسلمان کے مال میں سے دلوایا ہو تو (اس کے لیے) وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ پس اس کی مرضی ہے کہ لے لیوے اس کو یا چھوڑ دے۔

حدیث وَرَوَى الشَّيْخَانِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَ مَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَ يَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ فَأَقُوْلُ إِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ "إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ" فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ.

ترجمہ تحقیق میں مقتدا ہونے والا ہوں تمہارا اوپر حوض کے جو شخص میرے اوپر گذرے گا اس نے پی لیا۔ اور جس شخص نے پی لیا وہ کبھی ہمیشہ کے لیے پیاسا نہیں ہوگا۔ البتہ وارد ہوں گی میرے اوپر قومیں۔ میں ان کو پہچانوں گا۔ اور وہ مجھے پہچانیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا۔ پس میں کہوں گا کہ وہ میرے ہیں۔ پس مجھے کہا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جائے گا: "تحقیق تو نہیں جانتا کہ انھوں نے تیری وفات کے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں"۔ پس میں کہوں گا: "دور کرو دور کرو اس شخص کو جس نے دین میں تغیر و تبدل کر ڈالا"۔

○ اگر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اشیاء کو جانتے تو کیونکر مرتدین کے حق میں کہتے کہ: اِنَّهُمْ مِنِّيْ (تحقیق وہ میرے ہیں) اور کیونکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا جاتا: اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ (تحقیق تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انھوں نے کیا کیا بدعتیں کی ہیں)

حدیث اور شفاعت کے بارے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارک جو کہ صحیحین میں مروی ہے۔ اس میں مذکور ہے: فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيَاْذَنُ لِيْ وَ يُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهٗ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْاٰنَ۔

ترجمہ پس اذن طلب کروں گا اپنے رب سے۔ پس اذن دے گا اللہ مجھ کو۔ اور الہام کرے گا مجھ کو محامد اور میں حمد کروں گا جو مجھے اب معلوم نہیں۔

○ اگر آپ ہر چیز کو جانتے تو قیامت کے دن محامد کا الہام کس طرح ہوگا۔ اور کیونکر فرماتے: لَا تَحْضُرُنِي الْاٰنَ۔

○ نیز اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مغیبات کو جانتے تو نماز میں کس واسطے سجدۂ سہو کرتے۔ قصۂ سجدۂ سہو کہ جس میں ذوالیدین رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ دلیل واضح ہے اس بات پر کہ ہر چیز کو ہر وقت جاننا صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

○ اسی طرح قصہ موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام کا حجت بینہ ہے۔

○ اور اگر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز ہر وقت جانتے تو وحی نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بات پوچھی جاتی تھی۔ جس کے بارے میں اب تک وحی نہیں ہوئی تھی تو کس واسطے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فرماتے : لَآ اَدْرِیْ (میں نہیں جانتا) چنانچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں بھی ارشاد ہے۔

قال اللہ تعالیٰ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِیْ مَا يُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَیَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔ (۴۶ : ۹)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ فرمادیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ دنیا میں کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ میں تو اس بات کی اتباع کرتا ہوں جس کی مجھے وحی کی جاتی ہے۔ نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا ظاہر۔

قال اللہ تعالیٰ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِيْطًا۔ (۴ : ۱۲۶)

ترجمہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہر شے کا احاطہ کرنے والا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ (۶۵ : ۱۲)

ترجمہ اور تحقیق اللہ تعالیٰ ہی از روئے علم کے ہر شے کا احاطہ کرنے والا ہے۔

○ اور بی بی مریم کے قصہ میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے:

قال اللہ تعالیٰ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ۔ (۳ : ۴۴)

ترجمہ یہ غیب کی خبروں سے ہے جو وحی کیا ہے ہم نے تیری طرف۔ اور نہیں تھا تو نزدیک ان کے جس وقت مریم کی کفالت کے لیے (بطور قرعہ اندازی) قلمیں ڈالتے تھے۔ اور نہیں تھا تو نزدیک ان کے جس وقت کہ وہ جھگڑتے تھے۔

○ اور سورۂ یوسف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قال اللہ تعالیٰ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِيْنَ۔ (۱۲ : ۳)

ترجمہ ہم بیان کرتے ہیں اوپر تیرے اچھا قصوں کا ساتھ اس کے کہ وحی کیا ہے ہم نے۔ طرف تیری اس قرآن کو اور تحقیق تھا تو پہلے اس بیان کرنے کے بے خبروں میں سے۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ مبارک تھا کہ لوگوں کے کسی بات کی دریافت کرنے سے لا أدري فرماتے۔ اور بعض اوقات خاموش رہ جاتے۔ بطور انتظارِ وحی کے۔ دیکھو صحیح بخاری جلد آخر پارہ ۲۹ کہ اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر باب باندھا ہے۔ فرماتے ہیں:

قولہ بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْئَلُ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُوْلُ لَآ أَدْرِيْ وَلَمْ يُجِبْ حَتّٰى يَنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى بِمَآ أَرَاكَ اللّٰهُ۔

ترجمہ باب اس امر کے متعلق کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھی جاتی جس کے متعلق وحی نہیں ہوئی ہوتی۔ تو آپؐ فرماتے لاأدري کہ "میں نہیں جانتا"۔ اور جب تک وحی نازل نہیں ہوتی تھی جواب نہیں دیتے تھے۔ اور اپنی رائے اور قیاس سے کچھ نہ فرماتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرح آپؐ کو سمجھایا ہے اس کے مطابق لوگوں کے باہمی فیصلے چکائیں۔

حدیث وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرُّوْحِ فَسَكَتَ حَتّٰى نَزَلَتْ۔

ترجمہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ آیت نازل ہوئی۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث وَ فِیْ فتح الباری جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَیُّ الْبِقَاعِ خَیْرٌ فَقَالَ لَآ اَدْرِیْ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ لَآ اَدْرِیْ فَقَالَ سَلْ رَبَّكَ۔ (الحدیث) اخرجه ابن حبان و الحاکم نحوہٗ۔

ترجمہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ اور کہا کہ کونسی جگہ اچھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا''۔ پس آیا آنحضرت ﷺ کے پاس جبریلؑ۔ پس اس سے پوچھا۔ جبریلؑ نے عرض کیا: لَآ اَدْرِیْ۔ پس فرمایا حضرتؐ نے کہ: ''پوچھ اپنے رب سے''۔ الخ

ثبوت اقوال مجتہدین سے

○ اور فقہائے کرام نے ایسے شخص کے حق میں کہ معتقد اعتقاد مذکور کا ہو۔ تصریح بہ کفر کی ہے۔ چنانچہ:

① فتاویٰ قاضی خان صفحہ ۸۸۳ فی باب الارتداد میں ہے:

قولہ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَاَۃً بِغَیْرِ شُہُوْدٍ فَقَالَ الرَّجُلُ لِلْمَرْاَۃِ ''خدائے را و پیغمبر را گواہ کردم'' قَالُوْا یَکُوْنُ کُفْرًا۔ لِاَنَّہٗ اعْتَقَدَ اَنَّ الرَّسُوْلَ ﷺ یَعْلَمُ الْغَیْبَ۔ وَ ھُوَ مَا کَانَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ حِیْنَ کَانَ فِی الْاَحْیَاءِ فَکَیْفَ بَعْدَ الْمَوْتِ۔

ترجمہ ایک شخص ہے کہ جس نے نکاح کیا ہے کسی عورت کے ساتھ بغیر گواہوں کے۔ پس کہا اس شخص نے واسطے اس عورت کے کہ: ''میں نے خدا اور پیغمبر کو گواہ کیا ہے''۔ فقہانے کہا ہے کہ ایسا کہنا کفر ہوگا۔ واسطے اس امر کے کہ اس نے اعتقاد کیا ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ غیب جانتے ہیں۔ حالانکہ جب وہ زندگی میں غیب نہیں جانتے تھے تو پھر موت کے بعد کس طرح جانیں گے۔

② وَ رَجُلٌ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ الْمَسْرُوْقَاتِ قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مُحَمَّدُ ابْنُ الْفَضْلِ هٰذَا الْقَائِلُ وَ مَنْ صَدَّقَهُ يَكُوْنُ كَافِرًا قِيْلَ لَهُ فَإِنْ قَالَ هٰذَا الْقَائِلُ اَنَا اُخْبِرُ بِاَخْبَارِ الْجِنِّ اِيَّايَ بِذٰلِكَ قَالَ هُوَ وَ مَنْ صَدَّقَهُ كَافِرٌ بِاللّٰهِ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ فِيْ مَا قَالَ فَقَدْ كَفَرَ بِمَآ اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ لَا الْجِنُّ وَ الْاِنْسُ۔

ترجمہ اور اگر کوئی شخص کہے کہ (میں) مالِ مسروقہ کو جانتا ہوں (کہ وہ کس نے چرایا ہے یا یہ کہ وہ کہاں چھپایا گیا ہے۔) تو شیخ الاسلام محمد بن الفضل نے فرمایا ہے کہ یہ بات کہنے والا شخص اور وہ آدمی جو اس کو سچا جانے دونوں کافر ہیں۔ نیز کہا گیا ہے۔ پس اگر وہ کہنے والا کہے کہ میں اس چوری کی خبر جن کے جتلا دینے سے دیتا ہوں۔ فرمایا ہے کہ وہ شخص اور جس نے اس کی تصدیق کی کافر ہو گیا ساتھ اللہ تعالیٰ کے۔ اس لیے حضرت نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: "جو شخص کہ آیا کسی کاہن کے پاس۔ پس تصدیق کی اس کی جو کچھ کہ کہا اس کاہن نے۔ پس تحقیق کفر کیا اس نے ساتھ اس چیز کے کہ نازل ہوئی محمد ﷺ پر کہ نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ جن اور نہ انسان"۔

(۳) اِمْرَاَةٌ قَالَتْ لِزَوْجِهَا: "تو سرِ خدا دانی" فَقَالَ نَعَمْ۔ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ الْفَضْلِ يَكْفُرُ الرَّجُلُ لِاَنَّ السِّرَّ وَ الْغَيْبَ وَاحِدٌ۔

ترجمہ کسی عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ: "تو خدا کے راز جانتا ہے"۔ پس اس نے کہا کہ ہاں جانتا ہوں۔ شیخ الامام ابوبکر بن الفضل نے فرمایا کہ وہ شخص کافر ہو گیا۔ اس لیے کہ سِرّ اور غیب دونوں ایک ہیں۔

(۴) وَمَنِ ادَّعٰى عِلْمَ الْغَيْبِ كَانَ كَافِرًا۔

ترجمہ اور جس شخص نے دعوے کیا علمِ غیب کا تو وہ کافر ہو گیا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

⑤ وَ عَنْ شداد ابن حکیم اَنَّ امْرَاَتَہٗ بَعَثَتْ اِلٰی زَوْجِہَا السُّحُوْرَ فِیْ رَمَضَانَ عَلٰی یَدَیِ الْجَارِیَۃِ فَاَبْطَأَتِ الْجَارِیَۃُ فِی الرُّجُوْعِ اِلَی الْمَرْاَۃِ فَاتَّہَمَتِ الْمَرْاَۃُ فَقَالَ شَدَّادُ بْنُ حَکِیْمٍ لِامْرَاَتِہٖ اَتَعْلَمِیْنَ الْغَیْبَ فَقَالَتْ نَعَمْ فَکَتَبَ شَدَّادٌ اِلٰی مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَ ہُوَ مِنْ اَصْحَابِ زُفَرَ فَاَجَابَ مُحَمَّدٌ اَنْ جَدِّدِ النِّکَاحَ فَاِنَّہَا کَفَرَتْ۔ انتہٰی

ترجمہ روایت ہے شداد بن حکیم سے کہ تحقیق اس کی عورت نے ماہ رمضان میں سحور کے وقت کا کھانا اپنے خاوند کی طرف لونڈی کے ہاتھ بھیجا۔ لونڈی نے عورت کی طرف واپس ہونے میں دیر کی پس عورت نے تہمت لگائی۔ پس شداد نے کہا ہم نے آپس میں کچھ نہیں کیا۔ پس شداد اور اس کی عورت کے درمیان گفتگو لمبی چھڑ گئی۔ پس شداد بن حکیم نے اپنی عورت سے کہا کیا تو غیب جانتی ہے پس عورت نے کہا ہاں۔ پس شداد نے محمد بن الحسن کی طرف جو کہ امام زفر کے ساتھیوں میں سے تھا لکھا۔ پس امام محمد نے جواب دیا کہ نئے سرے سے نکاح کر۔ پس تحقیق اس نے کفر کیا ہے۔

⑥ وَ فِی العالمگیریۃ صفحہ ۴۱۲ سطر ۲۱ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَاَۃً وَ لَمْ یَحْضُرِ الشُّہُوْدُ قَالَ: "خدائے را و رسول را گواہ کردم" اَوْ قَالَ: "خدائے را و فرشتگان را گواہ کردم" کَفَرَ۔

ترجمہ کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور گواہ حاضر نہیں ہیں۔ کہا کہ خدا اور رسول کو گواہ کیا ہے۔ یا یہ کہا کہ خدا اور فرشتوں کو میں نے گواہ کیا ہے۔ کافر ہو گیا۔

⑦ وَ لَوْ قَالَ "فرشتۂ دست راست را گواہ کردم۔ و فرشتۂ دست چپ را گواہ کردم" لَا یَکْفُرُ۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اور اگر کہا کہ "میں نے دائیں ہاتھ والے فرشتے اور بائیں ہاتھ والے فرشتے کو گواہ کیا ہے" تو کافر نہیں ہوگا۔

⑧ وَ فِیْ شرح الفِقہِ الاَکبَر لِمُلاَّ عَلِیِ القَارِیْ صفحہ ۸۵ سطر ۲۱
ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ الاَنْبِیَاءَ علیہم السلام لَمْ یَعْلَمُوا الْمُغَیَّبَاتِ مِنَ الاَشْیَاءِ اِلاَّ مَاَاعْلَمَهُمُ اللّٰهُ اَحْیَانًا وَ ذَکَرَ الْحَنَفِیَّةُ تَصْرِیْحًا بِالتَّکْفِیْرِ بِاعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَعْلَمُ الْغَیْبَ لِمُعَارَضَتِهٖ:

قرآن الٰہی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ پھر جان لے کہ تحقیق انبیاء علیہم السلام غیب کی چیزوں کو نہیں جانتے تھے۔ مگر وہ کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ بعض اوقات ان کو جتلا دے۔ اگر کوئی ماسوائے اس کے عقیدہ رکھے۔ تو حنفیہ نے صریح طور پر تکفیر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ساتھ اس اعتقاد کے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے خلاف ہے: "یارسول اللہ! آپ فرمادیجیے کہ آسمانوں اور زمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی شخص غیب نہیں جانتا"۔

⑨ وفی الفتاوی البزازیہ علی هامش الفتاوی الهندیہ جلد سادس صفحہ ۳۲۵ سطر اخیر قال "رسول را و فرشتگان را گواہ کردہ ام" یَکْفُرُ۔ لِاَنَّهٗ اعْتَقَدَ اَنَّ الرَّسُوْلَ وَ الْمَلَكَ یَعْلَمَانِ الْغَیْبَ بِخِلَافِ قَوْلِهٖ۔ "میں نے فرشتوں کو گواہ کیا ہے" تو کافر ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اس نے اعتقاد کیا کہ رسول اور فرشتے غیب جانتے ہیں۔ بخلاف قول اس شخص کے جو کہے کہ: میں نے دائیں اور بائیں ہاتھ والے فرشتوں کو گواہ کیا ہے۔ اس بات کے کہنے سے کافر نہیں ہوتا۔

⑩ و فی الجواهر الاخلاطیة اِنْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ علیہ السلام یَعْلَمُ الْغَیْبَ یَکْفُرُ فَمَا ظَنُّكَ فِیْ غَیْرِهٖ۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ: اگر اس شخص نے گمان کیا کہ تحقیق نبی علیہ السلام غیب جانتے ہیں۔ کافر ہو گیا۔ پس کیا گمان ہے تیرا کسی غیر کے حق میں۔

⑪ وفی المسامرۃ صفحہ ۱۹۹ لَا یَعْلَمُ النَّبِیُّ مِنَ الْمُغَیَّبَاتِ إِلَّا مَا أَعْلَمَهُ اللّٰهُ أَحْیَانًا وَ ذَكَرَ الْحَنَفِیَّةُ تَصْرِیحًا بِالتَّكْفِیرِ بِاعْتِقَادِ أَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَعْلَمُ الْغَیْبَ لِمُعَارَضَتِهٖ :

قول اللہ: قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔

ترجمہ: اور مسامرہ میں ہے کہ نہیں جانتے نبی علیہ السلام مُغیبات سے مگر وہ کہ جتلا دے ان کو اللہ تعالیٰ کبھی کبھی۔ اور حنفیہ نے صریحا تکفیر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ساتھ اس اعتقاد کے کہ تحقیق نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے۔ بسبب خلاف قول باری تعالیٰ کے۔ قل لا یعلم من فی السموت (الآیۃ)

⑫ و فی الشامی صفحہ ۳۰۲۔ دعوی علم الغیب مُعَارَضَةٌ لِنَصِّ الْقُرْآنِ فَیَكْفُرُ بِهَا۔

ترجمہ: دعویٰ علمِ غیب کا نصِ قرآن کے خلاف ہے۔ پس کافر ہو جاتا ہے۔ ساتھ اس دعویٰ کے۔

⑬ و فی فتاوٰی مولوی عبد الحی صاحب جلد اول صفحہ ۲۷ و ۳۳

استفتاء: ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ دریں مسئلہ کہ عادت عوام ایں دیار است کہ در مصیبت و حاجت از دور و قریب انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام را بالطریق استمداد میخوانند۔ و اعتقاد میدارند کہ ایشاں حاضر و ناظر اند در ہمہ حال و ہر وقت۔ ما مردم ایشاں را میخوانیم مطلع گشتہ در انجام مقاصد مدد میکنند۔ ایں صورت جائز است یا نہ۔ بینوا توجروا۔

جواب: ہو الموفق للصواب۔ صورت مذکورہ حرام بلکہ شرک صریح است چہ ایں صورت متضمن اعتقاد علم غیب است برائے غیر او تعالیٰ و اعتقاد مذکور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

شرک صریح است۔ بیانش آنکہ شرک در شرع عبارت است از شریک گردانیدن غیر او تعالیٰ را در ذات یا صفات مختصہ یا عبادت باو عزوجل و علم غیب از صفات مختصہ بوے سبحانہ و تعالیٰ است کما ہو مصرح فی کتب العقائد و نیز دریں فتاوی در موضع دیگر است۔

استفتاء ما قولکم فی ھذہ المسئلۃ : اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت "غوثِ اعظم" کو یہ قوت حاصل ہے کہ جس مقام سے کوئی ان کو پکارے اس کی ندا کو سنتے ہیں۔ اور اس کے حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو موافق قواعد شرعیہ کے یہ عقیدہ کیسا ہے۔

جواب یہ عقیدہ خلاف عقائد اہل اسلام بلکہ مجر الی الشرک ہے۔ ہر شخص کی ندا کو ہر جگہ سے ہر وقت سُننا خاص ہے پروردگارِ عالم کے ساتھ۔ کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں۔

⑭ و فی الفتاوی الرشیدیۃ الگنگوہیۃ صفحہ ۱۲ پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپؐ کو علمِ غیب تھا صریح شرک ہے۔

⑮ و فی البحر الرائق صفحہ ۱۳۴ قَالَ عُلَمَاءُ نَا مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَایِخِ حَاضِرَۃٌ تَعْلَمُ یَکْفُرُ۔

⑯ اور اسی طرح بزازیہ صفحہ ۳۲۶ سطر ۹ میں ہے۔

⑰ وفی الخازن صفحہ ۲۳۳ فی اٰخر تفسیر سورۃ لقمان قال ابن عباس رضی اللہ عنہ ھٰذِہٖ الْخَمْسَۃُ لَا یَعْلَمُھَا مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ فَمَنِ ادَّعٰی اَنَّہٗ یَعْلَمُ شَیْئًا مِنْ ھٰذِہٖ فَاِنَّہٗ کَفَرَ بِالْقُرْاٰنِ لِاَنَّہٗ خَالَفَہٗ۔

ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ پانچ چیزیں نہیں جانتا ان کو کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی مرسل۔ پس جس شخص نے دعویٰ کیا کہ ان

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

میں سے کسی شئے کو کوئی جانتا ہے۔ پس تحقیق اس نے کفر کیا۔ ساتھ قرآن کے اس واسطے کہ مخالف ہے اس کے۔

(۱۸) علم غیب خاصۂ واجب است درمیان واجب و ممکن فرق ضروری است۔ برتقدیر علم غیب حاجت وحی غیب نماند۔ برایشاں انکار وحی لازم خواہد شد۔ المجیب نصیر الدین سکنہ غور غشتی

(۱۹) فقد اصاب من اجاب فقیر سعد اللہ الجلالوی بقلمہ

(۲۰) العبد عبد الرحمٰن حمیدی

(۲۱) جواب نہایت صحیح ہے۔ اور درست ہے۔ فما ذا بعد الحق الا الضلال
خادم العلماء محمد رمضان عفی عنہ از چاپری والا

(۲۲) المجیب مصیب محمد قطب الدین غور غشتی۔

(۲۳) العبد مولوی عبد الکریم الجلالوی عفی عنہ

(۲۴) للہ در المجیب کیف استقصی الکلام و کشف المرام فجوابہ حسن صواب لا ریب و ارتیاب۔
خویدم العلماء افقر خادم العلماء غلام سید رسول کامل پوری

(۲۵) علم غیب اور علم جمیع کائنات خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو جو کچھ اللہ تعالیٰ جتلا دیتا ہے۔ وہی جانتے ہیں۔
احمد بخش عفی عنہ ساکن قریہ گدائی

(۲۶) اصاب من اجاب العبد قدوی عبد اللہ جان جلالوی عفی عنہ بقلم خود

(۲۷) المجیب مصیب احقر محمد یوسف جلالوی

(۲۸) جملہ مغیبات پر علم خاصہ الرب الودود علام الغیوب کا ہے۔ البتہ بعض امور مخفیہ کا بالواسطہ علم کسی انسان کو ہو تو وہ درحقیقت غیب نہیں ہے۔ العبد خادم العلماء فقیر عبد الحق غور غشتی۔

(۲۹) البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے : فی الخانیۃ و الخلاصۃ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

لَوْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لَا يَنْعَقِدُ وَ يَكْفُرُ لِاعْتِقَادِهٖ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ انتهٰى۔

(۳۰) وَ فِي الْبِيْرِيْ حَاشِيَةِ الْاَشْبَاهِ فِي الْوَلْوَالِجِيَّةِ وَ غَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ الْمَذْهَبِ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَاءَةً وَلَمْ يَحْضُرْ شَاهِدٌ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ يَكْفُرُ لِاَنَّهٗ يَعْتَقِدُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِذْ لَا شَهَادَةَ لِمَنْ لَا عِلْمَ لَهٗ بِهٖ وَ مَنِ اعْتَقَدَ هٰذَا كَفَرَ وَ بِهٖ قَالَ الشَّيْخُ ابو القاسم الصفار۔ انتهٰى۔

ترجمہ اگر نکاح کیا اللہ اور اس کے رسول کی گواہی کے ساتھ۔ نکاح بھی نہ ہوگا۔ اور کافر بھی ہوجائے گا۔ اس اعتقاد پر کہ تحقیق نبی ﷺ غیب جانتے ہیں۔ انتہیٰ۔ اور بیری اور ولوالجیہ وغیرہ کتبِ مذہب میں ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اللہ اور اس کے رسول کی گواہی کے ساتھ تو وہ کافر ہوجائے گا۔ اس لیے کہ وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ غیب جانتے ہیں۔ کیونکہ اس شخص کی گواہی نہیں ہے جس کو اس کا علم نہ ہو۔ اور جس نے یہ اعتقاد کیا کافر ہوگیا۔

اقوالِ اولیائے کرام

(۱) و در ملفوظات حاجی دوست محمد قندھاری رحمہ اللہ تعالیٰ مذکور است کہ

نص الفاظ اولیاء را علم غیب نباشد۔ مگر آنچہ از مغیبات بطریقِ خرق یا بالہام آنہارا خدا تعالیٰ علم دہد۔ علمِ غیب اولیاء را گفتن کفر است۔ انتہیٰ کلامہٗ۔

ترجمہ اولیاء کو علمِ غیب نہیں ہوتا۔ مگر جو کچھ مُغیبات سے بطریقِ خرق یا بالطریق الہام ان کو خدا تعالیٰ علم دیوے۔ اولیاء کو علمِ غیب کہنا کفر ہے۔

(۲) و در مکتوبات معصومیہ رحمہ اللہ تعالیٰ جلد ثالث۔ مکتوب نوزدہم

نص الفاظ ہر گاہ بسید انبیاء علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوٰت حکم است:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

قُلْ لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ

بدیگراں چہ رسد۔

ترجمہ مکتوبات معصومیہؒ جلد ثالث مکتوب ۱۹ میں ہے کہ جس وقت سید عالم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ فرمادیجئے: لو کنت اعلم الغیب تو دوسروں کو کیا حق پہنچتا ہے۔

۳ در مکتوبات امام ربانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس در مکتوب صد و ہفتم

قولہ عوام دریں ضلالت فرو نشستہ اند و خیال کردہ اند کہ ولی را میباید کہ اکثر اشیاء بروے منکشف شود۔ و هو كما ترى من الظنون الفاسدة إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ۔ انتہی۔ (باختصار)

ترجمہ مکتوب نمبر ۱۰۷ میں ہے کہ عام لوگ اس گمراہی میں سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ اور خیال کیا ہوا ہے۔ کہ ولی کو چاہیے کہ اکثر اشیاء اس پر ظاہر ہو جائیں۔ یہ گمان فاسد اور بے ہودہ میں سے ہے۔ اور تحقیق بعض گمانوں کا گناہ ہے۔ انتہیٰ (اختصار کے ساتھ)

۴ وفی غنیۃ الطالبین مطبوعہ مصر صفحہ ۶۱ - - - - - - - - -

قولہ و الذى اتَّفَقَتْ عَلَيْهِ طَوَائِفُ الرَّافِضَةِ أَنَّ الْإِمَامَ يَعْلَمُ كُلَّ شَيْءٍ مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ .... إِلَى قَوْلِهِ لَعْنَتُ اللهِ عَلَيْهِمْ جَحَدُوْا التَّنْزِيْلَ۔ انتهى۔ (باختصار)

ترجمہ رافضیوں کے گروہ نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ تحقیق امام جانتا ہے ہر شئے کو جو ہو چکی ہے۔ اور جو آگے ہونے والی ہے (تاقول) لعنت ہو اللہ تعالیٰ کی ان پر۔ انکار کیا ہے انھوں نے قرآن کا۔ انتہیٰ۔ (اختصار کے ساتھ)

۵ و فی غنیۃ الطالبین صفحہ ۳۴

قولہ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا أَتَانِي جِبْرِيْلُ إِلَّا عَرَفْتُهُ إِلَّا فِي

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

صُوْرَتِهٖ هٰذَا وَ قَالَ (اَیِ الرَّاوِیْ عُمَرُ) لَا یَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ۔

ترجمہ فرمایا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کبھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں۔ میں نے ہمیشہ اس کو پہچانا ہے۔ مگر اس صورت میں میں نے نہیں پہچانا کہا حضرت عمرؓ نے کہ ہم صحابہ میں سے بھی اس کو کوئی شخص نہیں پہچانتا۔

فائدہ کوئی چیز بغیر شرط کے صحیح نہیں ہوتی۔ جیسے نماز بغیر وضو کے اور نکاح بغیر عدت گزرنے کے۔ اور دیگر اُمورِ شرعیہ کے لیے مختلف شرائط ہیں۔ اسی طرح تمام اعمالِ صالحہ کے لیے بھی ایک شرط ضروری ہے۔ جس کے بغیر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سب لغو اور مردود ہیں۔

قولہ تعالیٰ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔

ترجمہ پس نہیں قائم کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن ترازو۔ کیونکہ:

قولہ تعالیٰ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

ترجمہ ان کے عمل ضائع و برباد ہیں۔

تشریح ترازو تو تب قائم کی جاتی ہے کہ ایک پلے میں نیکیاں ہوں۔ اور دوسرے میں بدیاں۔ جب نیکیاں کافور ہو چکی ہوں۔ اور سب بدیاں ہی بدیاں باقی ہوں۔ تو پھر ترازو کی ضرورت ہی کیا رہی۔

قولہ تعالیٰ وَ قَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا

ترجمہ اور متوجہ ہوئے ہم طرف اس کے جو عمل کیا انھوں نے عمل سے پس کیا ہم نے اس عمل کو خاکستر پراگندہ۔ ہوا میں اُڑنے والا (یعنے حبط کیا ہم نے)۔

○ اور وہ شرط جس کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں۔ وہ ایمان ہے۔ کیونکہ:

قولہ تعالیٰ مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ۔

ترجمہ وہ شخص کہ عمل کرتا ہے نیکیوں سے اور شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن کریم: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ (۱۶ : ۹۷۔ ۴۰ : ۴۰)

ترجمہ: وہ شخص جو عمل کرے نیک مرد اور عورت سے اور شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو۔

○ جیسے اور اعمال صالحہ کے لیے ایمان کا ہونا شرط ہے۔ ویسے ایمان کے لیے بھی شرائط ہیں۔ بغیر شرائط کے ایمان درست نہیں۔ اور ایمان کی دوسری شرط ہے کہ علم غیب خاصہ اللہ تعالٰی کا ہے۔ یہ مسئلہ کلام فقہاء میں مذکور ہے۔ قرآن شریف سورہ بقرہ سے تا آخر حوامیم تک ہر سورۃ میں مذکور ہے۔

قرآن کریم: لَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ۔ وغیرذلك

○ اب علم غیب کا سمجھنا ضروری ہے۔ وہ یہ کہ "غالب علی الغیب" کوئی نہیں۔ یعنی اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالٰی کے علاوہ کوئی شخص ہر چیز جانتا ہے، تو وہ کافر ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ جس وقت چاہے ضرور جان لیتا ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ اگر حق تعالٰی کسی وقت جتادے۔ تو جتلادیتا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ ؎

لیک ایں در اختیارِ عبد نیست
بندہ را جہدے بجز در کسب نیست

قرآن کریم: لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا ....

ترجمہ: غالب نمیکند بر غیب خویش ہیچکس را............ لیکن اپنے رسولوں کے لیے فرشتے مقرر کیے ہیں وحی پہنچانے کے لیے۔ اور شیاطین کو دفع کرنے کے لیے۔

○ یاد رہے کہ ہر چیز کے بارے میں وحی نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض چیزوں کے بارے میں وحی ہوتی ہے جو اللہ تعالٰی چاہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ إِن يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○

ترجمہ نہیں ہے مجھے کچھ علم ساتھ اس جماعت بلند قدر فرشتوں والی کے۔ جب جھگڑتے تھے آپس میں (بطور جواب سوال کے) نہیں وحی بھیجی جاتی میری طرف۔ مگر واسطے اس امر کے کہ میں ڈرانے والا ہوں ظاہر (یعنے ہر ایک بات کے متعلق مجھے وحی نہیں ہوتی)

مولوی حسین علی عفی عنہ ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی

○ المجیب مُصیب۔ بلاشک و شبہ علم الغیب خاص بخدا تعالیٰ ہے۔ اور جو تعلیم الغیب جس قدر خدا تعالیٰ جس برگزیدہ بندہ کو عطا فرمادے قادر ہے۔ اور لیس کمثلہ شیٔ نص محکم ہے۔ پس مجیب مُصیب ہے اور مخالف مُبطِل و گمراہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر احمد عفی عنہ بقلمہ من جامع ڈیرہ اسمٰعیل خان

بغداد شریف والے پیر صاحب کا فتویٰ درباره علم غیب مع تشریح

○ حضرت پیرانِ پیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب غُنیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ: "رافضیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ امام سب کچھ جانتے ہیں۔ جو گزر چکی ہے یا آنے والی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو لعنت کرے۔ یہ تو قرآن شریف کے منکر ہوگئے"۔

تشریح حضرت پیر صاحب کے کلام کی تشریح یہ تھی کہ قرآن شریف میں ہے:

قرآن پاک قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ

حاصل اس کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اپنے محبوب کو کہ: آپ پر فرض ہے کہ لوگوں سے فرمادیں کہ غیب کو نہیں جانتے وہ لوگ کہ آسمان میں ہیں یعنی جبریل اور دوسرے فرشتے۔ اور نہ وہ لوگ کہ زمین میں ہیں یعنی پیغمبر وغیرہ مگر ایک حق تعالیٰ ہر شئے کا جاننے والا ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

غیب کا معنی

اب غیب کا معنی سمجھنا چاہیے۔ ہزاروں خبریں غیب کی حق تعالیٰ بذریعہ وحی و کشف کے اپنے بندوں کو جتا دیتا ہے۔ لیکن تمام غیبی باتیں جان لینا یا یہ کہ کسی کو قدرت ہو جو چاہے جان لے۔ یہ حق تعالیٰ نے کسی کو نہیں دی۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

فرمانِ الٰہی وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ

ترجمہ اس (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی۔ نہیں جانتا ان کو مگر وہی۔

تشریح یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتا دی ہیں۔ جیسے آنکھ دیکھنے کو، کان سننے کو، ناک سونگھنے کو، زبان چکھنے کو، ہاتھ ٹٹولنے کو، عقل سمجھنے کو، اور وہ راہیں ان کے اختیار میں کر دی ہیں۔ کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں۔ جیسے جب کچھ دیکھنے کو جی چاہا تو آنکھ کھول دی، نہ چاہا تو بند کرلی۔ جس چیز کا مزہ دریافت کرنے کا ارادہ ہو، منہ میں ڈال لیا نہ ارادہ ہو نہ ڈالا۔ گویا ان چیزوں کے دریافت کرنے کو کنجیاں ان کو دی ہیں۔ جیسے جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے۔ اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اختیار دے دیا ہے۔ جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں۔ سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیں کرلیں، یہ کسی نبی اور ولی کو جن اور فرشتے کو پیر اور شہید کو امام اور امام زادے کو بھوت اور پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں۔ بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادے سے کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے۔ سو یہ اپنے ارادے کے موافق، نہ کہ ان

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کی خواہش پر۔ چنانچہ:

○ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ بعضی بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ معلوم نہ ہوئی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتادی۔

○ فتاویٰ رشیدیہ جلد ثالث ص ۷ میں ہے:

استفتاء بعض لوگ انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب ماسوائے اللہ تعالیٰ کے اس آیۃ سے جو سورۃ قُلْ أُوْحِیَ میں ہے: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الاٰیۃ) ثابت کرتے ہیں۔ اور دلیل اس آیۃ کو گردانتے ہیں۔

○ مسلمانوں کو ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے یا نہیں۔

○ اور معتقد (یہ عقیدہ رکھنے والا) کافر ہوگا یا نہیں۔

○ "یارسول اللہ" دور سے پکارنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب علم الغیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "حق تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب کا ہے کہ کوئی نہیں جانتا اس کو سوائے اس کے"۔ پس اثبات علم الغیب غیر حق تعالیٰ کے لیے شرک صریح ہے۔ مگر ہاں جو بات کہ حق تعالیٰ اپنے کسی مقبول کو بذریعہ وحی یا کشف بتادیوے وہ اس کو معلوم ہوجاتا ہے۔ اور پھر وہ مقبول کسی کو خبر دیوے تو اس کو بھی معلوم ہوجاتا ہے۔ جیسا علم جنت اور دوزخ وغیرہ کا حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بتلادیا۔ اور پھر انھوں نے امت کو خبر دی۔ چنانچہ سورۃ جن کی اس آیت سے معلوم ہوا۔

حاصل اس آیت کا یہ ہوا کہ جس امر غیب کی خبر حق تعالیٰ اپنے مقبول کو

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

دیوے تو اس کی خبر اس کو ہوجاتی ہے۔ نہ یہ کہ تمام مُغیبات حق تعالیٰ کے نبی کو کشف ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ:

- اگر اس کے یہ معنے ہوں کہ تمام علمِ غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوجاتا ہے تو دوسری آیت صاف اس کے خلاف کہہ رہی ہے:

قرآن قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ

ترجمہ فرما دیجیے کہ میں نہیں مالک اپنے نفس کے واسطے کسی نفع اور کسی ضرر کا۔ مگر جو خدا تعالیٰ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا، اور مجھے کوئی تکلیف پہنچتی۔

- پس صاف روشن ہوگیا کہ مُغیبات آپؐ کو معلوم نہیں۔ اپنا نفع اور ضرر بھی آپؐ کے اختیار میں نہیں۔ تو یہ عقیدہ (جو سوال میں درج ہے) البتہ خلاف نص قرآن کے شرک ہوا۔

- نیز دوسری آیت میں موجود ہے:

قرآن لَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَ لَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ

ترجمہ میں نہیں جانتا کہ (اس دنیا میں) کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ بجز اس چیز کے کہ میری طرف وحی کیا گیا۔

- پس جب صاف ظاہر ہوگیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز بجز اس چیز کے کہ آپؐ کی طرف وحی کیا گیا علمِ غیب نہیں مگر جس قدر اطلاع دی جائے۔ اور اس پر بہت آیات اور احادیث شاہد ہیں۔ تو خلاف اس کے عقیدہ رکھنا کہ انبیاء کرام علیہم السلام سب غیب جانتے ہیں شرک قبیح جلی ہوگا۔ معاذ اللہ۔ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو عقیدہ فاسدہ سے نجات دیوے۔ آمین۔ پس ایسے عقیدے والا مشرک ہوا۔ اور جب انبیاء کرام علیہم السلام کو علمِ غیب نہیں تو "یا رسول اللہ" کہنا بھی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ناجائز ہوگا۔

- اگر یہ عقیدہ رکھ کر کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔ اور اگر یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں۔ مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے۔
کتبہ الراجی ربہ رشید احمد گنگوہی
- الاجوبۃ صحیحۃ محمد محمود عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند
- الاجوبۃ کلہا صحیحۃ ابو المکارم محمد اسحٰق فرخ آبادی عفی عنہ
- المجوب صحیح اصاب المجیب عزیز الرحمن مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند
- اصاب من اجاب محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ
- ناظر حسن دیوبندی
- بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند
- الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور
- ھذا ھو الحق و ماذا بعد الحق الا الضلال احمد حسن الحسینی الامروہی غفرلہ
- الجواب صحیح خاکسار سراج احمد عفی عنہ میرٹھ
- الجواب صواب عبد المؤمن مدرس مدرسہ میرٹھ
- علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔
کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
- فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۳۲ میں ہے:

استفتاء کیا فرماتے ہیں علماء محققین احناف رحمہم اللہ تعالیٰ مسئلہ ہذا میں کہ زید کہتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کل علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا تھا۔ اور اب بھی آپؐ مخلوق کے ہر ایک حال ظاہر و باطن، خیر و شر سے بخوبی واقف ہیں۔ یہاں تک کہ مچھر کے پر ہلانے کا بھی آپؐ کو علم ہوجاتا ہے۔ اور ہر ایک

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کی آواز خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، خود سُن لیتے ہیں۔ پس یہ عقیدہ کیسا ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مذہب احناف اور کتب معتبرہ حنفیہ کی رو سے مسلمان رہا یا کافر مشرک ہو گیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب جو شخص رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے، سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔

- صاحب بحر الرائق کتاب النکاح میں صاف تحریر فرماتے ہیں کہ جو کوئی نکاح کے شاہدین اللہ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کرے اور اعتقاد یہ کرے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے۔ اور مشرک تو اس کو کہتے ہیں کہ کسی مخلوق کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کسی وصفِ ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے یا عبادت کے شریک کرے۔ اس واسطے کہ اشراک فی الذات یعنی تعدد الٰہ (یعنی خالق) کا قائل تو بہت ہی کم ہوا ہو گا۔
- شامی نے رد المحتار کے کتاب الارتداد میں صاف طور سے ایسا عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر کی ہے۔
- اور یہ جو کہتے ہیں کہ علمِ غیب بجمیع اشیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے، محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔
- رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محشر میں بھی بعض لوگوں کے قائل سقائے بارِ کوثر ہونے کا احتمال، اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو گا۔

حدیث انك لا تدری ما احدثوا بعدك ۔ الحدیث ۔ از صحیح البخاری

- الاجوبۃ صحیحۃ ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ عالیہ دیوبند
- الاجوبۃ صحیحۃ محمد یعقوب عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند
- الاجوبۃ صحیحۃ احمد ہزاروی عفی عنہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ الاجوبۃ کلہا صحیحۃ عزیز الرحمٰن دیوبندی کان اللہ لہٗ

○ الاجوبۃ صحیحۃ عبد اللہ انصاری عفی عنہ

○ الاجوبۃ صحیحۃ محمد محمود عفی عنہ

مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

○ الاجوبۃ کلہا صحیحۃ ابو المکارم محمد اسحاق فرخ آبادی عفی عنہ

○ ترجمہ عبارت **سید انور شاہ** صاحب کشمیری مدرس دار العلوم دیوبند محدث مشہور: "بڑا تعجب ہے اس شخص سے جو زمرۂ علماء میں ہو ایسے شخص کی تکفیر میں تردد کرے اور قطعاً اس کو کافر نہ کہے۔ بھلا کوئی عالم کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خدا کے بتلانے سے بھی بعض چیزوں کی خبر نہ ہو، ہرگز نہیں۔ بڑا فتور تو وہ شخص برپا کر رہا ہے جو ہر جگہ یہ کہتا پھرتا ہے کہ آپ کو جمیع اشیاء کا علم دیدیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ صریحاً شرک ہے اور تمام فقہاء متفق اللفظ ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں۔ یہ شخص کس دلیل سے حجت پکڑتا ہے۔ حالانکہ یہ تمام احادیث کے مخالف ہے۔

بحوالہ تذکیر الاخوان ص ۲۵۵

○ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱۳ میں ہے:

سوال جو شخص رسول اللہ ﷺ کو غیب داں جانے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ۔

الجواب از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ: جو شخص رسول اللہ ﷺ کو علم غیب جو خاصہ حق تعالیٰ کا ہے، ثابت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز نادرست ہے، لانہ کفر، فلا یصح الاقتداء بہ اصلاً، کذا فی الدر المختار۔

○ مجموعہ فتاویٰ مولوی عبد الحی صاحب ج ا میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

سوال آپ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے، اس مسئلہ میں آپ کا قول کیا ہے کہ اس ملک کے لوگ مصیبت اور حاجت کے وقت انبیاء علیہم السلام یا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اولیاء کرام کو دور سے بطور استمداد کے پکارتے ہیں' اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ لوگ حاضر و ناظر ہیں اور ہر حال اور ہر وقت جب ہم پکارتے ہیں خبردار ہوتے ہیں۔ اس صورت سے کہنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب صورت مذکورہ حرام' بلکہ صاف شرک ہے۔ کیونکہ یہ صورت اعتقادِ علمِ غیب کو شامل ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور غیر کے لیے علمِ غیب کا اعتقاد رکھنا کھلم کھلا شرک ہے۔ جس کا خلاصہ بیان یہ ہے کہ شرع میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفاتِ مختصہ اور عبادت میں کسی غیر کو شریک کرنا شرک ہے۔ اور علمِ غیب بھی اللہ تعالیٰ کی صفاتِ مختصہ میں سے ہے۔ جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں بالتصریح موجود ہے۔ اختصاراً ملا علی قاریؒ کی عبارت لکھی جاتی ہے' جو شرح فقہ اکبر میں ہے۔

ترجمہ علمِ غیب ایک ایسی بات ہے جس کا سزاوار صرف اللہ تعالیٰ ہے' غیر کو اس میں کچھ دخل نہیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو نبی یا ولی کو معجزہ اور کرامت کے طور پر غیب پر خبردار کردے۔ یا کسی علامت کے ساتھ غیب پر مطلع فرمادے۔ اسی طرح بغیر علامتِ ظاہری کے کوئی شخص پانی برسنے کی خبر دے تو کفر ہے اور حنفیہ نے اس کو بھی کافر بتایا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی کا قائل ہو۔ کیونکہ آپؐ کی غیب دانی اس آیتِ قرآنی کے مخالف واقع ہوگی۔

قال تعالیٰ "اے نبی! آپؐ فرمادیں کہ آسمان اور زمین کی غیبی باتوں کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا"۔

○ واقع میں یہ اعتقاد کہ انبیاء اور اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر ہیں اور ہر حال میں دور سے ہماری پکار سنتے ہیں' شرک ہے۔ کیونکہ یہ صفات حق جل جلالہٗ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

○ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: اگر کسی نے بغیر شواہد کے نکاح کیا اور یہ کہا کہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

میں نے خدا اور رسول اور فرشتوں کو گواہ کیا تو یہ کفر ہے۔ کیونکہ اس میں رسول اور فرشتے کی غیب دانی کا اعتقاد پایا جاتا ہے۔

○ (دستخط) العبد مولوی امان اللہ خان ملتانی

○ (دستخط) حافظ محمد ابراہیم سجادہ نشین موسیٰ زئی نقل از اشتہار ملتانی

○ اور ہمارے علماء اس بات کے بھی قائل ہیں کہ مشایخ کی ارواح کو حاضر جاننا کفر ہے۔ انتہیٰ

مسلمانو! حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قولہ: من یعتقد ان محمدا ﷺ یعلم الغیب فھو کافر، لان علم الغیب صفۃ مختصۃ باللہ سبحانہٗ۔ مرأۃ الحقیقۃ ص ۱۸ سطر ۷ مطبوعہ مصر۔

ترجمہ: جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ نبی ﷺ غیب جانتے ہیں، وہ شخص کافر ہے۔ کیونکہ غیب دانی اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفتوں سے ایک خاص صفت ہے۔ نقل از کتاب تنزیہ الرحمٰن مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۔

○ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۵ میں ہے:

○ ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرکِ حقیقی جب ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد کرے کہ جن کو پکارتا ہوں وہ سُن رہے ہیں۔ اور جس جگہ مقصود سنانا نہیں ہوتا اور نہ یہ عقیدہ ہوتا ہے، وہاں شرک نہیں ہوتا۔

سوال: یہ مسئلہ کس کس کتاب میں ہے۔

الجواب: (یہ مسئلہ بہت سی کتب میں مذکور ہے۔ مثلاً:)

① بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۶

② عینی بخاری (عمدۃ القاری) ج ۱۱ ص ۵۲۰

③ فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۸ و ج ۸ ص ۳۹۵ و ج ۱ ص ۱۱۵

④ مسامرہ ص ۹۷ مطبوعہ انصاری دہلی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

⑤ فتاویٰ مولوی عبدالحی ج ۲ ص ۳۹۰
⑥ خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۴
⑦ فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ نولکشور ج ۱ ص ۴۱۲
⑧ فتاویٰ قاضی خان ج ۴ ص ۱۶۸ مطبوعہ مطبع مصطفائی
⑨ شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶
⑩ خازن فی آخر سورۃ لقمان ص ۴۴۳
⑫ ردالمختار ج ۳ ص ۳۰۶ و ۲۹۷
⑬ تجنیس لصاحب الہدایہ کذا فی الفصول العمادیہ ص ۶۳
⑭ مختار الفتاویٰ لو تزوج امرأة بشهادة الله و رسوله لا ينعقد النكاح و يكفر لاعتقاده ان النبی ﷺ يعلم الغيب
⑮ جواہر اخلاط میں ہے: إن زعم ان النبی ﷺ يعلم الغيب يكفر فما ظنك بغيره
⑯ (تفسیر) فتح العزیز ص ۱۳۰
⑰ فتاویٰ بزازیہ ص ۳۲۵
⑱ فتاویٰ عبدالحی ج ۱ ص ۲۷ و فی ص ۵۰۵ و در جلد دوم ص ۳۴ و فی المجلد الثالث ص ۵
⑲ بیری حاشیہ اشباہ

ان سب کتابوں میں حکم کفر لکھا ہے۔ سہ (تینوں) اماموں کی طرف سے۔

⑳ قرآن شریف کی پچاس (۵۰) سورتوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔
㉑ اور ایک ہزار احادیث بخاری شریف میں اس پر شاہد ہیں کہ کسی کو دور سے (بغیر آلات کے) پکارنا' اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی ہے' شرک ہے۔
㉒ تعلیم الدین ص ۱۶۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

④ مولانا اشرف علی صاحب (تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے بہشتی زیور ص ۳۷ میں لکھا ہے: کسی کو (بغیر آلات کے) دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے شرک و کفر ہے۔

④ حضرت پیر صاحب کی غُنیہ ص ۶۱

④ فتویٰ امام جعفر صادق۔ تذنیب تقریب ص ۵۴

④ مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ج ۱ مکتوب ۱۰۷

④ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصومؒ ج ۲ مکتوب نوازدہم (۱۹)

④ ملفوظات حضرت مولانا حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ موسیٰ زئی شریف

④ ارشاد الطالبین مصنفہ قاضی ثناء اللہ (پانی پتیؒ) میں ہے: "یا شیخ عبد القادر و یا خواجہ شمس الدین پانی پتی چنانچہ عوام می گویند شرک و کفر است"۔

⑩ فتویٰ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیم (دارالعلوم) دیوبند بحوالہ پرچہ اخبار امرتسر ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۷ء: "ان عقائد باطلہ پر مطلع ہوکر انھیں کافر، مرتد، ملعون، جہنمی نہ کہنے والا بھی ویسا ہی مرتد و کافر ہے۔ پھر اس کو جو ایسا نہ سمجھے وہ بھی ایسا ہی ہے"۔

⑪ کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی

⑫ کوکب الیمانین علی الجعلان و الخراطین

⑬ توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد

⑭ کالا کافر

○ ان کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقائد والے "کالے کافر" ہیں۔ ان کا نکاح کوئی نہیں۔ سب زانی ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمدٍ و الہ و اصحابہ اجمعین

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

غیر اللہ کو عالم الغیب سمجھنے کی خرابیاں

○ اللہ تعالیٰ کی غیب دانی یعنی عالم الغیب ہونے کی صفتِ مختصہ غیر اللہ میں تسلیم کرنے سے بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں اور ہر ذی عقل مسلمان خصوصاً اہل السنۃ و الجماعۃ اس سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے بیشمار ضروریاتِ دین کا انکار لازم آتا ہے۔ اور ضروریاتِ دین کے مسائل میں سے ایک مسئلہ کے انکار کرنے سے بھی انسان کافر و مرتد ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء ربانیین نے اس مسئلہ کو بھی ضروریاتِ دین میں شمار فرمایا ہے۔

○ لیکن آج کل کے بعض نام نہاد مصلحین کہتے ہیں کہ ایسے عقائد سے کسی کو سختی کے ساتھ منع کرنے سے فرقہ وارانہ انتشار پیدا ہوتا ہے اس لیے ایسے مسائل بیان کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس دور میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی دعویدار اس قوم کو کفر و شرک کی اس اندھیری وادی میں تیزی کے ساتھ گرتے ہوئے دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے' جس کی آخری منزل ابدی جہنم ہے۔

○ اس لیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کے دعویدار "رسمی مسلمانوں" سے ہمدردی کے طور پر اس عقیدۂ بد کی کچھ خرابیوں کا بیان اس امید پر ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید ان خرابیوں کو دیکھ کر لوگوں میں آخرت کے دائمی عذاب سے بچنے کی فکر پیدا ہوجائے۔ اور وہ ایسے عقائدِ بد سے توبہ کرکے صحیح معنوں میں جنت کے وارث ہوجائیں۔ اگر کوئی شخص ہماری اس ہمدردانہ کاوش کو فرقہ وارانہ منافرت کا رنگ دینے کی کوشش کرے گا تو وہ عند اللہ مجرم ہوگا۔

○ ہم ایسا ہرگز نہیں چاہتے کہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والی قوم باہم

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جنگ و جدال کا شکار ہو کر نیست و نابود ہو جائے' بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کی دعویدار گم کردہ راہ قوم کو راہِ راست کی نشاندہی کی جائے۔ اور جو عقائدِ باطلہ اغیار کی سازشوں کے نتیجے میں لاعلمی کی وجہ سے عوام نے اختیار کر لیے ہیں' جبکہ بعض علماء بھی جانتے بوجھتے ہوئے جاہل عوام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے تئیں ایسے عقائد سے وابستہ ہونے کا اظہار کرتے ہیں جو بہت ہی بری بات ہے۔ اس لیے اصل حقائق سے آگاہی حاصل کر کے 'گروہی' جماعتی اور فرقہ وارانہ وابستگیوں سے قطع نظر صحیح اسلامی عقائد کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ تاکہ آخرت سنور جائے۔

○ نیز یہ بات بھی اچھی طرح یاد رکھیں کہ مخلوق میں سے کسی کو عالم الغیب سمجھنے میں بظاہر تو اس ہستی کے ساتھ انتہائی درجہ کی محبت کا اظہار مقصود ہوتا ہے' لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ اور اس عقیدہ سے کئی خرابیاں لازم آتی ہیں جن سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اس لیے سطورِ ذیل میں اس عقیدہ کی چند خرابیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

خرابی وحیِ جلی و خفی کا انکار

○ انبیاءِ کرام علیہم السلام کو عالم الغیب ماننے سے وحیِ جلی (قرآن مجید) اور وحیِ خفی (حدیث نبوی) کا انکار لازم آتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قرآن وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (۵۳ : ۳-۴)

ترجمہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ کچھ نہیں کہتے مگر وحی سے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔

○ انبیاء کی طرف وحی کے آنے کا عقیدہ رکھنا ضروریاتِ دین سے ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور وحی کی ضرورت اسی پیغمبر کو ہو سکتی ہے جو عالم الغیب نہ ہو۔ اور جو عالم الغیب ہو' اسے کسی قسم کی وحی یا الہام کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ :

○ کسی بھی پیغمبر کو عالم الغیب سمجھنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وحی یا فرشتہ نہیں آتا تھا۔ کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ عالم الغیب کو نہ وحی کی ضرورت ہے اور نہ فرشتہ کے آنے کی۔

خرابی کشف و الہام اور رؤیاء صالحہ کا انکار

○ اولیاء اللہ کو غیب دان (عالم الغیب) ماننے سے کشف' الہام' اور رؤیائے صالحہ کا انکار بھی لازم آتا ہے۔ کیونکہ :

① کشف کے معنے پردہ ہٹانے کے ہوتے ہیں کہ پہلے ایک چیز پردہ میں مستور تھی اب پردہ ہٹانے سے وہ غائب چیز حاضر ہو گئی۔

② الہام کے معنے ہیں دل میں اچھی بات ڈالنا۔

③ رؤیائے صالحہ کے معنے نیک خوابیں۔

○ اب ظاہر ہے کہ عالم الغیب کو نہ کشف کی ضرورت ہے' نہ الہام کی' نہ خوابوں کی۔ جبکہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کشف' الہام اور رؤیائے صالحہ کے درست ہونے پر سب اہل السنۃ و الجماعۃ متفق ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو حضرات بھی اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کشف' الہام اور رؤیائے صالحہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اولیاء کرام عالم الغیب نہیں ہوتے۔ اور جو لوگ اولیاء اللہ کو عالم الغیب سمجھتے ہیں وہ درحقیقت کشف و الہام اور رؤیائے صالحہ کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب اولیائے کرام تمام غیبی چیزوں کو پہلے ہی جانتے ہیں تو انھیں کشف و الہام اور رؤیائے صالحہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس طرح یہ عقیدہ رکھنے والے حضرات شاید نادانستہ طور پر اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نسیانِ انبیاءؑ سے متعلق آیات و احادیث کا انکار

غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے قرآن مجید کی ان آیاتِ کریمہ کا انکار لازم آئے گا جن میں پیغمبروںؑ کی طرف نسیان یعنی بھول ہوجانے کی نسبت کی گئی ہے۔ مثلاً:

① اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

قرآن وَ لَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ○ (۲۰ : ۱۱۵)

ترجمہ اور بیشک ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا تو وہ (آدم علیہ السلام اس تاکیدی حکم کو) بھول گئے۔ اور ہم نے ان کا قصد نہ پایا۔

② نیز حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع علیہما السلام کے متعلق فرمایا:

قرآن فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا ○ (۱۸ : ۶۱)

ترجمہ پھر جب وہ دونوں (حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع علیہما السلام) دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے، تو دونوں اپنی مچھلی بھول گئے۔

③ اسی طرح جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے عہد کرلیا تھا کہ میں کوئی بات ابتداءً نہ پوچھوں گا۔ پھر آپؑ نے حضرت خضر علیہ السلام کے کشتی پھاڑنے پر یہ سوال کرلیا کہ: "کیا سواروں کے ڈبونے کے لیے آپؑ نے کشتی کو پھاڑا ہے؟"۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ: "کیا میں نے نہ کہا تھا کہ آپؑ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے؟"۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

قرآن لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ (۱۸ : ۷۳)

ترجمہ میری بھول پر میری گرفت نہ کیجیے۔

✲ اس عقیدۂ بد سے ان احادیثِ نبویہ کا بھی انکار لازم آئے گا جن میں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

انبیاءِ کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسیان کی نسبت کی گئی ہے۔ حالانکہ وہ احادیث صحیح ہیں اور مشہور و مستفیض ہیں۔ مثلاً:

① سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بھم فسہا فسجد سجدتین (ترمذی ص ۵۲)

ترجمہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اس میں آپؐ بھول گئے جس کی وجہ سے آپؐ نے دو سجدے سہو کے فرمائے۔

② اسی طرح بھول جانے کی روایت حضرت عبد اللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ

③ اور سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ دیکھیے: ترمذی ص ۵۱۔

④ نیز سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

⑤ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

⑥ سیدنا ذی الیدین رضی اللہ عنہ سے (ترمذی ص ۵۳)

⑦ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (ج ۱ ص ۵۸) ابوداؤد ص ۱۴۷ و ابن ماجہ ص ۸۶ مشکوٰۃ ص ۹۲ و نسائی ص ۱۸۴ و ص ۱۸۵ و ۱۸۶ و ابن ماجہ ص ۸۵ و مسلم ۲۱۲ و ص ۲۱۳ میں مذکور روایات صحیحہ۔ جن میں یہ لفظ ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حدیث اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰی كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِیْتُ فَذَكِّرُوْنِیْ۔

ترجمہ یعنی میں انسان ہی تو ہوں جیسے تمہیں بھول ہوجاتی ہے مجھے بھی ہو سکتی ہے اس لیے جب کبھی میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلادیا کرو۔

فائدہ اگر نسیان کی نسبت کو غلط کہیں کہ یہ نبی پاک کی شان میں گستاخی ہے تو ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے ماتحت بیسیوں راویوں اور روایت کرنے والے تمام محدثین پر اس گستاخی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

بے ادبی کا فردِ جرم عائد ہوگا جو بالاتفاق کفر ہے۔

○ اسی طرح اس عقیدۂ بد کی وجہ سے تمام فقہائے کرام حنفی شافعی مالکی حنبلی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ پر بھی گستاخی کا الزام عائد ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے انھی حدیثوں سے سجدۂ سہو کے مسائل اخذ کیے ہیں جن میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز میں بھولنے کا ذکر ہے۔

○ اسی طرح تمام اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر بھی یہی الزام عائد ہوگا۔ کیونکہ یہ اولیائے کرام ان چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی کے ضرور مقلد ہوئے ہیں۔ مثلاً:

① حضرت شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی مذہب کے تھے۔

② امام غزالی شافعی مذہب کے تھے۔

③ حضرت قاضی عیاض مالکی مسلک سے متعلق تھے۔

④ ابن العربی و ابن عربی مالکی مذہب کے تھے۔

○ اسی طرح ⑤ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ⑥ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ⑦ معین الدین اجمیری ⑧ نظام الدین اولیاء ⑨ سلطان باہو ⑩ علی ہجویری حنفی تھے۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

○ علیٰ ھٰذا القیاس اس عقیدۂ بد کی وجہ سے تمام اولیاء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا الزام عائد ہوگا۔ کیونکہ یہ تمام بزرگ نماز کے دوران بھول جانے کی صورت میں سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہوجانے کے لیے انھی احادیث سے استدلال کرتے تھے جن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولنے کا ذکر آیا ہے۔

فائدہ ہر وقت کا علمِ غیب اور نسیان کا جمع ہونا محال ہے۔ کیونکہ علم اور جہل کے مابین تقابل عدم و ملکہ کا ہے پس عالم الغیب کو نسیان عارض نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

ترجمہ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں،

○ نیز ارشاد فرمایا:

قرآن وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ترجمہ یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جس کی طرف نسیان کی نسبت ہو وہ عالم الغیب نہیں ہوسکتا۔

○ نیز علم اصول کے ماہرین نے تحریر فرمایا ہے کہ نسیان جہل کی قسم ہے۔ (دیکھیے: نور الانوار ص ۲۹۳)

خرابی انبیاءؑ میں عوارضاتِ بشریہ سے متعلق آیات و احادیث کا انکار

○ انبیاءؑ و اولیاءؒ کی طرف علم غیب کی نسبت کرنے سے ان آیات و احادیث کا انکار کرنا پڑتا ہے جن میں حوادثات و عوارضات کی نسبت انبیاءؑ و اولیاءؒ کی طرف کی گئی ہے، مثلاً غشی، نیند، اونگھ، مرض، جادو، زخمی ہونا، شہادت، موت وغیرہ۔ چنانچہ:

● حضرت امام بخاریؒ نے باب ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد کے عنوان سے باب منعقد فرمایا۔ یعنی ان زخموں کا بیان جو جنگِ احد میں آپ ﷺ کو لگے۔ اس کے بعد حدیثیں بیان کرتے ہیں، جن میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے دندانِ مبارک زخمی ہونے کا ذکر ہے۔

اور حضرت نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانِ عالی شان بھی منقول ہے کہ:

حدیث اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللّٰهِ (بخاری ص ۵۸۳)

ترجمہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے، جس نے اللہ کے نبی کا چہرہ خون آلود کردیا ہے۔

○ اس حدیثِ مبارک کے راوی سیدنا ابوہریرہ، سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہم ہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۲ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضِ وفات کے بیان میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایۃ میں یہ لفظ آتے ہیں :

حدیث .... فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ (بخاری شریف ص ۹۵)

ترجمہ کہ جب غسل فرما کر نماز کے لیے اٹھنے لگے تو آپ پر غشی طاری ہو گئی۔

۳ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر گئے اور آپ کی دائیں جانب خراش سی آ گئی۔ اس تکلیف کی وجہ سے آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ (بخاری ص ۹۶)

۴ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر گھر آئے تو چار رکعت پڑھ کر سو گئے۔ پھر نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے' میں بھی آ کر آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ پھر آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو پڑھیں پھر سو گئے۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی پھر صبح کی نماز کے لیے نکلے۔ (بخاری ص ۹۷)

○ دوسری روایت میں ہے کہ آپ سو رہے تھے' اتنے میں مؤذن آیا تب آپ گھر سے نکلے اور نماز پڑھی۔

۵ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشیت الٰہی کے مطابق وفات پائی۔ اور اسلامی دستور کے مطابق تجہیز و تکفین اور جنازہ کے بعد ان کے جسدِ خاکی کو حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں دفن کیا گیا۔ جس سے کسی کو انکار نہیں۔ کیونکہ اس کے متعلق ذخیرۂ احادیث میں بکثرت روایات وارد ہیں اور اس کے رواۃ اس قدر کثیر ہیں جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہے۔ مثلاً :

① امام اول خلیفۂ بلافصل امیر المومنین سیدنا امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ'

② امام ثانی امیر المومنین سیدنا امام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ'

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

③ امام ثالث امیرالمومنینؓ سیدنا امام عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ؛
④ امام رابع امیرالمومنینؓ سیدنا امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
⑤ صاحب النعلین و العصا و الوسادۃ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ؛
⑥ عم زادۂ رسول اللہ رأس المفسرین سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ؛
⑦ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ؛
⑧ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ؛
⑨ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ؛
⑩ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ ؛
⑪ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ؛
⑫ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ؛
⑬ سیدنا مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ؛
⑭ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ ؛
⑮ سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ؛
⑯ سیدنا سالم بن عبید اللہ الاشجعی رضی اللہ عنہ ؛
⑰ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ؛
⑱ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ ؛
⑲ امام القراء سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ؛
⑳ سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ ؛
㉑ سیدنا غنیم بن قیس رضی اللہ عنہ ؛
㉒ سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ ؛
㉓ سیدنا ابو الطفیل رضی اللہ عنہ ؛
㉔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ؛
㉕ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ؛

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

(۲۶) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما
(۲۷) سیدنا حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ
(۲۸) سیدنا مالک بن اوس رضی اللہ عنہ
(۲۸) سیدنا ابو مویہبۃ رضی اللہ عنہ
(۲۹) سیدنا ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ
(۳۰) سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
(۳۱) سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ
(۳۲) سیدنا قیس بن جریر رضی اللہ عنہ
(۳۳) سیدنا عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ
(۳۴) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ
(۳۵) سیدنا جندب رضی اللہ عنہ
(۳۶) سیدنا طلحۃ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ
(۳۷) سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
(۳۸) سیدنا اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ
(۳۹) سیدنا وحشی رضی اللہ عنہ
(۴۰) سیدنا عبیداللہ بن عدی بن الخیار رضی اللہ عنہ
(۴۱) سیدنا صنابحی رضی اللہ عنہ
(۴۲) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
(۴۳) ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا
(۴۴) سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا
(۴۵) سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا
(۴۶) سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا
(۴۷) سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

(۴۸) سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا،
(۴۹) سیدہ جُبیر بن نُفَیر رضی اللہ عنہ،
(۵۰) سیدنا سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ،
(۵۱) سیدنا سالم بن عتیک رضی اللہ عنہ، وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین

○ اور ان سے روایت کرنے والے تابعین۔ پھر تابعین سے روایت کرنے والے تبع تابعین، آپ خود اندازہ لگالیں کہ کس قدر ہوں گے۔ وفاتِ نبوی سے متعلق ان احادیث متواترہ کے کسی راوی پر بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا الزام نہیں لگایا گیا۔

● نیز ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہوجانے کا ذکر بھی موجود ہے۔ جس میں آتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام کرچکتے تھے پھر بھی آپؐ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ یا آپؐ نے کوئی کام نہ کیا ہوتا تو آپؐ سمجھتے کہ میں نے یہ کام کرلیا ہے۔ حتی کان یریٰ انہ یأتی النساء و لا یأتیهن، حتی انہ لیخیل الیہ انہ فعل الشیء و ما فعلہ۔ (بخاری شریف ص ۸۵۸)

خلاصہ یہ تمام حوادث و واقعات انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کے صریح نافی ہیں۔ کیونکہ "اغماء" ایک ایسا مرض ہے جس سے انسان کے ادراک کرنے والے قویٰ میں ضعف آجاتا ہے۔ جبکہ جنون ایک ایسا مرض ہے جس میں عقل زائل ہوجاتی ہے۔ اور اس سے انبیاء کرام علیہم السلام محفوظ رہے۔ چنانچہ:

○ قمر الاقمار ۳ حاشیہ نور الانوار ص ۲۹۴ میں ہے: کان الانبیاء معصومین عن الجنون لانہ یزیل العقل و ما کانوا معصومین عن الاغماء فان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اغمی علیہ فی مرضہ کما شھدت بہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

احادیث الصحاح۔ یعنی انبیاء علیہم السلام جنون سے تو معصوم ہوتے ہیں مگر اغماء سے نہیں۔ کیونکہ خود ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مرض میں اغماء (غشی) طاری ہوگئی تھی۔ کتب صحاح کی حدیثیں اس کی شاہد ہیں۔

○ لیکن نیند ایک ایسی حالت کا نام ہے جو کہ غیر طبعی امراض اغماء اور جنون کے علاوہ ایک طبعی سستی ہے' جو انسان کو حادث ہوتی ہے اور اس کے بس میں نہیں ہوتی۔ اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنی طاقت استعمال کرنے سے عاجز ہوجاتا ہے۔ عقل ہونے کے باوجود ادراکات حسیہ و عقلیہ و افعال اختیاریہ پر قدرت کا استعمال نہیں کرسکتا۔ (نور الانوار ص ۲۹۴)

○ اور موت خود ایسی چیز ہے جس سے تمام حواس ختم ہوجاتے ہیں۔ اور عذاب و ثواب کا ادراک جو روح کو ہوتا ہے سو اس کا تعلق ان حواس دنیویہ سے نہیں یہ عالم برزخ سے متعلق چیزیں ہیں۔ و لتفصیلہ مقام آخر

○ اور جادو کے اثر سے خود حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نہ کیے ہوئے کام کو ۔ کیا ہوا خیال کرلیتے اور کیے ہوئے کام کو نہ کیا ہوا خیال فرماتے۔ یہ اثر تھا اس جادو کا۔ پس عالم الغیب وہی ہوسکتا ہے جو ان عوارض سے پاک ہو۔ جیسا کہ:

○ اللہ تعالٰی نے خود اپنے متعلق ارشاد فرمایا:

قرآن اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوْمٌ (۲:۲۵۵)

ترجمہ اللہ تعالٰی ایسی ہستی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ جیتا ہے سب کا تھامنے والا۔ نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔ نیز فرمایا:

قرآن وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ (۲۵:۵۸)

ترجمہ اور بھروسہ صرف اسی ذات پر کر جو ہمیشہ جیتا ہے جو نہیں مرے گا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ اور وہ وہ ذات ہے جسے کوئی بھی کسی طرح کبھی بھی نقصان نہیں پہنچاسکتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قرآن: لَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا (۳ : ۱۴۴)

ترجمہ: وہ کبھی نہ بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ۔

انبیاء پر خوف و غم طاری ہونے سے متعلق آیات و احادیث کا انکار

○ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے ان تمام آیات کا انکار لازم آتا ہے جن میں انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف حزن، خوف، غم، گھبراہٹ اور پچھتانے کی نسبت کی گئی ہے۔ مثلاً :

قرآن: فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ (۱۱ : ۷۰)

ترجمہ: پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان فرشتوں سے ڈر گئے۔ فرشتوں نے کہا کہ آپؑ مت ڈریں۔

قرآن: فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ (۱۱ : ۷۵)

ترجمہ: پھر جب چلا گیا ابراہیم علیہ السلام سے ڈر۔

قرآن: وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ (۲۹ : ۳۳)

ترجمہ: اور جب کہ پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس ان کا آنا ان لوط علیہ السلام کو ناگوار ہوا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا۔ تب ان فرشتوں نے کہا نہ ڈر نہ غم کر۔

○ برادران یوسف علیہ السلام جب اباجی سے تقاضا کرتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ بھیجو تو حضرت یعقوب علیہ السلام یوں نہیں فرماتے کہ مجھے پتہ ہے کہ تم باہم مشورہ کرکے اسے اندھے کنوئیں میں ڈالنا چاہتے ہو، بلکہ فرمایا :

قرآن: اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

عَنْهُ غٰفِلُوْنَ (۱۲ : ۱۳)

ترجمہ یعنی مجھے رنج دے گی یہ بات کہ تم اسے لے جاؤ اور اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا لے اور تمھیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔

○ پھر فراق یوسف علیہ السلام میں آپؑ فرمایا:

قرآن یٰٓاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِیْمٌ (۱۲ : ۸۴)

ترجمہ ہائے افسوس یوسف (علیہ السلام) کی جدائی پر۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں۔ سو وہ اپنے آپ کو گھونٹ رہے تھے۔ پھر فرمایا:

قرآن اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ (۱۲ : ۸۶)

ترجمہ میں تو کھولتا ہوں اپنا احوال اور غم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنا عصا ڈال۔ ڈال کر دیکھا تو وہ رینگنے لگا' اور وہ اس کو سانپ سمجھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کیفیت کو درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

قرآن وَلّٰی مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْ (۲۷ : ۱۰)

ترجمہ حضرت پیٹھ پھیر کر چل دیے اور مارے ڈر کے پلٹ کر نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مخاطب ہو کر فرمایا:

قرآن یٰمُوْسٰٓی اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ (۲۸ : ۳۱)

ترجمہ اے موسیٰ! سامنے آؤ اور ڈرو مت آپ کو کچھ خطرہ نہیں آپ کو امان ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرعونیوں کی طرف پیغام پہنچانے کا حکم دیا تو آپؑ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا:

قرآن رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ (۲۸ : ۳۳)

ترجمہ اے میرے رب! میں نے ان میں سے ایک جی کا خون کیا ہے اس

لیے مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔

○ اس قسم کی بیشمار آیات و احادیث ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ڈر' خطرہ' غم' گھبراہٹ اور پچھتاوا اسی کو لاحق ہوتا ہے جسے اصل بات کا علم نہ ہو اور عالم الغیب کو ڈر' خطرہ' غم' گھبراہٹ اور پچھتاوا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے آگے ہر چیز روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے۔ اس لیے اگر ان آیات کو تسلیم کریں تو انبیاء و اولیاء سے علم غیب کلی کی نفی کرنی ہوگی۔ اور اگر انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب مانیں تو ان آیات کا انکار کرنا ہوگا' جو صریح کفر ہے۔

خرابی تنبیہ النبیؐ سے متعلق آیات و احادیث کا انکار

○ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے ان آیات کا انکار کرنا لازم آتا ہے جن میں انبیاء یا مؤمنین صالحین کو زیرِ عتاب کیا گیا ہے۔ مثلاً:

قول خدا لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ (۹ : ۴۳)

ترجمہ تم نے انھیں کیوں اذن دے دیا جب تک نہ کھلے تھے تم پر سچے اور جان نہ لیتے آپ جھوٹوں کو۔

○ اس آیت کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ص ۱۵۸ تفسیر جلالین میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو اپنے اجتہاد سے گھر میں رہنے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کی اجازت دے دی تھی اس لیے یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بطور عتاب کے نازل ہوئی۔

○ نیز صاحب شرح صاوی نے ج ۲ ص ۱۲۹ میں تحریر فرمایا ہے:

قول وَ عِتَابُ اللّٰهِ لَهٗ اِنَّمَا هُوَ عَلٰى فِعْلِ اَمْرٍ مُبَاحٍ لَهٗ فَهُوَ مِنْ بَابِ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ لَا عَلٰى وِزْرٍ فِعْلِهٖ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فَاعْتِقَادُ ذٰلِكَ كُفْرٌ۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر مباح کے کرنے پر عتاب تھا نہ کسی کام کے بوجہ پر کیونکہ ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے تو یہ اس قبیلہ سے ہے کہ نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے نزدیک برائیاں ہوتی ہیں۔

- اسی طرح تفسیر رازی ج ۱۰ ص ۳۴۳ و ۳۴۴' و ابن جریر ج ۱۰ ص ۹۹' و تفسیر نیشاپوری ص ۹۳ و تفسیر ابو السعود ج ۵ ص ۱۳۳' و ابن کثیر پ ص ۱۷۷' و معالم التنزیل پ ص ۱۷۷' و تفسیر مظہری ج ۴ ص ۲۲۲' و تنویر المقیاس پ ص ۱۳۳' و بیضاوی پ ص ۱۳۳' و خازن پ ص ۱۳۳' و مدارک پ ص ۱۳۳ وغیرہ تفاسیر میں ہے۔
- نیز حضرت رأس المفسرین ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور تلامذہ میں سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہی منقول ہے۔
- اور یہی تفسیر حضرت عمرو بن میمون و عون و سفیان بن عیینہ و عطاء خراسانی و مورق عجلی وغیرہ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔
- اس لیے اگر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کلی غیب کا مالک تسلیم کریں تو مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ کا انکار کرنا ہوگا یا ان مفسرین و محدثین کو بے ادب گستاخ کہنا ہوگا اور ان کی تفسیر کو تحریف کا لقب دینا ہوگا اگر آیات کو صحیح تسلیم کریں اور مفسرین پر بھی الزام نہ دھریں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کلی کا انکار کرنا ضروری ہوجائے گا۔ کیونکہ عالم الغیب ہونا اور معتوب ہونا یہ دونوں باتیں ایک ہی شخصیت میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ جسے علم ہو کہ اس کام سے مجھ پر عتاب ہوگا تو وہ کام ہرگز نہیں کرے گا۔ یہ مسئلہ تو اجلی بدیہیات سے ہے۔

خلاصہ: تسلیۃ النبیؐ سے متعلق آیات و احادیث کا انکار

- غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے ان آیات کا انکار لازم آتا ہے جن

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

میں انبیاء کرامؑ و دیگر مؤمنین کو تسلی دی گئی ہے' یا اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر فعلِ عبث کا قبیح دھبہ لگانا ہوگا۔ مثلاً کفار کے بکواسات سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذات نے آپؐ پر تسلی کی آیات نازل فرمائیں۔ منجملہ ان آیات کے فرمانِ الٰہی ہے:

قرآن كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ (۲: ۱۱۸)

ترجمہ جیسے یہ کافر لوگ آپؐ کو کہتے ہیں اسی طرح کر چکے ہیں اگلے کافر بھی پہلے پیغمبروں کے ساتھ انہیں کی سی بات۔ ایک سے ہیں دل بھی ان کے۔

○ اس جگہ جلالین ص۱۶ میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں: فِيْهِ تَسْلِيَةٌ لِّلنَّبِيِّ ﷺ یعنی اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کی گئی ہے کہ آپؐ ان کی سرکشی اور معاندانہ باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں پچھلے کفار بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ تسلی مغموم اور محزون ہی کو دی جاتی ہے۔

○ اور جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مغموم و محزون عالم الغیب نہیں ہوسکتا ورنہ تو غیر مغموم و محزون کو تسلی دینا ایک امر عبث ہے۔ جس کے تسلیم کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر عبث کا کام کرنے کا دھبہ آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ حکیم کا انکار لازم آئے گا اور یہ دونوں امر صریح کفر ہیں۔ اور جو امر مستلزم کفر ہو وہ بھی کفر ہوتا ہے۔

خرابی ۹ انبیاء و اولیاء کی طرف کذب بیانی کی نسبت

○ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے معاذ اللہ انبیاء و اولیاء کو جھوٹا کہنا پڑے گا۔ مثلاً:

① اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرمایا ہے:

قرآن فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ (۲: ۲۵۹)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے مارے رکھا حضرت عزیر علیہ السلام کو سو سال پھر اسے زندہ کر کے اٹھا دیا۔

قرآن قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ (۲: ۲۵۹)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام سے امتحاناً سوال فرمایا کتنی دیر یہاں تو ٹھہرا؟ حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی کہ دن بھر ٹھہرا ہوں۔ بلکہ دن سے بھی کم!

قرآن قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ (۲: ۲۵۹)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں! تو دن بھر یا دن بھر سے کم نہیں ٹھہرا بلکہ تو پورے سو سال یہاں ٹھہرا ہے۔

○ ظاہر ہے کہ ایک دن ٹھہرنے اور سو سال ٹھہرنے میں بہت بڑا فرق ہے۔

○ اگر کہیں کہ اللہ کا فرمان سچ ہے اور عزیر علیہ السلام عالم الغیب بھی ہیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ نعوذ باللہ حضرت عزیر علیہ السلام نے عمداً جھوٹ بولا۔

○ اگر عزیر علیہ السلام کو سچا مانیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر معاذ اللہ کذب بیانی لازم آئے گی۔

○ لیکن اللہ تعالیٰ بھی سچا ہے اور عزیر علیہ السلام بھی سچے ہیں تو ماننا پڑے گا آپؑ عالم الغیب نہ تھے آپؑ کو سو سال کے حالات کا کچھ علم نہ ہو سکا۔ کیونکہ آپؑ نے صرف یہ خیال کر کے کہ شروع دن میں میں سویا تھا اب جاگتے وقت سورج غروب ہو رہا ہے۔ یہ سمجھے کہ یہ وہی دن ہے جس دن میں سویا تھا۔ جیسا کہ:

○ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے تحریر فرمایا ہے: فَظَنَّ أَنَّهُ يَوْمُ النَّوْمِ (تفسیر جلالین ص۳۸) کہ ان کو یہ اندازہ ہوا کہ یہ وہی دن ہے جس دن میں سویا تھا۔

○ اور ظاہر ہے کہ ظن اور اندازہ کرنے کی ضرورت عالم الغیب ہستی کو

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نہیں ہو سکتی۔ پس ثابت ہوا کہ آپؐ کو عالم الغیب کہنے میں ضروریات دین کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ جس کے باعث انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایسے عقیدۂ بد سے توبہ کرنی چاہیے۔

④ اسی طرح اصحابِ کہف کے واقعہ میں یہ بات وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ وہ محبوبانِ الٰہی عالم الغیب نہیں تھے۔ دیکھیے: (۱۸ : ۱۹)

دلائل انبیاء و اولیاء میں خداداد اجتہادی قوّت کا انکار

○ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے انبیاء، اولیاء و علماء مجتہدین کو اجتہاد کی صفتِ مادحہ سے محروم کہنا ہوگا۔ کیونکہ اجتہاد کی ضرورت وہیں محسوس ہوتی ہے جہاں حکم منصوص نہ ہو، کیونکہ:

جوازِ قیاس کے لیے شرط ہے: "عَدَمُ وُجُوْدِ النَّصِّ فِی الْفَرْعِ"

یعنی "مقیس کا حکم منصوص نہ ہو"۔ (دیکھیے: نور الانوار ص ۲۲۳)

○ قیاس کے لیے علماءِ اصول کی مذکورِ بالا شرط حضرت نبی کریم علیہ السلام کے درجِ ذیل ارشادِ گرامی سے مستنبط ہے:

حدیث اِنَّمَا اَقْضِیْ بَیْنَکُمَا بِرَاْیِیْ فِیْمَا لَمْ یُنْزَلْ عَلَیَّ فِیْهِ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲۷)

ترجمہ مَیں تم میں عقل و اجتہاد سے صرف اس قضیہ میں فیصلہ کرتا ہوں جس کے بارے میں مجھ پر وحی نہ اتری ہو۔

○ اگر عالم الغیب کا عقیدہ انبیاء اولیاء و علماء مجتہدین کے بارے درست ہو تو انھیں اجتہاد کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ علمائے اصول نے اجتہاد کی تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے:

تعریف اِسْتِفْرَاغُ الْفَقِیْهِ الْوُسْعَ لِیَحْصُلَ لَهٗ ظَنٌّ بِحُکْمٍ شَرْعِیٍّ

ترجمہ فقیہ کا اپنی پوری طاقت لگانا تاکہ شرعی حکم کے متعلق اس کو ظنِ غالب

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حاصل ہوجائے۔ (تعریفات میر سید سندؒ ص ۵)

○ اسی طرح شرح شرح عقائد میں رمضان آفندیؒ کا یہ قول منقول ہے:
بَذْلُ الْمَجْهُوْدِ لِنَيْلِ الْمَقْصُوْدِ سو اس کا بھی یہی مطلب ہے۔

○ اور ظاہر ہے کہ علم (یقین) کے ہوتے ہوئے اجتہاد کی طرف رجوع کرنا جس کا ماہیت ہی میں ظن داخل ہے' ترقی معکوس کا مرادف ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام' تابعین' تبع تابعین و من بعد ہم سب اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ صرف فرق اتنا ہے' کہ نبی کے اجتہاد میں غلطی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر نبی کے اجتہاد میں بتقاضائے بشریت کچھ لغزش ہوجاتی تو فوراً وحی آجاتی تھی جس سے اس کی اصلاح ہوجایا کرتی تھی۔ اور صحابۂ کرام و من بعد ہم کے اجتہاد میں صواب و خطاء کا احتمال موجود ہوتا ہے۔ اگر ان ہستیوں کو علم غیب ہوتا تو انھیں اجتہاد سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

خرابی انبیاءؑ کے قتل و زخمی ہونے سے متعلق آیات و احادیث کا انکار

○ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے ان آیات و احادیث کا انکار لازم آتا ہے جن میں انبیاء علیہم السلام کے قتل' زخمی ہونے' زد و کوب کیے جانے اور زہر کھانے کا بیان ہے۔ مثلاً:

① يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ (۲ : ۶۱)

② يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ (۳ : ۱۱۲)

③ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ (۴ : ۱۵۵)

○ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف میں زخمی ہونا۔

○ یوم اُحد میں آپؐ کے دندانِ مبارک کا شہید ہونا۔

○ یہودیہ کا کھانے میں زہر ملانا اور بعض کا لاعلمی میں کھانا۔ اور اس کے نتیجے میں شہادت پانا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

- اسی طرح حضرت نبی کریم ﷺ پر بھی اس زہر کا اثر کرنا حتی کہ مرض الوفات میں بھی اس زہر کا اثر محسوس ہونا وغیرہ۔
- اگر مخلوق میں علم غیب کے عقیدہ کو درست کہا جائے تو ان تمام حقائق کا انکار کرنا پڑے گا۔ لیکن چونکہ تواتر کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے غیر اللہ کے عالم الغیب ہونے کی نفی کا عقیدہ رکھنا ہی ضروری ہوجائے گا۔

درایت انکارِ حدیث بصورت نسبتِ کذب بہ محدثین

مخلوق کو غیب دان ماننے سے ان احادیثِ صحیحہ کا انکار کرکے منکرِ حدیث ہونے کی لعنت کو اپنے گلے کا ہار بنانا پڑے گا جن میں آتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے کسی چیز کے مخفی رہنے کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ اور اگر ان احادیث کو صحیح مانیں تو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ حضرت نبی کریم ﷺ کو کذب بیانی کا مرتکب کہنا پڑے گا جو کہ صریح کفر ہے۔ یا پھر راویان اور جامعینِ حدیث پر جھوٹ کا الزام عائد کرنا ہوگا جنھوں نے اس قسم کے واقعات کی نسبت حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف کی ہے۔ اور ان محدثین کو گستاخ' بے ادب اور کافر کہنا پڑے گا' جن کے وسیلے سے ہم تک دین اپنی اصلی شکل میں پہنچا۔ اور اس کے نتیجے میں ان محدثین کی بیان کردہ دیگر احادیث پر بھی اعتماد نہ رہے گا۔ اور پورے ذخیرۂ احادیث کو ناقابلِ یقین کہنا پڑے گا۔ جو سراسر بے دینی ہے۔

- اور چونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس لیے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ (۳ : ۵)

ترجمہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس پر کوئی چیز مخفی نہیں زمین میں نہ آسمان میں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آمدِ دجال سے متعلق ایک حدیث کا انکار

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب ماننے سے اس حدیث کا انکار کرنا ہوگا جس میں آتا ہے کہ ایک یہودی عورت کا بچہ ہوا جس کی (دائیں) آنکھ مٹی ہوئی اور ہموار کی ہوئی تھی اور اس کی کچلیاں نکلی ہوئی تھیں پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی خاطر ڈر پیدا ہوا کہ شاید یہی دجال ہو۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھنے آئے تاکہ اس کا حال تحقیق کریں۔ پس اس کو اس حالت میں پایا کہ چادر میں لپٹا ہوا چپکے چپکے باتیں کر رہا ہے جو کچھ میں نہیں آتی تھیں۔ پھر اس لڑکے کی ماں نے اس کو آگاہ کیا کہ اے عبد اللہ یہ ابو القاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے ہیں۔ خبردار ہو۔ اور ان سے کلام کرنے کے لیے مستعد ہو۔ تب وہ چادر سے نکلا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو کیا ہو گیا۔ اللہ اس کو غارت کرے۔ اگر یہ اس کو چھوڑ دیتی اور خبر نہ دیتی اس کو تو یہ اپنا حال ظاہر کر دیتا۔------ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اجازت دیجیے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا اگر ابن صیاد ہی وہ دجال ہے' تو تو اس کا قاتل نہیں (اس کا قتل عیسیٰ بن مریم کے حصے میں ہے) اس کے سوا کسی کو اس کے قتل کرنے کی قدرت نہیں۔ اور اگر ابن صیاد وہ دجال نہیں ہے تو تجھے ایک ذمی مرد کے قتل کرنے کی اجازت نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر اس بات کا خطرہ رہا کہ شاید یہ ابن صیاد ہی وہ دجال ہو۔ (مشکوۃ ص۴۷۹)

پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا حال معلوم ہوا تب آپ پر یہ بات واضح ہو گئی کہ ابن صیاد وہ دجال نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خطرہ جب ہی ہو سکتا ہے جب علم غیب نہ ہو۔ علم غیب

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

رکھنے والے پر خطرہ وارد ہی نہیں ہوتا۔

خرابی: غضِ بصر سے متعلق آیات و احادیث کا انکار

○ انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب ماننے سے لازم آتا ہے کہ

قرآن: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (۳۰:۲۴)

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

○ اگر مخلوق میں سے کسی برگزیدہ ہستی کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ صحیح ہو تو غضِ بصر کے اس حکم الٰہی سے حضرت رسول اللہ ﷺ، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء و مشائخ عظام کو مستثنیٰ کہنا ہوگا۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی اس حکم سے مستثنیٰ قرار دینا ہوگا۔ کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھیں۔ اور اس استثنیٰ کی وجہ یہ ہے کہ جو ہستی پوشیدہ اور مخفی چیزوں سے واقف ہے اس سے پردہ کرنا لغو اور بے سود ہے۔ لیکن گزشتہ چودہ صدیوں میں آج تک کسی مفسر، محدث، فقیہ اور مجتہد نے ان ہستیوں کو کسی تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتاب میں غضِ بصر یعنی پردہ کے حکم سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔ بلکہ احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے کہ آپؐ خود بھی نامحرم عورتوں سے پردہ فرمایا کرتے تھے۔ اور صحابۂ کرام و ازواجِ مطہرات کو بھی پردہ کرنے کا لازمی حکم فرماتے تھے۔ چنانچہ:

○ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے اشارہ کیا جس کے ہاتھ میں ایک خط تھا جو کسی نے لکھ کر اس عورت کے ہاتھ میں دے کر حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تھا تو ہاتھ پر نظر پڑتے ہی آپؐ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور وہ خط نہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

لیا۔ پھر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔ تب وہ عورت بولی کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ تو حضرت ﷺ نے فرمایا "اگر تو عورت ہوتی تو عورتوں کے شعار کی رعایت کرتی اور اپنے ہاتھ کے ناخنوں کو مہندی لگاتی" (مشکوٰۃ ص ۳۸۳)

○ اسی طرح ام المومنینؓ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اپنے حجرہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور حبشی برچھیوں کے ساتھ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی چادر کے ساتھ میرا پردہ کر رہے تھے۔ تاکہ میں حضور ﷺ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان میں سے ان کے کھیل کی طرف دیکھ سکوں۔ الخ (مشکوٰۃ ص ۲۸۰)

○ یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ حبشی صحابہ اولیاء اللہ تھے اگر ان کو عالم الغیب مانیں تو حضرت نبی کریم ﷺ کا چادر سے پردے کا انتظام کو بے فائدہ کام کہنا پڑے گا۔ جبکہ کسی بے مقصد اور لا یعنی کام کی نسبت حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف کتنا صریح کفر ہے۔ والعیاذ باللہ۔

○ ام المومنینؓ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ (ام سلمہ) اور ام المومنینؓ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھیں۔ اچانک حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ صحابی رسولؐ نابینا آگئے۔ حضور ﷺ نے دونوں بی بیوں کو فرمایا "اس سے پردہ کرو" ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ ہمیں تو نہیں دیکھ سکتا۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر کیا تم بھی اندھی ہو (تم تو

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اسے نہ دیکھو) (مشکوٰۃ ص ۲۶۹)

○ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا اے علی! نظر کے پیچھے نظر نہ ڈال یعنی اگر اجنبیہ عورت پر ایک دفعہ اچانک نظر جا پڑی ہے تو پھر نہ دیکھ اس کو۔ اس لیے کہ بغیر قصد و ارادہ کے جو پہلی دفعہ نظر پڑ گئی ہے وہ تیرے لیے (معاف) ہے۔ اب دوبارہ نظر کرنا تیرے لیے جائز نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶۹)

○ اس سے معلوم ہوا کہ (خواہ جتنا بڑے سے بڑا ولی ہو) اسے بھی کسی اجنبیہ (غیر منکوحہ و غیر مخطوبہ) کے چہرہ کی طرف نظر کرنا حلال نہیں ہے جیسے امیرالمومنین سیدنا امام علی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ (معانی الآثار ج ۲ ص ۹)

○ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا اپنی ران نہ کھول۔ اور نہ زندہ آدمی کی ران کو دیکھ نہ مردہ کی ران کو دیکھ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶۹)

○ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کسی نبی، ولی، صوفی، پیر، شیخ کی تخصیص کیے بغیر فرمایا ہے:

قولہ تعالیٰ يَآَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (۳۳ : ۵۹)

ترجمہ یارسول اللہ! اپنی بیبیوں صاحبزادیوں اور تمام مومنوں کی عورتوں کو فرما دیجیے کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

○ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اولیاء اللہ تھے، ان کو ان کو مستثنیٰ کیے بغیر سب سے پردہ کا حکم دیا۔ اگر اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں تو پردہ کا حکم کیوں دیا گیا۔

○ سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت نبی پاک ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اپنی نگاہ پھیر لے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اعتراض ولی کو اشکال پیدا ہونے سے متعلق احادیث کا انکار

○ عالم الغیب کو کسی معاملہ میں اشکال پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر اولیاء اللہ کو عالم الغیب مان لیں تو اس حدیث کی تردید کرنی ہوگی جو مشکوٰۃ ص ۳۲۵ میں بحوالہ رزین حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت امام ثالث امام عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! میں تو دو مردوں کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا۔ حضرت امامؓ نے فرمایا کہ آپ کے اباجی (امام ثانی امام عمر رضی اللہ عنہ) تو فیصلے کرتے تھے۔ تو آپؓ نے کہا کہ میرے اباجی کو (عہد نبوی میں) اگر کسی فیصلہ میں اشکال پیدا ہو جاتا تھا تو حضرت سو صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا کرتے تھے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشکال ہو جاتا تھا تو آپؐ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرما لیا کرتے تھے۔ اور میں ایسی ہستی نہیں پاتا جس سے پوچھ سکوں اور اپنا اشکال حل کرا سکوں

○ اب ظاہر ہے کہ عالم الغیب کو نہ اشکال ہوتا ہے اور نہ اس کو کسی کے تلقین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہاں تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

قول اللہ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (۶ : ۱۰۶)

○ اسی پر چلو جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ نیز فرمایا:

قول اللہ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ (۴ : ۱۰۵)

ترجمہ یارسول اللہ! ہم نے آپؐ کی طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح اللہ تعالیٰ آپؐ کو دکھائے۔ اور عالم الغیب کسی کے کہنے پر نہیں چلتا۔ نیز فرمایا:

قول اللہ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ (۵ : ۱)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اللہ کسی کا تابع فرمان نہیں نہ کسی کا محتاج وہ جو چاہے حکم فرماتا ہے۔

قرآن وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (۱۳: ۴۱)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے اور کوئی نہیں جو پیچھے ڈالے اس کا حکم۔

○ اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حدیث اِنِّیْ لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَّ لَا اُحِلُّ حَرَامًا (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹۰)

ترجمہ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ نیز فرمایا:

حدیث لَيْسَ لِيْ تَحْرِيْمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لِيْ

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز میرے لیے حلال کی ہے، اس کے حرام کرنے کا مجھے کوئی حق حاصل نہیں (دیکھو مسلم شریف ج ۱ ص ۲۰۹)

○ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف تحلیل و تحریم کی نسبت اس معنے میں ہے کہ نبی کا قول اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کرنے کی قطعی نشانی ہے۔ اور ان معنوں میں نہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے خود اپنی طرف سے حلال و حرام کیا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۴۹)

○ ہدایہ ج ۱ ص ۴۰۰ میں ہے حامل عورت کے خاوند نے لعان کیا تو حمل خاوند کا تصور کیا جائے گا یا نہ؟ اس میں شافعیوں اور حنفیوں کا اختلاف ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حاکم خاوند کا حمل نہ بنائے۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے سامنے ہلال اور اس کی حامل بیوی نے لعان کیا تو آنحضرت ﷺ نے وہ بچہ ہلال کا نہ بنایا۔ لیکن ہمارے حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ کو وحی کے ذریعے معلوم ہوچکا تھا کہ یہ حمل ہلال کا نہیں انہ (ﷺ) عَرَفَ قِيَامَ الْحَبَلِ بِطَرِيْقِ الْوَحْيِ پھر اس پر صاحب عنایہ حاشیہ ۳ نے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

لکھا وَ مِثْلُ ذٰلِکَ لَا یُعْرَفُ اِلَّا بِطَرِیْقِ الْوَحْیِ یعنی جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شکل و صورت کا بچہ پیدا ہو تو خاوند کا ہے اور اگر اس شکل و صورت کا بچہ پیدا ہو تو خاوند کا نہیں اس طرح کی بات وحی کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی۔

○ ہدایہ شریف کی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حنفیہ کے مذہب میں یہی مسئلہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ علمِ غیب کلی حاصل ہے اور نہ ہی انھیں حلال و حرام کرنے میں کچھ اختیار ہے۔

○ مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۳ میں خلاد بن سائب کے والد صاحب سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے یہ حکم دے گئے کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔

خرافات نبی کریمؐ کے مامور و منہی ہونے سے متعلق آیات و احادیث کا انکار

○ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے ان آیات و احادیث کا انکار لازم آتا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مامور اور منہی فرمایا گیا ہے۔ مثلاً:

قرآن قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ (۷ : ۲۹)

ترجمہ یارسول اللہ! فرما دیجیے کہ میرے ربّ نے حکم دیا ہے انصاف کا۔ اور فرمایا:

قرآن اِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (۵ : ۴۲)

ترجمہ اور اگر آپؐ فیصلہ فرمائیں تو ان میں انصاف کا فیصلہ فرمائیں۔ اور فرمایا:

قرآن قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ (۱۳ : ۳۶)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ فرما دیجیے کہ مجھ کو یہی حکم ہوا کہ بندگی کروں اللہ تعالیٰ کی اور شریک نہ کروں اس کے ساتھ۔

○ نیز سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

حدیث کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَبْدًا مَّاْمُوْرًا مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۴)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور بندے ہیں۔

فائدہ: یہاں یہ بات خوب سمجھ لیں کہ جو ہستی عالم الغیب ہو وہ مامور نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کو حکم دینا ایک بے فائدہ امر ہے۔ البتہ عالم الغیب سے زاری عاجزی اور انکساری کے ساتھ سوال اور دعاء کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس ذات عالم الغیب کو دل کی گہرائی میں چھپی ہوئی چیز کا علم ہے 'مگر وہ بندہ کی عاجزی و انکساری پر خوش ہوتا ہے' اور عاجزی و انکساری کرنے والے شخص کی حاجت براری جلد فرماتا ہے۔ اس ذات پاک کے ساتھ کسی کو تشبیہ دینا حرام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قرآن: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ

ترجمہ: اس (اللہ تعالیٰ) جیسا کوئی بھی نہیں۔

فائدہ: حضرت نبی کریم کے بارے میں نفی علم غیب سے متعلق آیات و احادیث کا انکار

○ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب ماننے سے مندرجہ ذیل آیات کا انکار لازم آتا ہے۔

1. قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (۶ : ۵۰ ۔ ۱۱ : ۳۱)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں۔

○ اسی طرح سورۃ ہود میں حضرت نوح علیہ السلام کی زبان سے یہی الفاظ منقول ہیں۔

2. فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ (۱۰ : ۲۰)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ غیب کی خبر تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

3. وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ○ وَ انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ○ وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔۔۔۔ (۱۱ : ۱۲۱ ۔ ۱۲۳ ۔ ۱۶ : ۷۷)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ یارسُولَ اللہ! جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے فرمادیجیے کہ تم اپنی جگہ عمل کرو ہم مسلمان اپنی جگہ عمل کرتے ہیں۔ اور تم بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی انتظار کرو اور ہم مسلمان بھی منتظر ہیں۔ اور آسمان و زمین میں جو غیب کی باتیں ہیں ان کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ الخ

۴ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (۲۷ : ۶۵)

ترجمہ یارسُولَ اللہ! آپ فرمادیجیے کہ آسمانوں اور زمین کے بسنے والوں میں سے کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اور ان کو خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

۵ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ (۱۸ : ۲۶)

ترجمہ یارسُولَ اللہ! آپ فرمادیجیے کہ جتنی مدت تک اصحاب کہف غار میں رہے اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے زیادہ جانتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کا علمِ غیب اسی کو ہے، جو عجب سُنتا دیکھتا ہے۔

۶ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (۲ : ۳۳)

ترجمہ حقیقت یہ ہے کہ میں (اللہ تعالیٰ) ہی جانتا ہوں پردے آسمان اور زمین کے اور مجھے ہی معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

۷ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۳۵ : ۳۸)

ترجمہ حقیقت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آسمانوں اور زمین کے بھید جاننے والا۔ اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہو دلوں میں۔

۸ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تَعْمَلُوْنَ (۴۹ : ۱۸)

ترجمہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کے بھید جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ دیکھتا رہتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

۹ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (۵ : ۱۰۹)

ترجمہ جس دن اللہ تعالیٰ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تم پیغمبروں کو مخلوق کی طرف سے کیا جواب دیا گیا تو پیغمبر جواب دیں گے کہ ہمیں اپنی قوم کے اخلاص کا کچھ علم نہیں۔ کیونکہ اے باری تعالیٰ علام الغیوب تو صرف آپ ہی کی ذات ہے آپ ہی جانتے ہیں کہ ایمان لانے میں کون مخلص ہے اور کون منافق۔ کذا فی تفسیر مدارک التنزیل للنسفی الحنفی

۱۰ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۷ : ۱۸۸)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ نفع نقصان میرے اختیار میں نہیں، مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا اور مجھ کو کسی طرح گزند ہی نہ پہنچتا۔ میں تو ان لوگوں کو جو ایمان لانا چاہتے ہیں دوزخ کا ڈراوا اور بہشت کی خوش خبری سنانے والا ہوں اور بس۔

۱۱ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (۶ : ۵۹)

ترجمہ اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی۔ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا۔

۱۲ وَ يَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا (۱۰ : ۲۰)

ترجمہ اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اتری۔ یارسول اللہ! آپؐ ان کے جواب میں فرمادیں کہ غیب تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

۱۳ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ (۹ : ۱۰۱)

ترجمہ یارسول اللہ! خود اہلِ مدینہ میں سے بھی جو لوگ نفاق پر اڑے بیٹھے ہیں آپؐ ان کو نہیں جانتے، ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔

۱۴ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (۷۴ : ۳۱)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ کے رب کے لشکروں کی تعداد تو بس وہی جانتا ہے۔

۱۵ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ (۳۶ : ۶۹)

ترجمہ اور ہم نے ان (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو شعر و شاعری نہیں سکھائی۔ اور نہ وہ ان کے شایانِ شان ہے۔

۱۶ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (۱۷ : ۸۵)

ترجمہ یارسول اللہ! یہ لوگ روح کے بارے میں آپؐ سے پوچھتے ہیں آپؐ فرمادیجیے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہی ہے اور تمھیں تو تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے۔

۱۷ وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (۴ : ۱۶۴)

ترجمہ یارسول اللہ! دوسرے پیغمبروں پر جن کا حال اس سے قبل ہم آپؐ سے بیان کر چکے ہیں یعنی ہم نے وحی بھیجی ہے۔ اور ایسے پیغمبروں پر بھی جن کا حال ہم نے آپؐ سے بیان نہیں کیا۔

۱۸ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (۴۰ : ۷۸)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ یا رسول اللہ! ہم نے آپ سے پہلے بہت پیغمبر بھیجے ہیں جن میں سے بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور ان میں سے بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔

○ آئندہ کے حالات اور قیامت کے علم کی نفی

۱۹ قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا (۲۵ : ۷۲)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ مجھے معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ قریب آگئی ہے یا اس کے لیے میرے رب نے کوئی مدت دراز مقرر فرما رکھی ہے۔

۲۰ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰٓى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ○ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ○ وَ اِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ○ (۲۱ : ۱۰۸ـ۱۱۱)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ میری طرف تو اسی بات کی وحی آتی ہے کہ اللہ واحد ہی تمہارا معبود ہے۔ کیا تم اس کے فرمانبردار بندے بنتے ہو یا نہیں۔ پھر اگر یہ نہ مانیں تو ان سے فرما دیں کہ میں نے تم سب کو یکساں طور پر خبر کر دی ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ جس عذاب کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کا وقت قریب آ گیا ہے یا ابھی دور ہے۔ وہ اللہ اس بات کو بھی جانتا ہے جو پکار کر کہی جائے اور اس کو بھی جانتا ہے جو تم لوگ چھپاتے ہو۔ اور میں نہیں جانتا شاید اللہ تعالیٰ کو اس مہلت سے تمہاری آزمائش منظور ہو اور یہ غرض ہو کہ ایک وقتِ خاص تک تمہیں دنیاوی فائدے پہنچتے رہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۲۱ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ (۴۲ : ۱۷)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ کو کیا خبر ہو سکتا ہے قیامت قریب ہی ہو۔

۲۲ يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللهِ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا (۳۳ : ۶۳)

ترجمہ یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ (ان کے جواب میں) فرمادیجے کہ اس کا علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے آپ کیا جانیں شاید قیامت قریب آگئی ہو۔

۲۳ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللهُ (۱۰ : ۴۸۔ ۴۹)

ترجمہ اور یہ کفار آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ یا رسول اللہ! آپ ان کو جواب میں فرمادیں (کہ تم تو قیامت کے وقت کو پوچھتے ہو جس کا تعلق تمام مخلوق سے ہے۔) میں تو اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے زیر مشیت ہے۔

۲۴ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۶۷ : ۲۵۔ ۲۶)

ترجمہ یا رسول اللہ! یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اگر آپ سچے ہیں۔ آپ فرمادیجے کہ متعین علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اور میں تو بس ایک نذیر مبین ہوں۔

۲۵ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا (۱۷ : ۵۱)

ترجمہ اور کہیں گے کہ کب ہے وہ؟ تو آپ ان کے جواب میں فرمادینا کہ شاید نزدیک ہی ہوگا۔

۲۶ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM -مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ۞ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا
(۷۹: ۴۲۔۴۵)

ترجمہ یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ سو اس کے بیان کرنے سے آپ کو کیا سروکار۔ یعنی آپ کو جب خود ہی اس کا معین وقت نہیں بتایا گیا تو آپ انھیں کیا بتائیں گے۔ اس کا مدار تو صرف آپ کے رب کے پاس ہے۔ آپ تو بس اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو اس کا خوف رکھتا ہو۔ یعنی آپ کے ڈرانے سے فائدہ اسی کو ہوگا جو اس سے خوف رکھتا ہے۔

۲۷ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ لَا تَأْتِيْكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْـَٔلُوْنَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۷: ۱۸۷)

ترجمہ یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ سے قیامت کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ آپ (ان کے اس سوال کے جواب میں) فرما دیجیے کہ اس کا علم تو بس میرے رب ہی کے پاس ہے۔ اس کا وقت کوئی نہ ظاہر کرے گا بجز اس اللہ تعالیٰ کے وہ بھاری حادثہ ہے آسمانوں اور زمین میں۔ یعنی وہ ایسا پر ہیبت واقعہ ہے کہ آسمان زمین کوئی بھی اس کے برداشت کی قوت نہیں رکھتے۔ اس وقت وہ سب ٹوٹ پھوٹ کر رہیں گے۔ وہ تم پر اچانک ہی آپڑے گی۔ آپ سے دریافت کرتے بھی ہیں تو اس طرح کہ گویا آپ اس کی تحقیق فرما چکے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ اس کا علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ قیامت کے وقت کا تفصیلی علم ہرگز لازمۂ نبوت نہیں ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۲۸ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ (۴۱ : ۴۷)

ترجمہ اسی (اللہ تعالیٰ ہی) کی طرف قیامت کے علم کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

۲۹ وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۴۳ : ۸۵)

ترجمہ اور صرف اسی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

۳۰ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ (۶ : ۲)

ترجمہ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے بنایا تم کو مٹی سے پھر ٹھیرایا ایک وعدہ (یعنی مرنے کا) اور ایک وعدہ (قیامت کا) ٹھیر رہا ہے اس (اللہ تعالیٰ) کے پاس۔ پھر بھی تم شک لاتے ہو؟ سو ایک اجل ہے ہر شخص کی وہ نہیں جانتا پر فرشتے جانتے ہیں جن کے ذمے جان نکالنے کی ڈیوٹی لگی ہوتی ہے اور ایک اجل ہے سب خلق کی سو کوئی نہیں جانتا۔

۳۱ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (۳۱ : ۳۴)

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کو قیامت کے آنے کا علم ہے۔ اور وہی ایک مقرر وقت پر جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا مینہ برساتا ہے۔ اور نر و مادہ جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے وہی اس کو بھی جانتا ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ خود کل کیا کرے گا۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی سب باتوں کا جاننے والا اور ظاہر و باطن سے باخبر ہے۔

۳۲ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ (۱۳ : ۱۰)

ترجمہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور جو بڑھتے ہیں۔ اور ہر چیز کی اس کے پاس گنتی ہے۔ جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا۔ سب سے بڑا' اوپر۔ برابر ہے تم میں جو چپکی بات کرے اور جو کہے پکار کر۔ اور جو چھپ رہا ہے رات میں اور جو گلیوں میں پھرتا ہے دن کو۔ آیت کا سیاق بتارہا ہے کہ وہ علیم و خبیر اپنی اس شان میں منفرد اور لاشریک ہے۔

۳۳ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۶ : ۵۹)

ترجمہ اور جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اس کو بھی وہی جانتا ہے۔ اور کوئی پتا تک درختوں پر سے نہیں گرنے پاتا مگر وہ اس کو جانتا ہے۔ اور زمین کے اندھیروں کے پردوں میں جو دانہ ہو۔ اور دنیا کی سب تر اور خشک چیزیں اس کے علم میں ہیں۔

۳۴ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ (۵۳ : ۵۵۔۵۸)

ترجمہ ---------- (آیۃ ۵۷۔ ۵۸) وہ قریب آجانے والی چیز یعنی قیامت قریب آگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو کوئی ہٹانے والا نہیں۔

○ عالمِ بالا کے علم کی نفی

۳۵ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَیَّ ---------- (۳۸ : ۶۹۔۷۰)

ترجمہ مجھ کو عالمِ بالا کی کچھ بھی خبر نہیں تھی جبکہ وہ فرشتے آپس میں گفتگو کر رہے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تھے۔ مجھے تو صرف وحی کے ذریعے معلوم ہوا۔

۳۶ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ○ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ○ (۱۸: ۲۳۔۲۴)

ترجمہ اور نہ کہیو کسی کام کو کہ میں کروں گا کل مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے اور یاد کرلے اپنے رب کو جب بھول جائے اور کہہ امید ہے میرا رب مجھ کو اس سے نزدیک راہ نیکی کی۔

○ امورِ ماضیہ کے علم کی نفی

۳۷ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۡ (۱۱: ۴۹)

ترجمہ یہ سارا واقعہ اس بتانے سے پہلے نہ تو آپؐ جانتے تھے اور نہ ہی آپؐ کی قوم۔

۳۸ مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ۡ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا ۖ وَاللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۡ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِیْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

(۸: ۶۷۔۶۸)

ترجمہ کسی نبی کو لائق نہیں کہ اس کے یہاں قیدی آویں جب تک نہ خون کرے ان کا ملک میں۔ تم چاہتے ہو سامان دنیا کا اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے آخرت۔ اور اللہ تعالیٰ زور آور ہے حکمت والا۔ اگر نہ ہوتی ایک بات جو لکھ چکا اللہ تعالیٰ آگے تو تم کو آپڑتا اس لینے میں بڑا عذاب۔

خلاصہ اس آیت کا مختصراً یہ ہے کہ جنگِ بدر میں مشرکین کے ستر آدمی مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارہ میں صحابۂ کرامؓ سے مشورہ کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان قیدیوں پر احسان کیا جائے اور کچھ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اس سے ہم کو مالی قوت بھی حاصل ہوگی۔ اور پھر یہ بھی امید ہے کہ کسی دن یہ لوگ راہِ راست پر آجائیں گے اور اسلام قبول کرلیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! حق تعالیٰ نے ان کے فدیہ سے آپؐ کو مستغنی فرمادیا ہے اور یہ سب ائمۂ کفر اور سرداران مشرکین ہیں۔ اگر ان کو یہیں تہِ تیغ کر دیا جائے تو کفر کی بڑی طاقت ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ ہم میں سے جس کا جو عزیز قریب ان میں ہو وہ اسی کے حوالہ کیا جائے اور وہی اس کی گردن مارے۔ میرا فلاں عزیز میرے حوالہ کردیا جائے۔ علی کا فلاں بھائی ان کے ہاتھ میں' حمزہ کا فلاں بھائی ان کے ہاتھ میں' دیا جائے۔ اور ہم خود اپنے ان عزیزوں کو قتل کریں۔ رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند نہیں فرمایا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو اختیار فرمایا۔ اور ان تمام قیدیوں کو معاوضہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں آپؐ کو بتلایا گیا کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنا مناسب نہ تھا۔ انھیں تہِ تیغ ہی کردینا چاہیے تھا۔

- یہ واقعہ مفصلاً و مختصراً حضرت عمر بن الخطاب' حضرت عبد اللہ بن مسعود' حضرت عبد اللہ بن عمر' حضرت ابوہریرہ' حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم سے کتب مختلفہ میں مروی ہے۔ (دیکھیے: مسند احمد ص ۳۵۰' مسلم' ابوداؤد' ترمذی' ابن جریر' مستدرک حاکم' ابن کثیر)

- باوجود اختلافِ الفاظ و عنوانات اتنی چیز بطورِ قدر مشترک کے ان تمام روایات سے نکلتی ہے کہ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندیدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی اور یہی صریحاً آیت محررہ بالا کا مفاد ہے۔ پس اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع ما کان و مایکون کا علم تفصیلی محیط اس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

وقت تک بھی حاصل ہوتا تو آپؐ اس رائے کو اختیار نہ فرماتے جو حق اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہ تھی۔

۳۹ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ (۶۶ : ۳)

ترجمہ جب نبیؐ نے اپنی ایک بی بی سے راز ظاہر کردیا پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے نبیؐ پر ظاہر کردیا تو نبیؐ نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبیؐ نے اسے اس کی خبر دی تو بولی کہ آپؐ کو کس نے بتایا ہے؟ فرمایا مجھے علم والے خبردار یعنی اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔

○ دیگر انبیاء سے علم غیب کی نفی

۴۰ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا: وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (۱۱ : ۳۱)

○ میں غیب نہیں جانتا۔

۴۱ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام فرماتے ہیں: رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ (۱۴ : ۳۸)

ترجمہ اے ہمارے رب! تو تو جانتا ہے جو ہم چھپا دیں یا جو ظاہر کریں۔ اور چھپا نہیں اللہ تعالیٰ پر کچھ زمین میں نہ آسمان میں۔

۴۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کو فرمائیں گے: تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭاِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (۵ : ۱۱۶)

ترجمہ یا باری تعالیٰ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا۔

۴۳ ہُدہُد نے آکر حضرت سلیمان علیہ السلام (جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کثیر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

عطا فرمایا اور پرندوں کی بولیاں بھی سکھا دیں۔ چیونٹی کی بات بھی سنا اور سمجھا دی۔ مگر باوجود اس کے آپؑ) کو کہا : اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ (۲۷ : ۲۲)

ترجمہ میں ایک ایسی چیز کی پکی خبر لے کر آیا ہوں کہ آپؑ کو اس کی خبر نہ تھی۔

○ فرشتوں سے علمِ غیب کی نفی

۴۴ فرشتوں نے بھی کہا : لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (۲ : ۳۲)

ترجمہ تو سب سے نرالا ہے ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار۔

۴۵ اور اللہ نے بھی فرشتوں کو فرمایا : اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۲ : ۳۰)

ترجمہ حقیقت یہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

○ اولیاء سے علمِ غیب کی نفی

۴۶ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ ...... لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (۸ : ۶۰)

ترجمہ اور تیار رکھو ان کے لیے جو قوت تمھیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے تم باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ تعالٰی کے دشمن اور تمھارے دشمن ہیں۔ ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنھیں تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالٰی ان کو جانتا ہے۔ (یہ اولاً خطاب صحابہ کرام کو ہے' جو سب سے بڑے ولی تھے' کوئی ولی ان کے برابر کا نہیں)

۴۷ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ (۱۴ : ۹)

ترجمہ کیا نہیں پہنچی تم کو ان کی خبر جو پہلے تھے تم سے قوم نوح اور عاد اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے۔ انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانے کتنے تھے۔

۴۸ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۲ : ۲۱۶)

ترجمہ اور اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے تو تم پر لازم ہے کہ حکم الٰہی کی اطاعت کریں اور اسی کو بہتر سمجھیں چاہے وہ تمہارے نفس پر گراں ہو) یاد رہے کہ اولین مخاطب اس امر کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو تمام دلیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

◎ اللہ تعالیٰ کا علم محیط اور مخلوق سے احاطہ علمی کی نفی

۴۹ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ (۲ : ۲۵۵)

ترجمہ جو کچھ لوگوں کو پیش آ رہا ہے وہ اور جو کچھ ان کے بعد ہونے والا ہے وہ اس کو سب معلوم ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے۔ اس کا علم آسمانوں اور زمین سب پر حاوی ہے۔ اور ان کی حفاظت اس پر مطلق گراں نہیں۔ اور وہ بڑا عالی شان اور عظمت والا ہے۔

۵۰ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا (۲۰ : ۱۱۰)

ترجمہ وہ جانتا ہے سب کے اگلے اور پچھلے حالات کو اور لوگ اس کا اپنے علم سے احاطہ نہیں کر سکتے۔

۵۱ وَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (۶۵ : ۱۲)

ترجمہ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اپنے علم سے گھیرے ہوئے ہے۔

۵۲ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (۴۱ : ۵۴)

ترجمہ سنو! بیشک اس (اللہ تعالیٰ) نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۵۳ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۲ : ۲۹۔ ۶ : ۱۰۱۔ ۵۷ : ۳)

ترجمہ اور وہی ہے جو ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

۵۴ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۲ : ۲۳۱)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

۵۵ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۲ : ۲۸۲۔ ۴ : ۱۷۶۔ ۲۴ : ۳۵۔ ۲۴ : ۶۴۔ ۴۹ : ۱۶؛ ۶۴ : ۱۱)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

۵۶ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۵ : ۹۷)

ترجمہ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

۵۷ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۸ : ۷۵۔ ۹ : ۱۱۵۔ ۲۹ : ۶۲۔ ۵۸ : ۷)

ترجمہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

۵۸ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ (۳۶ : ۷۹)

ترجمہ وہی سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے۔

۵۹ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۴۲ : ۱۲)

ترجمہ اس میں کچھ شک نہیں وہی (اللہ تعالیٰ) ہی ہے ہر چیز کا جاننے والا۔

۶۰ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ (۲۱ : ۸۱)

○ ہم (اللہ تعالیٰ) ہی ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔

۶۱ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (۴ : ۳۲)

ترجمہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہمیشہ سے ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

۶۲ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (۳۳ : ۴۰۔ ۴۸ : ۲۶)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ سے ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

۶۳ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۳۳ : ۵۴)

ترجمہ پس اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہمیشہ سے ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

۶۴ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (۶ : ۸۱)

ترجمہ (حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ) میرا رب تو علم کے لحاظ سے سب چیزوں پر حاوی ہے۔

۶۵ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (۷ : ۸۹)

ترجمہ (حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ) ہمارا رب علم و آگہی کی رو سے تمام چیزوں پر حاوی ہے۔

۶۶ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (۲۰ : ۹۸)

ترجمہ اس (اللہ تعالیٰ) کا علم سب چیزوں پر حاوی ہے۔

۶۷ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا (۴۰ : ۷)

ترجمہ اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم ہر چیز کو شامل ہے۔

۶۸ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ (۲ : ۲۵۵)

ترجمہ اس (اللہ تعالیٰ) کا علم تمام آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے۔ (کُرسِیُّہٗ بمعنی علم)

۶۹ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ (۱۶ : ۱۹)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کو بھی جو کچھ تم چھپاتے ہو اور اس کو بھی جو تم ظاہر کرتے ہو۔

۷۰ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ (۶۴ : ۴)

ترجمہ اور وہ جانتا ہے اس کو بھی جو کچھ تم چھپاتے ہو اور اس کو بھی جو تم ظاہر کرتے ہو۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۷۱ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ (۱۶ : ۲۳)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ ضرور جانتا ہے اس کو بھی جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور اس کو بھی جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔

۷۲ وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى (۲۰ : ۷)

ترجمہ اور اگر تو پکار کر بات کہے، چپکے سے کہی ہوئی بات اور اس سے زیادہ چھپی ہوئی بات کو بھی جانتا ہے۔

۷۳ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ (۲۱ : ۱۱۰)

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ پکار کر کہی ہوئی بات کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔

۷۴ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ (۲۷ : ۲۵)

ترجمہ اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے۔

۷۵ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ (۲۷ : ۷۴)

ترجمہ اور بیشک آپ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ وہ اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہیں۔ اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اس کو بھی خوب جانتا ہے۔

۷۶ وَ رَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ (۲۸ : ۶۹)

ترجمہ اور آپ کا رب سب کی خبر رکھتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے رہتے ہیں۔

۷۷ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا يَخْفٰى (۸۷ : ۷)

ترجمہ وہ ہر ظاہر اور ہر مخفی کو جانتا ہے۔

۷۸ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ (۱۳ : ۴۲)

ترجمہ اور وہی جانتا ہے کہ ہر شخص کیا کچھ کرتا رہتا ہے۔

۷۹ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (۱۶ : ۹۱)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔

۸۰ وَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (۴۲ : ۲۵)

ترجمہ اور وہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔

۸۱ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (۱۶ : ۹۱)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے۔

۸۲ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا (۲۴ : ۶۳)

ترجمہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے آڑ میں ہو کر کھسک جاتے ہیں۔

۸۳ قَدْ يَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ (۲۴ : ۶۴)

ترجمہ اور اس کو بھی جانتا ہے جس حالت پر تم اب ہو۔

۸۴ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا (۳۳ : ۱۸)

ترجمہ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو مانع ہوتے ہیں اور جو اپنے بھائیوں سے کہتے رہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ۔

۸۵ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ (۴۷ : ۳۰)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

۸۶ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى ۔۔۔۔ (۷۳ : ۲۰)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپؐ کا رب خوب جانتا ہے کہ آپؐ اور آپؐ کے ساتھ والوں میں سے کچھ لوگ رات کی دو تہائی اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات کھڑے رہتے ہیں۔ اور رات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم لوگ اسے پورے احاطے میں نہیں لا سکتے۔

۸۷ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ (۲ : ۱۹۷)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ: اور جو کوئی بھی نیک کام کروگے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہوتا ہے۔

۸۸ وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ (۲:۲۷۰)

ترجمہ: اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یا جو نذر مانتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

۸۹ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ (۴۷:۱۹)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تم سب کے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کو۔

۹۰ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ (۳۳:۵۱)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔

۹۱ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ (۴۸:۱۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا جو مبایعین کے دلوں میں تھا۔

۹۲ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (۴۰:۱۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جانتا ہے آنکھوں کی چوری کو اور جو کچھ کہ سینوں میں چھپا ہوا ہے۔

۹۳ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (۹:۷۸)

ترجمہ: کیا انھوں نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کی دل کی چھپی بات اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی سب غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔

۹۴ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ (۴۷:۲۶)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ان کی خفیہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔

۹۵ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ (۱۱:۳۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔

۹۶ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ (۲۹:۱۰)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ کیا اللہ تعالیٰ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کی باتیں خوب معلوم نہیں۔

۹۷ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَ مَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ (۱:۶۰)

ترجمہ تم ان سے چپکے چپکے محبت کرتے ہو اور مجھے خوب علم ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔

۹۸ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ (۲۳:۸۴)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو یہ لوگ اپنے جی میں رکھتے ہیں۔

۹۹ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ (۲۲:۷۰)

ترجمہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کا واقف ہے جو آسمان اور زمین میں ہے۔ یہ سب نامۂ اعمال میں بھی درج ہے۔

۱۰۰ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (۲۵:۶)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ اس قرآن مجید کو اس ذات نے اتارا ہے جسے آسمانوں اور زمین کے ہر راز کی خبر ہے۔

۱۰۱ وَ مَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۲۷:۷۵)

ترجمہ اور کوئی مخفی چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں جو کتاب مبین میں درج نہ ہو۔

۱۰۲ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (۲۹:۵۲، ۶۴:۴)

ترجمہ اسے ہر چیز کی خبر ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

۱۰۳ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ (۵۸:۷)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ یا رسول اللہ! کیا آپ نے غور نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

۱۰۴ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (۴۹ : ۱۶)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا بخوبی علم ہے۔

۱۰۵ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ .... (۳۴ : ۲)

ترجمہ وہ سب جانتا ہے جو کچھ زمین کے اندر داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔

۱۰۶ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ .... وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (۵۷ : ۴)

ترجمہ وہ سب جانتا ہے جو کچھ زمین کے اندر داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

۱۰۷ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ (۲ : ۲۳۵)

ترجمہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔

۱۰۸ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِكُمْ (۴ : ۲۵)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو۔

۱۰۹ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ (۲ : ۱۸۷)

ترجمہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے۔

۱۱۰ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ (۲ : ۲۲۰)

ترجمہ اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والوں سے۔

۱۱۱ اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (۶ : ۱۲۴)

ترجمہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

۱۱۲ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ (۴۰ : ۱۶)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اللہ تعالیٰ پر ان کا کچھ حال چھپا نہ ہوگا۔

۱۱۳ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ (۳ : ۷)

ترجمہ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے۔

○ اسی طرح اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ بخوفِ طوالت اسی پر اکتفار کیا جاتا ہے۔

فائدہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میزان البلاغۃ میں باب القصر کے زیرِ عنوان تحریر فرمایا ہے: العمدة من طرقه ① انما ② والعطف ③ والنفي والاستثناء ④ والتقديم۔ یعنی حصر کے معتمد علیہ طریقے چار ہیں: ① انما ② عطف بلا و لکن ③ نفي واستثناء ④ تقديم ما حقه التاخير۔

قرآن مجید کی مذکورِ بالا آیاتِ مبارکہ میں بعض وہ آیات ہیں جن میں حصر کی چار معتمد علیہ اقسام میں سے تین طرح کے حصر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفتِ علمِ غیب کی خصوصیت بیان کی گئی ہے۔ اور اہلِ معانی کا

فائدہ ہے کہ جہاں حصر ہو وہاں دو جملے ہوتے ہیں۔ ایک موجبہ (مثبتہ) اور دوسرا سالبہ (منفیہ)۔

○ اس قانون کے مطابق ان آیات میں حصر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تو علمِ غیب والی صفت ثابت ہے لیکن غیر اللہ کے لیے یہ صفت ثابت نہیں۔ جیسا کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ میں حصر ہے۔ اور بظاہر یہ ایک ہی جملہ ہے مگر یہ دو جملوں کو متضمن ہے۔ ① نَعْبُدُكَ ② لَا نَعْبُدُ غَيْرَكَ پہلے جملے کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور دوسرے جملے کا مطلب ہے کہ یا اللہ ہم تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ جیسا کہ رأس المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے۔ اسی طرح لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں بھی حصر ہے جو دو جملوں کو متضمن ہے۔ ① غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِلّٰهِ کہ آسمانوں اور زمین کا علمِ غیب اللہ تعالیٰ کو ہے۔ ② لَيْسَ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِمَا سِوَى اللّٰهِ۔ یعنی آسمانوں اور زمین کا علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی کو نہیں۔

- اور بعض وہ آیات ہیں جن میں ماسوی اللہ کے لیے علمِ غیب کی نفی صراحت کے ساتھ کی گئی ہے۔ جیسے : لا تعلمهم اور لا تعلمونهم۔
- اور بعض وہ آیات ہیں جن میں صرف یہ بیان ہے کہ فلاں فلاں چیز کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ ان کے اندازِ بیان سے اہلِ لسان خود سمجھ لیتے ہیں کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی مخصوص ہیں۔ اس لیے حصر کا کلمہ لانے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔

خلاصہ قرآن مجید میں سینکڑوں آیات ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے۔ ان میں سے مشتے نمونہ از خروارے چند آیات اوپر ذکر کی گئی ہیں۔ لیکن اگر اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لیے صریح الدلالت آیت سارے قرآن مجید میں ایک بھی ہوتی تو اس پر عقیدہ رکھنا فرض اور اس کا انکار کفر ہوتا۔ جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر سارے قرآن مجید میں صریح الدلالت صرف ایک ہی لفظ ہے۔ جو سورۂ احزاب کی آیت ۴۰ میں مذکور ہے۔ تو اس پر اعتقاد رکھنا فرض اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ اور اس میں تاویل کرنا حرام اور تحریف ہے۔ جس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ جبکہ علمِ غیب کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصیت پر قرآن مجید کی سینکڑوں آیات موجود ہیں۔ جن میں تاویل یا تحریف کسی کو وادیٔ کفر میں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

گرنے سے نہیں بچا سکتی۔

○ پھر صرف قرآنی آیات ہی نہیں جن میں صراحۃً یہ عقیدہ مذکور ہے کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور غیر اللہ کو عالم الغیب کہنے سے سینکڑوں آیاتِ قرآنیہ کا انکار لازم آتا ہے۔ ایسے ہی غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے بہت سی احادیثِ صحیحہ صریحہ متواترہ کا بھی انکار لازم آتا ہے۔

○ ہمارے پیر و مرشد رئیس المفسرین حضرت مولانا الشاہ حسین علی الوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں غیر اللہ سے علمِ غیب کلی محیط کی نفی پر ایک ہزار احادیث کی نشاندہی فرمائی ہے۔ جبکہ دیگر کتب حدیث میں بھی اس قسم کی سینکڑوں حدیثیں موجود ہیں۔ جن کا بیان اس جگہ طوالتِ کلام کا باعث ہوگا۔ تاہم بطورِ نمونہ چند احادیث زیورِ قرطاس کی جاتی ہیں۔

حدیث ان حبرا من الیهود سأل النبی ای البقاع خیر فسکت عنه و قال اسکت حتی یجیٔ جبریل فسکت فجاء جبرئیل فسأل فقال ما المسئول عنها با علم من السائل و لکن اسال ربی تبارك و تعالی ثم قال جبرئیل یا محمد انی دنوت من الله دنوًا ما دنوت منه قط قال و کیف کان یا جبرئیل قال کان بینی و بینهٗ سبعون الف حجاب من نور (مشکوٰۃ ص ۷۱)

ترجمہ ابو امامہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسی جگہ بہتر ہے پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جواب دینے سے خاموش رہے۔ اور اپنے دل میں سوچا کہ چپکا رہوں گا۔ یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام آجائیں۔ آپؐ چپکے رہے اور جبرائیل علیہ السلام آگئے۔ آپؐ نے ان سے دریافت کیا۔ تو جبرائیلؑ نے فرمایا کہ اس بات کے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

نہ جانتے ہیں نہ یہ اور آپ ہر دو برابر ہیں۔ جیسا آپ نہیں جانتے ویسے ہی میں بھی نہیں جانتا۔ لیکن میں اپنے رب سے پوچھوں گا جو بابرکت اور بلند قدر ہے۔ الخ

حدیث مشکوٰۃ ص ۷۳ میں ہے : عن ابی سعید ن الخدری قال بینما رسول اللہ ﷺ یصلی باصحابہ اذ خلع نعلیہ فوضعھا عن یسارہ فلما رای ذلک القوم القوا نعالھم فلما قضی رسول اللہ ﷺ صلوتہ قال ما حملکم علی القاء کم نعالکم قالوا رأیناك القیت نعلیك فالقینا نعالنا فقال رسول اللہ ﷺ ان جبرائیل اتانی فاخبرنی ان فیھما قذرًا اذا جاء احدکم المسجد فلینظر فان رأی فی نعلیہ قذرًا فلیمسحہ و لیصل فیھما۔

ترجمہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے۔ اچانک دونوں جوتے اتار دیے' پھر بائیں طرف رکھ دیے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی یہ دیکھ کر اپنے جوتے اتار دیے۔ جب حضور نماز پڑھ چکے تو فرمایا تمہیں جوتے اتارنے پر کس نے برانگیختہ کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ کو دیکھ کر ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ آپ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر مجھے بتایا کہ ان جوتوں میں نجاست ہے۔ جب بھی تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو دیکھ لیوے۔ اگر جوتوں میں نجاست دیکھے تو پونچھ کر ان میں نماز پڑھ لے۔

حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے (وفات سے مہینہ پہلے) سنا کہ تم قیامت کی بابت مجھ سے پوچھتے ہو۔ حالانکہ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۶)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: کان رسول اللہ ﷺ لا یعرف فصل السورۃ حتی ینزل علیه بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (مشکوٰۃ ص ۱۹۳)

ترجمہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سورت کا دوسری سورت سے فرق اس وقت تک نہ پہچانتے تھے جب تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہ ہوتی۔

حدیث ایک غلام نے آکر ہجرۃ پر بیعت کی اور آپؐ کو اس کا غلام ہونا معلوم نہ ہوسکا۔ اس کا مالک اسے لینے آیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھ پر بیچ دے۔ پس دو کالے غلام دے کر اس سے خرید لیا۔ اس کے بعد آپؐ اس وقت تک بیعت نہیں لیتے تھے جب تک یہ نہ پوچھ لیتے کہ وہ حر ہے یا غلام۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴۵ و ترمذی ج ۱ ص ۱۹۰)

حدیث سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیرالمومنین سیدنا امام علی رضی اللہ عنہ کو ایک دینار ملا۔ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ اللہ کا رزق ہے۔ پھر آپؐ نے بھی اس میں سے کھایا اور علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما نے بھی۔ اس کے بعد عورت دینار تلاش کرتی ہوئی آئی۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! دینار اس عورت کو ادا کردے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶۲)

فائدہ یاد رہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے: ضالۃ المسلم حرق النار مسلمانوں کی گم شدہ چیز آگ کا انگارا ہے۔

حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک لڑکی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہہ دیا: وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں ایک بڑی شان والا نبی ہے، جو وہ بات بھی جانتا ہے جو کل میں ہوگی۔ آپؐ نے یہ فقرہ سن کر اس لڑکی کو ٹوکا اور فرمایا یہ فقرہ کہنا چھوڑ اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

وہی کہہ جو دوسرے مضمون کے شعر اس سے پہلے تو کہہ رہی تھی۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

○ ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہ بات نہ کہہ۔ کیونکہ: لا یعلم ما فی غدٍ الا اللہ۔ کل کی بات اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (ابن ماجہ ص ۱۳۸)

حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنے باغ کا پھل کاٹ رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ پاک میں تشریف آوری کی خبر سنی۔ آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آکر عرض کیا کہ میں آپ سے ان تین باتوں کا سوال کرتا ہوں جنھیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِئِيلُ اٰنِفًا (مشکوٰۃ ص ۵۳۰)

ترجمہ یعنی حضرت جبرائیل نے ابھی ابھی ان تینوں باتوں کی خبر مجھے دی ہے۔

حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہو کر جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ کی فضیلت بیان فرمائی۔ پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بتائیے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں تو میری خطائیں مجھ سے معاف ہوجائیں گی؟ آپؐ نے فرمایا بیشک بشرطیکہ صبر کرے اور قتل کو موجب ثواب سمجھے اور منہ کرنے والا ہو اور پیٹھ دینے والا نہ ہو۔ کچھ دیر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کس طرح کہا پھر اس نے وہی سوال دہرایا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں (سب گناہ معاف ہوجائیں گے) الا الدّین مگر قرض بندوں کا جو دینا ذمہ ہو وہ اس فی سبیل اللہ شہید ہونے سے معاف نہ ہوگا۔ فانّ جبرائیل قال لی ذٰلک یہ لفظ میں نے اس لیے بڑھائے کہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جبرائیل علیہ السلام نے یہ لفظ مجھ سے کہے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۳۳۰)

حدیث سیدنا مسلمۃ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارا مال اور ہمارے قیدی ہمیں واپس کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا یا مال اختیار کر لو یا قیدی۔ ہوازن نے قیدی واپس لینے کو اختیار کر لیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں نے ہوازن کے قیدی واپس کر دینے کو مناسب سمجھا ہے اب جو تم میں سے بخوشی قیدی واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے اور جو اپنے حصہ پر قائم رہنا چاہتا ہے حتیٰ کہ ہم اس کو اس قیدی کے عوض میں وہ مال دیں جو غنیمت میں سے اللہ تعالیٰ ہم پر انعام کرے گا تو اس طرح کر لے۔ تو سب نے کہا یا بعض نے بغیر تمیز کے کہ یا رسول اللہ! ہم اس پر خوش ہیں تب حضور نے فرمایا: إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ (مشکوٰۃ ص ۳۴۵)

ترجمہ ہم نہیں جانتے کہ کون راضی ہوا تم میں سے اور نہیں امتیاز کر سکتے ہم ان کا ان دوسروں سے جو راضی نہیں ہوئے اب جاؤ۔ حتیٰ کہ تمہارے سردار ہماری طرف بالتفصیل تمہارا یہ معاملہ لے آویں۔ تب لوگ گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے بات کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر بتا دیا کہ سب رضامند ہیں۔

حدیث حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں لیلۃ القدر کی تعیین بتانے کو میں نکلا تھا۔ فلاں فلاں بندے آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ اس لیے اس کی تعیین اٹھ گئی۔ اور شاید تمہاری اسی میں بہتری ہو۔ اب تلاش کرو لیلۃ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

القدر کو ساتویں نویں اور پانچویں میں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۲)

حدیث سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے سوراخ میں سے جھانکا۔ آپؐ کے پاس کنگھی تھی جس سے اپنا سر کھجا رہے تھے۔ (اسے دیکھ کر) فرمایا: لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُنِي لَطَعَنْتُ بِهٖ فِيْ عَيْنِكَ (مشکوٰۃ ص ۳۰۵)

ترجمہ اگر یقیناً مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے قصداً دیکھ رہا ہے تو میں یہ کنگھی تیری آنکھوں میں چبھو دیتا۔

حدیث ایک یہودی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند ایسے سوال کیے۔ اور کہا کہ ان کے بارے میں نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سوالوں کے جواب دیے۔ پھر فرمایا: مالی علم بشیٔ منه حتی اتانی الله به کہ اس نے مجھ سے ایسی بات کی بابت پوچھا ہے جب تک اللہ تعالیٰ مجھے نہ بتائے مجھے اس میں سے کسی کا علم نہیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۴۶)

حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حدود آپس میں ایک دوسرے سے معاف کروالیا کرو۔ کیونکہ جب میرے پاس حد کا معاملہ پہنچ جائے گا تو حد کا جاری کرنا واجب ہوجائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دان نہ ہونا امت کے لیے باعث رحمت ہے ورنہ سب کو حد لگتی۔

حدیث سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ نے سواری کے اونٹ رباح غلام کے ساتھ بھیجے اور میں بھی اس کے ساتھ تھا جب صبح ہوئی تو عبد الرحمٰن فزاری کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لوٹ کر لے گیا۔ میں ٹیلہ پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف منہ کرکے تین دفعہ پکار کر کہا یا صباحاہ خبردار ہوجاؤ۔ دشمن پاس ہے۔ پھر میں ان

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

لٹیروں کے پیچھے نکلا۔ انہیں تیر مارتا ہوا رجز پڑھتا ہوا:

انا ابن الاکوع الیوم یوم الرّضّع

کہ میں ہوں اکوع کا بیٹا اور آج دن ہے بروں کے ہلاک ہونے کا۔ پس میں انھیں تیر مارتا رہا اور ان کی سواریوں کے کھونچ کاٹتا رہا حتی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اونٹ اپنی پس پشت ڈالے۔ پھر تیر مارتا ہوا ان کے پیچھے ہولیا۔ پس وہ تیس سے زیادہ چادریں اور نیزے پھینک کر ہلکے ہوتے ہیں۔ میں ان چیزوں پر پتھر کی نشانی رکھتا جاتا تھا تاکہ اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پیچھے سے آویں تو اس کو پہچان سکیں۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴۸)

حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کبھی کبھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے بعد مٹی سے تیمم کرلیتے تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! پانی تو آپ سے نزدیک ہے۔ یعنی اس قدر دور نہیں جس سے آپ تیمم کریں۔ آپ نے فرمایا: مایدرینی لعلی لا ابلغہ میں کیا جانوں شاید میں اس پانی تک نہ پہنچ سکوں۔ یعنی میں ڈرتا ہوں کہ عمر وفا نہ کرے اور اجل آپہنچے اور وضو کرنے کی فرصت نہ پاؤں۔ اس لیے تیمم کرلیتا ہوں کہ ایک طرح کی طہارت حاصل رہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۵۰)

حدیث شب معراج میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ایک محل دیکھ کر فرمانے لگے یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ محل ایک قریشی جوان کا ہے۔ فَظَنَنْتُ اَنِّیْ اَنَا هُوَ آپ فرماتے ہیں میرے گمان میں یہ بات آئی کہ شاید وہ جوان قریشی میں ہی ہوں مگر مع ہذا میں نے پوچھ لیا مَنْ هُوَ وہ جوان قریشی کون ہے؟ تو جبرئیل نے جواب دیا لعمر بن الخطاب کہ یہ جوان قریشی عمر بن الخطاب ہے رضی اللہ عنہ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث: انی لا ادری مابقائی فیکم مجھے علم نہیں کہ کتنی مدت میں تم میں رہوں گا اس لیے فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر اس لیے میرے مرنے کے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷ و مسلم ص ۳۱۹)

حدیث: سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے بکواس بکا تھا جس کا ذکر میں نے اپنے چچا کے آگے کر دیا چچا نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ آپؐ نے مجھے بلایا۔ میں نے بات بتائی۔ پھر آپؐ نے ابن ابی کے پاس بندہ بھیجا۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جھوٹی قسم کھالی۔ تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹا کہا اور ان کو سچا۔ اس وجہ سے مجھے اتنا دکھ پہنچا کہ اتنا دکھ کبھی نہیں پہنچا۔ چچا نے بھی طعنہ دیا۔ تب آیت اتری اذا جاءک المنافقون پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف بندہ بھیجا۔ پھر یہ آیت پڑھ سنائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کر دی ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۶۴)

حدیث: امیر المومنینؓ سیدنا امام عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آ ظاہر ہوا ہم پر ایک شخص نہایت سفید کپڑوں والا بہت سیاہ بالوں والا۔ نہ اس پر سفر کا نشان معلوم ہوتا تھا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی پہچانتا۔ (مشکوٰۃ ص ۳)

○ صحابہ تو کیا پہچانتے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر فرماتے ہیں: والذی نفس محمد بیدہ ماجاء نی قط الا و انا اعرفہ الا ان تکون ہذہ المرۃ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۸۵ و فتح الباری ج ۱ ص ۱۰۲) بخدا جب بھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آتے تھے میں ان کو پہچان لیتا تھا مگر اس دفعہ میں نہیں پہچان سکا۔

○ عن ابی موسیٰ الاشعری جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل فی صورۃ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اعرابی و رسول اللہ ﷺ لایعرفہ الحدیث' (کنز العمال ج ۱ ص ۱۷) سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ایک اعرابی کی صورت میں آئے۔ جسے آپ نہیں پہچان سکے (کنز العمال ج ۱ ص ۲۹)

○ عن عبد الرحمٰن بن غنم انہ اتاہ جبرائیل فی صورۃ لم یعرفہ فیہا۔ الحدیث)۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۱۷) سیدنا عبد الرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ایسی صورت میں آپ کے پاس آئے کہ اس صورت میں آپ اسے نہیں پہچان سکے۔

○ سیدنا سلیمان تیمی رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے: ثم نہض فولّٰی پھر وہ اٹھ کر چلا گیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَلَیَّ بِالرَّجُلِ اس مرد کو میرے پاس لاؤ۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں فَطَلَبْنَاہُ کُلَّ مَطْلَبَۃٍ فلم نقدر علیہ ہم نے اس کو سب جگہ تلاش کیا مگر ہم اس پر قادر نہ ہوسکے۔ یعنی وہ ہمیں نہیں ملا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فقال ھل تدرون من ھذا' ھذا جبریل اتاکم یعلمکم دینکم خذوا عنہ فوالذی نفسی بیدہ ماشبہ عَلَیَّ منذ اتانی قبل مرتی ھذہٖ و ما عرفتہ حتی ولّی (عمدۃ' فتح) تمھیں پتہ لگا ہے کہ یہ کون تھا۔ یہی تو جبریل تھا' جو تمھیں دین سکھانے آیا۔ اس کی یہ بات پکڑ لو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب سے میرے پاس جبرائیل آنے لگا ہے مجھ پر مشتبہ نہیں ہوا اس باری سے پہلے۔ اس دفعہ میں اس کو نہیں پہچان سکا جو چلا گیا۔

○ حضرت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تنبیہات تحریر فرمائی ہیں' اور فرمایا کہ یہ ہماری ذکر کردہ روایات اس پر دال ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کو اس موقعہ پر اخیر حال میں پہچان سکے ہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور اس دفعہ جبرائیل علیہ السلام اچھی ہیئت میں مگر غیر معروف صورت میں آئے۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۰۲)

حدیث ام المومنینؓ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: من اخبرك ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربه او كتم شيئا مما امربه او يعلم الخمس التى قال الله تعالى ان الله عندهٗ علم الساعة و ينزل الغيث و يعلم ما فى الارحام و ماتدری نفس ما ذا تكسب غدا و ماتدری نفس بأی ارض تموت ان الله عليم خبير۔ (مشکوۃ ص ۵۰۱)

ترجمہ جو کوئی خبر دے تجھ کو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اپنے پروردگار کو شب معراج میں یا خبر دے کہ آنحضرت نے چھپایا کچھ اس چیز سے کہ حکم کیے گئے ساتھ اظہار اس کے کے یا خبر دے کہ جانتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ پانچ چیزیں کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارنے مینھ کا۔ تو اس نے بڑا بہتان لگایا [الخ]

حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خود کو حطیم میں کھڑے دیکھا اور قریش کی جماعت شب معراج میں سفر کی بابت مجھ سے سوال کرتے تھے تو مجھ سے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جو اس وقت مجھے یاد نہیں تھیں اس واسطے میں اتنا غمگین ہوا کہ اس سے پہلے ایسا غمگین کبھی نہ ہوا۔ تب اللہ تعالیٰ نے میری خاطر بیت المقدس کو بلند کیا اور میں اسے دیکھ رہا تھا۔ یعنی درمیان میں سے پردہ اٹھالیا تاکہ میں اسے دیکھ دیکھ کر لوگوں کو بتاتا جاؤں پس جو بھی مجھ سے پوچھتے تھے تو میں اسے دیکھ دیکھ کر بتاتا جاتا تھا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا تو غمگین کیوں ہوئے؟ (مشکوۃ ص ۵۲۹)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو جائے بنی قریظہ کے پاس اور ان کی خبر مجھ تک پہنچائے' جو اس قوم کی خبر میرے پاس لادے؟ پس زبیرؓ نے کہا کہ میں قوم کی خبر لاتا ہوں۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ ہر نبی کے مدد گار ہوتے ہیں اور میرا مدد گار زبیرؓ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۵)

فائدہ یہاں سیدنا زبیرؓ کہہ سکتے تھے کہ حضرت آپؐ تو علمك مالم تكن تعلم ہیں عالم الغیب ہیں۔ ہم آپؐ کو پوری خبر قوم کی بابت کیسے بتاسکتے ہیں۔ جتنی خبر آپؐ کو ہے مگر کسی نے نہیں کہا۔

حدیث سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کتنا ہے میرا باقی رہنا تم میں یعنی مدت تھوڑی ہے یا بہت پس تم میرے پیچھے جو دو خلیفے ہوں گے۔ یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ ان کی اقتدا کرنا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۰)

حدیث ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنی درد سر پر افسوس کرتے ہوئے کہا: "ہائے میرا سر دکھتا ہے" یا "ہائے میں مری" تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اے عائشہؓ! اگر تو میری زندگی میں مرگئی تو میں تیرے حق میں تیری برائیوں کے مٹنے کے لیے بخشش کی دعا کروں گا اور تیرے درجات کی بلندی کی اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا۔ (مشکوٰۃ ۵۴۵)

حدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل خیبر میں سے ایک یہودی عورت نے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملادیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفۃً بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کا ہاتھ لیا اور اس میں سے کھایا اور صحابہؓ میں سے بھی بعض نے کھایا' پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ روک لو اور مت کھاؤ اور اس یہودی عورت کی طرف آدمی بھیجا۔ وہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بلایا تو حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا اس بکری میں تو نے زہر ملائی ہے تو اس نے کہا کہ تمھیں کس نے خبر دی اس بات کی یعنی اللہ تعالیٰ نے یا کسی مخلوق نے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس نے خبر دی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے' اس نے کہا جی ہاں! [۲۱] (مشکوۃ ص ۵۴۱)

فائدہ اگر آپؐ کو علمِ غیب ہوتا تو آپؐ صحابہؓ کے کھانا کھانے سے پہلے کھانا سامنے آتے ہی یا کھانا آنے سے پہلے ہی صحابہؓ کو بتا دیتے کہ اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے تو نہ کھانا۔ اس طرح صحابہؓ کرام مثلاً بشر بن براء بن معرور وغیرہ اصحابؓ بھی زہر سے شہید نہ ہوتے۔ اور ان کے قصاص میں عورت بھی قتل نہ ہوتی۔ اور حضرت ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو کھانا پہنچے سے پہلے ہی بتا دیا ہے۔ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاتی' جیسا کھانا کھانے کے بعد بتلانے پر وہ مسلمان ہوگئی تھی۔ ایک پنتھ دو کاج ہوجاتے۔ معلوم ہوا کہ علمِ غیب نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا انہیں غیب پر مطلع فرمایا' اور گویا گوشت کو فرمایا کہ بول میں زہر آلودہ ہوں مجھے مت کھائیں۔

حدیث ام المومنینؓ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خندق سے لوٹ کر تشریف لائے اور جنگ سے فراغت کے بعد اپنے بدن سے ہتھیار اتار دیے اور غسل کرنے کا ارادہ فرمایا اتنے میں جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے جب کہ آپؐ یا جبریل علیہ السلام اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ جو غزوۂ خندق میں پڑگئی تھی' تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یا حضرت! آپؐ نے تو ہتھیار اتار دیے ہیں' بخدا میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے۔ نکلو ان کافروں کی طرف۔ تب حضور ﷺ نے پوچھا کہ پھر کہاں کا قصد کروں اور کن کی طرف نکلوں؟ تو جبریل

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف نکلے۔ (مشکوۃ ص ۵۳۲)

فائدہ معلوم ہوا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو جبرئیل کے کہنے کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ کن کی طرف نکلوں۔

حدیث ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ حضرت کے خیال میں ڈالا جاتا تھا کہ انہوں نے ایک کام کیا ہے۔ حالانکہ وہ کام کیا نہ ہوتا تھا یعنی امور دنیا میں نہ دینی امور میں (چالیس روز تک یہی سلسلہ رہا) حتیٰ کہ ایک روز میرے گھر میں آکر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور بہت دعا کی۔ پھر فرمایا کیا اے عائشہؓ تجھے پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کے بارے مجھے ابھی ابھی بتایا ہے جو میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا ہے' پھر میرے پاس دو فرشتے آئے بصورت دو مردوں کے' ایک میرے سرہانے بیٹھا' دوسرا پائینتی کی طرف' ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس کو کیا بیماری ہے؟ دوسرے نے کہا اسے جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا' دوسرے نے کہا لبید بن اعصم یہودی نے' پہلے نے پوچھا کس چیز میں دوسرے نے کہا کہ کنگھی اور بالوں میں۔ جو کنگھی کرنے سے جھڑتے ہیں اور درخت کھجور کے غلاف شگوفہ میں' پہلے نے کہا اسے رکھا کہاں ہے' دوسرے نے کہا ذروان کنوئیں میں۔ اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ اس کنوئیں پر گئے اور فرمایا کہ یہ کنواں مجھے دکھایا گیا ہے اس کنوئیں کا پانی مہندی کا ساتھا اور کھجور کے شگوفے جو اس میں دفن کیے گئے تھے ایسے لگتے تھے جیسے سر ہوتے ہوں' شیطان کے' بدہیئت اور وحشت ناک ہونے میں۔

(مشکوۃ ص ۵۴۴) (۱۰م ۱۸ مظ)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ اسی طرح ہزاروں حدیثیں ہیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی کی نفی کرتی ہیں۔ بخوفِ طوالت اسی پر اکتفار کیا جاتا ہے۔

اولیاء اللہ کے علمِ غیب کی نفی

حدیث حضرت امام اعظم امیرالمومنین سیدنا امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امام عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناتے وقت فرمایا تھا: لَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ (جلالی ج ۲ ص ۱۱۱ بحرالکلام ص ۹۱) کہ میں غیب نہیں جانتا۔ (کامل مبرد ج ۱ ص ۱۱)

حدیث امیرالمومنین سیدنا امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام آپؓ کو خراج دیا کرتا تھا۔ اس میں سے آپؓ کھایا کرتے تھے ایک روز وہ کچھ لایا آپؓ نے اس میں سے کھالیا تو غلام نے کہا آپؓ کو علم ہے کہ یہ کیا تھا؟ آپؓ نے کہا تو کیا تھا؟ اس نے کہا عہد جاہلیت میں کہانت کا کام کرتا تھا۔ اس میں سے مجھے یہ شیرنی ملی تھی۔ جو آپؓ نے کھائی آپؓ نے فوراً منہ میں ہاتھ ڈال کر سب الٹی کردی۔ (مشکوۃ ص ۳۴۳)

حدیث امیرالمومنین سیدنا امام عمر رضی اللہ عنہ کو کسی نے دودھ پلایا مزیدار لگا۔ پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی اونٹنیوں کا دودھ ہے۔ فوراً ہی امام نے منہ میں ہاتھ ڈال کر الٹی کردی۔ (مشکوۃ ص ۱۶۲)

حدیث ابوداؤد میں ہے بادل کے دن میں سورج غروب ہوتا کچھ کر حضرت امام عمر و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے روزہ افطار کردیا پھر بادل پھٹا دھوپ نکل آئی۔ آپؓ نے فرمایا ایک روزہ قضا کرلیں گے ہم نے قصداً تو روزہ نہیں توڑا۔

○ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ حسرتِ آیات کے بعد کا ذکر ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو "السلام علیکم" کہا۔ حضرت عثمانؓ نے غم کے باعث نہ سلام سنا اور نہ جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی دونوں حضرت عثمانؓ کے پاس آئے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حضرت امام ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپؓ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا ایسا کبھی نہیں ہوا کہ عمرؓ سلام کہے اور میں جواب نہ دوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں بخدا میں نے سلام دیا تھا اور آپؓ نے مجھے جواب نہیں دیا۔ الخ۔ اس حدیث سے تینوں صحابہ کے غیب کی نفی ثابت ہوئی۔ (مشکوۃ ص ۱۶)

حدیث مجمع البحار ج ۳ ص ۱۷۹ میں ہے حضرت امام علی رضی اللہ عنہ مرتد کے جلانے پر نادم ہوئے ندم علیؓ بخطأئہ فی احراق المرتد و اخطأ فی فروع کثیرۃ کقبول شہادۃ الصبیان علی مثلھم و غیرھم۔ مشکوۃ ص ۳۰۷ مع حاشیہ ۲

حدیث مجمع البحار ج ۳ ص ۱۷۹ میں ہے کان ابن عباس لا یعرف الغسلین و الرقیم والحصان و غیرھا ولہ اقاویل فی الفقہ منبوذۃ۔

ترجمہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما غسلین، رقیم، حصان اور ان کے علاوہ ان کے علاوہ اور کئی الفاظ کا مرادی معنی نہ پہچانتے تھے۔ اور اسی طرح ان کے الفاظ ہیں۔

حدیث مشکوۃ ص ۲۶۴ میں ہے ایک نانی امیر المومنینؓ سیدنا امام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس میراث مانگنے آئی تو امام نے فرمایا کتاب و سنت میں تیرا حق نہیں۔ اب جائیں صحابہ سے پوچھوں گا۔ پھر مغیرۃ بن شعبہ نے فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نانی کو چھٹا ($\frac{1}{6}$) حصہ دلایا تھا۔ امام نے کہا اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے محمد بن مسلمہ نے کہا میں ہوں تب امام نے $\frac{1}{6}$ دلایا۔

حدیث مشکوۃ ص ۲۶۴ میں ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیٹی کو $\frac{1}{2}$ بہن کو $\frac{1}{2}$ دے کر پوتی کو محروم کیا اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی جا کر پوچھ لو وہ بھی اسی طرح بتائیں گے۔ ان کے پاس سائل گیا انھوں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نے فرمایا میں اس کے موافق فتویٰ دوں تو گمراہ ہوں۔ فیصلہ نبوی یہ ہے کہ بیٹی ½ پوتی ⅙ بہن عصبہ ⅓ تب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک یہ عالم (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) تم میں ہے مجھ سے نہ پوچھا کرو۔

- ○ اسی طرح اور صحابہ سے مرویات ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم غیب دان نہ تھے۔ حالانکہ الصحابة اولیاء الله حقاً (الاعتصام ص ۲۱۴)
- ○ بزرگتر از ہمہ اولیاء ابوبکر صدیق ست (مجموعہ خانی ص ۱۲۵)
- ○ احمد رضا خان بریلوی سے پوچھا گیا تھا کہ اولیاء میں سب سے زیادہ کس کا مرتبہ ہے تو جواب لکھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا۔ (عرفانِ شریعت ص ۵)

ائمۂ مجتہدینؒ کے علمِ غیب کی نفی

- ○ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لا ادری انهم (اطفال المشرکین) فی الجنة ام فی النار۔ کہ مجھے معلوم نہیں کہ مشرکین کے چھوٹے بچے مرجاتے ہیں وہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں۔ (بحر الکلام ص ۵۴)
- ○ اسی طرح امام مالکؒ سے کئی مسئلے پوچھے گئے بعض کا جواب آپ نے دیا اور بعض کے متعلق فرمایا: لا ادری کہ میں نہیں جانتا۔
- ○ اور علمائے احناف کے بہت سے حوالے ہیں جو نفی علم عما سوی اللہ پر دلالت کرتے ہیں۔ بخوفِ طوالت اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

چند سوالوں کے جواب سنیں

ذاتی عطائی کا فرق

شبہ مشہور مقولہ "ملا آں باشد کہ چپ نہ شود" کے مصداق قرآن مجید، احادیثِ نبویہ اور دیگر معتبر حوالہ جات کے بعد اب بھی اگر کوئی شخص اپنے ضدی پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہے کہ قرآن و حدیث میں جہاں انبیاء و اولیاء سے علمِ غیب کی نفی آئی ہے اس سے مراد علمِ غیب ذاتی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہے اور ہماری مراد ذاتی علم نہیں بلکہ علمِ غیب سے عطائی علم مراد ہے۔ لہٰذا انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب کہنا شرک نہیں۔

جواب صفاتِ الٰہیہ میں سے جو صفات اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مثلاً الوہیت اور رحمانیت اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی مخصوص صفات ہیں۔ اور اسلام کا دعویٰ کرنے والے رسمی مسلمانوں میں جہاں تک ہمارے علم کا تعلق ہے کوئی ایسا نہیں جو ان مخصوص صفاتِ الٰہیہ میں مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتا ہو۔ یہاں تک کہ انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب سمجھنے والے لوگ بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مخصوص صفاتِ الٰہیہ میں شریک سمجھنے والے کو مشرک کہیں گے۔

- بالکل اسی طرح علمِ غیب اور ہر چیز پر شہید اور مطلع ہونا اور سب مخلوق کو دیکھنا اور سب کی آوازیں سننا اللہ تعالیٰ ذوالجلال کی مخصوص صفات میں سے ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس قدر آیات غیر اللہ کی الوہیت کی نفی میں ہیں ان سے زیادہ وہ آیات ہیں جو غیر اللہ سے علمِ غیب کی نفی کرتی ہیں۔ مثلاً:

- قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت رحمانیت کا ذکر ہے وہاں غیر اللہ سے اس صفت کی نفی نہیں کی گئی۔ یعنی قرآن مجید میں انما الرحمٰن ھو اللہ یا لا رحمٰن الا اللہ یا الرحمٰن ھواللہ لا غیرہ یا الرحمٰن اللہ کہیں نہیں آیا۔ یعنی حصر کے طرقِ اربعہ معتمدہ میں سے کوئی ایک طریقہ بھی قرآن مجید میں نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرنے والے رسمی مسلمانوں نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے محب بننے کے دعویٰ دار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمانیت کی صفت سے متصف نہیں کیا۔ بہت زور مارتے ہیں تو آپ کو رؤف و رحیم کہہ کر عوام کو دھوکہ دینے کی سعی کرتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن مجید میں جس طرح اپنے متعلق ان اللہ بالناس لرؤف رحیم فرمایا ہے، اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی قرآن شریف میں قد جاء کم رسول ..... بالمؤمنین رؤف رحیم کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رؤف رحیم ہونا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بھی ہے۔ حالانکہ یہ ان کی زیادتی ہے۔ کیونکہ :

- ہم تو ان صفاتِ الٰہیہ کے بارے میں بات کررہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جیسے الوہیت، رحمانیت، عالم الغیب ہونا، علیم بکل شے، سمیع بکل شے، بصیر بکل شے، علی کل شے شہید ہونا۔ اور جو علماء قرآن مجید میں سے اس قسم کی آیات کے حوالے نکال کر عوام کو سنا کر دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، وہ صفات مختص باللہ نہیں ہیں۔ جیسے شفقت کرنا، مہربانی کرنا، علم رکھنا، سُننا، دیکھنا، مطلع ہونا، شہادت دینا، یہ صفات مخصوص باللہ نہیں۔ یہ تو وہ صفات ہیں جو صرف انبیاء و اولیاء میں ہی نہیں بلکہ عام انسانوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جس کے لیے ان کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں۔ کیونکہ :
- ارشادِ باری تعالیٰ ہے : فجعلناہ سمیعاً بصیرا ( )
- اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مذہب و قوم سے قطع نظر ہر انسان کو سمیع اور بصیر کہا ہے۔
- اسی طرح جادو گروں پر علیم کا اطلاق فرمایا۔ دیکھیے (۷ : ۱۱۲ و ۱۰ : ۷۹ و ۲۶ : ۳۴)
- اسی طرح حضرت یوسف ؑ پر حفیظ و علیم کا اطلاق فرمایا۔ دیکھیے : (۱۲ : ۵۵)
- اسی طرح حضرت اسحاق ؑ پر بھی علیم کا اطلاق فرمایا۔ دیکھیے : (۱۵ : ۵۳)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ اسی طرح گواہی دینے والے پر شہید کا اطلاق فرمایا۔ دیکھیے: (۲۸۲:۲)

○ مگر حیرت کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلمۂ حصر کے ساتھ جن مخصوص صفاتِ الٰہیہ پر سینکڑوں آیتیں نازل فرمائی ہیں رسمی مسلمانوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ کسی طرح یہ حصر ٹوٹ جائے اور صفت مخصوص اللہ تعالیٰ کی نہ رہے۔ چنانچہ قرآنی آیات میں نامعقول تاویلیں اور ہیراپھیری سے کام لینا شروع کر دیا۔ جس سے وہ کم علم عوام کو دھوکہ دینے میں کسی حد تک کامیاب ہوجاتے ہیں مگر جن کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی ہے وہ ان کے چکروں میں نہیں آسکتے۔

○ کم علم عوام کو ایک چکر تو یہ دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علمِ غیب اور غیر اللہ کے علمِ غیب میں کئی قسم کا فرق ہے۔ مثلاً

○ "اللہ کا علم ذاتی ہے اور غیر اللہ کا علم عطائی ہے"۔

○ یہ سن کر ان کے اندھے معتقد عوام عش عش کر اٹھتے' اور سر دھننے لگتے ہیں۔ مگر اتنا نہیں سوچتے کہ نبیؐ کا علمِ غیب تو عطائی ہوا۔ لیکن وہ کونسی صفت ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ہے۔

○ کیا یہ کہنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرما کر آپؐ کو وجود عطاء فرمایا۔ اور آپؐ کو قویٰ عطا فرمائے۔ اور آپؐ کو عقلِ کامل عطاء فرما کر اعقل الناس بنایا۔ آپؐ کو جمالِ کامل عطاء فرما کر اجمل الناس بنایا۔ پھر آپؐ کو نبوت و رسالت عطا فرمائی۔ اپنی آخری کتاب عطا فرمائی اور اس کے علاوہ ایسے بے شمار کمالات و اعزازات عطاء فرمائے جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے اور کسی کو عطا نہیں فرمائے۔ اور وہ کمالات کسی کے شمار میں نہیں آسکتے۔

○ کیا ہمارا یہ کہنا درست نہیں کہ علمِ غیب کے مسئلہ میں ذاتی اور عطائی کا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فرق بیان کرنا کم علم لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے برابر ہے۔

○ یاد رہے کہ عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عالم الغیب سمجھتے ہیں' وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ذاتی علم غیب کے نہیں بلکہ عطائی طور پر علم غیب کے قائل ہیں۔ جیسا کہ "الوہیتِ مسیح" ص ۲۱ میں پادری فیروزالدین تنک کاشمیری نے لکھا ہے: "عالم الغیب خدا نے ذاتی طور پر خداوند یسوع ابن مسیح پر یہ سب باتیں منکشف کردی تھیں۔ کیونکہ وہ خدا میں سے خدا' نور میں سے حقیقی نور تھا"۔

○ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اگر اپنے پیغمبر میں علم غیب کلی جیسی صفاتِ الٰہیہ بیان کرنے کا نام ہی پیغمبر کی تعظیم ہے تو "رسمی مسلمانوں" سے زیادہ تو ان "رسمی عیسائیوں" نے اپنے پیغمبر کی تعظیم کی ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے عطائی طور پر الوہیت کے بھی قائل ہیں۔ جیسا کہ محولہ بالا کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔

○ بہر حال ذاتی اور عطائی کا فرق کرنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اس میں عیسائیت کے ساتھ تشبہ ہے۔ اور آیاتِ قرآنیہ میں بے جا تاویل' ہیرا پھیری اور تحریف ہے جو حرام اور کفر ہے۔

○ نیز ظاہر نص قرآنی آیات کے خلاف بات ہے جو اب سب کی سب محکم اور ناقابل نسخ ہیں اور اب ان آیات قرآنیہ کے عموم کو مخصوص کرنا اور مطلق کو مقید کرنا اصولی طور پر نسخ ہے جس کا حق بندے کو نہیں۔

○ نیز قرآن مجید میں کئی ایسے مقام ہیں جہاں یہ خود ساختہ تاویل بھی ہو نہیں سکتی جیسا کہ لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر۔ اس کے معنے اس تاویل کے مطابق اس طرح ہوں گے کہ میں غیب بالذات نہیں جانتا بالعرض جانتا ہوں۔ تو جب آپ بالعرض جانتے ہیں تو آپ نے استکثارِ خیر (اپنا بہت سا فائدہ) کیوں نہ حاصل کرلیا تو علم غیب بالذات

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کی طرح علم غیب بالعرض بھی استکثار من الخیر (بہت سا فائدہ حاصل کرلیا) اور عدم مس السوء (کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچنا) ہو جاتا ہے۔

○ ایسا ہی ان ادری اقریب ماتوعدون (۷۲ : ۲۵) جس عذاب کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ نزدیک ہے۔۔۔۔۔)

○ اسی طرح تلك من انباء الغیب (۱۱ : ۴۹) یہ غیب کی چند خبریں ہیں جو وحی کے ذریعے ہم تم کو پہنچاتے ہیں۔ اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بالذات نہ تو آپ جانتے تھے اور نہ ہی آپ کی قوم کے لوگ (اور اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بالعرض آپ بھی جانتے تھے اور آپ کی قوم کے لوگ بھی جانتے تھے)

○ اسی طرح لا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء (۲ : ۲۵۵) اور لوگ اللہ تعالٰی کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے یہاں یہ معنے نہیں ہوسکتا کہ لوگ بالعرض اللہ اللہ تعالٰی کے تمام معلومات پر دسترس رکھتے ہیں۔

○ اسی طرح لم اذنت لھم حتی یتبین لك الذین صدقوا و تعلم الکاذبین (۹ : ۴۳) آپؐ نے ان کو پیچھے رہ جانے کی اجازت ہی کیوں دی۔ اس وقت تک انتظار کیا ہوتا کہ تم پر سچے علیحدہ ظاہر ہو جاتے اور جھوٹوں کو الگ معلوم کر لیتے۔ اب یہاں یہ معنے نہیں ہوسکتا کہ آپؐ کو سچوں اور جھوٹوں کا علم گو بالعرض تھا مگر جب تک آپؐ کو سچوں اور جھوٹوں کا علم بالذات نہ ہو جاتا اس وقت تک آپؐ ان کو اجازت نہ دیتے۔ الٹا اس سے یہ بات نکل سکتی ہے کہ آپؐ کو لوگوں کے سچ جھوٹ کا علم بالذات بھی ہوتا ہے جب ہی اس کو غایت بنایا۔

تنبیہ یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ کسی خاص واقعہ میں اللہ تعالٰی کا اپنے پیاروں کو غیبی خبر جتلا دینا برحق ہے۔ اس کا کوئی مسلمان منکر نہیں۔ مگر اس

سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غیب کا جاننا ان پیاروں کے اختیار میں ہے کہ جس وقت ان کا ارادہ ہو غیب کی بات جان لیں۔ یا کوئی یوں کہے کہ عیسٰیؑ نے فلاں بیمار کو شفا دے دی۔ کیونکہ وہ فرما گئے ہیں کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اللہ تعالی کے اذن سے کہہ رہاں ہوں۔ میرے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔

الغرض نبی کے اختیار میں علم غیب کا ہونا کہیں سے ثابت نہیں ہوتا۔ اختیار میں ہونے کی صورت ایسی ہے جیسے مشاہدہ کی چیزوں کو آنکھوں سے دیکھنا اپنے اختیار میں ہے۔ آنکھیں کھولے دیکھ لے۔ اسی طرح سننا' سونگھنا' چکھنا اور ٹٹولنا یا چھونا اپنے اختیار میں ہے۔ یا یوں کہیں کہ یہ حواس خمسہ پانچ چابیاں ہیں چابی لگائی تالا کھل گیا۔

فائدہ قرآن مجید کی ان آیاتِ مبارکہ میں تاویل و تحریف کرنے والوں کا کہنا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علمِ غیب کی نفی کرنے میں آپؐ کی توہین ہے۔ جبکہ توہینِ رسالت کفر ہے۔ اور خود ان قرآنی آیات میں ایسی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جن سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی طرح سے توہین ہوتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علمِ الٰہی کے مساوی نہیں کہتے کہ جس سے شرک لازم آئے۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ مساوات مقدار میں ہوتی ہے تو جب علمِ الٰہی کی مقدار زیادہ ہے اور علمِ رسول اللہ کی مقدار کم ہے اور بقول ان کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اس طرح ہے جس طرح سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ ہو۔ تو خود انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو گھٹا دیا۔ اور خود ان کے بقول حضور کے علم کو گھٹانا توہین ہے۔ تو اس توہین اور گستاخی کے مرتکب وہ خود ہو رہے ہیں۔ اور اس کے باوجود دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حضور کی تعظیم کرتے ہیں۔

○ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا وہ عقیدہ کہاں گیا جس کے مطابق وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا علم حاصل ہے۔ یعنی ہر اس چیز کا علم انہیں حاصل ہے جو ہو چکی ہے یا جو ہونے والی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ در حقیقت یہ لوگ محض عوام کو خراب کرکے اپنی دال روٹی سیدھی کرنے کے چکر میں ہیں اصل بات وہی ہے جو اہلِ توحید کہتے ہیں۔ اور جس کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ یہ لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کررہے ہیں۔ آپ نے سطورِ بالا میں ملاحظہ کرلیا ہے کہ وہ علمِ الٰہی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کس طرح فرق بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو یہی فرق علمِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کے بارے میں ہے۔ تو اس طرح گویا ان لوگوں نے محض عوام کو بدھو بنایا ہوا ہے۔ کیونکہ اہلِ سنّت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود اور مخلوق کا علم محدود ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی اور مخلوق کا علم عطائی ہے۔ اسی طرح باقی فروق بھی غور سے ملاحظہ فرمالیجیے۔ تو اس طرح ان کے بے سروپا عقیدہ کے مطابق عام مخلوق اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کیا فرق رہ جائے گا۔ اور کیا یہ توہینِ رسالت نہ ہوگی کہ مذکورِ بالا فروق بیان کرکے اللہ تعالیٰ کی عام مخلوق اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں مساوات قائم کی جارہی ہے۔ کیا توہینِ رسالت کے کوئی سینگ لگے ہوتے ہیں۔

کسرِ نفسی والی تاویل

سوال بعض رسمی مسلمان کہتے ہیں جہاں انبیاء و اولیاء نے اپنے سے علم غیب کی نفی کی ہے وہ بطورِ کسرِ نفسی کی ہے۔

جواب کسرِ نفسی کے دو معنے ہیں۔ ① کسرِ نفسی کرتا ہوں لہٰذا جھوٹ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کہتا ہوں یہ معنی تو ظاہر البطلان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کذب کفر ہے۔ ② دوسرے معنے ہیں کہ اے میرے حبیب! تم کہہ دو کہ میں عبد ہوں اور غیب کا جاننا عبد کے قابو میں نہیں ہے۔ اور نہ جان سکتا ہے۔ میں عاجز ہوں تاکہ لوگ تم کو غیب دان سمجھ کر تیری عبادت نہ کرنے لگیں۔ اور مجھ کو میرا شریک نہ بنالیں۔ یہ معنے البتہ ٹھیک ہے۔ (ماخوذ از خازن) قال الرازی المراد منه ان یظهر من نفسه التواضع والخضوع والاعتراف بعبودیته حتی لا یعتقد فیه مثل اعتقاد النصاری فی المسیح" (بلغة الحیران ص ۱۳۲)

غیب کے معنے

○ "غیب" لغت میں "شہود" کی ضد ہے۔ اور غیب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو نظر سے چھپی ہوئی ہو یا مشاہدہ و تجربہ سے باہر ہو۔ یعنی اس شے یا ان اشیاء کا علم جو انسان کے ظاہری و باطنی حواس اور دماغی قویٰ کی نگاہوں کے سامنے سے غائب ہیں اور اس کے مقابل لفظ شہادت ہے۔ دیکھیے: سیرۃ النبی ج ۴ ص ۷۰

○ حضرت امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قولہ: الغیب الخفی الذی لایدرکه الحس ولا یقتضیه بدهة العقل

ترجمہ: جو مخفی چیز عقل و حواس سے بالاتر ہو وہ غیب ہے۔

علمِ غیب سے مراد

○ علمِ غیب بمعنی قدرت و غلبہ و قبضہ علی الغیب کے ہیں اور یہ صفت صفاتِ مختصہ باری تعالیٰ میں سے ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص صفتِ علمِ غیب بغیر اللہ ثابت کرے اور عقیدہ رکھے کہ انبیاء اولیاء ملائکہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جنات وغیرہ کسی کو یہ صفت حاصل ہے' بایں طور کہ خدا کی دی ہوئی قدرت علی الغیب سے یہ بات یا ان میں سے کوئی بھی حاضر و ناظر و علم الغیب ہیں ان پر کوئی چیز مخفی نہیں۔ جمیع ما کان و ما یکون کو جانتے ہیں اور سب اشیاء چھوٹی بڑی مخفی و ظاہر سے عالم ہیں۔ وہ شخص بوجۂ انکار آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ صحیحہ متواترہ مرفوعہ و انکارِ اقوالِ صحابہ کرام و انکارِ فتاویٰ ائمۂ اربعہ کے اجماعاً کافر و مشرک ہوگا۔

سوال انبیاء و اولیاء کو علم کلی ہوتا ہے۔ کیونکہ جزئی علم تو ہندو کو بھی ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ۔

جواب توبہ۔ رسول و ولی کو ہندو کے برابر کر دیا۔ آیا ہندو کو بھی وحی من جانب اللہ ہوتی ہے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ہندو کو ظن' وہم' اور محض شیطانی وسواس ہوتے ہیں۔ علمِ غیب نہیں ہوتا۔ اور رسول کو وحی من جانب اللہ ہوتا ہے۔ علمِ غیب پر خدا مطلع فرماتا ہے۔ مگر رسول کو علم غیب پر قابو (قدرت) نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے علمِ غیب کی کنجی کسی کے ہاتھ میں دی ہے۔ یہی معنے ہیں علم بالذات کے۔ فلسفیوں والا بالذات و بالعرض مراد نہیں۔ (خلاصہ بلغۃ الحیران ص ۷۷ و ۷۸)

محلِ نزاع کی تعیین

○ مدعیانِ علمِ غیب کے بیانات میں بہت بڑا تعارض و تناقض ہے۔ مثلاً:

❶ علمِ غیب کلی ہے بلا استثناء یا باستثناء

اور استثناء کن کن چیزوں میں ہے' جن کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں

(۱) بعض جاہل واعظ بلا استثناء تمام غیوب کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرتے ہیں۔

(۲) بعض صرف ذات و صفاتِ خداوندی کا استثناء کر دیتے ہیں۔

(۳) بعض تمام ممکناتِ حاضرہ و غائبہ کے علمِ محیط کے مدعی ہیں۔ (الکلمۃ العلیا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ص ۳ نعیم الدین مراد آبادی)

④ بعض صرف ابتدائے آفرینش عالم سے قیامت تک کا علم محیط مانتے ہیں۔ (انباء المصطفٰی ص ۳)

❷ علمِ غیب کلی ملنے کا وقت

○ مدعیانِ علم غیب کا اس بات میں بھی عجیب تعارض ہے۔ مثلاً:

① بعض کہتے ہیں آپؐ شکمِ مادر میں تھے اس وقت ہی آپؐ کو یہ ماکان و مایکون کا علم حاصل ہوچکا تھا۔ (انوار آفتابِ صداقت ص ۱۳۷ از قاضی فضل احمد لدھیانوی)

② بعض کہتے ہیں کہ وہ علم ماکان و مایکون معراج کی رات کو حاصل ہوا تھا۔ (الکلمۃ العلیا ص ۴۳ و ص ۶۳)

③ احمد رضاخان کا عقیدہ ہے کہ آپؐ کو یہ علم ماکان و مایکون تدریجی طور پر آغازِ نبوت سے بذریعہ قرآن پاک وقتاً فوقتاً عطا ہوتا رہا اور جس روز قرآن عزیز کا نزول ختم ہوا اسی دن اس علم کی تکمیل ہوئی۔

○ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ علم ذاتی و محیط تفصیلی جو بلا استثناء تمام معلومات کو حاوی ہو خواص باری تعالیٰ سے ہے' البتہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بذریعہ وحی یا الہام عالمِ شہادت کی طرح عالم غیب کی بھی بہت سی چیزیں اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو معلوم ہو جاتی ہیں۔

❷ شہید

○ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے سب کے کام اللہ تعالیٰ دیکھتا جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

۱ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ (۳ : ۵)

ترجمہ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے کہ اس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہے کوئی چیز مخفی نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں۔

۲ وَ مَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ (۱۴ : ۳۸)

ترجمہ زمین و آسمان میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں۔

۳ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ (۴۰ : ۱۶)

ترجمہ ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں۔

۴ وَ مَا كُنَّا غَآئِبِیْنَ (۷ : ۷)

ترجمہ ہم غائب نہیں ہیں۔

۵ اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (۴۱ : ۵۳)

ترجمہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہے۔

۶ یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ (۴ : ۱۰۸)

ترجمہ آدمیوں سے تو چھپتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تو نہیں چھپ سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ علم و قدرت کے لحاظ سے ان کے ساتھ ہے۔

۷ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۵۷ : ۴)

ترجمہ اور وہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سارے کام دیکھ رہا ہے۔

۸ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ (۴۷ : ۳۵)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔

۹ وَ مَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ (۱۰ : ۶۱)

ترجمہ اور تم کسی کام میں ہو اور اس کی طرف سے کچھ قرآن مجید پڑھو اور تم لوگ کوئی کام کرو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

١٠ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَمَا كَانُوْا (۵۸ : ۷)

ترجمہ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ اللہ تعالےٰ موجود ہے اور پانچ ہوں تو چھٹا وہ اللہ تعالےٰ ہوتا ہے اور اس سے کم ہوں یا اس سے زیادہ ہوں وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں۔

١١ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (۴ : ۷۹ و ۱۶۶ - ۱۰ : ۲۹ - ۴۸ : ۲۸)

١٢ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ (۴۶ : ۸)

١٣ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا (۳۳ : ۵۵)

١٤ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ شَهِيْدًا (۲۹ : ۵۲)

١٥ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا، بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ (۱۳ : ۴۳ و ۱۷ : ۹۶)

١٦ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا، بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ (۱۰ : ۲۹)

⓪ سارے قرآن مجید میں کہیں بھی کسی مخلوق کے بارے یہ صفت نہیں کہ فلاں ولی یا فرشتہ یا فلاں نبی سے کوئی چیز مخفی نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں اور نہ یہ ہے کہ فلاں نبی یا ولی یا فرشتہ ہر چیز پر مطلع ہے اور ہر ایک آدمی کے ساتھ ہے جہاں کہیں وہ ہو اس کے سارے کام دیکھ رہا ہے۔ اور کہیں غائب نہیں ہر جگہ کی چیزیں ہر وقت اس کے سامنے رہتی ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس مخلوق سے اس صفت کی نفی قرآن مجید میں موجود و مذکور ہے۔ خصوصًا افضل الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں۔ چنانچہ:

① اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کرکے فرمایا:

قرآن ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَ هُمْ يَمْكُرُوْنَ (۱۲ : ۱۰۲)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ اور تم ان (برادرانِ یوسفؑ) کے پاس نہ تھے جب انھوں نے اپنا کام پکا کیا اور وہ داؤں چل رہے تھے۔

② اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرکے فرمایا:

قرآن وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ (۲۸ : ۴۴)

ترجمہ آپؐ طور کی مغربی جانب میں تو نہ تھے جب ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسالت کا حکم بھیجا۔

③ نیز فرمایا:

قرآن وَ مَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (۲۸ : ۴۴)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپؐ اس وقت وہاں حاضر نہ تھے ۔۔۔۔

④ نیز فرمایا:

قرآن وَ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَ لٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ (۲۸ : ۴۵)

ترجمہ اور نہ آپؐ اہلِ مدین میں قیام پذیر تھے کہ ہماری آیتیں ان لوگوں کو پڑھ کر سنا رہے ہوں لیکن ہم آپؐ ہی کو رسول بنانے والے تھے اس لیے آپؐ کو یہ سب صحیح صحیح خبریں وحی سے بتا دیں۔

⑤ اسی طرح فرمایا:

قرآن وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ إِذْ نَادَيْنَا وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (۲۸ : ۴۶)

ترجمہ اور نہ آپؐ طور کے پہلو میں اس وقت موجود تھے جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی تھی لیکن آپؐ اپنے پروردگار کی رحمت سے نبی بنائے گئے تاکہ آپؐ ایسے لوگوں کو آگاہ کریں ۔۔۔۔۔ یعنی یہ امور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آپؐ کو مشاہدہ سے معلوم نہ ہو سکتے تھے۔ ہماری وحی ہی سے معلوم ہو رہے ہیں۔ نہ آپؐ کو جسماً وہاں حاضری حاصل تھی اور نہ یہ چیزیں آپؐ کے مشاہدہ میں آئیں پھر آپؐ جو انھیں اتنا صاف و صحیح واقعات بتا رہے ہیں اس کا بجز وحی کے اور کیا ذریعہ ہے۔

⑥ اسی طرح حضرت زکریا، مریم و عمران و یحییٰ علیہم السلام کے حالات بیان کر کے فرمایا:

قرآن ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ (۳ : ۴۴)

ترجمہ یہ واقعات غیب کی خبروں میں سے ہیں ہم آپ پر ان کی وحی کر رہے ہیں اور آپؐ تو ان لوگوں کے پاس تھے ہی نہیں اس وقت جب کہ وہ اپنے اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی سرپرستی کرے۔ اور نہ ہی آپؐ ان کے پاس اُس وقت موجود تھے جب وہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

⑦ مطلب صاف ہے کہ اے نبی! یہ واقعات وہ ہیں جو آپؐ سے کئی سو سال پہلے ایک دوسرے ملک میں پیش آئے تھے اور اب دنیا سے ان کی صحیح تاریخ تک مٹ چکی ہے۔ اور ان کے علمِ واقعی کا کوئی ذریعہ بھی اب بجز وحی الٰہی کے باقی نہیں رہا۔ آپؐ کو بالکل ٹھیک ٹھیک وحی کے ذریعے سے القاء کیے جا رہے ہیں اور یہ بجائے خود آپؐ کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔

⑧ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرما کر کہا:

قرآن تلك من انباء الغیب نوحیها الیك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا (۱۱ : ۴۹)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ یہ قصہ اخبارِ غیب میں سے ہے ہم نے اسے وحی کے ذریعے سے آپؐ تک پہنچا دیا اس واقعہ کو اس بتانے سے پہلے نہ آپؐ ہی جانتے تھے اور نہ ہی آپؐ کی قوم۔

○ یعنی نوح علیہ السلام کے واقعات کا صحیح اور مستند و مفصل علم اہلِ تاریخ اور اہلِ تورات کے ناقص اور غلط سلط بیانات سے قطع نظر اب آپؐ کو وحی الٰہی سے ہی یاد کرایا جا رہا ہے۔

فائدہ ان آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جتنے واقعات رونما ہوئے ہیں ان سب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپؐ اس وقت حاضر موجود نہیں تھے۔ بلکہ ان واقعات کا صحیح صحیح علم آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بتایا اور کوئی آیتِ قرآنی ایسی نہیں جس میں یہ ہو کہ ان گزشتہ واقعات میں آپؐ حاضر موجود تھے اور وہ ہر ہر واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے ہیں۔

○ اسی طرح کسی حدیثِ صحیح میں یہ نہیں آیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ آسمان زمین اللہ تعالیٰ نے میرے روبرو بنائے' یا میرے سامنے آدم کو مٹی سے بنایا' یا میرے سامنے سوائے ابلیس لعین کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کیا یا نہ کیا۔ اس کے متعلق آپؐ نے کیا فرمایا ہے کہ میں نے سجدہ کیا تھا یا نہ کیا تھا۔ جب آپؐ اس وقت موجود تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا یا نہ۔

○ اسی طرح یہ بھی کہیں نہیں آیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تفسیر میں فرمایا ہو کہ میرا جسم تو ان واقعات میں موجود نہ تھا مگر میری روح ان تمام حالات و واقعات کو دیکھتی رہی ہے۔

○ اور یہ بات نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث میں ہے اور نہ کسی صحابی کا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

عقیدہ ہے اور نہ ہمارے امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ہے اور نہ کسی فقیہ کا ہے نہ کسی عقائد کی کتاب میں ہے کہ یہ عقیدہ رکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور جس کا یہ عقیدہ نہ ہو وہ گستاخِ رسول اور کافر ہے۔ یہ سب من گھڑت عقیدہ ہے جو محض مومنوں میں تفریق پیدا کرنے کے لیے گھڑا گیا ہے۔

قرآن و حدیث میں وارد محولہ بالا واضح دلائل سے یہ بات تو قطعی طور پر ثابت ہو گئی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ولادت باسعادت سے پہلے دنیا میں رونما ہونے والے کسی واقعہ میں حاضر موجود نہ تھے۔ اور شاید آج کل کے بد عقیدہ لوگوں کو منہ توڑ جواب دینے کے لیے ہی اللہ تعالیٰ نے یہ واقعات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان واقعات میں آپ کی عدم موجودگی کا کھلے الفاظ میں ذکر فرمادیا ہے کہ آنے والے ادوار میں بعض ایسے بد عقیدہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو نصاریٰ کی تقلید میں' بلکہ ان سے دو ہاتھ آگے بڑھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنے لگیں گے۔

بہر حال قرآن مجید کی اس سچی خبر کو بیان کرنے اور اس کی تلاوت اور ترجمہ و تشریح کرنے میں کسی قسم کی کوئی گستاخی نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ہی مدح ہے۔ معاذ اللہ کوئی ایسا لفظ قرآن مجید میں نہیں جس سے آپ کے حق میں کسی قسم کی گستاخی ہوتی ہو' بلکہ اس کے برعکس جو شخص یہ کہے کہ (نعوذ باللہ) قرآن مجید کی فلاں آیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی ہے تو وہ خود اللہ تعالیٰ ' اور قرآن مجید کا گستاخ اور کافر ہو جائے گا' جس کی نماز' روزہ' حج' قربانی اور تمام عبادات اس ایک جملہ کے ادا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کرنے کے ساتھ ہی فوراً غارت ہو جائیں گی۔ اعاذنا اللہ منہ

فائدہ یاد رہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کہ تمام اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ اور جب تک کوئی شخص اپنے دل کی بات کو ظاہر نہ کرے اس پر کسی قسم کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ تاہم اظہارِ حقیقت کے لیے اس بات کا بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ بعض لوگ ایسی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت کرتے وقت اپنے دل میں انقباض اور تنگی محسوس کرتے ہیں جن سے ان کے مزعومہ عقائدِ باطلہ کی تردید ہو رہی ہو' اور ان آیات کی تلاوت کو قصداً ترک کر دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ طریقۂ تبلیغ کے خلاف خواہ مخواہ کسی کو چڑھانے اور تنگ کرنے کے لیے بے موقع بار بار ایسی آیات کی تلاوت کرتے ہیں تو یہ بھی جائز نہیں۔ البتہ کسی مسئلہ پر بحث ہو رہی ہو دلیل کے طور پر قرآن مجید کی آیت اور حدیثِ رسول پیش کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

احادیثِ صحیحہ سے زیرِ بحث مسئلہ کے دلائل

○ اب ہم احادیثِ صحیحہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت آپ کسی ایک مقام پر تشریف فرما ہوتے تھے تو اس وقت دوسرے مقام پر نہیں ہوتے تھے۔ مثلاً:

حدیث عن سهل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ قال انطلق رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الی قوم من الانصار ليصلح بينهم فجاء حين الصلوة وليس صلی اللہ علیہ وسلم بحاضر فتقدم ابوبكر رضی اللہ عنہ فبينما هو كذلك اذ جاء رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فصفح القوم فاشار رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان يثبت فابى ابوبكر رضی اللہ عنہ حتى نكص فتقدم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فصلى فلما قضى صلوته قال لابى بكر رضی اللہ عنہ ما

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

منعك ان تثبت كما امرتك؟ قال لم يكن لا بن ابي قحافة ان يتقدم امام رسول الله ﷺ (شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۵۹۔ از امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ ازدی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوم انصار کی طرف ان کے مابین صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے' پھر نماز کا وقت آگیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی میں حاضر موجود نہ تھے اس لیے جماعت کرانے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ بتاتے ہیں کہ وہ اسی طرح نماز پڑھا رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جب نمازیوں کو آپؐ کی آمد کا علم ہوا تو نمازیوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپؐ کی آمد کا علم ہوجائے تو وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے سمجھایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔ مگر اس کے باوجود (بہ تقاضائے ادب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ پھر جب آپؐ نے نماز مکمل کرلی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب میں نے آپ کو اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کے لیے کہا تھا تو پھر کیوں نہ ٹھہرے؟ تو اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ابن ابی قحافہ یعنی میرا یہ مقام نہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا رہوں۔ انتہی (اور اسی طرح مؤطا امام مالک ص ۵۷ میں بھی ہے)

ان رسول الله ﷺ بلغه ان بني عمرو بن عوف كان بينهم شئ فخرج رسول الله ﷺ يصلح بينهم في اناس معه فجلس رسول

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

الله ﷺ وحانت الصلوة فجاء بلال الى ابى بكر رضی اللہ عنہ فقال يا ابا بكر ان رسول الله ﷺ قد حُبِسَ وقد حانت الصلوة فهل لك ان تؤم الناس؟ قال نعم ان شئت فاقام بلال و تقدم ابوبكر رضی اللہ عنہ فكبر للناس وجاء رسول الله ﷺ يمشى فى الصفوف حتى قام فى الصف فاخذ الناس فى التصفيق و كان ابوبكر رضی اللہ عنہ لا يلتفت فى صلوته فلما اكثر الناس التفت فاذا رسول الله ﷺ فاشار اليه رسول الله ﷺ يأمره ان يصلى فرفع ابوبكر رضی اللہ عنہ يديه فحمد الله و رجع القهقرى وراءه حتى قام فى الصف فتقدم رسول الله ﷺ فصلى للناس فلما فرغ اقبل على الناس فقال يا ايها الناس مالكم حين نابكم شئ فى الصلوة اخذتم فى التصفيق؟ انما التصفيق للنساء. من نابكم شئ فى صلوته فليقل "سُبْحَانَ اللهِ" فانه لا يسمعه احد حين يقول سُبْحَانَ اللهِ الا التفت. يا ابابكر مامنعك ان تصلى للناس حين اشرت اليك؟ فقال ابوبكر رضی اللہ عنہ ماكان ينبغى لا بن ابى قحافة ان يصلى بين يدى رسول الله ﷺ (صحیح بخاری باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ ص۱۶۵ بروایت سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ)

ترجمہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبائل بنی عمرو بن عوف میں کچھ جھگڑا سا ہو گیا ہے اس لیے آپ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر ان کی باہم صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں آپ کو رُکنا پڑا اور نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آ کر عرض کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہیں رُک گئے ہیں' اور نماز کا وقت آ گیا ہے۔ کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں گے؟۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اگر تمھاری

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

خواہش ہے تو میں نماز پڑھا دوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز کے لیے اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہا' اتنے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے' اور صفوں میں ہوتے ہوئے اگلی صف میں جاکر کھڑے ہوگئے' لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صف میں کھڑا پایا۔ آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کرکے حکم دیا کہ نماز پڑھاتے رہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر شکریہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر ایڑیوں کے بل آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے ہٹتے صف میں آکر کھڑے ہوگئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: لوگو! کیا وجہ ہے کہ جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے جیسے تم کو پیش آگیا تھا تو تم نے تالیاں بجانی شروع کردیں۔ جس شخص کو نماز میں کوئی حادثہ یا ضرورت پیش آجائے تو "سُبْحٰنَ اللّٰہ" کہنا چاہیے۔ کیونکہ اگر یہ شخص سنے گا تو وہ ضرور اس کی طرف التفات کرے گا۔ تالیاں بجانے (یا ہاتھ پر ہاتھ مارنے) کا حکم عورتوں کے لیے ہے۔ اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اے ابوبکر! جب میں نے تم کو اشارہ کردیا تھا تو پھر کونسی چیز نماز پڑھانے سے تمھیں مانع آئی؟۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: ابوقحافہ کے بیٹے کو مناسب نہیں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھائے۔

فائدہ اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب آپؐ قوم انصار کے مابین صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے تو اس وقت آپؐ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مسجدِ نبوی میں حاضر موجود نہ تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے مُصلے پر تشریف لے گئے۔ پھر جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی میں تشریف لے آئے تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مُصلے پر ٹھہرنے کی بجائے پیچھے ہٹ گئے۔ اور آپؐ کے حاضر ہونے کے بعد آگے کھڑا ہونا مناسب نہ سمجھا۔ معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی حیات دنیویہ کے دوران بھی ہر جگہ حاضر ناظر نہیں سمجھتے تھے۔ اس لیے یہ عقیدہ رکھنا نہ گستاخی ہے نہ بے ادبی۔

حدیث ان اسود رجلا او امرأۃ کان یکون فی المسجد فمات ولم یعلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بموتہ فذکرہ ذات یوم فقال علیہ السلام مافعل ذلك الانسان قالوا مات یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ قال علیہ السلام افلا اٰذنتمونی؟ فقالوا انہ کان کذا و کذا قصتہ قال فحقروا شانہ فقال علیہ السلام دلونی علی قبرہ فصلی علیہ۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی القبر ص ۱۷۸ بروایت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ ایک حبشی مرد یا عورت مسجد میں رہا کرتا تھا اور مسجد میں جھاڑو دیتا تھا ایک روز اس کا انتقال ہو گیا اور حضورؐ کو اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ اتفاقاً ایک روز یاد فرمایا اور ارشاد فرمایا فلاں شخص کہاں گیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اس کا تو انتقال ہو گیا ہے۔ اس پر حضرت رسول اللہ نے فرمایا تم نے اس کی اطلاع مجھے کیوں نہ دی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ ایسا ہی معمولی شخص تھا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بتاؤ لوگوں نے قبر بتائی آپؐ نے قبر پر تشریف لے جا کر اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

○ اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ آپؐ اپنی حیاتِ دنیویہ کے دوران بھی ہر جگہ حاضر ناظر نہیں ہوتے تھے۔ نیز دیکھو بخاری ج ۱ ص ۶۵ و مسلم ج ۱

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ص ۳۰۹ و مسند طیالسی ص ۳۲۱ مشکوٰۃ ص ۱۴۵

حدیث سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے مرتے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کردیا تھا جب کہ اس کے پاس ان چھ غلاموں کے سوا اور کوئی مال نہ تھا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپؐ نے ان غلاموں کو بلا کر ان کے تین حصے کردیے۔ پھر قرعہ ڈالا۔ پھر ان میں سے دو کو آزاد کردیا اور چار کو غلام رکھا اور اس مرنے والے کے بارے میں بہت سخت الفاظ کہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۹۴ میں بحوالہ مسلم و نسائی)

- اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ واللہ میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھوں گا۔
- اور ابو داؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اس کے دفن کیے جانے سے پہلے میں وہاں حاضر موجود ہوتا تو میں اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہ کرنے دیتا۔
- معلوم ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے دفن ہوتے وقت وہاں حاضر موجود نہ تھے۔

حدیث مشکوٰۃ شریف ص ۲۳۸ میں بروایت ابی شریح العدوی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبہ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ آپؐ نے خطبہ کے آخر میں فرمایا تھا: فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ جو اس جگہ حاضر موجود ہے اس کا فرض ہے کہ میرے خطبہ کے بیان کردہ تمام مسائل ان لوگوں تک جا پہنچائے جو غائب ہیں۔

فائدہ اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جس مسلمان کو کسی مسئلہ کا علم ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ دوسروں تک بھی وہ مسئلہ پہنچائے۔ اور دوسرے اس حدیث سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے جاہلانہ عقیدہ کی نفی بھی ہوگئی۔

- یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے حکم فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (۵: ۶۷) کہ یارسول اللہ جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے اترا ہے یہ سب کچھ آپ لوگوں تک پہنچادیجیے۔
- نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ کہ اگر آپ نے یہ نہ کیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا ہی نہیں۔
- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دنیوی حیات کے ساتھ ہر جگہ حاضر موجود ہونے کا عقیدہ رکھنا ہی اصل گستاخی ہے۔ کیونکہ:
- اس عقیدۂ باطلہ سے علماء پر فریضۂ تبلیغ عائد نہیں ہوگا اور اگر علماء اپنا فریضہ کچھ کر عوام کو مسائل بتائیں گے تو عوام کہہ سکیں گے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود حیاتِ دنیویہ کے ساتھ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو وہ خود ہمیں کیوں نہیں بتاتے' ہماری غلط کاریوں کو خاموشی کے ساتھ دیکھ رہے ہیں اور منع نہیں فرماتے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم ٹھیک کررہے ہیں۔ اس لیے علماء کو اعتراض کا کوئی حق نہیں۔
- اور اگر کوئی عقل کا اندھا یہ کہہ دے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہمارے تمام اچھے برے کام خاموشی کے ساتھ دیکھ رہا ہے اور خود منع نہیں کرتا' اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموشی کے ساتھ ہمارے تمام اچھے برے کاموں کو دیکھ رہے ہیں۔ تو ایسے بے وقوف لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا کلمہ زبان سے نکالتے ہی آدمی کافر ہوجاتا ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسا صریح شرکیہ کلمہ بکنے کی جرأت تو مشرکین مکہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نے بھی نہیں کی تھی۔

نیز حضرت رسول اللہ ﷺ کو حیاتِ دنیویہ کے ساتھ ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنے کی تعلیم دینے والے علماء اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اپنی امت کو حکم دیا تھا: من رأی منکم منکراً فلیغیرہ کہ تم میں سے جو شخص کوئی برا کام ہوتا دیکھے تو اسے بدل دے' ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے۔ اور دل میں برا سمجھنے کو کمزور ایمان کی علامت بتلایا۔ تو اس حکم سے خود حضرت نبی کریم ﷺ مستثنیٰ نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ زندگی بھر اس اصول پر سختی سے عمل کرتے رہے۔ جبکہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھنے سے حضرت رسول اللہ ﷺ کو اس اصول سے مستثنیٰ قرار دینا ہوگا۔

حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فسأل (موسیٰ) اللہ ان یدنیہ من الارض المقدسۃ رمیۃ بحجر قال رسول اللہ ﷺ فلو کنت ثمّ لاریتکم قبرہ الی جانب الطریق عند الکثیب الاحمر۔ (صحیح بخاری ص ۱۷۸ و مسلم ج ۲ ص ۲۶۷)

ترجمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ مجھے ارضِ پاک (بیت المقدس) سے ایک پتھر پھینکنے کی مقدار کے برابر پہنچا دے (تاکہ میں وہاں دفن ہوں) حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو موسیٰؑ کی قبر سرخ ٹیلے کے پاس راستہ کے کنارہ پر دکھا دیتا۔

فائدہ آپؐ نے یوں نہیں فرمایا کہ اگر تم وہاں ہوتے تو میں تمھیں دکھا دیتا بلکہ اپنے متعلق فرمایا کہ اگر میں وہاں موجود ہوتا۔ جس کا مطلب واضح ہے کہ آپؐ نہ اس وقت وہاں موجود تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

واقعہ پیش آیا' اور نہ ہی اس وقت وہاں موجود تھے جب صحابۂ کرامؓ کے سامنے اس واقعہ کا ذکر فرمارہے تھے۔ اور قبرِ موسیٰ کا یہ علم آپؐ کو وحی کے ذریعے ہوا۔

حدیث ان رسول اللہ ﷺ اتی المقبرۃ فقال السّلام علیکم دار قوم مؤمنین وانّا ان شآء اللہ بکم لاحقون وددت انا قد رأینا اخواننا قالوا اولسنا اخوانك یارسول اللہ قال انتم اصحابی۔ و اخواننا الذین لم یاتوا بعد فقالوا کیف تعرف من لم یات من امتك یارسول اللہ فقال ارأیت لوان رجلاله خیل غرّ محجلین بین ظهری خیل دُهم بهم الایعرف خیله؟ قالوا بلی یارسول اللہ قال فانهم یاتون غرا محجلین من الوضوء و انا فرطهم علی الحوض۔ (صحیح مسلم ص ۱۲۷ و موطا امام مالک ص ۱۰ و مشکوٰۃ ص ۴۰ بروایت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ایک قبرستان میں آکر قبرستان والوں کے حق میں دعا کی السّلام علیکم دار قوم ۔۔۔۔۔ الخ مجھے تمنا ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یارسُول اللہ ﷺ ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم تو میرے اصحاب بھی ہو۔ اور وہ جو صرف میرے بھائی ہیں وہ ابھی نہیں آئے۔ صحابہؓ نے عرض کی یارسُول اللہ! آپؐ کی امت میں سے جو آپؐ کے پاس نہیں آئے آپؐ ان کو کیسے پہچانیں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا: بھلا یہ بتاؤ کہ کسی آدمی کے گھوڑے ہوں جن کا ماتھا اور چاروں ٹانگیں سفید ہوں وہ مشکی گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ اپنے گھوڑے نہ پہچانے گا۔ صحابہؓ نے کہا کیوں نہ پہچانے گا' ضرور پہچان لے گا۔ آپؐ نے فرمایا بعد میں آنے والی میری امت کے منہ اور ہاتھ پاؤں وضوء کی وجہ سے سفید

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

چمکدار ہوں گے اور میں حوض پر پانی پلانے کیلیے ان سے پہلے پہنچوں گا۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ اب اس دور کی امت کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علامات سے پہچانیں گے نہ کہ وہ ہم میں حاضر موجود ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ آپؐ ہر جگہ حاضر موجود ہیں ورنہ ایسا سوال ہی نہ کرتے کہ آپؐ ان کو کیونکر پہچانیں گے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو صاف فرما دیتے کہ تمھیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ میں ہر جگہ حاضر ناظر ہوتا ہوں اور سب کو دیکھتا' پہچانتا ہوں۔ بلکہ قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کو دیکھتا اور پہچانتا رہوں گا۔ جیسا کہ آج کل رسمی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

حدیث قال رسول اللہ ﷺ انا اول من یؤذن له بالسجود یوم القیمة و انا اول من یؤذن له ان یرفع رأسه فانظر الی مابین یدی فاعرف امتی من بین الامم و من خلفی مثل ذلك و عن یمینی مثل ذلك و عن شمالی مثل ذلك۔ فقال رجل یارسول اللہ کیف تعرف امتك من بین الامم فی مابین نوح الی امتك؟ قال علیه السّلام هم غر محجلون من اثر الوضوء لیس احد کذلك غیرهم و اعرفهم انهم یؤتون کتبهم بایمانهم و اعرفهم تسعی بین ایدیهم ذریتهم۔

(مشکوٰۃ ص ۴۰ میں بحوالہ مسند احمد بروایت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ)

ترجمہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں گا جسے قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی پہلا شخص ہوں گا جسے سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ پھر میں اپنے آگے سے دیکھوں گا پھر تمام امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح اور دائیں بائیں سے بھی اسی طرح۔ پھر ایک آدمی (صحابی) نے عرض کی کہ آپؐ نوح علیہ السّلام کی امت سے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

لے کر اپنی امت تک تمام امتوں میں سے اپنی امت کو کس طرح پہچان سکیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ:

① ایک تو میری امت کے چہرے اور ہاتھ پاؤں سفید چمکدار ہوں گے وضوء کے اثر کی وجہ سے

② دوسرے اس بات سے پہچان لوں گا کہ ان کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیے جارہے ہوں گے۔

③ تیسرے اس بات سے بھی میں اپنی امت کو پہچان لوں گا کہ ان کی اولاد ان کے آگے بھاگی بھاگی جارہی ہوگی۔

فائدہ اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ نبی ہر جگہ حاضر ناظر نہیں ہوتے۔

حدیث حضرت جابر اور اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفات کے میدان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا افعالِ حج کا صحیح صحیح طریقہ مجھ سے حاصل کر لو اور یاد کر لو لعلی لا اراکم بعد عامی ھذا کہ شاید اس سال کے بعد میں آپ کو نہ دیکھوں۔ یعنی میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا اور تم کو نہ دیکھوں گا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۲۰ و ص ۱۰۸ و مشکوۃ ص ۲۳۰)

فائدہ اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آپؐ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں تو اس حدیث کو غلط کہنا ہوگا۔ جب کہ امام ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور اگر اس کو صحیح کہیں تو بقول ان کے جو حضور کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں ترمذی بھی گستاخ بنتا ہے اور اس کے سارے استاذ صحابہؓ تک گستاخ بنتے ہیں۔ یا معاذ اللہ حضورؐ کی بات غلط نکلے گی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں مردود ہیں۔ اور جس عقیدہ سے ان مردود باتوں کو عقیدہ بنانا پڑے وہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

عقیدہ باطل ہے بس یہ عقیدہ حضورؐ کو ہر جگہ حاضر ناظر جانتے کا عقیدہ باطل ہوا بلکہ اس عقیدہ والے آپ گستاخ ہیں جو اصدق الصادقین حبیب اللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کو نہیں مانتے' بلکہ اپنی منواتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ و اتقوا اللہ

حدیث امیر المومنین سیدنا امام ابوبکر صدیق و اسماء بنت ابی بکر و انس بن مالک و حذیفۃ بن یمان و سمرۃ بن جندب و ابو الدرداء و ابن عباس و ابن مسعود و ابن عمرو و غیرھم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہ سیجاء برجال من امتی فیؤخذ منھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک۔ (بخاری ص ۹۷۴)

ترجمہ میری امت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے۔ پھر ان کو میرے پاس سے بجانب چپ ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا اے رب یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ (امتی ہیں) تو جواب ملے گا کہ آپؐ کو اس کا علم نہیں ہے کہ آپؐ کے بعد انہوں نے کیا کچھ بدعتیں کی ہیں۔

فائدہ اور ایک روایت میں (بخاری ص ۹۷۵ و ص ۹۷۴) لا تدری کی جگہ انک لا علم لک کے الفاظ ہیں۔ پس اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا کہ درایت کی نفی ہے علم کی نفی تو نہیں۔ اگر تسلیم کریں کہ آپؐ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں تو اس حدیث کا انکار کرنا پڑے گا۔

حدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم افتقد ثابت بن قیسؓ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ (صحیح بخاری ص ۵۱۰)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت قیس رضی اللہ عنہ کو غائب پایا۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کی کہ میں ثابت کی حالت معلوم کر کے آپ سے عرض کروں گا۔ چنانچہ سعد ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور مکان کے اندر ان کو سرنگوں بیٹھا پایا۔ پوچھا کیا حال ہے؟ ثابت نے کہا برا حال ہے میں اپنی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرتا تھا اور ایسے شخص کے اعمال اکارت جائیں گے اور وہ دوزخی ہوگا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا اور دوبارہ بشارۃ عظیم لے کر ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دوزخی نہیں' بلکہ اہل بہشت سے ہو۔

حدیث امام جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ تعالٰی نے الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۳۹ میں بحوالہ بیہقی رحمہم اللہ تعالٰی حضرت عروۃ بن الزبیر رحمہم اللہ تعالٰی کی روایت لکھی ہے جو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے بھانجے اور حضرت امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں اور ان کے والد ماجد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں امت کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا: ایھاالناس اصنعوا ما اقول لکم فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ھذا فی ھذا الموقف۔ اسمعوا ایھاالناس قولی فانی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ لن تضلوا' کتاب اللہ و سنتی

ترجمہ اے لوگو! جو میں تم کو کہتا ہوں وہ ہی کرو (اور غنیمت سمجھو) کیونکہ مجھے کچھ علم نہیں شاید میں اس سال کے بعد تم سے ملاقات نہ کر سکوں۔ لوگو! اس موقع پر میری بات سن لو۔ میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے اور ان پر عمل کرنا اپنے اوپر لازم کرلو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اور وہ دو چیزیں ہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور میری سُنّت اور طریقہ۔

حدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم النحر میں (۱۰ ذی الحجۃ) کو دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر جمرۃ العقبہ کو کنکریاں مار رہے تھے اور یہ بھی کہہ رہے تھے: خذوا عنی مناسککم فانی لاادری لعلی لا احج بعد حجتی هذه (الخصائص الکبریٰ ج۲ ص۳۹ بحوالہ صحیح مسلم)

ترجمہ مجھ سے تمام افعالِ حج سیکھ لو کیونکہ مجھے کچھ پتہ نہیں کہ میں شاید اپنے اس حج کے بعد حج نہ کر سکوں۔

حدیث حضرت عاصم بن حمید سکونی سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ پھر آپ بھی (بطور مشایعت کے) معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور راستہ میں اس کو وصیت بھی کرتے جارہے تھے۔ پھر جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: یا معاذ انك عسی ان لا تلقانی بعد عامی و لعلك ان تمر بمسجدی و قبری فبکی معاذ۔ (الخصائص الکبریٰ ج۲ ص۳۹ بحوالہ مسند احمد و بیہقی)

ترجمہ اے معاذ! ہوسکتا ہے کہ میرے اس سال کے بعد تو میری ملاقات نہ کر سکے اور شاید تو میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گذرے پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کی یہ بات سن کر رو پڑے۔

حدیث حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ان یخرج و انا فیکم فانا حجیجه دونکم و ان یخرج و لست

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فیکم فامرأ حجیج نفسه و الله خلیفتی علی کل مسلم (سنن ابی داؤد ج۲، ص۲۴۵)

ترجمہ اگر دجال ایسے وقت میں آ گیا جب میں تم میں موجود ہوں تو میں آپ ہی اس کے ساتھ بحث مباحثہ کرکے دلائل میں اس کو مغلوب کرلوں گا، تمہاری ضرورت نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ ایسے وقت میں آ گیا جب میں تم میں نہ ہوں گا تو پھر ہر آدمی اپنا آپ اس کے ساتھ بحث مباحثہ کرکے دلائل میں اس کو مغلوب کرے۔ اور ہر مسلم پر اللہ تعالیٰ میری طرف سے خلیفہ ہوگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایسے دلائل القاء کردے گا جس سے دجال مغلوب ہوتا رہے گا۔

فائدہ اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ آپؐ اس دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد فتنۂ دجال کو ختم کرنے کے لیے ہر مسلمان کے پاس حاضر موجود نہ ہوں گے۔ اگر یہ عقیدہ رکھیں گے کہ آپؐ ہر مسلمان کے پاس حاضر موجود ہیں تو آپؐ یوں کیوں فرماتے کہ اگر میں تم میں نہ ہوں تو ہر مسلمان خود اس کا مقابلہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کی امداد کرے گا۔

حدیث امام بخاری نے باب من لم یدخل بیتاً فیه صورة (جس گھر میں تصویر ہو اس میں داخل نہ ہونے کا بیان) کے تحت حدیث نقل فرمائی ہے: القاسم بن محمد عن عائشة رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انها اخبرته انها اشترت نمرقة فیها تصاویر فلما رأها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قام علی الباب فلم یدخل ۔۔۔۔۔ (صحیح بخاری ص۸۸۹)

ترجمہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں مجھے (میری پھوپھی) عائشہ صدیقہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میں نے ایک تصویر دار پردہ خریدا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کو دیکھا تو دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اندر داخل نہیں ہوئے۔ میں
نے چہرۂ مبارک پر کراہیت اور ناپسندیدگی کے آثار پائے میں نے
عرض کی یارسول اللہ! مجھ سے جو قصور ہوا ہے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسول کے سامنے اس سے توبہ کرتی ہوں۔ فرمایا یہ پردہ کیسا ہے؟ میں
نے عرض کیا کہ آپؐ کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کے لیے میں نے خریدا
ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب
دیے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ جو چیز تم نے بنائی تھی
اب اس کو زندہ بھی کرو۔ آپؐ نے فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں
اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

فائدہ اس حدیث سے اس عقیدہ کا بطلان واضح ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ جب کہ آپؐ اس گھر میں نہیں داخل ہوئے
جس میں تصویریں تھیں یا اس عقیدہ والے یہ کہیں کہ معاذ اللہ
ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے غلط بات کہی ہے یا یہ کہیں کہ
آپؐ کی روح مبارک کا بلا جسد تصویر والے گھروں میں جانا جائز ہے۔
مگر ہر دعویٰ بلا دلیل کوئی نہیں سنتا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لما اغرق اللہ فرعون قال اٰمَنْتُ اَنَّہٗ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ فقال جبرئیل یا محمد
لو رأیتنی وانا اٰخذ من حال البحر وادسہ فی فیہ مخافۃ ان
تدرکہ الرحمۃ۔ (جامع ترمذی کتاب التفسیر ج ۲
ص ۱۴۳)

ترجمہ جب فرعون کو اللہ تعالیٰ غرق کرنے لگا تو فرعون نے کہا میں ایمان لاتا
ہوں کہ بجز اس کے کوئی الٰہ نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور میں سُلّیون میں داخل ہوتا ہوں تو جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ سناتے ہوئے کہتے ہیں یا محمد! اگر اس وقت آپ مجھے دیکھتے جس وقت میں سمندر کی گاد (سیاہ مٹی) لے کر اس کے منہ میں ٹھونس رہا تھا اس ڈر کے مارے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجائے اور اس مردود کی بخشش ہوجائے جو ساری زندگی اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتا رہا تھا تو آپ کو ایک عجیب ہی منظر نظر آتا۔

فائدہ اس حدیث سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ یہ عقیدہ صریح غلط ہے کہ آپ گذشتہ حالات سب کے سب اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے۔ اور یہی عقیدہ صحیح ہے کہ آپ اس وقت حاضر موجود نہ تھے۔ نیز یہ کہ آپ کو اگلے لوگوں کے حالات اور پچھلے لوگوں کے ہونے والے حالات اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بتائے اور وحی کے ذریعے بتائے ہوئے حالات مشاہدہ سے بھی بڑھ کر قطعی 'یقینی اور واجب الاعتقاد ہوتے ہیں' جن کا انکار کفر ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس دنیا جہان کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے ہیں' تو اس سے وحی کا انکار لازم آتا ہے جو کہ کفر ہے۔

قرآن و حدیث میں مذکور چند واقعات

① علاوہ ان نصوص قرآنیہ اور احادیث مشہورہ کے قرآن مجید میں سورۃ یوسف کو غور سے پڑھیں۔ جس میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ حضرت یوسف ؑ پر کس قدر مصائب آئے برادرانِ یوسف ؑ نے ان کو کس طریقہ سے والد ماجد کی نظروں سے غائب کیا راستہ میں کیا کیا اذیتیں پہنچائیں۔ پھر کنوئیں میں ڈالا۔ پھر قافلہ نے یوسف علیہ السلام کو مصر میں لے جا کر بیچ دیا' وہاں ایک فاحشہ عورت سے سابقہ پڑا' پھر مصر کی عورتوں کے ساتھ سابقہ پڑا' پھر جیل میں پہنچایا گیا' وہاں کتنی مدت رہے' پھر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند منصب پر پہنچایا' پھر سات سال گذرے' پھر قحط پڑا۔ جس نے ملک شام کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا' پھر برادران یوسف نے سنا کہ عزیزِ مصر غلہ دیتا ہے' وہ گئے' غلہ مانگا' حضرت یوسف علیہ السلام پہچان گئے' برادران یوسف نہ پہچان سکے۔ بنیامین کے بارے بات ہوئی' وعدہ کیا کہ پھر جب آئیں گے تو اس کو ساتھ لائیں گے۔ واپس جا کر والد صاحب سے بنیامین کا مطالبہ کیا' کافی سوال جواب کے بعد کچھ شرطوں کے ساتھ بھیجا۔ غرض ان تمام مصائب کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام کو کچھ علم نہیں کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا گزرتی رہی ہے اور بنیامین کے ساتھ کیا ہوا۔ اور یوسفؑ کو بھی کچھ علم نہیں کہ میرے والد صاحب پر کیا گزر رہی ہے۔ حالانکہ باپ بیٹا ہر دو نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو "شہید" قرار دیا ہے۔ جیسا کہ:

○ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد (۴ : ۴۱)

ترجمہ پھر کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جب سب لوگ (قیامت کے دن) جمع ہوں گے۔ اور ہم ہر ہر امت سے ایک ایک گواہ یعنی رسول کو طلب کریں گے۔

○ اس ارشادِ باری تعالیٰ کے بعد اب بھی جو شخص شہادت کے لیے شہید کا اپنی آنکھوں سے دیکھنا ضروری سمجھتا ہے' اس کے لیے تو یہ واقعات فرضی کہانیوں سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔

④ دوسرا واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے کہ جب حضرت نبی کریمؐ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہلِ مکہ کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ یہاں حدیبیہ میں کسی طرح مشہور ہو گیا کہ اہلِ مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

لڑنے کی بیعت کی کہ لڑنا مرنا منظور ہے ہم اب پیچھے نہ ہٹیں گے۔ اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے تمام حال جانتے دیکھتے ہوتے خصوصاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اعمال جانتے ہوتے ان کی پانچوں وقت کی نمازیں پڑھنا دیکھتے اور ان کے ہر تشہد میں السّلام علیك ایها النبی کے الفاظ اپنے معصوم کانوں سے سنتے ہوتے تو آپؐ جو پوری دنیا کے لیے پیغام امن لے کر مبعوث ہوئے اور پرامن طریقے سے عمرہ کرنے کی اجازت لینے کے لیے اپنا خاص ایلچی بنا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ روانہ کرنے کے بعد شہادتِ عثمان کی افواہ اڑنے پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کفارِ مکہ کے ساتھ جنگ کرنے کی بیعت ہرگز نہ کرتے۔ بلکہ اس غلط افواہ کی تردید کرتے ہوئے مسلمانوں کو تسلی دیتے کہ گھبراؤ نہیں یہ غلط افواہ اڑائی جارہی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحیح سلامت ہیں کسی نے ان کو شہید نہیں کیا ان کی نمازوں کا سلام و درود مسلسل سنتا رہتا ہوں۔ اگر وہ شہید ہوگئے ہوتے تو میں ان کے درود و سلام نہ سنتا بلکہ اہلِ مکہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مابین جو بات چیت ہورہی ہے میں وہ سب اپنے ان کانوں سے سن سمجھ رہا ہوں۔ پھر ایسی صورت میں بیعت کی نوبت ہی پیش نہ آتی۔ بلکہ اگر آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجنے کی ضرورت تھی اور نہ ہی مدینۃ الرسولؐ سے مکے تک کا طویل ترین سفر کرنے کی نوبت آتی۔

خلاصہ یہ کہ ایسے واقعات جو قطعی ہیں' اور قرآن مجید ان کی تصدیق کرتا ہے۔ ان سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو قبل از ولادت انبیاء و دیگر امتوں کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے ہیں اور نہ اپنی حیاتِ دنیویہ کے دوران وفاتِ حسرت آیات تک امت کے تمام احوال اپنی آنکھوں سے دیکھتے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تھے اور نہ ہی بعد از وفات امت وغیرہ کے احوال دیکھتے ہیں اور نہ ہی وہ ان پر نگران ہیں۔ البتہ :

○ امم سابقہ اور انبیاء وغیرہم کے جو احوال و واقعات آپؐ نے بیان فرمائے ہیں وہ سب وحی من اللہ کے ذریعے تھے جو سب برحق اور مطابق واقع تھے۔ اور اپنی آنکھوں کے ساتھ مشاہدہ کرنے سے جتنا انسان کو یقین آتا ہے اس سے بڑھ کر وہ بات یقینی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے بتائی ہو۔ اسی طرح آپؐ کے انتقال کے بعد کے واقعات جن کا تا حال وقوع نہیں ہوا' اور آپؐ نے بتائے وہ بھی برحق قطعی اور یقینی ہیں' جن کا یقینی ہونا ان واقعات سے بڑھ کر ہے جو انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقین کر لیتا ہو' یہاں تک کہ اگر کسی کا مشاہدہ اور وحی کے مابین تخالف واقع ہو تو ہم اس مشاہدہ کو غلط قرار دیں گے۔ اور آپؐ کی بتائی ہوئی وحی کو صحیح قطعی اور یقینی قرار دیں گے۔ بشرطیکہ قرآن کی نص سے ثابت ہو جائے' یا حدیثِ متواتر سے یا اجماعِ صحابہ سے۔

فتاوی فقہاءِ اعلام اصحابِ مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

① شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۸۹ میں امام محدث فقیہ حنفی ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الازدی مصری طحاوی رحمۃ اللہ نے امام مجتہد ابو یوسف (تلمیذ ابی حنیفہ) کے بارے لکھا ہے :

قول و قد کان ابو یوسفؒ قال مرۃ لا یُصَلّٰی صلوۃ الخوف بعد رسول اللہ ﷺ و زعم ان النّاس انما صلوھا مع رسول اللہ ﷺ کما صلوھا لفضل الصلوۃ معہ

ترجمہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا تھا کہ صلوۃ خوف اس دور میں یعنی عالم دنیا سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد نہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

پڑھی جائے اور انھوں نے یہ سمجھا کہ اس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی جیسے بھی پڑھی تھی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت بہت ہے۔ اور اس کی دلیل یہ دی کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے: و اذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منھم معک (۴ : ۱۰۲) یارسول اللہ! جب آپؐ ان کے درمیان ہوں اور ان کے لیے نماز قائم کریں تب تو چاہیے کہ ان میں کا ایک گروہ آپؐ کے ساتھ کھڑا ہو جائے------

تو اس آیتِ کریمہ میں صلوٰۃ خوف پڑھنے کا حکم اس وقت دیا رہا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک ان میں موجود ہو' اور اب جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک ان میں نہیں ہیں اس لیے اب یہ حکم منقطع ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے اس عالمِ دنیا سے انتقال فرما کر عالمِ برزخ میں تشریف لے گئے ہیں اس وقت سے آپؐ دنیا میں حاضر موجود نہیں۔ یہ عقیدہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی کا تھا جو احناف اہلِ انصاف کا مسلّم امام ہے۔

اور دوسرے علماء اگرچہ سب کے سب بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جوازِ صلوٰۃ الخوف کے قائل ہیں مگر کسی مخالف نے بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی کو اس قول کی وجہ سے گستاخ اور کافر نہیں کہا۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی کے قول کی تردید میں دلائل تو دیے مگر ان چودہ صدیوں میں کسی ایک عالم نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی کے اس قول کو گستاخی اور کفر نہیں کہا۔

علامہ بدر الدین زرکشی رحمۃ اللہ تعالٰی نے بھی البرہان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۲۱۹ میں یہی لکھا ہے: و اذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ---- .. و جری ابو یوسف رحمہ اللہ علی الظاہر فقال ان صلوٰۃ الخوف من

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

خصائص النبی ﷺ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت : واذا کنت فیھم کو اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہوئے کہا کہ صلوۃ خوف خصائص نبوی ﷺ میں سے ہے۔

○ اسی طرح فقیہ اعظم علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل (متوفی ۵۹۳ھ) نے اپنی مشہور درسی کتاب ھدایہ ج ۱ ص ۱۵۷ میں لکھا ہے: و ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ و ان انکر شرعیتها فی زماننا فھو مرجوح علیہ بما روینا یعنی امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اگرچہ ہمارے زمانہ (ما بعد النبی) میں صلوۃ الخوف کے مشروع ہونے کا انکار کرتے ہیں مگر دلیل کے لحاظ سے ان کا قول مغلوب اور مرجوح ہے۔ کیونکہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کر آئے ہیں۔ مگر صاحب ہدایہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ پر گستاخ اور کافر ہونے کا فتوی نہیں لگایا۔

فائدہ یاد رہے کہ آخر کار امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس قول سے رجوع فرما لیا تھا۔

④ نمازی نماز کے آخر میں سلام پھیرتا ہے اس وقت حکم ہے کہ اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو صرف فرشتوں کی نیت کرے : ویسن نیۃ المنفرد الملئکۃ فقط (مراقی الفلاح ص ۱۶۵)

دلیل دی کہ : اذ لیس معہ غیرھم کیونکہ اکیلے نماز پڑھنے والے کے ساتھ سوائے فرشتوں کے اور کوئی نہیں۔

○ اگر حضرت رسول اللہ ﷺ کے بارے یہ عقیدہ ہو کہ وہ ہر جگہ حاضر موجود ہیں تو فقہاء کا یہ مسئلہ غلط ہو جائے گا اور جتنے فقہاء نے یہ مسئلہ لکھا ہے وہ سب گستاخ بے ادب اور کافر قرار پائیں گے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

⑤ ملا علی القاری رحمۃ اللہ نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج ۲

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ص ۳۵۷ میں تحریر فرمایا ہے:

قولہ عند التسلیم بالخروج عن الصلوۃ لا ینوی الانبیاء علیہم السلام باتفاق العلماء

ترجمہ نماز سے باہر نکلنے کے لیے جو سلام پھیرا جاتا ہے۔ یعنی ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ﴾ کہا جاتا ہے تو اس وقت انبیاء کرام علیہم السلام کی نیت نہ کرے۔ اور اس پر تمام علماءِ اسلام کا اتفاق ہے۔

○ اس کی دلیل صاحب ہدایہ نے ص ۹۴ میں دی ہے:

قولہ لان الخطاب حظ الحاضرین۔

ترجمہ خطاب تحیہ کا ان کو کیا جاتا ہے جو حاضر موجود ہوں۔

○ حضرت ملا علی قاری اور صاحب ہدایہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی مذکورِ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ تمام فقہاء مجتہدین کے نزدیک بھی انبیاء کرام علیہم السلام ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔

○ اور التحیات میں جو السلام علیك ایھا النبی کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ نبی پاک حاضر ناظر ہیں بلکہ اس کی وجہ خود ہی ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی:

قولہ و انه علی حکایة معراجه علیه السلام فی اٰخر الصلوة (مرقاۃ ج ۲ ص ۳۳۱)

ترجمہ السلام علیك ایھا النبی میں خطاب بطور حکایۂ معراج کے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا۔ اس لیے نہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے نمازیوں کے پاس حاضر موجود ہیں۔

④ فتاویٰ عالمگیری پر فتاویٰ برازیہ ج ۲ ص ۳۲۶ میں اور معلم الفقہ ج ۱ ص ۹۰ میں ہے: من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر جو شخص یہ کہے کہ مشائخ کے ارواح حاضر موجود ہیں اور جانتے ہیں تو وہ بندہ کافر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہو جاتا ہے اسی طرح بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۴ میں بھی ہے۔

⑤ شامی کے حاشیہ پر یہ مسئلہ لکھا ہے: تزوج بشهادة الله و رسوله لم يجز بل قيل يكفر. واللہ اعلم کہ جو نکاح کرے اور گواہ بنایا اللہ اور اللہ کے رسول کو تو یہ ناجائز ہوگا۔ بلکہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس طرح کافر ہو گیا۔ (درمختار)

⑥ اس کی دلیل میں علامہ شامی نے لکھا ہے: لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ عالم الغیب (شامی ج۲ ص ۳۰۰)

⑦ بحر الرائق ص ۸۸ میں بھی یہی ہے۔

⑧ عالمگیری ص ۲۶۸۔ میں بھی یہی ہے۔

⑨ بزازیہ ص ۳۳۴۔ میں بھی یہی ہے۔

⑩ اگر نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر موجود ہوتے تو نکاح ہو جاتا اور فقہاء کفر تک کا فتویٰ اس پر نہ لگاتے۔

صوفیاء کرام کے فرامین

① ارشاد الطالبین ص ۲۸ میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے فرمایا: اگر کسے گوید کہ خدا و رسول بریں عمل گواہ اند کافر شود۔ اگر کوئی کہے کہ اس عمل پر خدا اور رسول گواہ ہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔

② حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف دلیل العارفین ص ۲۴ میں تحریر فرمایا ہے:

ارشاد: بعد ازاں فرمود (خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہٗ نے) کہ وقتے حضرت رسالت پناہ ﷺ آرزوئے دیدن اصحاب کہف کرد فرمان آمد کہ ما حکم کردیم تو در دنیا ایشاں را نہ بینی۔

ترجمہ: یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ایک وقت خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کہف

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کے دیکھنے کی آرزو کی فرمان آیا کہ ہم یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ آپ اس دنیا میں ان کو نہ دیکھو گے۔

③ معلم الفقہ ج ۱ ص ۷۵ میں ہے اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث اعظم کو یہ طاقت (قوت) حاصل ہے کہ جس مقام سے کوئی ان کو پکارے اس کی ندا کو وہ سنتے ہیں اور اس کے حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو یہ عقیدہ خلافِ عقیدۂ اہل اسلام بلکہ مجرالی الشرک ہے۔ ہر شخص کی ندا کو ہر وقت سننا پروردگارِ عالم کے ساتھ خاص ہے۔ کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخلوق ہیں۔

④ نعیم الدین مراد آبادی نے و ما محمد الا رسول کے حاشیہ ص ۲۵۶ میں لکھا ہے : اور رسولوں کی بعثت کا مقصود رسالت کی تبلیغ اور حجت کا لازم کردینا ہے نہ کہ اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا (ترجمہ قرآن مجید احمد رضا خان مع تفسیر نعیم الدین صاحب ص ۱۰۰)

فائدہ یہاں تو نعیم الدین مراد آبادی کے قلم سے بھی حق بات نکل ہی گئی' جو اس کے اپنے عقیدہ سے بالکل متضاد ہے۔ کہا جاتا ہے :

مقولہ الحق ما شهدت به الاعداء

ترجمہ حق وہی ہے کہ دشمن بھی اس کی شہادت دینے لگے۔

⑤ حضرت خواجہ شمس العارفین سیال شریف والے اپنے ملفوظات "مراۃ العاشقین" میں لکھتے ہیں۔ حضرت حق تعالیٰ سبحانہ و تعالیٰ ہمہ جا حاضر است و در حال ظاہر و باطن ہمہ ناظر زہے خسارت کہ تو از لقائے او برداشتہ سوئے دیگری نگری و طریق رضائے او بگذاشتہ راہ دیگری سپری

⑥ حزب البحر ص ۲۸ مطبوعہ شیخ غلام حسین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور اور ص ۲۲ (مطبوعہ دین محمدی پریس لاہور) میں اللہ تعالیٰ کو خطاب ہے :

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

یا حاضراً لیس بغائب اے وہ ذات جو ہمیشہ حاضر ہے اور کبھی غائب نہیں ہے۔

⑦ سیدی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ (متوفی ۵۶۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب "الغنیۃ" (غُنْیَۃُ الطالبین) طبع مصر ص ۵۷ میں تحریر فرمایا ہے:

ویجوز وصفہ بانہ ناظر اللہ تعالیٰ کی یہ وصف بیان کرنا جائز ہے کہ وہ اللہ ناظر ہے۔ معنے یہ ہے کہ سب چیزوں کو دیکھتا اور ادراک کرتا ہے۔ اور آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں: ویجوز وصفہ بانہ حاضر اللہ تعالیٰ کی یہ وصف بیان کرنا جائز ہے کہ وہ اللہ حاضر ہے۔

اس مفتریٰ اعتقاد کا اصل مأخذ

○ نبی و غیر اللہ کے حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ اہلِ اسلام کا نہیں بلکہ کفار کا عقیدہ ہے۔ من جملہ ان کے عیسائی ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں جس جگہ بھی "عشاء ربانی" کی رسم ادا کی جاتی ہے یسوع مسیح علیہ السلام وہاں آموجود ہوتے ہیں۔ متی ۲۸: ۱۸۔ ۲۰ میں لکھا ہے جو آخری آیت ہے انجیل متی کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان باندھتے ہوئے کہا "اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمھارے ساتھ ہوں"

○ اور الوہیت مسیح ص ۱۹ میں ہے: "اَلمسیح حاضرِ کل ناظرِ کل ہے"۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ عیسائیوں سے لیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس کے قبول کرنے پر مجبور کیا گیا ہے اور جو اس عقیدہ کو نہ مانے اس کو گستاخ اور کافر قرار دیا جاتا ہے۔ جب کہ قرآن و حدیث کے واضح دلائل سے ثابت ہوچکا ہے کہ مخلوق کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب سمجھنے کا عقیدہ کفار کا تو ہوسکتا ہے، مسلمانوں کا نہیں۔

○ غایۃ الامانی ج ۱ ص ۳۴ میں لکھا ہے سید فاضل علامہ بدر الدین جلی نے اپنی کتاب "الارشاد والتعلیم" میں "مقالات الامم" کے عنوان سے لکھا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہے کہ اسلام میں ان کے شنیع مقالات میں سے ایک یہ قول بھی ان کا ہے کہ ان النبی ﷺ لا یخلو منہ زمان و لا مکان مطلب ان کا یہ ہے کہ نبی ہر جگہ ہر وقت موجود ہے۔ لیکن یہ مقالہ علم کلام کے متقدمین و متاخرین علماء میں سے کسی ایک عالم کا بھی ہم نے نہیں دیکھا اور نہ ہی ہم نے یہ مقالہ کتب عقائد میں دیکھا' اور نہیں اس بات کا وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ کوئی عالم یہ شنیع قول کرے۔

○ بہت سی کتابوں کے مصنف شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی بیروتی نے برہان حلبی سے نقل کرتے ہوئے ایک منظوم کلام بنام طیبۃ الغراء لکھی ہے جس میں کہا ہے کہ برہان حلبی نے اس موضوع پر ایک رسالہ تالیف کیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد کہا کہ نبی کریم ﷺ کی شان پاک میں غلو کرنے میں یہ مقالہ شنیعہ ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ جس شان مقام اور مرتبہ عالیہ پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ذات مقدس کو رکھا ہے اس شان سے فائق مقام پر ان کو جا اتارا۔ یہ مقالہ شنیعہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ جو صفات مختص ہیں ان میں حضرت نبی اکرمؐ کو شریک گردانا ہے۔

○ اہل تشیع کے اسماعیلی فرقہ میں سے ایک شاخ آغانیوں کی ہے۔ ان کا عقیدہ اپنے امام کے بارے میں بھی یہی ہے چنانچہ تجانب اہل سنۃ ص ۱۷۲ میں ان کی کتابوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں "ہمارے امام حاضر امام (آغاخان) کا بھی فرمان ہے کہ میں ہمیشہ جماعت خانہ میں حاضر ہوں۔ دور نہیں ہوں۔ تمھارے ہاتھ سے بھی زیادہ نزدیک ہوں"

○ نیز اس سے بھی بڑھ کر مجموعہ مقدس گینان ص ۲۹۷ میں لکھا ہے کہ: اس دنیا میں جو مومن پہلے تھے اور جو اس وقت ہیں اور جو آئندہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہوں گے یہ سب مومن شاہ پیر امام کی عبادت کرتے تھے، کر رہے ہیں، اور کرتے رہیں گے۔

○ نیز پیر شاہ کے لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے ص ۱۲ میں لکھا ہے:
امام حاضر کو ہم پیر شاہ کہتے ہیں۔

○ نیز ان کی مذہبی اصطلاح میں "مولیٰ علی" بھی وہی نام نہاد شہزادہ ہے جسے یہ لوگ اپنا امام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب "مجموعہ مقدس گینان" کے ص ۸ پر لکھا ہے: "امام حاضر کو ہم مولیٰ علی کہتے ہیں"۔

○ احمد رضا خان نے صرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ ملفوظات ج ۱ ص ۱۳۰ میں یہ بھی لکھا ہے:

عرض: غوث کو مراقبہ سے حالات منکشف ہوتے ہیں؟

ارشاد: نہیں بلکہ انہیں ہر حال یونہی مثل آئینہ کے پیش نظر ہے۔

○ محمد یار گڑھی والے نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے اپنے عقیدہ اور عقیدت کا اظہار یوں کیا ہے:

او حاضر ہر مکان اندر تے ناظر ہر زمان اندر
مکان و لا مکان اندر رہے ہٹ نال کیا نجیدیں
(دیوان محمدی ص ۱۳۸)

○ نیز یہ عقیدہ ظاہر البطلان ہے بچند وجوہ:

① جہادِ نبوی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک غزوہ، دوسرا سریہ۔ غزوہ تو اسے کہتے ہیں جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود شریک ہوئے ہوں۔ اور سریہ وہ ہے جس میں آپؐ بذاتِ خود شریک نہ ہوئے ہوں بلکہ اس فوج پر اپنے اصحاب میں سے کسی کو امیر بنایا ہو۔ اب اگر یہ عقیدہ ہو کہ آپؐ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے ہیں تو یہ تقسیم لایعنی ہوئی۔ کیونکہ اس عقیدہ کی رو سے سریہ میں بھی آپؐ حاضر موجود ہوتے تھے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

(۴) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمام امت خصوصاً اہل السنۃ والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے کچھ حصہ میں بیت اللہ شریف سے بیت المقدس تک پھر بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں سے بھی آگے تک بہ نفسِ نفیس (بجسدہٖ و رُوحہٖ) تشریف لے گئے۔ پھر اسی رات واپس تشریف لے آئے۔ یہ ایک ایسا معجزہ ہے جس سے مشرکین منکر ہوگئے تھے۔ اور کچھ کچے مسلمان (نومسلم) مرتد ہوگئے تھے۔

(۵) اگر یہ بات درست ہوتی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر ہیں تو معراج النبیؐ کے اس عظیم واقعہ کو معجزہ کہنا ہی درست نہ ہوگا۔ اور معراج النبیؐ کا انکار لازم آئے گا۔ اور بیت اللہ سے بیت المقدس تک جانے کے واقعہ (جسے اسراء کہتے ہیں) کا بھی انکار لازم آئے گا۔ اور جو اسراء کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اگرچہ بیت المقدس سے آگے تک جانے کے منکر کو کافر کہنے یا نہ کہنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ تاہم یہ عقیدہ برحق ہے اور ثابت ہے۔ اور اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر ناظر مانیں تو نہ اسراء ثابت ہوتا ہے نہ معراج۔ اور تو اور اس طرح قرآن مجید کا انکار بھی لازم آتا ہے جو صریح کفر ہے۔

(۳) اسی طرح اگر آپؐ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ کو صحیح مانیں تو آپؐ کی ہجرت کا بھی انکار کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہجرت کے معنے ہیں "اپنا وطن چھوڑ کر دوسری جگہ کو وطن بنا لینا"۔ جب آپؐ کو مدینہ میں آکر بھی مکہ وغیرہ تمام مقامات میں حاضر موجود مانا جائے تو کہنا پڑے گا کہ آپؐ نے نہ وطن چھوڑا نہ آپؐ مہاجر ہوئے۔

(۴) نیز اس عقیدۂ بد سے یہ مسئلہ بھی ختم ہوجاتا ہے کہ آپؐ مقیم ہو کر رباعی نماز چار اور سفر میں دو رکعتیں پڑھاتے۔ کیونکہ ہر جگہ حاضر ناظر کہنے کے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

عقیدہ کے مطابق آپؐ مقیم ہی مقیم ہیں۔ جیسے آپؐ مدینہ طیبہ میں مقیم ہونے کی وجہ سے چار رکعتیں پڑھاتے تھے ذی الحلیفہ و دیگر مقامات میں جہاں نماز کا وقت آتا چار ہی پڑھتے۔ مکہ مکرمہ میں بھی چار پڑھتے۔ عرفات' مزدلفہ اور منیٰ میں بھی چار ہی پڑھتے۔ جب کہ تواتر سے ثابت ہے کہ آپؐ نے سفر میں دو دو رکعت پڑھی تھیں۔

⑤ آپؐ نے بادشاہوں کو خطوط کیوں بھیجے تھے جب کہ آپؐ ہر ملک کے بادشاہ کے سامنے حاضر موجود تھے۔ انہیں اپنی زبان مبارک سے تلقین فرمادیتے۔ ایلچیوں کو زحمت نہ دیتے جو دوسرے ملکوں کے سفر کی صعوبتیں جھیلتے رہے۔

⑥ آپؐ جب ہر جگہ حاضر ناظر موجود ہیں تو بعد از وفات بھی جہاد میں ضرور جاتے ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسك

⑦ اسی طرح آپؐ تبلیغ بھی کرتے ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: یآ ایھآ الرسول بلغ مآ انزل الیك من ربك و ان لم تفعل فمآ بلغت رسالته و اللہ یعصمك من الناس۔

⑧ اسی طرح خلافت کا مسئلہ بھی غلط ہوگا۔ کیونکہ خلیفہ اسی کا ہوتا ہے جو فوت ہوجائے۔ اور اس کی وفات کے بعد وہ خود شرعی احکام نافذ کرسکے۔ جیسا کہ امیرالمومنینؓ کو کسی نے خلیفۃ اللہ کہدیا' تو آپ نے فرمایا کہ: "میں خلیفۃ اللہ نہیں' بلکہ خلیفۃ رسول اللہ ہوں"۔

⑨ جب لڑائی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: انا انزلنا الیك الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بمآ اراك اللہ (۴: ۱۰۵) کہ یارسول اللہ! ہم نے جو کتاب برحق آپؐ پر نازل کی ہے تو اس لیے کہ جیسا آپؐ کو

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اللہ تعالیٰ نے بتادیا ہے اس کے مطابق لوگوں کے باہمی جھگڑے چکادیا کریں۔ اس آیت کی رو سے بجائے اس کے کہ خلفاء و قضاۃ فیصلہ کریں ساری دنیا کے معاملات کا فیصلہ خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے، نہ کسی قاضی کی ضرورت ہوتی نہ خلیفہ کی۔

فائدہ: اگر کسی کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ اس آیت کا تعلق تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ دنیویہ کے ساتھ تھا اب ان کی وفات کے بعد اس آیت کا حکم ان پر نافذ نہیں ہوتا۔ تو یہ شبہ اس لیے غلط ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں حیات دنیویہ یا حیات اخرویہ اور برزخیہ کی کوئی قید نہیں، بلکہ حکم عام ہے۔ اور علماء کا

فائدہ: ہے: العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ اس لیے چاہیے کہ براہِ راست آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرالیں جو آپؐ فیصلہ فرمادیں وہ سب کو بسروچشم منظور کرلینا چاہیے بلکہ دنیا جہان میں جہاں کہیں لوگوں میں جھگڑے ہوتے رہتے ہیں ان سب کا فیصلہ آپؐ سے کروائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ (۴: ۵۹) اگر تمہارا آپس میں تنازع ہوجائے تو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف رجوع کرلیا کرو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

⊙ اس آیت کریمہ میں شرائط ایمان میں سے دو ایسی شرطوں کے ساتھ مشروط کرکے کہ جن میں سے ایک کے انکار سے بھی آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے "مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر تمہارا ایمان ہے تو باہمی تنازعہ کی صورت میں فیصلہ کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا کرو۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ اس آیت کریمہ میں "اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب ہے کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کی طرف رجوع کرلیا کرو"۔ کیونکہ باہمی تنازعات کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کرنے کا طریقہ ہی یہ ہے کہ وہ اس کام کے لیے کتاب اور پیغمبر بھیجتا رہا ہے۔ تاکہ باہمی تنازعات کی صورت میں اس کتاب کے مطابق اللہ تعالیٰ کا یہ رسول فیصلے کیا کرے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ کہ یارسول اللہ! ہم نے آپؐ پر یہ کتاب محض اس لیے نازل کی ہے کہ آپؐ لوگوں کے مابین اس کے مطابق فیصلے فرمایا کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو سمجھائے۔

○ نیز فرمایا: فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (۵: ۴۸)

○ نیز فرمایا: وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (۵: ۴۹)

○ یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے دوران صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم باہمی تنازعات کی صورت میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ سے فیصلہ فرمانے کی درخواست کیا کرتے تھے۔ لیکن حضرت رسول اللہ کی وفات کے بعد عہد صحابہ و من بعدہم میں آج تک کسی کا اپنے باہمی تنازعات کے تصفیہ کے لیے حضرت نبی کریمؐ سے درخواست نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات دنیویہ کے ساتھ زندہ سمجھتے ہوئے آپؐ کو حاضر و ناظر سمجھنا محض بے بنیاد اور فرضی عقیدہ ہے۔ جس کا مقصد امت محمدیہ میں انتشار و افتراق کے سوا کچھ نہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ حقیقت یہ ہے کہ مذکور بالا آیتِ کریمہ میں فَرُدُّوْہُ...... اِلَی الرَّسُوْلِ (الأیة) سے مراد سُنّتِ رسول ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ وفاتِ نبوی کے بعد تا قیامت مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے متنازعہ امور کا فیصلہ قرآن و سُنّت کے مطابق کیا کریں۔ تمام مفسّرینِ کرام کا اس پر اجماع ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ خود حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تا قیامت مسلمانوں کے باہمی تنازعات کے فیصلے فرماتے رہیں گے۔ چنانچہ:

① تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۶۶ میں ہے: والرسول ...... والی رسوله ﷺ ما دام حیًّا و بعد وفاته فردوه الی سنّته

② تفسیر در منثور ص ۵۷۹ میں حضرت میمون بن مہران اور قتادہ و سدی سے منقول ہے: والرد الی رسوله مادام حیًّا فاذا قبض فالی سنّته

③ تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۹۵ میں ہے: والرسول بالسوال عنه فی زمانه والمراجعة الی السنة بعده

④ تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۲۶۱ میں ہے: والی رسوله بالسوال عنه فی حیاته او بالنظر فی سنّته بعد وفاته

⑤ کتاب التسہیل ص ۱۴۶ میں ہے: والوصول الی الرسول ہو سواله فی حیاته والنظر فی سنّته بعد وفاته

⑥ تفسیر جلالین ص ۷۷ میں ہے: والرسول مدة حیاته و بعده الی سنّته

⑦ تفسیر جامع البیان بر حاشیہ جلالین ص ۷۷ میں ہے: والرسول فی زمانه و بسنته بعده

⑧ تفسیر معالم التنزیل ص ۲۳۷ میں ہے: والی رسوله مادام حیًّا و بعد وفاته الی سنّته

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

⑨ تفسیر بحر محیط ج ۳ ص ۲۷۹ میں ہے : قال مجاهد و قتادہ و السدی و الاعمش و میمون بن مهران فردوه الی کتاب الله و الی رسول الله ﷺ فی حیاته و الی سنته بعد وفاته.

○ اور اگر حضرت رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھنے کا عقیدہ صحیح ہوتا تو وہ لوگ جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں انھیں اپنے متنازعہ امور کا تصفیہ کرانے کے لیے انگریزی قوانین کے مطابق قائم عدالتوں کی طرف رجوع کرتے وقت کچھ شرم ضرور آنی چاہیے کہ ہم کہتے تو یہ ہیں کہ "ہمارے آقا و مولیٰ نہ صرف اپنی امت کے ہر ہر فرد کی ہر ہر حالت سے پوری طرح آگاہ ہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کی پوری مخلوق کی ہر ہر حالت سے ہمہ وقت آگاہ رہتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز ان کے سامنے ایک رائی کے دانے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اور وہ پوری کائنات میں اپنا تصرف رکھتے ہیں۔ جس چیز کو جس وقت چاہیں الٹ کر رکھ دیں۔ اسی طرح ہر وقت ہر جگہ حاضر موجود ہیں۔ ہماری ہر بات ہر وقت سنتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔وغیرہ" مگر جب باہمی تنازعہ پر فیصلہ کرانے کی ضرورت پیش آتی ہے تو قرآن و سُنّت کو چھوڑ کر انگریزی قوانین کے مطابق قائم ہونے والی غیر اسلامی عدالتوں کی طرف رجوع کرتے وقت حضرت رسُول اللہ ﷺ کی گستاخی کا خوف بھی ان کے دل میں نہیں آتا کہ ہم حضرت رسُول اللہ ﷺ جیسی پاک معصوم ہستی کی عدالت کو چھوڑ کر ایک عام مسلمان ہی نہیں بلکہ ایک فاسق فاجر شخص سے اس بات کا فیصلہ کرانے کے لیے آئے کھڑے ہیں جس کا فیصلہ کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ اور رسُول اللہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

○ اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ جو سراپا عصمت ہیں ان کا فیصلہ تمام غیر معصوموں سے فائق اور قابلِ عمل ہوگا۔ مگر اس عقیدہ کے اپنانے والے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اس حکم پر عمل کیوں نہیں کرتے جو اللہ اور اللہ کے رسول کا فیصلہ چھوڑ کر غیر معصوموں کے فیصلے کی طرف لپکتے ہیں اور کئی اس عقیدہ کے اپنانے والے اپنے عقیدۂ بد کی تائید میں موضوع من گھڑت حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے عقیدہ کے مطابق اگر واقعی حضرت نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو براہ راست حضرت نبی کریم ﷺ سے مسئلہ کیوں حل نہیں کرا لیتے اور سیدھی بات ہے کہ اگر حضرت نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو براہ راست ان سے پوچھا جاسکتا ہے کہ یارسول اللہ یہ حدیث لوگوں میں عام مشہور ہے 'کیا آپ نے یہ بات سچ سچ فرمائی ہے یا لوگوں نے آپ پر جھوٹ گھڑا ہے۔

- اسی طرح اگر قرآن مجید کی کسی آیت کریمہ کی تفسیر میں علماء کا باہم اختلاف ہو تو اس کا فیصلہ بھی حضرت نبی کریم ﷺ سے کروایا جاسکتا ہے۔ تاکہ سب جھگڑا ہی مٹ جائے 'پھر آپ جو فیصلہ فرمائیں گے 'اگر کسی نے مان لیا تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ سچا پکا مسلمان ہے اور جو نہ مانے گا اس کا کفر ارتداد اور گستاخ ہونا سب پر عیاں ہوجائے گا۔ اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ :
- اللہ تعالی نے فرمایا ہے : فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (۴ : ۶۵) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان کا آپس میں ہو آپ کو حکم (فیصل) نہ بنالیں پھر جو فیصلہ آپ کردیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور اس کو پورا پورا تسلیم کرلیں۔
- مگر آج کے دور میں عقیدہ بھی ان کا یہ ہے کہ حضور ﷺ ہر جگہ حاضر موجود ہیں مگر فیصلے آپ سے نہیں کراتے بلکہ عیسائیوں سے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

یہودیوں سے دہریوں سے رسول کے دشمنوں سے اپنے متنازعہ امور کے فیصلے کرواتے ہیں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں باقی سب کافر مرتد گستاخ ہیں۔

○ اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے کا عقیدہ درست ہوتا تو امتِ محمدیہ کو فقہی مسائل معلوم کرنے کے لیے ائمۂ مجتہدین کی طرف رجوع کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ اور نہ ہی ان کی تقلید کا قلادہ اپنے گلے میں ڈالنے کی حاجت ہوتی۔ کیونکہ جس مسئلہ کے بارے میں کچھ اشکال ہوتا فوراً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتے۔ نہ کسی کتاب کی ضرورت تھی نہ کسی استاذ کی۔ نہ کتبِ حدیث کی ضرورت ہوتی نہ کتبِ تفسیر کی۔ امتِ محمدیہ کے تمام افراد براہِ راست حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی علم حاصل کرتے۔ جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست علم حاصل کیا۔

○ یہاں ایک بات اور بھی ذہن نشین رکھیں کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کی پوری تعلیم براہِ راست حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل نہیں کی۔ اور یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے دینی مسائل معلوم کرلیا کرتے تھے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ تھی ان میں سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہمہ وقت دربارِ نبوی میں حاضری نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ بعض وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہیں جو مدینہ منورہ کے باسی ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے مسائل معلوم کرتے رہتے تھے۔ جس سے یہ بات بہت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ نہ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ طیبہ کے دوران ہر جگہ حاضر و ناظر تھے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور نہ ہی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ یہ عقیدۂ بد تو محض نصاریٰ اور ہنود کی نقالی میں وضع کیا گیا ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رکھیں کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے والے صحابی کا مرتبہ بھی اس قدر بلند ہے کہ قیامت تک آنے والے اولیاء کے مراتب کو جمع کرنے سے بھی اس صحابی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بوجہ عدم حضوری کے دینی علم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرنے کی بجائے دیگر صحابۂ کرام سے حاصل کیا' تو اس سے صاف عیاں ہے کہ جس طرح اپنی حیاتِ طیبہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہوا کرتے تھے اسی طرح افضل الاولیاء صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہوتے تھے۔ جس کے بے شمار شواہد مل سکتے ہیں۔ بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک دوسرے کے سامنے اخبارِ نبوی بیان کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ فافہم۔

علاوہ ازیں ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ بھی یہی ہے' جن کی فقہ کا قلادہ ہم نے اپنی گردن میں ڈال رکھا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے جو مسئلہ آتا ہے اس کے حل کے لیے میں سب سے پہلے قرآن مجید کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اگر قرآن مجید میں اس مسئلہ کا حل مل جائے تو اسے معمول بہ بنالیتا ہوں۔ اور اگر قرآن مجید میں اس مسئلہ کا حل نہ ملے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں قول یا عمل تلاش کرتا ہوں۔ اور اگر اس مسئلہ کے بارے میں مجھے کوئی حدیث نہ مل سکے تو امیر المومنین سیدنا امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین سیدنا امام عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں میں اس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کا حل تلاش کرتا ہوں .... اس سے معلوم ہوا کہ امام اعظمؒ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ جس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر زمان و مکان میں حاضر و ناظر نہیں، اسی طرح حضرات شیخین رضی اللہ عنہما بھی حاضر و ناظر نہیں جن کا مقام و مرتبہ تمام صحابہ کرام سے بڑھ کر ہے۔

○ نیز خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی اس بات کا دعویٰ نہیں فرمایا کہ میں اپنی بعثت سے پہلے بھی تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے تمام واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا ہوں، اور اب بھی تمہاری ہر بات سنتا ہوں اور ہر کام دیکھتا ہوں، اور اپنے انتقال کے بعد بھی میں سب کے اعمال دیکھتا رہا کروں گا، اور نماز میں سب کا درود و سلام سنتا رہوں گا۔

○ اسی طرح نہ کسی صحابیؓ کا عقیدہ تھا اور نہ امام ابوحنیفہؒ اور نہ خیر القرون مشہود لہا بالخیر میں سے کسی اور محدث و مجتہد نے یہ عقیدہ رکھنے کو کہا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر مکان ہر زمان میں ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ہماری باتیں سن رہے ہیں۔

○ اب نماز کے التحیات میں السلام علیك ایہا النبی سے یہ سمجھ لینا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ پاک ہر وقت عالم کے ذرہ ذرہ پر ہے اور نماز و تلاوتِ قرآن و محفلِ میلاد شریف اور اسی طرح صالحین کی نمازِ جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسمِ مبارک سے تشریف فرماتے ہیں اور عالم کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں اور دور و نزدیک کی آواز سنتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ اس لیے کہ جن علماء نے اس خطاب کے متعلق بحث کی ہے وہ ان کا عقیدہ نہیں، کیونکہ عقیدہ متزلزل نہیں ہوتا۔

○ اور اس خطاب کی کئی توجیہیں کی گئی ہیں:

① سلام کہنے والا اپنے دل میں نبی علیہ السلام کو اور آپؐ کی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

ذاتِ پاک کو حاضر جان کر کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔

○ یہ توجیہ قرآن و حدیث سے مبرہن دلائل کی رو سے واجب الرد ہے۔

② اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ سے روضۂ شریفہ کا قصد ہو۔

○ یہ ایک عجیب بات ہے کہ نام تو لیا جائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ارادہ ہو روضۂ شریفہ کا۔

○ نیز جس زمانے میں موجودہ طرز کا روضہ نہیں تھا اس وقت سلف صالحین کس چیز کا قصد کرتے تھے۔ بلا دلیل بات مسموع نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ توجیہ بھی قابلِ توجہ نہیں۔

③ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ سے یہ قصد کرے کہ گویا اللہ تعالٰی اس کو زندہ کرتا ہے۔ اور سلام کا انشا مقصود ہو اخبار نہ ہو۔

○ اس کا مطلب اگر یہی ہے کہ ہر آدمی کا سلام سننے کے لیے اللہ تعالٰی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک اور جسمِ اطہر کے ملاپ سے آپؐ کو زندہ کرتا ہے۔ اور سلام سننے کے بعد پھر جسم اور روح کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔

○ یہاں دو اہم سوال پیدا ہوتے ہیں۔

○ ایک تو یہ کہ "حیات النبی" کا مشہور مسئلہ کہاں گیا؟۔

○ اور دوسرے یہ کہ ہر ہر آدمی کا سلام سننے کے لیے معاذاللہ آپؐ کا بار بار موت و حیات کی کشمکش میں رہنا کس کے جرم کا کفارہ ہے۔ کیونکہ خود تو آپؐ معصوم ہیں۔

○ کیا اس عقیدۂ بد کی کڑیاں بھی عیسائیت ہی سے ملتی ہیں؟ جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام گناہگاروں کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے مصلوب ہوئے۔ لیکن ان کا عقیدہ بھی یہ نہیں وہ بار بار مصلوب ہوتے ہوں۔ بہر حال یہ توجیہ بھی ناقابلِ التفات ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

④ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کا خطاب اس اعتبار سے ہے کہ "حقیقتِ محمدیہ" سب میں سرایت کر گئی ہے۔

○ لیکن قرآن و حدیث میں "حقیقۃ محمدیہ" کی اصطلاح کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس کے بارے میں قرآن مجید اور حدیثِ صحیح سے کوئی دلیل درکار ہے۔ ورنہ اس توجیہ کا بھی وہی حال ہے جو دیگر توجیہات کا ہے۔

⑤ حضور ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں۔

○ دعویٰ تو عام تھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر ہیں' لیکن مذکورِ بالا توجیہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے حاضر ہونے کو صرف نمازیوں کے ساتھ مخصوص کر کے آپؐ کے ہر جگہ حاضر ہونے کے عموم کو منسوخ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس لیے یہ توجیہ بھی ناقابلِ التفات ہے۔

⑥ اللہ تعالیٰ نے جسدِ نبویؐ کو قدرت دی ہے کہ جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ خواہ بعینہٖ خواہ بمثالِ جسمِ مثالی۔ خواہ آسمان پر' خواہ قبر میں۔ قبر سے ہر حال میں خاص نسبت رہتی ہے۔

○ اس کے لیے قرآنی آیت یا حدیثِ متواتر سے دلیل درکار ہے۔ کیونکہ عقیدہ کے اثبات کے لیے اہلِ اصول اسی کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔

⑦ آپؐ امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ امت کے احوال و اعمال پر مطلع ہیں اور اپنے مقرب و خاصان کو فیض پہنچانے والے حاضر و ناظر ہیں۔

○ ہر دعویٰ کے لیے دلیل چاہیے جو صریح قرآنی آیت ہو یا حدیثِ متواتر۔ لیکن اقوال الرجال کوئی شرعی دلیل نہیں۔ کیونکہ عقیدہ کے معاملے میں قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ ہی حجت ہیں۔

◙ اگر حضرت نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر موجود سمجھنے کا عقیدہ صحیح ہوتا تو علماء کو باہم مناظروں اور مباہلوں کی کوئی ضرورت نہ ہوتی' اور نہ ہی امتِ محمدیہ ہونے پر ناز کرنے والی اس قوم میں باہم رنجشیں پیدا ہوتیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور نہ ہی غیر اقوام کو مدعیان اسلام پر ہنسنے کا موقع ملتا۔

سوال حضرت نبی کریم ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ماننے والوں کو نعوذ باللہ گستاخِ رسول کا طعنہ دینے والوں سے چند سوال :

۱ کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ غزوات میں تشریف لے جاتے تھے تو نماز پڑھانے کے لیے مدینہ میں اپنا نائب چھوڑ جاتے تھے۔ کبھی سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو' اور کبھی کسی اور کو۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ جب غزوہ میں تشریف لے جاتے تھے تو مدینہ منورہ میں حاضر موجود نہ ہوتے۔

۲ اگر واقعی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ہر وقت ہر جگہ حاضر موجود ہیں تو اس عقیدہ کے معتقدین کا فرض ہے کہ جب مسجدوں میں باجماعت نماز پڑھتے ہیں تو آگے امام مقرر نہ کریں۔ کیونکہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ ہر ہر مسجد میں حاضر موجود ہیں تو ان کی موجودگی میں دوسرے کو امام بنانا آپؐ کی گستاخی ہے۔ اور اگر یہ گستاخی نہیں تو پھر بتائیں کہ گستاخی کس بلا کا نام ہے۔

○ حضرت امام ابو بکر صدیقؓ تو حضرت نبی کریمؐ کی تشریف آوری کے وقت پیچھے ہٹ جائیں اور کہیں کہ ابن ابی قحافہ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نماز پڑھائے۔ کیا پندرھویں صدی کے امام مسجد حضرت امیرالمومنینؓ سیدنا امام ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اونچی شان رکھتے ہیں۔ جو حضرت رسول اللہ ﷺ کی موجودگی کو اپنے عقیدہ کا جزو اعظم سمجھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود بھاگ کر مصلے پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جبکہ :

○ اگر امام مسجد کا استاذ یا پیر آ جاتا ہے تو خود امام مسجد مصلے پر کھڑا ہونے کی جرأت نہیں کرتا' بلکہ امام صاحب اور تمام مسجد کے نمازی پیر استاذ کو مصلے پر کھڑا ہونے کی درخواست کرتے ہیں کہ یا حضرت! آپ ذرا ہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کرم ہمیں نماز پڑھائیں۔ آپ کا جماعت کرانا ہمارے لیے باعث صد افتخار اور سعادت مندی ہے۔

○ مگر جب عقیدہ یہ ہو کہ حضور ﷺ یہاں موجود ہیں اور پھر امام صاحب جماعت کرا رہے ہیں۔ خود ہی سوچیں کہ کیا یہی حضور ﷺ کی تعظیم ہے؟ اعاذنا اللہ من ھذا الاعتقاد الباطل۔

○ اور اگر کوئی کہے کہ ہم تو اقتداء کرتے ہیں اپنے امام کی اور ہمارا امام اقتداء کرتا ہے حضرت رسول اللہ ﷺ کی۔ تو یہ بتائیں کہ حنفی مسلک میں مقتدی قراءت نہیں کرتا اگر تمہارا امام حضور ﷺ کا مقتدی ہے تو قراءت کیوں کرتا ہے۔ جب کہ مقتدی کو قراءت کرنا منع ہے۔

○ یا فقہ حنفی میں یہ جزئی دکھاؤ جس میں یہ لکھا ہو کہ اصل امام تو نبی پاک ہوتے ہیں مگر ہمارے امام کو قراءت کرنا فرض ہے اگرچہ اس نے حضور کی اقتداء کی ہوئی ہو۔ اس سوال کا حل امام ابوحنیفہؒ نے کس طرح کیا۔ صاحبین، زفر، حسن بن زیاد وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کس طرح حل کیا۔

۳ نیز یہ بتائیں کہ امام صاحب کی نماز تو فرض ہے لیکن حضرت نبی کریم ﷺ کی نماز فرض ہے یا نفل۔ اگر نفل ہے تو نفل والے (مُتنفل) کے پیچھے فرض پڑھنے والے (مُفترض) کی نماز نہیں ہوتی۔ اور اگر حضرت رسول اللہ ﷺ کی نماز فرض ہے تو کیا وفات کے بعد بھی آپ پر احکام فرضی بدستور فرض ہیں۔ اور اس کی دلیل کیا ہے۔ اگر نماز پڑھنا بعد از وفات بھی بدستور فرض ہے تو پھر دیگر فرائض کا ادا کرنا بھی فرض ہوگا۔ مثلاً حج، تبلیغ، جہاد، اور فیصلے کرنا۔

۴ عموماً آدمی کسی بزرگ (استاذ پیر) کے پاس بیٹھا ہو تو زبان کو سنبھال کر بولتا ہے اونچا نہیں بولتا۔ زبان سے نامناسب اور نازیبا الفاظ بولنے سے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اجتناب کرتا ہے اور حضور کا حاضر موجود ہونے کا دعویٰ کرنے والے اونچی آوازوں کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ کیا یہ گستاخی اور قرآن مجید کی مخالفت نہیں جس میں آیا ہے:

قولہ تعالیٰ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۳﴾

ترجمہ اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آوازوں سے بلند مت کیا کرو۔ اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو۔ کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ بیشک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خاص کر دیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

۵ ارشادِ باری تعالیٰ:

قولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۔

ترجمہ بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب رسول اللہ کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کے لیے مجمع کیا گیا ہے۔ اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پڑتی ہے تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں نہیں جاتے۔ یا رسول اللہ! جو لوگ آپ سے ایسے مواقع پر اجازت لیتے ہیں پس وہی اللہ تعالیٰ پر اور اس کے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

○ یہ رسمی مسلمان اپنے اجتماعات کے اختتام پر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود آپ سے اجازت لے کر نہیں اٹھتے۔ تو اپنے اس عقیدۂ بد پر قائم رہتے ہوئے قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت کریمہ کے مطابق ان کا اللہ اور رسولؐ پر ایمان ہی نہیں۔

۶ اور یہ عقیدہ رکھنے والے جب کسی مقدمہ میں پھنس جاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے فیصلے کروانے کی بجائے ان لوگوں سے فیصلے کرواتے ہیں جن میں سے اکثر مسلمان بھی نہیں ہوتے۔ کیا یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے؟۔

۷ فرمانِ الٰہی کے مطابق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تبلیغ اسی طرح فرض ہے جس طرح کہ آپؐ پر نماز "فرض" ہے۔ تو کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور عالم الغیب سمجھنے والے یہ بتلا سکیں گے کہ اب آپؐ اس فریضہ کو ادا کرنے کے مکلف کیوں نہیں رہے۔

۸ اس عقیدہ والے اپنے استاذ کے سامنے مسئلہ بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتے' اگر کوئی بیان کرنا شروع کرے بھی تو دوسرے لوگ ٹوک دیتے ہیں کہ تو کون ہے ہم تو اپنی تحقیق پیر استاذ سے کروانا چاہتے ہیں۔ تو بڑا شوخ ہے جو اپنے پیر استاذ سے پہلے ہی بولنے لگ گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دعوت و تبلیغ کی جرأت کیسے کرتا ہے۔

۹ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر دجال ایسے وقت میں آئے جب میں تم میں نہ ہوں۔ یہ حضورؐ کا یہ فرمان سچ ہے یا غلط؟۔ اگر سچ ہے تو یہ عقیدہ غلط۔ اور اگر معاذ اللہ کوئی اس فرمان رسول کو غلط کہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو غلط کہنے کے باوجود اس شخص کو مسلمان کہا جاسکتا ہے یا اسے گستاخ رسول اور کافر و مرتد کہا جائے گا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

١٠ کیا یہ صحیح ہے کہ آپؐ نے فرمایا تصویر والے گھر میں فرشتے اور نبی نہیں جاتے۔ اگر صحیح ہے تو یہ عقیدہ غلط ہوا کہ حضور ہر جگہ حاضر ہیں۔ اور اگر نعوذ باللہ حضور کا یہ فرمان غلط ہے تو آپؐ کے فرمان کو غلط کہنے والا مسلمان رہ جاتا ہے یا کافر و مرتد اور گستاخ۔

١١ کسی مجلس میں پیر یا استاذ موجود ہو اس جگہ انسان قضائے حاجت کے لیے نہیں بیٹھتا' بلکہ وہاں سے اٹھ کر کسی دوسری مخفی ستر والی جگہ میں جائے گا۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود ہیں تو قضائے حاجت کے لیے کہاں جائے گا۔

١٢ نماز میں درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے۔ جس کا طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ اور یہ پست آواز سے پڑھا جاتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنے والے نماز میں تو وہی درود پڑھتے ہیں۔ مگر نماز سے باہر اسے چھوڑ کر اپنا ایجاد کردہ درود باآوازِ بلند یہ سمجھ کر پڑھتے ہیں کہ آپؐ ہمارا پڑھا ہوا درود سن رہے ہیں۔ یہ کئی وجوہ سے گستاخی بنتی ہے۔ مثلاً:

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا درود شریف بلا وجہ چھوڑ دینا۔ جبکہ آپؐ کا بتایا ہوا درود شریف وحی سے ثابت ہے۔

② وحی سے ثابت شدہ درود پر اپنے ایجاد کردہ درود کو ترجیح دینا۔

③ اپنے ایجاد کردہ درود کی اشاعت کرنا۔

④ درود ابراہیمی کو اپنی رائے سے نماز کے ساتھ مخصوص کرنا۔ جبکہ آپؐ نے نماز کے ساتھ اس درود کو مخصوص نہیں فرمایا۔ اور نہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی امام نے درود ابراہیمی کو نماز کے ساتھ مخصوص کیا۔

⑤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتانا کہ ہمارا ایجاد کردہ درود آپؐ کے بتلائے ہوئے درود سے افضل ہے۔ اسی لیے ہم نے آپؐ کے بتائے ہوئے درود کی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جگہ یہ درود ایجاد کیا ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ کے معتقدین کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ نعوذباللہ یہ کہتے ہیں کہ آپؐ کا بتلایا ہوا درود شریف قرآن مجید میں مذکور طریقۂ درود و سلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ درود شریف سے پہلے تشہد میں "سلام" پڑھو۔ اور صلوٰۃ اس کے بعد الگ پڑھو۔ حالانکہ قرآن مجید میں ہے :

﴿ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾

یعنی صلوٰۃ و سلام اکٹھا پڑھو' جس میں صلوٰۃ پہلے اور سلام بعد میں ہو۔ تو اس طرح عملاً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہوا۔ جبکہ نبی پر اعتراض کرنا کفر ہے۔

5 نیز قرآن مجید کی آیت : صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا میں جو واو حرف عطف ہے اس میں ان لوگوں نے اصولی طور پر کئی غلطیاں کھائی ہیں۔ مثلاً :

① انھوں نے سمجھا کہ عبارت میں دو باتوں کا اکٹھا آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ حکم میں بھی دونوں اکٹھے ہیں۔ اس لیے صلوٰۃ و سلام ایک ہی عبارت میں پڑھنا چاہیے۔ اگر قران فی العبارت دلیل قران فی الحکم کی ہو تو ان لوگوں کو چاہیے کہ جب بھی گھر سے نماز پڑھنے کے لیے نکلیں تو ساتھ ہی جیب میں کچھ نقدی بھی ڈال لیں کہ نماز کے ساتھ غریبوں کو زکوٰۃ بھی دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ (۲ : ۴۳) عبارت میں نماز اور زکوٰۃ کو اکٹھا بیان کیا ہے۔ اس لیے نماز اور زکوٰۃ کو اکٹھا ہی ادا کرنا چاہیے۔

② دوسری بات یہ ہے کہ اصول اور نحو میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ واو معیت کے لیے نہیں بلکہ جمعیت کے لیے ہوتی ہے۔

③ تیسری بات یہ ہے یہ بھی اصولی قاعدہ ہے کہ واو ترتیب کے لیے نہیں ہوتی۔ اور یہ قاعدہ قرآن مجید کی کئی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ صلوٰۃ و سلام کا بلند آواز سے پڑھنا حکم قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ درود شریف دعاء ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (۷ : ۵۵)

ترجمہ اللہ تعالیٰ سے جو تمام عالم کے پروردگار ہیں دُعا کیا کرو تذلل ظاہر کرکے بھی اور چپکے چپکے بھی۔ اور حقیقت ہے کہ جو لوگ حدِ ادب سے نکل جاتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

○ مفسرین نے لکھا ہے کہ حدِ ادب سے نکلنے کی تین صورتیں ہیں۔

① اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ کو پکارنا۔

② جہراً اونچی اونچی دعاء مانگنا۔

③ ناممکن چیز مانگنا۔

○ نیز دوسری آیتِ کریمہ کے بھی خلاف ہے جس میں ہے: لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اور اس عقیدہ والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھ کر پھر اونچی آواز کرتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری قرآنی مخالفت دیکھ کر راضی ہوں گے۔ جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ۔ مگر آپؐ خاموش رہتے ہیں۔ حالانکہ آپؐ نے خود فرمایا کہ صرف دل سے برا سمجھنا کمزور ایمان کی دلیل ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حاضر ناظر کا عقیدہ رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ضعیف الایمان کہنے کے مترادف ہے۔ جبکہ اس سے بڑھ کر اور کوئی گستاخی نہیں۔

خلاصہ یہ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہر وقت ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ صریح کفر ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ کی وجہ سے بے شمار آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ کا انکار لازم آتا ہے۔ جبکہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ صحیحہ متواترہ کا انکار کفر ہے۔ حتیٰ کہ قرآن مجید کے ایک کلمہ کا انکار بھی کفر ہے۔ اور اس عقیدۂ بد کو درست ثابت کرنے کے لیے تو بے شمار آیاتِ قرآنیہ کا انکار لازم آتا ہے۔ اس لیے ایسے کافرانہ عقائد سے توبہ کرنی چاہیے۔

○ اب آخر میں اعلم الصحابہ حبیبۂ رسول اللہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایسے بد عقیدہ لوگوں کو جھنجوڑنے والا ایک فتویٰ نقل کیا جارہا ہے جو اس سلسلے میں حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ

○ عن مسروق قال کنت مُتَّكِئًا عند عائشة رضي الله عنها. فقالت (عائشة رضي الله عنها) یا ابا عائشة (مسروق بن الاجدع رحمه الله)

ثلث من تکلم واحدةً منهن فقد اعظم الفرية على الله۔

❶ من زعم أن محمّدًا رأى ربه فقد اعظم الفرية على الله۔

والله يقول:

① ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴾

② ﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ﴾

(قال مسروق) و كنت مُتَّكِئًا فجلست۔ فقلت:

یا ام المؤمنين! انظريني، ولا تعجليني۔

اليس الله تعالى يقول:

① ﴿ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ﴾

② ﴿ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴾

قالت (ام المؤمنين) انا والله اول من سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن هذا۔

قال (عليه السلام): انما ذلك جبريل، ما رأيته في الصورة

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

التی خلق فیها غیر هاتین المرتین۔ رأیته منهبطاً من السماء سادّاً عظم خلقه ما بین السماء والارض۔

❷ ومن زعم ان محمداً کتم شیئاً مما انزل الله علیه فقد اعظم الفریة علی الله۔ یقول الله:

﴿ يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ﴾

❸ و من زعم انه یعلم ما فی غدٍ فقد اعظم الفریة علی الله۔ والله یقول:

﴿ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾

هذا حدیث حسن صحیح۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۳۷)

○ حضرت ابو عائشہ مسروق بن الاجدع تابعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قریب تکیہ لگائے ہوئے تھا فرمانے لگیں: اے ابو عائشہ! (کنیت مسروق کی) تین باتیں ایسی ہیں کہ جو ان میں سے ایک بات بھی کرے گا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ بہتان باندھا۔

① ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص یہ باطل خیال رکھے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ بہتان باندھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: "اللہ تعالیٰ کو کسی کی نگاہ ادراک نہیں کرسکتی بلکہ اللہ تعالیٰ آپ ہی یگانہ ذات ہے جب کہ سب پر اس کی نگاہ ہے اور وہ آپ ہی ہے بڑا باریک بین باخبر"۔

○ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "کسی انسان کی یہ شان نہیں اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے۔ مگر تین طریقوں سے یا تو وحی و الہام سے 'یا حجاب کے باہر سے' یا کسی فرشتے کو بھیج دے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے"۔

○ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی یہ بات سن کر مسروق تکیہ چھوڑ کر بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے: اے ام المومنینؓ! ذرا مجھے سمجھنے کے لیے مہلت دیجیے۔ اور جلدی نہ فرمائیے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اسی قرآن مجید میں یہ نہیں فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو ایک اور دفعہ بھی دیکھا۔

○ نیز فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو آسمان کے صاف کنارہ پر بھی دیکھا ہے۔

○ مسروق کی زبانی یہ بات سن کر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: واللہ ان آیتوں کے بارے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے والوں میں سے پہلی میں ہوں۔ میرے سوال کے جواب میں آپؐ نے فرمایا: کہ ان آیتوں میں مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام جس صورت میں پیدا کیے گئے ہیں اس صورت میں میں نے انھیں کبھی نہیں دیکھا سوائے دو مرتبہ کے۔ میں نے اس کو اپنی خلقی شکل میں آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا کہ اس کی عظیم خلقت نے آسمان زمین کے درمیان کی ساری جگہ کو روک رکھا تھا۔

○ اس کے بعد ام المومنینؓ نے دوسری بات بتائی کہ:

② جو شخص یہ باطل خیال رکھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے "ما انزل اللہ" سے ذرا سی بات بھی چھپا رکھی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: یا رسول اللہ! آپؐ کے رب کی طرف سے جتنا بھی نازل کیا گیا ہے وہ سارے کا سارا لوگوں تک پہنچا دیں۔

③ پھر تیسری بات بتائی کہ: جو شخص یہ باطل خیال رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کی بات جانتے ہیں تو اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ بہتان باندھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ: یا رسول اللہ! آپؐ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فرمادیں کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں ان میں سے کوئی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے۔

غور فرمائیے کہ ام المومنین جو اعلم الصحابہ ہیں انہوں نے ان لوگوں پر کتنا وزنی فتویٰ لگایا ہے کہ جو یہ کہے کہ آپؐ نے باری تعالیٰ کا دیدار کیا ہے یا کہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ احکام میں سے بعض بیان نہیں کیے بلکہ چھپائے رکھے یا کہے کہ آپؐ کل کی بات جانتے ہیں اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ بہتان باندھا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھنے والوں کے بارے میں قرآنی فیصلہ:
فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۳: ۹۴) سو جو شخص اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان لگائے تو وہ ظالم ہے۔ اور فرمایا: وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۲: ۲۵۴) اور کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔ نیز فرمایا: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲: ۳۹) یعنی جو لوگ کفر کریں اور ہمارے احکام کی تکذیب کریں یہ دوزخ والے ہوں گے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یعنی میرے احکام چھوڑ کر یا ان کو بدل کر بصورت تخصیص عام یا تقیید مطلق یا ان کو چھپا کر عوام الناس سے دنیائے ذلیل و قلیل کو وصول کرنا یہ بھی تکذیب ہے۔

سبحٰنک اللھم و بحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک و اتوب الیک

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و اصحبہ و اھل بیتہ اجمعین

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین و علی الہ و اصحبہ و اھل بیتہ اجمعین اما بعد

تیسری صدی میں خلفاءِ عباسیہ میں سے خلیفہ مامون، معتصم اور واثق کے دور میں اہلِ اعتزال نے ایک نیا مسئلہ خلقِ قرآن کے نام سے کھڑا کیا۔ اسلامی ملک میں بڑا ادھم مچایا۔ اور ان خلفاء کو طریقے طریقے سے اپنا ہمنوا بنا کر ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ جو عالم اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ ضالّ، مُضِلّ اور کافر ہے۔

چونکہ یہ نظریہ ان علماءِ حق کے خلاف تھا جنھوں نے قرآن و سنّت کی تعلیم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مایۂ ناز تلامذہ سے حاصل کی تھی۔ ان خلفاء نے معتزلہ کے اشارے پر علماءِ حق کو سزائیں دینے کا حکم جاری کیا۔ جن میں امام اہلِ سنّت حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تھے۔ ان کو بڑی بڑی تکلیفیں دی گئیں۔ مگر وہ اپنے قرآنی موقف پر ڈٹے رہے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ یہ مسئلہ پہلے تو نہیں تھا۔ آپ ان لوگوں سے اختلاف کرکے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں اور خاموش رہیں۔ تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا:

ارشاد: كُنَّا نَرَى السُّكُوْتَ عَنْ هٰذَا قَبْلَ اَنْ يَّخُوْضَ هٰٓؤُلَآءِ فَلَمَّا اَظْهَرُوْا لَمْ نَجِدْ بُدًّا مِنْ مُّخَالَفَتِهِمْ (طبقات حنابلہ ج ۱ ص ۱۴۳)

ترجمہ: اس معاملہ میں اہلِ بدعت کے کود پڑنے سے پہلے تو ہم خاموش رہنا ہی مناسب سمجھتے تھے۔ مگر جب انھوں نے اس معاملے کو تمام ملک میں پھیلا دیا تو ہمیں ان کی مخالفت کرنے سے کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اسی طرح دورِ حاضر میں بعض مدعیانِ علم نے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت یہ مسئلہ چھیڑ دیا کہ آنحضرت ﷺ عالم الغیب، حاضر ناظر اور مختارِ کل تھے۔ اور کہنے لگے کہ جو شخص یہ عقیدہ نہ رکھے وہ گمراہ، گستاخِ رسول اور کافر ہے۔ اور ہر ممکن طریقے سے اہلِ حق کے خلاف تحریراً و تقریراً سارے ملک میں یہ کام شروع کیا۔ بے شمار کتابیں لکھیں، جلسوں، اور جمعہ و عیدین کی خطبوں میں عوام کو ورغلایا۔ اور اہلِ حق کو وہابی کے لقب سے ملقب کیا۔

یہ مسئلہ بڑا نازک ہے۔ جس میں ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اہم اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اور دوسری طرف افضل الرسل امام الانبیاء خاتم النبیین ﷺ کی ذات والا شان کے بارے میں نہایت اہم عقیدہ۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی مخصوص صفات کے ساتھ مختص سمجھا جاتا۔ اور حضرت محمد ﷺ رسول اللہ ﷺ کو اپنی مخصوص صفات کے ساتھ مختص سمجھا جاتا۔ یعنی اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَ صِفَاتِهٖ وَ اٰمَنْتُ بِمُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَ صِفَاتِهٖ۔ مگر انھوں نے اس پر اکتفاء نہ کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ حضرت محمد ﷺ مصطفیٰ ﷺ میں ثابت کرنے لگے۔ اور اپنے زعم میں یہ سمجھنے لگے کہ ہم حضور ﷺ کی عظمتِ شان بیان کرتے ہیں۔ اور جو ہماری طرح آپؐ میں یہ صفتیں نہیں مانتا وہ آپؐ کا گستاخ اور کافر ہے۔ چنانچہ:

کچھ عرصہ قبل ایک مفتی صاحب نے اپنے فتوے میں لکھا کہ جو شخص حضرت رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب، حاضر و ناظر اور مختارِ کل نہیں سمجھتا وہ گستاخِ رسول ہے۔ بندہ نے اس کا جواب لکھا۔ اس کا پہلا حصہ اَلْاَدِلَّةُ الْمَحْصُوْصَةُ فِیْ صِفَاتِ اللّٰهِ الْمُخْتَصَّةِ کے نام سے گزشتہ شمارے میں طبع ہو چکا ہے۔ جس میں الوہیت، رحمانیت، علمِ غیب اور شہید کے موضوع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے موقف کی وضاحت کی گئی تھی۔ اور اب "مختارِ کل" کے مسئلہ پر اسی انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ تاکہ عوام اس سلسلے میں اصل حقائق سے آگاہی حاصل کر کے عقائدِ بد سے توبہ کر سکیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

یاد رہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ کی تعریف اور مدح و ثنا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بیان نہیں کرسکتا۔ اور جو یوں کہے کہ میں آنحضرت ﷺ کی ایسی مدح بیان کرتا ہوں جو قرآن و حدیث میں نہیں ہے تو وہ خلاف واقعہ بات کہنے والا "کذابِ اشر" ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کا اپنے کلام پاک میں مختلف ناموں سے ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً: عبداللہ، نذیر، بشیر، خاتم النبیین، بالمؤمنین رؤف رحیم۔ اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے پیارے پیارے ناموں سے یاد فرمایا ہے۔ اور کتب سِیَر میں علماءِ کرام نے قرآن و سنت کی روشنی میں آپ کے سینکڑوں نام جمع فرمائے ہیں۔ مگر ان میں آپ کا نام عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہیں نہیں ملتا۔ اور شہید کا لفظ جس معنے میں یہ لوگ عوام کو بتاتے ہیں استعمال نہیں ہوا۔ اسی طرح جس معنے میں حضور پاک ﷺ کو مختارِ کل سمجھتے ہیں اس معنے میں بھی استعمال نہیں ہوا۔

اسی مسئلہ کی وضاحت کے لیے یہ رسالہ پیش خدمت ہے۔ جس کا مقصد اظہارِ حقیقت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اس میں قرآن و حدیث سے دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ فقہاء کرام اور اولیاء و صوفیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے عقائد بھی سپرد قلم کیے گئے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

⑤ مختارِ کُل

○ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختارِ کل ہونے نہ ہونے کی بحث شروع کرنے سے پہلے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ لفظ "مختار" کے معنے کیا ہیں، تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی رہے۔ اور اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ بات یاد رکھیں کہ بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں اور عربی میں بھی۔ ان میں سے کئی وہ ہیں جن کے معنی اردو اور عربی میں ایک ہی ہیں۔ اور کئی وہ ہیں جن کے معنے اردو میں اور ہیں اور عربی میں اور، جیسے شراب۔ اردو میں نشہ آور مشروب خاص پر بولتے ہیں۔ اور عربی میں مطلق پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں۔ جسے پنجابی میں "پیوّن" کہا جاتا ہے۔ اور پانی، لسی، دودھ، شربت اور چائے وغیرہ پر اس کا اطلاق کرتے ہیں۔

○ اسی طرح "خضاب"۔ اردو میں ایک خاص طریقے سے بنائے ہوئے سیاہ رنگ کو کہتے ہیں، جس سے سر اور داڑھی رنگتے ہیں۔ مگر عربی میں مطلق رنگ پر "خضاب" کا اطلاق ہوتا ہے۔ خواہ سیاہ ہو، خواہ نیلا، پیلا وغیرہ۔

○ اسی طرح "مختار" کا لفظ ان الفاظ میں سے ہے کہ جس کا اطلاق عربی میں، اردو اور فارسی کے استعمال سے مختلف ہے۔ کیونکہ اختیار اجوف یائی (خیر) باب افتعال کی مصدر ہے۔ جس کا معنی عربی لغت والوں نے "اصطفاء" لکھا ہے۔ یعنی تَنَاوُلُ صَفْوَةِ الشَّیْءِ کہ پسندیدہ شے کو ہاتھ بڑھا کر لینا۔ اور طَلَبُ مَاهُوَ خَیْرٌ أَوْ فِعْلُهٗ یعنی انسان کا وہ چیز حاصل کرنا جسے خیر اور اچھا سمجھے۔ یعنی چننا۔ اور یہی معنے "اجتبار" کے بھی ہیں۔

○ "مختار" اسی "اختیار" سے مشتق ہے۔ جو اسم فاعل بھی بن سکتا ہے۔ جس کا معنی ہے: چننے والا پسند کرنے والا۔ اور اسم مفعول بھی ہے۔ جس کے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

معنے ہیں۔ چیدہ' پسندیدہ' برگزیدہ اور چُنا ہُوا۔ اور مُصطفیٰ و مُجتبیٰ کے بھی یہی معنے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُبارک نام ہیں۔ اس طرح مختار' مُصطفیٰ اور مُجتبیٰ تینوں ہم معنی ہُوئے۔

○ "مُختارِ کُل" (عربی لفظ) کے معنے ہیں سب کا چیدہ' پسندیدہ' برگزیدہ اور چُنا ہُوا۔ اور اس معنے کی رو سے تمام اہلِ اسلام کا پختہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمام کائنات کے عُلُوِّ مرتبت' جلالتِ شان اور ختمِ نبوت کے لیے صرف حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو چُنا اور مُنتخب فرمایا۔ اور اس شان اور صفت میں آپ کا کوئی نظیر نہیں۔ اس معنے کی رو سے آپؐ مُختارِ کُل ہیں۔ اور اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔ لیکن :

○ پاک و ہند اور اہلِ فارس کے عرف میں جو "مُختارِ کُل" کہا جاتا ہے اس کے معنے ہیں : قدرت' قبضہ اور حکومت۔ جیسے مثل ہے : "اختیار بدستِ مختار" یعنی حکومت حاکم کے ہاتھ ہے۔ صاحبِ اختیار جو چاہے سو کرے۔ اسی طرح "اختیار چلنا" یعنی زور چلنا' قابو ہونا۔

(دیکھیے : فیروز اللغات وغیرہ کُتبِ لغتِ اُردُو)

○ ہم نے اپنی بحث میں "مُختارِ کُل" کا لفظ اسی معنے کی رو سے استعمال کیا ہے۔ کیونکہ ہمارے یہاں عرفِ عام میں اس کا یہی معنیٰ سمجھا جاتا ہے۔ اس معنے کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر "مُختارِ کُل" کا اطلاق صریح آیاتِ قرآنیہ' احادیثِ متواترہ اور عقائدِ اہلُ السُّنت والجماعت و صوفیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالےٰ کے خلاف ہے۔ اس لیے اُمتِ مُحمدیہ کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ ایسے عقائدِ کُفریہ سے توبہ کرے جس سے اہلِ اسلام کے توحیدِ باری تعالیٰ جیسے اہم اور بنیادی عقیدے پر ضرب آئے۔

○ ہمارے عرف میں لفظ "مُختارِ کُل" ان معنوں میں بولا جاتا ہے کہ اس ہستی کو کُلی اختیارات حاصل ہوں' اور اس کی حکومت اور قبضہ سب پر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہو' اور اپنے ماتحتوں پر اس کا پورا زور چلتا ہو' جو کام کرے اپنی مرضی سے کرے۔ اور اس کو کوئی روکنے والا نہ ہو۔ اس معنیٰ کی رو سے مختارِ کل ایک ہی ذات واحد و یکتا ہے۔ جو سب کا خالق اور مالک ہے۔ سب کے حال سے واقف ہے۔ اور سب کو روزی پہنچانے والا ہے۔ اور اس کو کسی سے ڈر خطرہ نہیں۔ مخلوق میں سے کوئی بڑے سے بڑا بھی اس کی مرضی میں دخل نہیں دے سکتا۔ نہ کسی سے مشورہ لیتا ہے نہ کسی کا محکوم و مامور ہے۔ اور نہ ہی اسے کسی کا ڈر ہے۔ نہ کوئی اس کو کسی کام سے روک سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے کام کی باز پرس کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کو کوئی نصیحت کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کو کوئی عتاب کر سکتا ہے' نہ تنبیہ۔ کیونکہ سب کچھ اسی کے ملک اور تصرف میں ہے۔ اور یہ صفت اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں دی۔

۱ اللہ تعالیٰ اپنی صفت آپ بیان کرتا ہے: مَالِكَ الْمُلْكِ سارے جہان کا حکمران۔ ہر ذرہ ذرہ پر قدرت اور قبضہ رکھنے والا بادشاہ۔ حاکم اعلیٰ۔ بااقتدار۔ جس کے ہاتھ میں امر و نہی کی مستقل طاقت ہے۔

۲ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (اَلْمَآئِدَةُ-۵:۱۷-۱۸)

ترجمہ سب آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب پر اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہے اور اسی اکیلے کا تصرف ہے۔ اسی طرح:

۳ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ (اَلْمَآئِدَةُ-۵:۱۲۰)

۴ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اَلنُّوْرُ-۲۴:۴۲)

۵ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اَلْفُرْقَانُ-۲۵:۲-اَلزُّمَرُ-۳۹:۴۴)

۶ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۴۲:۴۹-۴۵:۲۷ ۴۸:۱۴)

۷ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اَلتَّوْبَةُ-۹:۱۱۶)

۸ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ (اَلْفَاطِرُ-۳۵:۱۳)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۹ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ (التغابن-۶۴: ۱)

ترجمہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو مخلوق زمین میں ہے سب ہی تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں، بس اسی کی سلطنت ہے۔

۱۰ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ (یٰس-۳۶: ۸۳)

ترجمہ اسی کی ذات پاک ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے۔

۱۱ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ (المؤمنون-۲۳: ۸۸)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔

۱۲ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ (بنی اسرائیل-۱۷: ۱۱۱۔ الفرقان-۲۵: ۲)

ترجمہ دونوں جہانوں کی سلطنت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

۱۳ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر-۵۴: ۵۵)

ترجمہ ہر قسم کی قدرت والا بادشاہ۔

○ البتہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن وَ اللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ (البقرۃ-۲: ۲۴۷)

ترجمہ اور اللہ اپنا ملک جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ چنانچہ:

○ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو کتاب و حکمت اور عظیم مملکت عطا کرنے کا ذکر کچھ اس طرح فرمایا ہے:

قرآن فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ (النساء-۴: ۵۴)

ترجمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو ہم نے کتاب بھی دی اور علم بھی دیا اور ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

قرآن وَ اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ (البقرۃ۔۲:۲۵۱)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت بھی دی اور انتظامی عقل اور سمجھ بھی عطا فرمائی۔ نیز فرمایا:

قرآن وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ (صٓ۔۳۸:۲۰)

ترجمہ اور ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت کو بہت مضبوط کر دیا۔

○ اللہ تعالیٰ کی عطا کا سلسلہ صرف انبیاء کرام علیہم السلام تک ہی محدود نہیں' اگر وہ چاہے تو کافروں کو بھی سلطنت دے دیتا ہے۔ جیسا کہ نمرود کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ (البقرۃ۔۲:۲۵۸)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سلطنت دے رکھی تھی۔ کیونکہ:

○ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (الاعراف۔۷:۱۲۸)

ترجمہ زمین تو خود اللہ تعالیٰ کی ہی ہے وہ جس کو چاہے اپنے فرمانبردار یا نافرمان بندوں میں سے کسی کو بھی اس کا مالک بنا دے۔ اس کی مرضی۔

مافوق الاسباب چیزیں اسی سے مانگیں

○ انبیاء و اولیاء بھی اللہ تعالیٰ سے ہی دعاء مانگتے رہے۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے انھیں دعا کا طریقہ تعلیم فرمایا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

دعاء قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ (اٰل عمران۔۳:۲۶)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ: اے اللہ! سارے ملک کے مالک! تو ہی جس کو چاہے سلطنت دے اور تو ہی جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔ اور تو ہی جسے چاہے عزت بخشے اور جسے چاہے ذلت دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی اور برائی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اس لیے تیری درگاہِ عالیہ میں ہماری دعا ہے کہ تو ہی ہماری ہر حاجت پوری فرما۔ کیونکہ:

قرآن: تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿ اٰلِ عِمْرٰن-۳: ۲۷)

ترجمہ: تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔ اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ تو ہی بے جان سے جاندار کو نکالتا ہے۔ اور تو ہی جاندار سے بے جان کو نکالتا ہے۔ سو تو جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ غرض تقلبات و تصرفاتِ کائنات کا ہر ہر جزئیہ تیری ہی مشیت و قدرت کے تابع و محکوم ہے۔ تو مسلمان کو محض اپنے فضل و کرم سے ملک داری اور دنیاوی عزت سے بھی حصہ عطا فرما۔ کیونکہ:

ہمارا عقیدہ ہے:

قرآن: مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ﴿ اَلْفَاطِرُ-۳۵: ۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے کوئی اس کا بند کرنے والا نہیں۔ اور جو وہ بند کردے اس کے بعد اس کا جاری کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ اور وہی ہے غلبہ والا۔ یعنی وہی اللہ ہے جو نعمتوں کے بند کرنے پر بھی قادر ہے اور کھولنے پر بھی وہی قادر ہے۔ اور ہر پہلو مصلحت و حکمت ہی کی بناء پر اختیار کرنے والا ہے۔ چنانچہ:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

رات دن کا ادل بدل کرنا:

۱ وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (القصص-۲۸: ۷۳)

ترجمہ اور یہ اس کی رحمت ہی تو ہے کہ اس اللہ نے تمہارے لیے رات اور دن بنادیے۔ تاکہ تم رات میں آرام بھی کرلو اور دن میں اس کی روزی بھی تلاش کرتے رہو اور اس لیے بھی تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے رہو۔ لیکن:

۲ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ (القصص-۲۸: ۷۱)

ترجمہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک رات ہی رہنے دے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ ہے جو تمہارے لیے روشنی کردے' تو کیا تم سنتے نہیں ہو؟

۳ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (القصص-۲۸: ۷۲)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ فرمادیجیے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک دن ہی رہنے دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو تمہارے لیے رات لے آئے جس میں تم آرام پاؤ۔ تو کیا تم نہیں دیکھتے۔

بارش کا ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے

۱ وَ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ يَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَ هُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ (الشوریٰ-۴۲: ۲۸)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM -مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اور وہی یگانہ اللہ ہے جو لوگوں کے مایوس ہونے کے بعد مینہ برساتا ہے۔ اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے۔ اور وہی بڑا کارساز ہے ہر طرح قابلِ حمد۔ لیکن:

۲ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ (اَلْمُلْكُ۔۶۷:۲۱)

ترجمہ بھلا وہ کون ہے جو تمھیں روزی پہنچاسکے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کردے۔ یعنی نفع پہنچانے پر بجز اللہ کے کوئی قادر نہیں۔

زمین کی تسخیر اور آسمان کا تھامنا

۳ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ (اَلْمُلْكُ۔۶۷:۱۵)

ترجمہ وہ اللہ ہی ہے جس نے زمین کو تمھارے لیے مسخر اور تابع کردیا ہے سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو اور اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے کھاؤ پیو۔

۴ وَ یُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۶۵﴾ (اَلْحَجُّ۔۲۲:۶۵)

ترجمہ اور وہ اللہ آپ ہی آسمان کو اس سے روکے ہوئے ہے کہ وہ زمین پر گر پڑے۔ مگر ہاں اسی کا حکم ہوجائے اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ انسانوں پر بڑا شفقت والا بڑا رحمت والا ہے۔

۵ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَ لَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا (اَلْفَاطِرُ۔۳۵:۴۱)

ترجمہ بیشک اکیلا اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں۔ اگر وہ ٹلنے لگیں بھی تو پھر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی انھیں تھام نہیں سکتا۔ واقعی اللہ تعالیٰ بڑا حلم والا ہے بڑا ہی مغفرت والا ہے جو

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کافر انسان کی ایسی کفریہ باتوں پر فوری گرفت نہیں کرتا۔ جو اس قدر سخت اور بھاری ہیں کہ:

قرآن تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ (مَرْيَم۔١٩: ٩٠۔٩١)

ترجمہ کچھ بعید نہیں کہ آسمان ٹوٹ پڑیں اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ کانپ کر گر پڑیں' اس بات سے کہ یہ لوگ اللہ رحمٰن کی طرف بیٹے اور نائب کی نسبت کرتے ہیں۔

○ نیز مکذبین کو زجر کرتے ہوئے فرمایا:

قرآن ءَ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿١٦﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا (اَلْمُلْك۔٦٧: ١٦۔١٧)

ترجمہ کیا تم اس سے نڈر ہوگئے ہو جس کی سلطنت' حکومت و تصرف آسمانوں میں بھی ہے' وہ کہیں تم کو زمین میں دھنسا نہ دے' اور وہ تھرتھرانے لگے۔ یا کیا تم اس سے نڈر ہوگئے ہو کہ جس کی حکومت' سلطنت اور تصرف آسمانوں میں بھی ہے وہ تمہارے اوپر تند ہوا بھیج دے' پھر تمہیں پتہ لگے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے۔ نیز فرمایا:

قرآن اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ (سَبَا۔٣٤: ٩)

ترجمہ ہم اگر چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں۔ یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں۔

○ نمونہ کے طور پر قارون کو ہی دیکھ لو۔ جس کے کرتوتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ (اَلْقَصَص۔٢٨: ٨١)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ: پھر ہم نے اس قارون کو مع اس کے مکان کے زمین میں دھنسا دیا۔ سو کوئی جماعت اس کے لیے ایسی نہ ہوئی جو اسے اللہ کے مقابلے میں بچالیتی اور نہ وہ خود ہی اپنے آپ کو بچاسکا۔ یعنی نہ اس کی اپنی ہی ہنر مندی اور کاروائی کام آئی جس پر اس کو ناز رہتا تھا۔ اور نہ ہمدردوں کا وہ جتھا ہی کام آیا جو اس نے بنالیا تھا۔ اور جس پر اسے بڑا گھمنڈ تھا۔

کشتیوں کا مسخر کرنا

○ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار انعامات میں سے ایک نعمت بیان فرمائی:

قرآن: وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ (ابراهيم ١٤: ٣٢)

ترجمہ: اور تمہارے نفع کے لیے کشتی کو اپنی قدرت سے مسخر کر دیا تاکہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلے۔

قرآن: وَإِنْ نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿٤٣﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلٰى حِيْنٍ ﴿٤٤﴾ (يٰسٓ ٣٦: ٤٣-٤٤)

ترجمہ: اور اگر ہم چاہیں تو ان (کشتی سواروں) کو غرق کر دیں تو نہ ان کا کوئی فریادرس ہو اور نہ یہ رہائی پائیں۔ مگر یہ ہماری ہی مہربانی ہے کہ ان کو صحیح سلامت سمندر پار کر دیتے ہیں۔ اور ان کو ایک وقت معین تک فائدہ دینا مقصود ہے۔ اسی لیے اس قادر مطلق اور حکیم برحق نے مہلت دے رکھی ہے۔

آنکھ کان وغیرہ انعامات الٰہیہ

○ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت یہ بھی بیان فرمائی:

قرآن: أَلَمْ نَجْعَلْ لَّهُ عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ (البلد ٩٠: ٨)

ترجمہ: کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں۔

○ لیکن ان کے کرتوتوں کی وجہ سے:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن لَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ (یٰسٓ-۳۶: ۶۶)

ترجمہ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو ملیامیٹ کر دیتے۔ پھر یہ رستے کی طرف دوڑتے پھرتے۔ سو ان کو کہاں نظر آتا۔

قرآن وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْئِدَةَ (المُلک-۶۷: ۲۳)

ترجمہ تمہارے لیے سننے کو کان، دیکھنے کو آنکھیں اور سمجھنے کو دل بنائے۔ مع ہذا:

قرآن وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ (البقرۃ-۲: ۲۰)

ترجمہ اور اگر اللہ چاہے تو ان کے دیکھنے اور سننے کی قوتیں سلب کر لے۔

رحم مادر میں صورت گری

قرآن هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ (آل عمران-۳: ۶)

ترجمہ وہ وہی یگانہ ذات ہے جو تمہاری صورت رحموں کے اندر بناتا ہے جس طرح وہ چاہتا ہے۔

قرآن یٰٓاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ (الانفطار-۸۲: ۶-۸)

ترجمہ اے انسان تجھے آخر کس چیز نے اپنے رب کریم سے متعلق بھول میں ڈال رکھا ہے، وہ رب کریم جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے درست کیا پھر تجھے اعتدال پر بنایا اور جس صورت میں بھی چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔ یعنی انسان کی سیرت و صورت جو کچھ بھی ہے تمام تر اللہ تعالیٰ یکتا کے اپنے ارادہ و مشیت کا نتیجہ ہے۔ باہر سے کوئی قوت اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو مجبور یا متاثر کرنے والی نہیں۔ اور فرمایا:

قرآن فَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (التغابن-۶۴: ۳)

ترجمہ او انسانو! اسی واحد ذات نے تمہاری صورت اور تمہارا نقشہ بنایا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

سو تمھاری کیسی حسین صورت بنائی، اچھا نقشہ بنایا۔

قرآن لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (التين-٩٥: ٤)

ترجمہ اس میں شک نہیں کہ ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا۔

○ لیکن اللہ تعالیٰ نے منکر انسانوں کے بارے یہ بھی سمجھا دیا کہ اپنے حسن پر ناز نہ کیا کرو۔

قرآن وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ (یٰسٓ-٣٦: ٦٧)

ترجمہ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی یہ صورتیں دنیا ہی میں جہاں کی تہاں مسخ کر ڈالتے۔ نہ یہ آگے چل سکتے نہ پیچھے کو لوٹ سکتے۔ یہ سب ہمارے امکانِ قدرت میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قوت

قرآن وَإِذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (الرعد-١٣: ١١)

ترجمہ اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں اور نہ کوئی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کا مددگار رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو فرشتے انسانوں کی حفاظت پر مامور رہتے ہیں۔ وہ بھی اب بحکم الٰہی اس کی حفاظت سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔

قرآن وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ (الرعد-١٣: ١٣)

ترجمہ وہ اللہ یگانہ ذات ہے جو بڑا زبردست قوت والا ہے۔ حتیٰ کہ فرمایا:

قرآن وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ إِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ أَنْشَأَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ (الانعام-٦: ١٣٣)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ کا رب غنی ہے، صاحب رحمت ہے۔ لیکن اگر وہ چاہے تو تم سب کو دنیا سے اٹھا لے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہاری جگہ لا بسائے جس طرح تم کو ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا۔ نیز فرمایا:

قرآن إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ قَدِيرًا (النساء۔۴: ۱۳۳)

ترجمہ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اے لوگو تم سب کو لے جائے اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے۔ نیز فرمایا:

قرآن إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٦﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿١٧﴾ (الفاطر۔۳۵: ۱۶۔۱۷)

ترجمہ وہ اللہ اگر چاہے تو تم کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق موجود کر دے اور یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں۔ نیز فرمایا:

قرآن وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا (الدھر۔۷۶: ۲۸)

ترجمہ اور ہم ہی جب چاہیں انہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں۔ نیز فرمایا:

قرآن وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم (محمد۔۴۷: ۳۸)

ترجمہ اور اگر تم تعمیل احکام سے روگردانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا۔ پھر وہ تعمیل احکام میں تم جیسے نہ ہوں گے۔

○ بہر حال اللہ تعالیٰ خود اپنی مرضی ہی سے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کسی کی رائے اور مشورے کا محتاج نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (ابراھیم۔۱۴: ۲۷)

قرآن إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ (الحج۔۲۲: ۱۸)

قرآن قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ (آل عمران۔۳: ۴۰)

قرآن إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ (البروج۔۸۵: ۱۶)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (اَلْبَقَرَةُ-۲: ۲۵۳)

○ لیکن اللہ تعالیٰ بمقتضائے قدرتِ کاملہ وہی کرتا ہے جو ارادہ کر لیتا ہے۔ بمقتضائے حکمتِ بالغہ یعنی نہ اس کی قدرت و قوت فاعلہ پر کوئی قیدیں اور حد بندیاں عائد ہیں اور نہ اس کی تجویزوں، ارادوں میں کسی غلطی یا سہو و خطا کا امکان ہے۔ چھوٹی بڑی اچھی بری کوئی بھی شے ہو بہرحال مشیت الٰہی سے باہر نہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (اَلرَّعْدُ-۱۳: ۴۱)

ترجمہ اور اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ کوئی شخص اس کے حکم کو ٹال نہیں سکتا۔ کیونکہ:

قرآن اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (يُوْسُفُ-۱۲: ۴۰)

ترجمہ تمام جہان میں حکومت تو بس ایک اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

قرآن اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ (اٰلِ عِمْرَانَ-۳: ۱۵۴)

ترجمہ سب کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

قرآن اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ (اَلْاَعْرَافُ-۷: ۵۴)

ترجمہ سن رکھو پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکومت تصرف اور حکم بھی اسی کا ہے۔

○ حتیٰ کہ راہِ راست پر لگا دینا اور منزلِ مقصود پر پہنچا دینا بھی اسی کا کام ہے۔ جیسے خود فرمایا:

قرآن وَ لَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا (اَلسَّجْدَةُ-۳۲: ۱۳)

ترجمہ اور اگر ہم کو یہی منظور ہوتا تو ہم ہر ایک جی کو راہِ راست پر لگا دیتے اور منزلِ مقصود تک پہنچا دیتے۔

قرآن وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى (اَلْاَنْعَامُ-۶: ۳۵)

ترجمہ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کو ضرور ہدایت پر جمع کر دیتا۔

قرآن فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ (اَلْاَنْعَامُ-۶: ۱۴۹ و اَلنَّحْلُ-۱۶: ۹)

ترجمہ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو ضرور ہدایت دے دیتا یعنی راہِ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

راست پر لگا کر منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا۔

قرآن لَوْ شَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا (اَلرَّعْدُ۔۱۳: ۳۱)

ترجمہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سارے انسانوں کو راہِ راست پر لگا کر منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا۔

قرآن وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (اَلنَّحْل۔۱۶: ۹۳)

ترجمہ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ اسی طرح:

قرآن وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (اَلشُّوْرٰی۔۴۲: ۸)

قرآن وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا (يُوْنُس۔۱۰: ۹۹)

ترجمہ اور اگر آپؐ کا رب چاہتا تو روئے زمین پر جتنے بھی لوگ ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔

قرآن وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (اَلْاَنْعَام۔۶: ۱۱۱)

ترجمہ اگر ہم ان منکرین پر فرشتے بھی اتار دیتے اور خواہ ان سے مُردے بھی باتیں کرنے لگتے اور خواہ ہم ہر چیز کو ان کے پاس ان کے سامنے لا کر جمع بھی کر دیتے، تب بھی یہ منکرین ایمان نہ لاتے۔ یعنی بالفرض ان کی فرمائشیں پوری کر دی جائیں اور دنیا بھر کے خوارق بھی انہیں دکھا دیے جائیں تب بھی ایمان نہیں لائیں گے۔

قرآن وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا (اَلْاَنْعَام۔۶: ۱۰۷)

ترجمہ اور اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی ہوتی تو یہ لوگ شرک ہی نہ کرتے۔

خلاصہ یہ کہ سب اختیارات، سلطنت، حکومت اور حکم اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے اس کے حکموں میں کوئی شخص دخل نہیں دے سکتا۔ اور نہ کوئی اس پہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اعتراض کر سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے محبوب افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بھی نہ مانے اور نہ ان کی دعاء قبول کرے اور چاہے تو ابلیس لعین جیسے مطرود و مردود کی دعاء بھی قبول و منظور فرمالے۔ اس کی مرضی۔

○ دیکھیے ابلیس لعین کو حکم نہ ماننے کی وجہ سے فرمایا:

قرآن فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ (الْأَعْرَافِ-۷: ۱۳)

ترجمہ تو اس جنت سے اتر۔ تُو اس لائق نہیں کہ یہاں رہ کر بڑائی کرے۔ ابھی نکل۔ کیونکہ تُو ذلیلوں میں سے ہے۔

○ اور دُوسری جگہ فرمایا:

قرآن فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَّ إِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ (الْحِجْرِ-۱۵: ۳۴ و ۳۵)

ترجمہ اب تو تُو نکل یہاں سے۔ تُو مردود ہو گیا ہے۔ اور بیشک تجھ پر روزِ قیامت تک لعنت رہے گی۔

○ مگر باوجود اس کے ابلیس نے اپنے رب سے ان الفاظ میں دعاء کی:

قرآن رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (الْحِجْرِ-۱۵: ۳۶)

ترجمہ اے میرے رب! تُو اب تو مجھے مُہلت دے اس دن تک کے لیے جس دن لوگ دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔

○ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعاء قبول کرتے ہوئے فرمایا:

قرآن فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ (الْحِجْرِ-۱۵: ۳۶ و ۳۷)

ترجمہ اچھا تو تجھے مُہلت ہے' وقتِ معلوم کے دن تک یعنی جب تک اس عالمِ ناسوت کی عمر قائم ہے' تجھ پر گرفت نہ ہوگی۔

○ اب کوئی بڑے سے بڑا محبوب ولی یا نبی نہیں پوچھ سکتا کہ یا اللہ اس کمینے کی دعاء کیوں کر قبول کر لی جب کہ وہ راندۂ درگاہ بھی ہو چکا ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

دوسرا رُخ

○ اور اُدھر دوسرا رخ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے محبوب تر ہستی جس کی مدح میں سارا قرآن مجید مشحون ہے۔ اور جس کے متعلق کہا جاتا ہے:

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

لیکن اس کے باوجود آپؐ کی کئی دعائیں قبول نہیں کیں۔ مثلاً:

○ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز تک صبح کی نماز کی دوسری رکعت کے قومہ میں کھڑے ہو کر صفوان بن امیہ، حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو اور قریش کے نام لے کر بددعا کرنی شروع کی۔

○ اسی طرح احد کی لڑائی میں عتبہ بن ابی وقاص اور ابن قمیہ وغیرہ پر جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا تھا آپؐ نے بددعا کی۔

○ اسی طرح رعل، ذکوان اور عصیہ ان تین قبیلوں کے لوگوں پر آپؐ نے بددعا کی تھی جنھوں نے ستر صحابہ کو شہید کر ڈالا تھا۔ جس کو بیر معونہ کا واقعہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

قرآن لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ (آل عمران-۳: ۱۲۸)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں اور آپؐ کا کچھ اختیار نہیں، اللہ تعالیٰ خواہ ان کی توبہ قبول کرے یعنی انھیں قبولِ اسلام کی توفیق دیدے۔ جیسا کہ مکہ کے کافروں میں سے اکثر لوگ ایمان لے آئے۔ اور خواہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے۔ کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ جیسے ابن قمیہ اور عتبہ بن ابی وقاص۔

○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

قرآن قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ

عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ
(الانعام ۶:۶۵)

ترجمہ: یا رسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اس بات پر بھی قادر ہے کہ تمہارے اوپر کوئی عذاب مسلط کر دے۔ تمہارے اوپر سے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے یا تمہیں گروہ گروہ کر کے پھوٹ ڈال کر لڑائی کا مزہ چکھا دے۔

○ نزولِ آیت کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی کہ یا اللہ میری اُمت کو ان تینوں قسموں کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر اور نیچے سے عذاب کے متعلق تو دعاء قبول فرما لی کہ اس اُمت پر اوپر سے پتھر نہ برسیں گے۔ اور نہ زمین میں دھنسیں گے۔ مگر تیسری دعاء کہ میری اُمت آپس کے تفرقے اور جنگ و جدال سے محفوظ رہے' یہ منظور نہیں ہوئی۔

○ ابوطالب کی وفات کے وقت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور کہا اے چچا اس وقت بھی تم منہ سے کلمۂ طیبہ کہہ لو گے تو مجھ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کا موقع مل جائے گا۔ لیکن اس وقت ابوجہل اور ابنِ اُمیہ بھی وہاں موجود تھے۔ انھوں نے ابوطالب کو بہکایا اور کہا اے ابوطالب کیا آخری وقت میں تم عبدالمطلب کے طریقے سے پھرتے ہو؟ اس لیے آخر وقت پر ابوطالب نے یہی کہا کہ میں عبدالمطلب کے طریقہ پر دنیا سے رخصت ہوتا ہوں۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر جب تک اللہ تعالیٰ مجھ کو منع نہ فرمائے گا میں اپنے چچا ابوطالب کے لیے مغفرت کی دعاء کرتا رہوں گا۔

○ نیز جنگِ تبوک کے بعد مکہ کے قبرستان میں عمرہ کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر بہت دیر تک دعاء کرتے رہے۔ آپ کو روتا ہوا دیکھ کر آپ کے ساتھ جو اس وقت تقریباً ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تھے، وہ سب بھی رو دئے۔ پھر آپ نے فرمایا یہ میری والدہ آمنہ کی قبر ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ کے حق میں دعائے مغفرت کا اذن چاہا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے ممانعت فرمادی:

قرآن مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوٓا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوٓا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (التوبۃ۔ ۹: ۱۱۳)

ترجمہ نبی اور تمام مومنوں کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعاء کریں۔ اگرچہ وہ مشرکین دعاء مانگنے والے کے رشتہ دار ہی ہوں۔ جب ان پر یہ ظاہر ہوچکا ہو کہ وہ مرے ہوئے دوزخی ہیں۔

⊙ رأس المنافقین عبداللہ بن ابی مرنے کے قریب ہوا تو اس کا بیٹا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ: یارسول اللہ! میرا باپ قریب الموت ہے۔ آپ چل کر اس کے واسطے استغفار کریں اور نماز جنازہ پڑھیں۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا حباب بن عبداللہ۔ آپ نے فرمایا: "حباب" تو شیطان کا نام ہے۔ تیرا نام عبداللہ بن عبداللہ ہے۔ اور پھر آپ اس کے ہمراہ ہوئے اور اپنا کرتہ ابن ابی کو پہنا دیا اور آپ نے اس کیلیے مغفرت کی دعاء کی۔ تب یہ آیت اتری:

قرآن اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (التوبۃ۔ ۹: ۸۰)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ ان منافقین کے لیے استغفار کریں خواہ ان کے لیے استغفار نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی استغفار کریں گے، تب بھی اللہ تعالیٰ انھیں نہیں بخشے گا۔ اس لیے کہ مغفرت کی بنیاد تو ایمان ہے وہ ہی سرے سے مفقود ہے۔ کیونکہ:

قرآن ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (التوبۃ۔ ۹: ۸۰)

ترجمہ یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اس سے معلوم ہوا کہ منافقین کے حق میں دعاء اور عدمِ دعاء' عدمِ نفع کے لحاظ سے دونوں یکساں ہیں۔ گو سبعین مرۃ (ستر بار) محاورۂ عرب میں تحدید کے لیے نہیں ہوتا۔ صرف تکثیر کے لیے آتا ہے۔ مگر آپ مجسم رحمت و شفقت تھے۔ اور منافقین و منکرین کی تالیفِ قلوب کی مصلحت بھی آپ کی نگاہِ دُور رس میں تھی۔ باوجود اہلِ لسان ہونے کے آیت میں تاویل فرمائی اور لفظی گنجائش نکال کر ارشاد فرمایا کہ: مجھے تو اختیار دیا گیا ہے۔ استغفار کروں چاہے نہ کروں' ستر بار تک مغفرت نہ ہوگی تو میں اس سے زیادہ استغفار کروں گا۔ اور باوجود اس کے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑا کہ آپ تو نمازِ جنازہ سے منع کر دیے گئے ہیں۔ آپؐ نے نماز پڑھا دی۔ اس کے بعد پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

قرآن لَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (اَلتَّوْبَةُ۔ ۹: ۸۴)

ترجمہ اور ان منافقین میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھیے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ کیونکہ انھوں نے اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ نافرمان ہو کر مرے ہیں۔

ماحصل اللہ تعالٰی یگانہ ذات ہے جو سب سے مستغنی ہے اور سب خلق اس کی محتاج ہے۔ اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اس کی بات کوئی رد نہیں کر سکتا اور وہ سب مخلوق میں سے اپنے محبوب ترین ہستی کو روک سکتا ہے۔ اور اس نے آپؐ کو روک بھی دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ مختارِ کل نہ تھے۔ جیسا کہ ایک حکومت میں دو مختارِ کل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہر ایک اپنی اپنی من مانی کرے گا۔ جس سے نقصِ امن کا شدید خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

قرآن لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (اَلْاَنْبِيَآءُ۔ ۲۱: ۲۲)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اگر آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بھی کوئی الٰہ ہوتا تو یہ دونوں درہم برہم ہوگئے ہوتے۔

○ یاد رہے کہ "الٰہ" کے تصور اور تعریف ہی میں یہ امر داخل ہے کہ وہ مطلق الارادہ اور مطلق الاختیار اور مالکِ کُل ہو۔ اگر اس کے اختیارات یا اس کی ملک محدود اور مقید ہوتی تو وہ الٰہ کیونکر کہلا سکتا۔ اگر مختارِ کل نے اپنا ارادہ کسی مصلحت سے ترک کیا یا اپنے ارادہ پر کوئی پابندی لگائی تو مختارِ کل نہ رہا۔

خلاصہ اللہ تعالیٰ وہ مستقل ہستی ہے جس کا سب پر دباؤ ہے اور اس پر کسی کا دباؤ نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ اپنے متعلق خود فرماتا ہے:

قرآن وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (اَلْاَنْعَامُ-٦: ٦١۔ اَلْاَنْعَامُ-٦: ١٨)

ترجمہ اور وہ ہی ہے جو اپنے سب بندوں پر غالب ہے اور اس پر کوئی غالب نہیں۔ نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (اَلرَّعْدُ-١٣: ١٦)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ اللہ ہی ہر شے کا خالق ہے اور وہی یکتا ہے اپنی ساری مخلوقات پر غالب و حاکم ہے، خود اس کے اوپر کوئی ہستی یا کوئی قانون ساز، حاکم و متصرف نہیں۔ نیز فرمایا:

قرآن قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (صٓ-٣٨: ٦٥)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ میں تو محض آگاہ اور خبردار کرنے والا ہوں اور الٰہ تو کوئی بھی نہیں ہے بجز اللہ واحد اور یکتا کے جو سب پر غالب اور حاکم ہے، اور اس پر کوئی بھی حاکم و متصرف نہیں۔ نیز فرمایا:

قرآن سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (اَلزُّمَرُ-٣٩: ٤)

ترجمہ وہ اللہ پاک ہے کہ اس کو کسی ارادہ کی ضرورت ہو۔ انسان کو اولاد کی ضرورت اور خواہش جن جن اغراض سے بھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان سب سے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

پاک و برتر ہے۔ وہ ہی اللہ واحد یکتا ہے وہ زبردست غالب ہے اس جیسا غلبے والا کوئی نہیں۔

○ نیز دعاء مانگنا ہی عجز اور مختارِ کل نہ ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ مختارِ کل کسی کے آگے دستِ دعاء نہیں پھیلاتا۔ اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق نبی ہو یا ولی' اللہ سے ہی دعائیں مانگتے رہے۔ خواہ اللہ تعالےٰ ان کی دعاء قبول کرے یا نہ کرے۔ اگر ماسوی اللہ کو مختارِ کل مانیں تو ان تمام آیات کا انکار لازم آئے گا جن میں پیغمبروں کی دعائیں مذکور ہیں۔ اور احادیثِ متواترہ کا انکار بھی لازم آئے گا' جو کفر ہے۔

پیغمبروں کی دُعائیں

○ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السّلام کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

قرآن لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (اَلْبَقَرَۃ-۲:۳۵)

ترجمہ اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

○ مگر اس کے بعد خود اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:

قرآن وَ لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (طٰهٰ-۲۰:۱۱۵)

ترجمہ مجھے اپنی شانِ حاکمیت کی قسم ہے کہ بہت زمانہ قبل ہم آدم (علیہ السّلام) کو ایک حکم دے چکے تھے۔ سو ان سے بھول ہو گئی اور ہم نے ان میں پختگی نہ پائی اور نہ ہی ارادہ پایا۔ یعنی گناہ کا قصد انھوں نے کیا ہی نہیں محض ایک بے احتیاطی ان سے سرزد ہو گئی۔ اور

قرآن فَاَكَلَا مِنْهَا (طٰهٰ-۲۰:۱۲۱)

ترجمہ پھر ان دونوں (آدم اور حوا) نے اس درخت سے کھا لیا۔

قرآن وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ (۷:۲۲)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اور ان دونوں کے رب نے ان کو پکار کر فرمایا کہ میں نے تمھیں منع نہیں کر دیا تھا اس درخت کے قریب جانے سے؟۔ تو وہ بولے:

دُعاء رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (الْاَعْرَافُ-۷: ۲۳)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا ہے۔ اور اگر تُو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو یقیناً ہم گھاٹا اٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔

○ اسی طرح جب حضرت نوح علیہ السلام کو ساڑھے نو سو سال قوم نے خوب ستایا تو آپؑ نے اپنے رب کو پکارا۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

دُعاء اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (اَلْقَمَرُ-۵۴: ۱۰)

ترجمہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے دعاء کی کہ میں مغلوب ہوں اور عاجز و ناتواں ہوں میں ان لوگوں سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سو تو آپ ہی بدلہ لے لے۔

○ نیز حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی:

دُعاء رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ (اَلْمُؤْمِنُوْنَ-۲۳: ۲۶)

ترجمہ اے میرے رب! میرا بدلہ لے کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔

○ نیز حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی:

دُعاء رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (اَلشُّعَرَآءُ-۲۶: ۱۱۷ و ۱۱۸)

ترجمہ اے میرے رب! میری قوم مجھے جھٹلا رہی ہے سو آپ ہی میرے اور ان کے درمیان ایک کھلا ہوا فیصلہ کر دیجیے اور مجھے اور میرے ساتھ جو ایمان والے ہیں انھیں نجات دیجیے۔

○ نیز آپؑ نے دُعاء فرمائی:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

دعاء رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا يَلِدُوْٓا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا تَبَارًا (نوح-۷۱: ۲۶-۲۸)

ترجمہ اے میرے رب اس دھرتی پر کافروں میں سے ایک باشندہ بھی جیتا مت چھوڑ۔ اگر تو نے انھیں رہنے دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ ہی کرتے رہیں گے۔ اور ان کے محض کافر و فاجر ہی اولاد پیدا ہوتی رہے گی۔ اے میرے رب مجھے بخش اور میرے ماں باپ کو بھی اور جو بھی میرے گھر میں داخل ہو۔ بحیثیت مومن کے اور کل ایمان والوں اور ایمان والیوں کو بھی بخش۔ اور ان ظالموں کی ہلاکت تو بڑھاتا ہی جا۔

○ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا طوفان میں غرق ہونے لگا تھا۔ اس پر آپؑ نے ان الفاظ میں اپنے رب کو پکارا:

دعاء رَبِّ إِنَّ ابْنِيْ مِنْ أَهْلِيْ وَ إِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ أَنْتَ أَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ (هود-۱۱: ۴۵)

ترجمہ اے میرے رب! میرا بیٹا تو میرے گھر والوں ہی میں ہے اور تیرا وعدہ بھی بالکل سچا ہے کہ تمہارے گھر والوں میں سے جو کوئی بھی ایمان لے آئے گا بچا دیا جائے گا۔ اور تو تو تمام حاکموں کے اوپر حاکم ہے تیری قدرت لاانتہاء تیرے اختیارات غیر محدود۔ تیرے لیے کیا دشوار ہے کہ اسے بھی اسے مؤمن بنا کر اس کی نجات کا سامان کر دے۔ اس پر:

قرآن قَالَ يٰنُوْحُ إِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ إِنِّيْٓ أَعِظُكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (هود-۱۱: ۴۶)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا (گو تیرا نسبی بیٹا ہے مگر دینی اعتبار سے آپؑ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کے) گھر والوں ہی میں سے نہیں۔ ہمارے ازلی علم میں یہ ایک تباہ کار شخص ہے جو ایمان کا قصد ہی نہیں کرتا۔ اس واسطے مجھ سے ایسی چیز کی درخواست ہی نہ کریں جس کی آپؑ کو خبر بھی نہ ہو۔ میں آپؑ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپؑ آئندہ کہیں نادانوں میں سے نہ بن جائیں اور آئندہ پھر کبھی ایسی ہی درخواست پیش کرنے لگیں۔

○ حضرت نوح علیہ السلام نے اس اجتہادی لغزش سے جو محض فہم و تعبیر کی بنا پر تھی معذرت کرتے ہوئے عرض کی:

دعاء رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْــَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ (اَلتَّوبَۃ۔ ۹:۴۷)

ترجمہ اے میرے رب میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں آئندہ تجھ سے ایسی چیز کی درخواست کروں جس کی مجھے خبر نہ ہو اور اگر تُو میری مغفرت نہ کرے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوجاؤں گا۔

فائدہ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام مختارِ کل نہیں تھے۔ اگر وہ مختارِ کل ہوتے تو بارگاہِ الٰہی میں اس طرح کی زاری و عاجزی نہ کرتے۔

○ اور قوم کے شر سے بچانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کو خود فرمایا کہ دعاء کرتے وقت اس طرح کہا کریں:

دعاء رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ (اَلْمُؤمِنُوْن۔ ۲۳:۲۹)

ترجمہ اے میرے رب مجھے برکت کا اتارنا اتاریو۔ اور تُو سب اتارنے والوں سے اچھا ہے۔

○ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان الفاظ کے ساتھ شکر بجا لاؤ:

دعاء اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (اَلْمُؤمِنُوْن۔ ۲۳:۲۸)

ترجمہ خوبی اور کمال صرف اس ذات اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے ہم لوگوں کو ان

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ظالم لوگوں سے نجات دی۔

○ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام نے دعاء کی:

دعاء رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُوْنِ (اَلْمُؤْمِنُوْن-۲۳: ۳۹)

○ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابو الانبیاء ہیں اور انھوں نے اپنے والد کے حق میں مغفرت مانگنے کا وعدہ اس طرح فرمایا تھا:

قرآن سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا (مَرْيَم-۱۹: ۴۷)

ترجمہ اب میں آپ کے لیے اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کروں گا' بیشک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔

○ پھر آپ نے وہ وعدہ پورا بھی کیا اور اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعاء مانگی:

دعاء اغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ (اَلشُّعَرَآء-۲۶: ۸۲)

ترجمہ اور میرے باپ کی مغفرت کر کہ وہ گمراہوں میں سے ہے۔

○ اس کے بعد آپ کو اپنے باپ کے بارے میں مغفرت کی دعا مانگنے سے منع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ (اَلتَّوْبَة-۹: ۱۱۴)

ترجمہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کے حق میں دعاء مغفرت کرنا تو محض اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو انھوں نے اس سے کرلیا تھا (اور آپ کو یہ علم ہی نہیں تھا۔ اس کی موت کفر پر ہوگی۔ پھر جب ان پر ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے۔ یعنی کفر کی حالت پر اس کی موت ہوئی ہے تو اس سے بے تعلق ہوگئے اور اس کے حق میں دعائے مغفرت چھوڑ دی۔ بے شک ابراہیم علیہ السلام بڑے ہی نرم دل اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بردبار تھے۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ باپ نے کیسی کیسی سختیاں کیں آپ برابر حلم ہی سے کام لیتے رہے یہاں تک کہ جوشِ شفقت سے طلبِ مغفرت کا وعدہ بھی کرلیا۔

○ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے والد اور قوم سے کنارہ کش ہوئے تو فرمایا:

قرآن وَ اَعْتَزِلُكُمْ وَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ اَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰٓى اَنْ لَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا (مَرْيَمَ۔۱۹: ۴۸)

ترجمہ اور میں کنارہ کرتا ہوں تم لوگوں سے بھی اور ان سے بھی جنھیں تم لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا۔ یقین ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ ہوں گا۔

فائدہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ اس کے باوجود بھی دعویٰ کے ساتھ یہ نہیں کہتے کہ میری دعاء ضرور ہی قبول ہوجائے گی۔ بلکہ عبدیت کی پوری شانِ تواضع کے ساتھ اس کی صرف امید ظاہر کرتے ہیں۔

○ آپؑ نے اپنے والد کو کہا تھا:

قرآن لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ (اَلْمُمْتَحِنَة۔۶۰: ۴)

ترجمہ میں تمہارے لیے استغفار کروں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کے آگے کسی بات کا اختیار نہیں کہ اس سے اپنی دعاء و عرض داشت خواہ مخواہ قبول ہی کرالوں۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء ضرور کروں گا کہ وہ تمھیں زندگی ہی میں راہِ ہدایت دکھائے تاکہ مرنے کے بعد اسے نجات حاصل ہوجائے۔

○ والد سے زیادہ کوئی شفقت و خیر خواہی کا مقام نہیں۔ مگر ان کے حق میں استغفار کا وعدہ تو کرلیا مع ہذا صاف صاف یہ بھی کہا کہ دعاء کا قبول کرنا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ میرے بس سے باہر ہے۔ جس سے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام مختارِ کل نہیں ہوتے۔
حالانکہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے اس جلیل القدر پیغمبر کے بارے فرمایا ہے:

قرآن: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (النسآء: ۴۔۱۲۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل اور خاص دوست بنالیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کے والد کے حق میں دُعاء قبول نہیں فرمائی۔ کیونکہ وہ تنہا مختارِ کل ہے۔ اس کی مرضی کسی کی دعاء قبول کرے یا نہ۔ اور اس کے علاوہ کوئی مختارِ کل نہیں۔

○ پھر جب مسلمان کفار سے مقاطعہ کریں گے تو اغلب ہے کہ مادی اور مالی نقصان ہوگا۔ ایسے موقعہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارا:

دُعاء: رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (الممتحنۃ۔۶۰: ۴)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم تجھ پر ہی توکل کرتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف ہی رجوع کرتے ہیں اور آخر کار تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

دُعاء: رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اغْفِرْلَنَا رَبَّنَآ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الممتحنۃ۔۶۰: ۵)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں کافروں کا تختہ مشق نہ بنانا اور اے ہمارے رب ہماری کوتاہیاں معاف کردے۔ بیشک تُو ہی ہے زبردست حکمت والا تیرے لیے ہماری عرضداشت قبول کرنا کوئی مشکل نہیں۔

○ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ترکِ وطن (ہجرت) کے بعد اولادِ صالح کیلیے دُعا کی:

دُعاء: رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (الصّٰفّٰت۔۳۷: ۱۰۰)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے ایک صالح فرزند عطا فرما۔

○ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر مکہ میں خانہ کعبہ کے قریب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو لاکر چھوڑ گئے تو اپنے رب کو پکارتے ہوئے کہا:

دعا رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (ابراہیم ۱۴: ۳۵)

ترجمہ اے میرے رب! اس شہر مکہ کو امن والا بنادے اور مجھ کو اور میرے فرزندوں کو اس سے بچائے رکھ کہ ہم لوگ مورتی کی پوجا کرنے لگیں۔ نیز دعا کی:

دعا رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ (ابراہیم ۱۴: ۳۷)

ترجمہ اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک بے زراعت میدان میں آباد کردیا ہے تیرے معظم و محترم گھر کے قریب۔ (تاکہ)

دعا رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (ابراہیم ۱۴: ۳۷)

ترجمہ اے ہمارے رب وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں، سو تو کچھ ان لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور انھیں کھانے کو پھل دے جس سے یہ شکر گزار رہیں۔ نیز آپ نے یہ دعا بھی کی:

دعا رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۱۴: ۴۰ و ۴۱)

ترجمہ اے میرے رب! مجھ کو بھی نماز کا پابند رکھیے اور میری نسل میں سے بھی کچھ کو۔ اے ہمارے رب ہماری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب میری مغفرت کر دے اور میرے والدین کی بھی اور ایمان والوں کی بھی جس دن حساب قائم ہو۔ نیز آپ نے دعا کی:

دعا رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ اجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

وَ اغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾ (اَلشُّعَرَآء۔۲۶: ۸۳ تا ۸۹)

ترجمہ اے میرے رب مجھے حکمت (دین کی سمجھ) عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ شامل کر اور میرا ذکرِ خیر آیندہ آنے والے لوگوں میں جاری رکھ تا کہ وہ لوگ میرے طریق پر چلیں اور میرے لیے اضافۂ ثواب و حسنات کا باعث ہوں اور مجھے جنتِ نعیم کے مستحقین میں سے کر دے اور میرے باپ کی مغفرت کر کہ وہ گمراہوں میں سے ہے اور مجھے رسوا نہ کرنا اس دن جب سب اٹھائے جائیں گے۔ جس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد۔ مگر ہاں جو اللہ تعالیٰ کے پاس پاک دل لے کر آئے۔

فائدہ آپؑ کی یہ دونوں دعائیں ممانعت وارد ہونے سے پہلے کی ہیں۔

○ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام دونوں باپ بیٹوں نے خانۂ کعبہ کی بنیادیں بلند کرتے وقت اپنے رب ہی کو پکار کر کہا:

دعا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۲۷﴾ (اَلْبَقَرَۃ۔۲: ۱۲۷)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم سے یہ ہمارا ٹوٹا پھوٹا عمل جیسا بھی ہے ہم سے قبول فرما۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ تو ہی ہے ہماری زبان سے نکلے ہوئے لفظ کا سننے والا سب کچھ جاننے والا دل کے اخلاص کو بھی تو ہی جانتا ہے۔ نیز یہ دعا کی:

دعا رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَاۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۸﴾ (اَلْبَقَرَۃ۔۲: ۱۲۸)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار بنائے رکھ اور ہماری نسل سے ایک فرماں بردار امت پیدا کر اور ہم کو ہمارے دینی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قاعدے بتادے اور ہمارے حال پر توجہ رکھ۔ یقیناً تو ہی بڑا توجہ فرمانے والا ہے بڑا مہربان ہے۔ نیز آپؑ نے دعا کی:

دعاء رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۲: ۱۲۹)

ترجمہ اے ہمارے رب ان میں ایک پیغمبر انہی میں سے بھیج جو انھیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور انھیں کتابِ الٰہی اور دانائی کی تعلیم دے اور انھیں پاک و صاف کرے۔ یقیناً تو تو بڑا زبردست ہے۔ ہر دعا قبول کرنے پر ہر آرزو کے پورا کرنے پر قادر ہے۔ اس کی مشیت پر مانع اور غالب کوئی چیز نہیں آسکتی۔ بڑا حکمت والا ہے۔ یعنی وہی دعائیں قبول کرتا ہے اور بندوں کی وہی آرزوئیں پوری کرتا ہے جو قانونِ حکمت کے مطابق و ماتحت ہوتی ہوں۔

○ حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنی قوم کو بہتیرا سمجھایا اور عذابِ الٰہی سے ڈرایا مگر انھوں نے کہا:

قرآن ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اَلْعَنْكَبُوْت ۲۹: ۲۹)

ترجمہ ہم پر عذاب لے آ اگر تو سچا ہے۔

○ قوم کی بیہودہ باتوں پر حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنے رب کو پکارتے ہوئے کہا:

دعاء رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ (اَلْعَنْكَبُوْت ۲۹: ۳۰)

ترجمہ اے میرے رب مجھے اس مفسد قوم پر غالب کردے۔ نیز آپؑ نے فرمایا:

دعاء رَبِّ نَجِّنِيْ وَ اَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ (اَلشُّعَرَآء ۲۶: ۱۶۹)

ترجمہ اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو نجات دے اس کام کے وبال سے جو یہ کرتے رہے ہیں۔

فائدہ حضرت لوط علیہ السّلام نے قوم کے جواب میں یوں نہیں کہا کہ لو میں عذاب لا رہا ہوں اب اپنا بندوبست کرلو۔ بلکہ رب کو پکارا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ حضرت یعقوب علیہ السلام کو فراقِ یوسفؑ میں غم ہوا اور آپؑ نے فرمایا:

دعاء اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (یُوسُف-۱۲: ۸۶)

ترجمہ میں تو اپنے رنج و غم کی شکایت بس اللہ تعالیٰ ہی سے کر رہا ہوں۔

فائدہ اگر آپؑ مختارِ کل ہوتے تو مغموم نہ ہوتے بلکہ اپنے کلی اختیار سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس بلا لیتے اور یوں نہ فرماتے:

قرآن فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (یُوسُف-۱۲: ۱۸)

ترجمہ سو میرا کام اب صبر ہی اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ ہی مدد کرے۔

○ حضرت یوسف علیہ السلام نے زنانِ مصر کے کید و مکر اور فریب سے بچنے کے لیے اپنے رب کو پکارا:

قرآن رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (یُوسُف-۱۲: ۳۳)

ترجمہ اے میرے رب! قید خانہ مجھے اس کام کے مقابلہ میں زیادہ پسند ہے جس کی طرف مجھے یہ عورتیں بلا رہی ہیں۔ اور اگر تُو ان کے اس مکر و فریب کو مجھ سے دفع نہ کرے گا تو میں انہی کی صلاح کی طرف مائل ہوجاؤں گا۔ اور نادانوں میں شامل ہو جاؤں گا۔ یعنی ربا آپؐ ہی مجھے سنبھالے رکھیے۔ جیسا کہ اب تک سنبھالے رکھا ہے۔ ورنہ مجھ بشر کی کیا بساط ہے کہ ان ترغیبات کے سامنے ثابت قدم رہ سکوں۔

○ اس سے معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں ایک تو عصمتِ خداداد کا اظہار ہے۔ دُوسرے یہ کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہونے کے باوجود اپنی عصمت پر اعتماد اور ناز نہیں کرتے۔ تو ان کا مختارِ کل ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔

○ جب بنیامین اور ان کے بڑے بھائی مصر میں روک دیے گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتایا گیا تو فرمایا:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِیْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (یُوْسُف-١٢: ٨٣)

ترجمہ ابھی نہیں۔ بلکہ تمھارے لیے تمھارے دل نے ایک بات گھڑلی ہے۔ میں صبر ہی کروں گا جو بہتر ہے۔ اس میں شکایت کی ذرا آمیزش نہیں۔ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو مجھ تک پہنچادے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہی ہے بڑا عالم بڑا حکمت والا۔ اسی کو خوب خبر ہے کہ ان میں سے کون کون کس حال میں کہاں کہاں ہے اور وہی جب ملانا چاہیگا تو اپنی حکمت سے اسباب اور تدبیریں بھی ایسی پیدا کرے گا۔ میرا حالِ زار بھی اس پر خوب روشن ہے اور مجھے جو اس ابتلاء میں اسی نے ڈالا ہے وہ بھی کسی حکمت و مصلحت ہی سے ہے۔

○ حضرت یوسف علیہ السلام نے آخری وقت رب سے دعاء کی:

دُعاء رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠١﴾ (یُوْسُف-١٢: ١٠١)

ترجمہ اے میرے رب تو نے مجھے حکومت بھی دی اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا۔ اے آسمانوں اور زمین کے خالق تو ہی میرا کارساز ہے دُنیا اور آخرت میں، مجھے دُنیا سے اٹھا تو اپنا فرمانبردار بنا کر اور مجھے صالحین میں جاملا۔

○ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی اُمت نے بارگاہِ الٰہی میں اس طرح دُعا کی:

دُعاء رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ (الْاَعْرَاف-٧: ٨٩)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں جو جھگڑا آپڑا ہے تو ہی اس کا حق حق فیصلہ کر اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے اتفاقاً ایک قبطی مرگیا۔ ایک نادان

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اسرائیلی نے اس کی شکایت کر دی حکومتی کارندوں نے آپؑ کا تعاقب کیا۔ کارندوں کے پہنچنے سے پہلے ایک خیر خواہ آدمی پہنچ گیا۔ اس نے کہا: آپؑ کے قتل کے منصوبے بن رہے ہیں اس لیے آپؑ جان بچا کر نکل جائیں۔ تو آپؑ نے جاتے ہوئے رب سے دعا کی:

دعاء: رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (اَلْقَصَص۔ ۲۸: ۲۱)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اس ظالم قوم سے نجات دے۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دورانِ سفر بھوک لگی تو انھوں نے رب سے کھانا مانگتے ہوئے عرض کی:

دعاء: رَبِّ إِنِّي لِمَآ أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ (اَلْقَصَص۔ ۲۸: ۲۴)

ترجمہ: اے میرے رب! تو جو نعمت بھی مجھے دیدے میں اس کا حاجت مند ہوں۔

فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی دعاء میں اپنی محتاجی اور فقر کا اظہار کیا ہے۔ جبکہ مختارِ کل اس طرح اپنی محتاجی اور فقر کا اظہار نہیں کرتا۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن: اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ (طٰهٰ۔ ۲۰: ۲۴)

ترجمہ: تم فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ بڑا سرکش ہوگیا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

دعاء: رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَ يَسِّرْ لِيْۤ أَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ أَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ أَخِيْ ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖۤ أَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَأَشْرِكْهُ فِيْۤ أَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ (طٰهٰ۔ ۲۰: ۲۵ تا ۳۵)

ترجمہ: اے میرے رب میرا حوصلہ مزید فراخ کردے اور میرا کام مجھ پر آسان کردے اور میری زبان سے تنگی اور لکنت دور کردے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تاکہ لوگ میری بات خوب سمجھ سکیں اور میرے گھر والوں میں سے ایک معاون مقرر کر دے یعنی ہارون کو جو میرے بھائی ہیں۔ میری قوت کو ان کے ذریعے سے مضبوط کر دے اور ان کو میرے اس تبلیغی کام میں شریک کر دے تاکہ ہم دونوں مل کر دعوت و تبلیغ کے وقت فرعونیوں کے سامنے شرک اور نقائص سے آپ کی خوب کثرت کے ساتھ پاکی بیان کریں۔ اور اُن کے سامنے آپ کے اوصافِ کمال کا خوب کثرت کے ساتھ ذکر کریں۔ بیشک آپ ہم کو خوب دیکھ رہے ہیں اور ہماری احتیاج سے خوب واقف ہیں۔

فائدہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام مختارِ کل ہوتے تو اس دعا کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ خود ہی اپنا اختیار استعمال کر کے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب چن لیتے۔

○ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور پر جاتے وقت اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو قوم بنی اسرائیل میں یہ کہہ کر چھوڑ گئے:

قرآن اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (الاعراف-۷: ۱۴۲)

ترجمہ بھائی! میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ان کی اصلاح کرتے رہنا اور مفسدین کی روش پر نہ چلنے لگنا۔ لیکن سامری نے اس قوم کو گمراہ کر دیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

قرآن وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ (طٰهٰ-۲۰: ۸۵)

ترجمہ اور سامری نے انھیں گمراہ کر دیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

قرآن فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰی فَنَسِیَ (طٰهٰ-۲۰: ۸۸)

ترجمہ اس سامری نے ان لوگوں کے لیے ایک گوسالہ (بچھڑا بنا کر) نکالا کہ وہ ایک قالب (دھڑ) تھا۔ جس میں بچھڑے کی سی آواز تھی۔ سو کچھ لوگ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آپس میں کہنے لگے کہ یہی تو ہے تمہارا بھی اور موسیٰ کا بھی الہ۔ سو موسیٰ تو اسے بھولے سے چھوڑ چھاڑ کر طور پر چلے گئے۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے ان کو بہتیرا سمجھایا اور کہا:

قرآن یٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِہٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحۡمٰنُ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ وَ اَطِیۡعُوۡۤا اَمۡرِیۡ (طٰہٰ-۲۰: ۹۰)

ترجمہ اے میری قوم تم اس بچھڑے کی وجہ سے ابتلاء میں پڑ گئے ہو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب تو الرحمٰن ہے۔ سو تم میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔ مگر قوم نے آپ کی اس اصلاحی تقریر پر کچھ کان نہ دھرا۔ الٹا طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔ اور:

قرآن قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَیۡہِ عٰکِفِیۡنَ حَتّٰی یَرۡجِعَ اِلَیۡنَا مُوۡسٰی (طٰہٰ-۲۰: ۹۱)

ترجمہ وہ کہنے لگے ہم تو اسی بچھڑے کی عبادت پر جمے رہیں گے تاآنکہ موسیٰ ہماری طرف لوٹ آئیں۔ اللہ تعالٰی نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا:

قرآن فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَکَ مِنۡۢ بَعۡدِکَ وَ اَضَلَّہُمُ السَّامِرِیُّ (طٰہٰ-۲۰: ۸۵)

ترجمہ آپ کی قوم کو تو ہم نے آپ کے بعد ایک آزمائش میں ڈال دیا ہے کہ انھیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے۔

قرآن فَرَجَعَ مُوۡسٰۤی اِلٰی قَوۡمِہٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا (طٰہٰ-۲۰: ۸۶)

ترجمہ موسیٰ علیہ السلام غیرتِ دینی کی بنا پر غصہ اور رنج سے بھرے ہوئے قوم کے پاس آکر قوم کو بھی ڈانٹا اور اپنے بھائی ہارون کے سر اور ڈاڑھی کے بال پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹنے لگے اور فرمایا:

قرآن مَا مَنَعَکَ اِذۡ رَاَیۡتَہُمۡ ضَلُّوۡۤا اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَیۡتَ اَمۡرِیۡ (طٰہٰ-۲۰: ۹۲ و ۹۳)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اے ہارون! تمھیں کونسا امر مانع ہوا اس بات سے کہ میرے پاس چلے آتے۔ جب تم نے دیکھا تھا کہ یہ بھٹک گئے ہیں' تو کیا تم نے میرے کہے کے خلاف کیا۔ ہارونؑ نے فرمایا:

قرآن اِبْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (الاعراف-۷: ۱۵۰)

ترجمہ اے میرے ماں جائے! قوم کے لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ہی ڈالیں۔ سو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسواؤ اور مجھے ان ظالم لوگوں کے زمرے میں داخل نہ کرو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صحیح صورت کا علم ہوگیا تو فوراً موسیٰ کلیم اللہ استغفار اور مناجات میں مشغول ہوگئے اور رب کے حضور عرض کی:

دعا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِاَخِيْ وَ اَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (الاعراف-۷: ۱۵۱)

ترجمہ اے میرے رب مجھ سے اور میرے بھائی سے درگزر فرما اور ہم دونوں کو اپنی رحمتِ خاص میں داخل کر اور تُو سب رحم کرنے والوں میں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے لیے تو استغفار اس امر پر کی کہ غیرت توحید سے بے خود ہو کر قبل از تحقیق حضرت ہارون علیہ السلام پر اتنی سخت گیری کیوں شروع کردی تھی۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے استغفار اس امر پر کی کہ دفع فتنہ پر پوری طرح کامیاب نہ ہوسکے۔ نیز اس لیے بھی کہ وہ اس سے خوش ہوجائیں اور اس لیے بھی کہ ان پر سے شماتت اور جگ ہنسائی دفع ہوجائے۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کی شدید کاروائیوں سے تنگ آ کر رب کے حضور دعا کی:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

دعاء رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ

(یونس۔۱۰: ۸۸)

ترجمہ اے ہمارے رب تُو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو سامانِ تجمل اور طرح طرح کے مال دُنیوی زندگی میں دیئے ہی تھے۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ انھوں نے لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کردے اور ان کے دلوں کو اور زیادہ سخت کردے سو یہ ایمان نہ لائیں۔ یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔

○ فرعون نے کہا:

قرآن ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَ لْيَدْعُ رَبَّهٗ (المؤمن ۴۰: ۲۶)

ترجمہ مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور یہ اپنے رب کو پکارے پھر دیکھیں کہ وہ عتاب سے اسے کیونکر بچا لیتا ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو پکارا:

دعاء اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ

(المؤمن ۴۰: ۲۷)

ترجمہ میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر بڑائی مارنے والے سے جو روزِ حساب پر یقین نہیں رکھتا

فائدہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے قول کے بعد منہ سے یوں نہیں فرمایا کہ اے فرعون! تو کیا کر سکتا ہے تیری سلطنت کو تہس نہس کرنا میرے اختیار میں ہے۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہمراہ کوہِ طور پر لے جانے کے لیے اپنی قوم سے ستر آدمی منتخب کیے۔ پھر طور پر جا کر انھوں نے گستاخی کی اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اللہ تعالیٰ کی ذات کو عیاناً دیکھنے پر اصرار کیا تو انھیں زلزلہ نے آپکڑا، تو موسیٰ علیہ السلام نے رب کے حضور عرض کی:

دعاء رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِيَّايَ ۚ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۚ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۚ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ (الاعراف-۷: ۱۵۵)

ترجمہ اے میرے رب! اگر تجھے یہی منظور تھا تو تُو نے اس سے پہلے ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیا ہوتا۔ تو کیا تُو ہمیں اس حرکت پر ہلاک کردے گا، جو ہم میں سے چند بے وقوفوں نے کی۔ یہ تو بس تیری طرف سے ایک آزمائش ہے۔ تُو جس کو چاہے گمراہی میں ڈالے رکھے اور جس کو چاہے ہدایت کی توفیق دے تُو ہی ہمارا کارساز ہے۔ ہماری مغفرت کر۔ ہم پر رحم کر اور تُو ہی بہترین مغفرت کرنے والا ہے۔

فائدہ دیکھیے حضرت موسیٰ علیہ السلام بارگاہِ الٰہی میں کس طرح اظہارِ عجز کر رہے ہیں۔ بھلا مختارِ کل بھی ایسی عاجزی اور فروتنی کرتا ہے؟

○ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اہلِ مقدمہ بجائے دروازہ سے آنے کے عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر حجرہ میں داؤد علیہ السلام کے پاس آگئے تو اہلِ مقدمہ کے یوں بے اجازت اور ناوقت آنے سے فطری طور پر حضرت داؤد علیہ السلام کو ہراس پیدا ہوا کہ کہیں یہ کوئی خونی اور ڈاکو تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن فَفَزِعَ مِنْهُمْ (صٓ-۳۸: ۲۲)

ترجمہ پھر وہ داؤد علیہ السلام ان سے گھبرا گئے تو اہلِ مقدمہ نے کہا:

قرآن لَا تَخَفْ (صٓ-۳۸: ۲۲)

ترجمہ ہمارے اس طرح بے قاعدہ اور بے وقت آنے سے آپ ڈریے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نہیں۔ ہم دشمن نہیں۔ دوست اور خیر خواہ ہیں۔ آپؑ کی رعایا ہیں۔ ایک مقدمہ لے کر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

○ پھر آپؑ نے ضعیف کی بات سننے کے بعد دوسرے فریق کی بات نہ سنی اور جلدی سے دوسرے پر ظلم کا حکم صادر فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصور پر حضرت داؤد علیہ السلام کو کہا کہ واقعی ضعیف کی امداد تو کرو لیکن تفتیش کے بعد اور قواعد البینہ کے مطابق۔ کیونکہ:

حدیث اَلْبَیِّنَۃُ لِلْمُدَّعِیْ وَ الْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ

ترجمہ مدعی کے ذمے گواہ پیش کرنے ہیں اور گواہ نہ ہونے کی صورت میں منکر سے قسم لی جا سکتی ہے) ایک خدائی قانون ہے۔

○ ان سب باتوں کو دیکھ کر حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں توبہ کی۔ اور اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح محفوظ فرمایا:

قرآن ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ (صٓ-۳۸: ۲۴)

ترجمہ داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ ہم نے ان کا امتحان کیا ہے اس لیے انھوں نے اپنے رب کے سامنے استغفار کی اور توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھک گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ (صٓ-۳۸: ۲۵)

ترجمہ سو ہم نے اسے معاف کر دیا۔

○ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی:

دعاء رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ (اَلنَّمْل-۲۷: ۱۹)

ترجمہ اے میرے رب! مجھے اس پر مداومت دے کہ میں تیری نعمتوں کا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

شکر ادا کیا کروں جو تُو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی ہیں اور اس پر بھی مداومت دے کہ میں نیک کام کیا کروں جس پر تُو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت سے داخل رکھ نیک بندوں میں اور کبھی بھی اس نعمتِ قرب کو بُعد سے تبدیل نہ کر۔

○ حضرت سُلیمان علیہ السلام کسی امتحان میں مبتلا ہوئے' ان کو تنبہ ہوا جس پر فوراً توبہ استغفار کیا اور عرض کی:

دُعا: رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَہَبۡ لِیۡ مُلۡکًا لَّا یَنۡۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ (صٓ-۳۸: ۳۵)

ترجمہ: اے میرے رب! میرا قصور معاف کر اور مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو بیشک تُو بڑا دینے والا ہے۔

○ اسی طرح حضرت ذوالنون یونس علیہ السلام وحیِ الٰہی کی انتظار کیے بغیر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر قیاس کرکے اس خیال سے شہر سے نکل گئے کہ ان منکرین پر عذاب آنے والا ہے اس لیے میں ابھی سے نکل جاؤں۔ دریا میں کشتی پر سوار ہوگئے۔ کشتی والوں نے ان کو دریا میں پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے:

قرآن: فَالۡتَقَمَہُ الۡحُوۡتُ (الصّٰٓفّٰت-۳۷: ۱۴۲)

ترجمہ: مچھلی نے انھیں نگل لیا۔

○ حضرت یونس علیہ السلام نے سمجھا کہ میں چونکہ ترکِ عزیمت کا مرتکب ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آنے سے پہلے شہر سے نکلا ہوں یہ مجھ سے قصور ہوگیا اور کوتاہی کر بیٹھا ہوں اس لیے مچھلی کے پیٹ ہی میں اللہ تعالیٰ کو پکارا:

دُعا: لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ ٭ۖ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (الانبیآء-۲۱: ۸۷)

ترجمہ: تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تُو ہی سب نقائص سے پاک ہے۔ واقعی میں ہی قصوروار ہوں کہ میرے منصب کے مناسب وحیِ الٰہی کا انتظار کرتا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور میں بغیر اس انتظار کے نکل کھڑا ہوا۔

فائدہ آپؐ اپنے اوپر ظالم کا اطلاق اسی معنے میں کررہے ہیں کہ عزیمت اور افضلیت کو ترک کیا۔ ہر نعمت ایک خاص مقام عبودیت کو مقتضی ہوتی ہے اور ایک خاص درجہ ادائے حقوق کا چاہتی ہے اس درجہ اور مرتبہ کے ادائے حقوق میں کمی یا کوتاہی رہ جانا ظلم ہے۔ آپ اپنے حق میں ظلم کا اطلاق اسی معنے میں کررہے ہیں۔ بہر حال ظلم کلی مشکک ہے جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے۔ جس پر انبیاء کرام علیہم السلام اطلاق کرتے ہیں اور اس درجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ استغفار کرتے ہیں۔ اور ایک ظلم وہ ہے جو انتہاء کو پہنچا ہوا ہے جس سے اوپر کوئی درجہ ظلم کا نہیں ہے اور وہ ہے کفر و شرک جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قرآن اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمٰن۔۳۱: ۱۳)

ترجمہ اس میں کچھ شک نہیں کہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے کہ اس کے سامنے سارے ظلم ہیچ ہیں۔

ظلم کے معنے: حضرت میر سید سند رحمہ اللہ تعالیٰ نے "التعریفات" میں ظلم کے معنے لکھے ہیں: وَضْعُ الشَّيْءِ فِيْ غَيْرِ مَحَلِّهٖ یعنی کسی شے کو اس کے خلاف محل میں رکھنا۔ اور شرک میں اس کا ظہور کامل ترین صورت میں ہوتا ہے۔ اور اس کے نیچے ظلم کے بے شمار انواع و اقسام و افراد ہیں۔

○ حضرت ایوب علیہ السلام کو تکلیف ہوئی تو اس تکلیف میں انھوں نے اپنے رب ہی کو پکارا:

قرآن اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (الانبیآء۔۲۱: ۸۳)

ترجمہ مجھ کو تکلیف پہنچ رہی ہے اور تُو تو سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے سو تو میری تکلیف کو بھی دور کردے۔

○ اور ایک جگہ آیا کہ آپؐ نے یہ دعا بھی فرمائی:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

دعاء اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ (صٓ-۳۸:۴۱)

ترجمہ شیطان نے مجھے رنج و آزار پہنچایا۔ یعنی مجھے آلام دماغی و جسمانی میں مبتلا کردیا۔

○ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے اولاد مانگی:

دعاء رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (الانبیاء-۲۱:۸۹)

ترجمہ اے میرے رب مجھ کو اکیلا یعنی بے اولاد نہ چھوڑ اور یوں تو تو سب وارثوں سے بہتر وارث ہے۔ نیز آپؑ نے دعا کی:

دعاء رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ (آل عمران-۳:۳۸)

ترجمہ اے میرے رب اپنی جناب سے مجھ کو بھی نیک اولاد عطا فرما کیونکہ سب کی دعائیں سننے والا تو ہی ہے۔ نیز فرمایا:

دعاء رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّ لَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ④ وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ⑤ یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ⑥ (مریم-۱۹:۴-۶)

ترجمہ اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور پڑ گئی ہیں اور سر بڑھاپے کی آگ سے بھڑک اٹھا۔ اور اے میرے رب تیری جناب میں دعاء کر کے میں کبھی محروم نہیں ہوا اور اپنے مرنے کے بعد مجھ کو اپنے بھائی بندوں سے خوف ہے کہ کہیں میرے بعد دین میں کچھ خرابی نہ ڈالیں۔ اور میری بیوی بانجھ ہے۔ پس اپنی طرف سے مجھ کو ایک جانشین یعنی فرزند عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور نسلِ یعقوب کا بھی وارث ہو۔ یعنی دین کو سنبھالے۔ اور اے میرے رب اس کو مقبولِ خاص و عام بھی کر۔

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین کو بھی علم تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اتنا اختیار نہیں کہ آسمان سے مائدہ اتاریں اس لیے عیسیٰ علیہ السلام سے کہتے ہیں:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (المآئدۃ۔۵: ۱۱۲)

ترجمہ کیا تیرے رب سے یہ ہو سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے۔

○ یہ سن کر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

قرآن اِتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (المآئدۃ۔۵: ۱۱۲)

ترجمہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم میں ایمان ہے۔

○ یعنی بلا ضرورت خرقِ عادت کی طلب و فرمائش آدابِ ایمانی کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ ایسے معجزات تعیین کے ساتھ طلب کرنا تحکم اور تعنت کے مترادف ہے۔ بندہ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ آزمائے، کہ میرا کہا مانتا ہے یا نہیں۔

○ حواریین نے کہا کہ:

قرآن نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (المآئدۃ۔۵: ۱۱۳)

ترجمہ سوال سے ہماری غرض بے ادبی نہیں اور نہ محض معجزہ بچنے کی حیثیت سے ہے۔ بلکہ مقصود صرف اس قدر ہے کہ ہم اس آسمانی غذا سے کچھ کھائیں اور اس سے لذت و برکت حاصل کریں۔ اور اپنے دلوں کو مطمئن کرلیں۔ یعنی اس خرقِ عادت کے مشاہدہ سے ہمارا ایمان مزید ترقی حاصل کرے اور مزید یقین کرلیں کہ آپؑ ہم سے سچ بولتے ہیں اور آپؑ اپنے دعوئ نبوت میں بالکل سچے ہیں اور اس کے بعد ہم دوسروں کے سامنے بھی گواہی دے سکیں کہ ہاں ہم نے خود اپنی آنکھوں سے ایسا معجزہ دیکھا ہے۔ اور اس طرح ان کی ہدایت کا ذریعہ بھی بن جائے۔

○ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے جب دیکھ لیا کہ حواریوں کی غرض فاسد نہیں تو اب ان کے فرمائشی معجزہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعاء و مناجات کی:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

دعاء اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (اَلْمَآئِدَةُ-۵: ۱۱۴)

ترجمہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے رب ہمارے لیے ایک خوان (طعام) آسمان سے ایسا اتار دے کہ وہ ہمارے لیے یعنی ہم میں سے اگلوں اور پچھلوں کے لیے ایک عید اور جشن بن جائے اور تیری طرف سے ایک نشان ہوجائے۔ تو ہمیں عطا کر تیرے سوا کوئی روزی دینے والا نہیں۔ کیونکہ تو آپ ہی ہے بہترین عطا کرنے والا۔

○ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب امام الانبیاء افضل الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں سکھائیں کہ مجھ سے اس طرح اور ان الفاظ میں دعا کیا کریں:

دعاء اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

ترجمہ اے اللہ! ہمیں اسی سیدھی راہ پر پختہ رکھ جو ان بزرگوں کی راہ ہے جن پر تو نے ربطِ قلب والا انعام فرمایا۔ اور ان لوگوں کی راہ سے دور رکھنا جن پر مہر جباریت لگنے سے تیرا غضب نازل ہوا۔ اور ان لوگوں کی راہ سے بھی دور رکھنا جو صحیح راہ سے بھٹک گئے ہیں۔

دعاء قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ؗ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اٰلِ عِمْرَان-۳: ۲۶)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ ان الفاظ میں مجھ سے دعا مانگا کریں کہ اے سارے ملکوں کے مالک تو جسے چاہے حکومت دے دے اور تو جس سے چاہے حکومت چھین لے۔ اور تو جسے چاہے اپنی حکومت کاملہ کے مطابق عزت دے اور تو جسے چاہے اس کی پاداشِ عمل میں ذلت

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تو ہر ہر چیز پر قادر ہے۔ نیز فرمایا:

دعاء قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (اَلزُّمَر-۳۹: ۳۶)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ یوں دعاء کیا کریں کہ اے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے باطن اور ظاہر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا جن امور میں یہ اختلاف کرتے رہتے تھے۔

○ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کے پہلے یہ دعاء سکھائی کہ:

دعاء وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل-۱۷: ۸۰)

ترجمہ اور آپ یوں کہتے رہیں کہ اے میرے مالک مجھے پہنچائیو پہنچانے کے وقت اور پہنچانے کی جگہ خوبی کے ساتھ اور مجھے مکہ سے نکالتے وقت بھی خوبی کے ساتھ نکالیو اور مجھے اپنے پاس سے غلبہ دیجیو اپنی نصرت کے ساتھ ملا ہوا۔

دعاء وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (اَلْمُؤْمِنُوْن-۲۳: ۱۱۸)

ترجمہ اور آپ یوں کہیے کہ اے میرے مالک میری مغفرت کر اور مجھ پر رحم کر اور تُو تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر ہے۔

دعاء وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (اَلْمُؤْمِنُوْن-۲۳: ۹۷ و ۹۸)

ترجمہ اور آپ یوں کہیے کہ اے میرے مالک میں تیری پناہ میں آتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے مالک میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ وہ شیطان میرے پاس بھی آئیں۔

دعاء قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

الظّٰلِمِیْنَ (اَلْمُؤْمِنُوْن-۲۳: ۹۳-۹۴)

ترجمہ: آپؐ مجھ سے دعا کرتے ہوئے اس طرح کہیں کہ: اے میرے رب جس عذاب کا وعدہ ان کافروں سے کیا جارہا ہے اگر وہ آپؐ مجھے دکھادیں تو اے میرے رب مجھ کو ان ظالموں میں شامل نہ کرنا۔

دعاء: وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ-۲۰: ۱۱۴)

ترجمہ: اور آپؐ کہیے کہ اے میرے مالک بڑھادے میرے علم کو۔

دعاء: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ (اَلْفَلَق-۱۱۳: ۱-۵)

ترجمہ: آپؐ کہہ دیجیے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور اندھیری رات کے شر سے جب رات چھا جائے اور گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

دعاء: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾ (اَلنَّاس-۱۱۴: ۱-۶)

ترجمہ: آپؐ کہیے کہ میں انسانوں کے رب کی، انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے وسوسے ڈالنے والے شیطان کے شر سے وہی جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

○ اور کتب احادیث میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار دعائیں منقول ہیں اور کلمات استعاذہ و کلمات استغفار ذکر ہیں جو ایسے امور سے متعلق ہیں جو کسبی اور اختیاری نہ ہوں۔

فائدہ یہ کہ تمام انبیاء کرام علیہم السّلام کا یہی طریقہ تھا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَّ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ (الانبیاء:۲۱-۹۰) اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ جتنے پیغمبر ہو گذرے ہیں خواہ ان کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے یا نہیں آیا یہ سب کے سب نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے۔ اور توقع اور ڈر رکھ کر صرف ہم ہی کو پکارا کرتے تھے۔ اور ہمارے سامنے ہی عاجزی کرتے اور دب کر رہتے تھے۔

امم سابقہ کی دعائیں

① حضرت شعیب علیہ السّلام کے اصحاب نے کفار کی دھمکیاں سن کر اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا۔ جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السّلام کی دعاؤں کے ضمن میں قبل ازیں گزر چکا ہے کہ انھوں نے ان الفاظ میں دعا کی:

دعاء رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ

② حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے اصحاب نے بھی مصائب کے وقت اپنے رب ہی کو پکارا:

دعاء عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (یونس-۱۰: ۸۵-۸۶)

ترجمہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا ہے۔ اے ہمارے رب ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا۔ اور ہم کو اپنی رحمت کے صدقے سے ان کافروں کے شر سے نجات دے۔

③ حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر ایمان لانے والے نومسلم جادوگروں نے فرعون کی دھمکی سن کر اپنے رب ہی کو پکار کر کہا:

دعاء رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ (الاعراف-۷: ۱۲۶)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان فرما۔ اور ہماری جان حالتِ اسلام پر نکال۔

④ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گوسالہ پرست قوم نے اپنی گوسالہ پرستی پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعاء کی اور کہا:

دعاء لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَ يَغْفِرْلَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الْاَعْرَاف۔۷: ۱۴۹)

ترجمہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا یہ گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گزرے اور بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔

⑤ فرعون کی مسلمان بیوی نے بارگاہِ الٰہی میں اس طرح دعا کی:

دعاء رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (التَّحْرِيْم ۔۶۶: ۱۱)

ترجمہ اے میرے رب میرے واسطے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنا۔ اور مجھ کو فرعون کے شر سے اور اس کے کفریہ اعمال کے ضرر اور اثر سے محفوظ رکھ۔ اور مجھ کو تمام ظالم یعنی کافر لوگوں کے شر سے محفوظ رکھ۔

⑥ حضرت طالوت بادشاہ کی فوج نے کفار کے ساتھ جہاد کرتے وقت اللہ تعالےٰ سے اس طرح دعا کی:

دعاء رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ (اَلْبَقَرَة۔۲: ۲۵۰)

ترجمہ اے ہمارے رب! ہم پر صبر کی چھاگلیں انڈیل دے اور معرکۂ جنگ میں ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور کافروں کی جماعت پر ہم کو فتح دے۔

⑦ اسی طرح انبیاء سابقین کی امتیں کافروں کے ساتھ جہاد کرتے وقت اس طرح دعاء کیا کرتی تھیں:

دعاء رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (اٰلِ عِمْرٰن۔۳: ۱۴۷)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف کر اور ہمارے کاموں میں جو ہم سے زیادتیاں ہو گئی ہیں ان سے درگزر فرما۔ اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور کافروں کے گروہ پر ہم کو فتح دے۔

(۸) ملکہ سبا نے اپنی غلطی پر متنبہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح عرض کی:

دعاء رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (النمل۔۲۷: ۴۴)

ترجمہ اے میرے رب میں جو اتنے دنوں سورج کی پوجا کرتی رہی ہوں اس سے میں نے اپنا ہی نقصان کیا۔ اور اب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہو کر اللہ رب العٰلمین پر ایمان لائی۔

(۹) اصحاب کہف نے بھی مصیبت کے وقت اپنے رب کو ہی پکارا:

دعاء رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّ ھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (الکھف۔۱۸: ۱۰)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم پر اپنی جناب سے رحمت نازل فرما۔ اور ہمارے اس ارادے کی کامیابی کا سامان مہیا کر۔

(۱۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی جان اور حضرت عمران علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی نے نذر مانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح عرض کی:

دعاء رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (آل عمران۔۳: ۳۵)

ترجمہ اے میرے رب میرے شکم میں جو بچہ ہے اس کو میں دنیا کے کام کاج سے آزاد کر کے تیری نذر کرتی ہوں۔ تو میری طرف سے یہ نذر قبول فرما کیونکہ تو ہی ہے سب کی سننے والا اور سب کی نیتوں کو جاننے والا۔

(۱۱) پھر جب حضرت مریم علیٰ نبینا و علیہا الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہو چکی تو اس طرح دعا کی:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

دُعاء اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (اٰلِ عِمْرٰن ۳:۳۶)

ترجمہ میں نے اس کا نام مریم (عابدہ) رکھا ہے۔ اور اس کو اور اس کی نسل کو شیطان مردود کے اغوا سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

(۱۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے اپنے ایمان کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں اس طرح عرض کی:

دُعاء رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ (اٰلِ عِمْرٰن ۳:۵۳)

ترجمہ اے ہمارے رب تو نے جو انجیل اتاری ہے ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اور ہم نے تیرے رسول یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی اختیار کی ہے۔ اس لیے تو ہمارا نام بھی ان کی تصدیق کرنے والوں میں لکھ دے۔

عہدِ نبویؐ کے مسلمانوں کی دعائیں

(۱) حبشہ کے بادشاہ نجاشی رحمہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درباریوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح دعا کی:

دُعاء رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ (اَلْمَآئِدَۃ ۵:۸۳)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ہیں اس لیے تو ہمارا نام بھی تصدیق کرنے والوں میں لکھ دے۔

(۲) مکہ مکرمہ میں ہجرت کے بعد جو مسلمان مرد عورتیں اور بچے محبوس و محصور تھے وہ اس طرح دعا کیا کرتے تھے:

دُعاء رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا (اَلنِّسَآء ۴:۷۵)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم کو اس بستی (مکہ) سے باہر نکال جس کے باشندے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

سخت ظالم ہیں۔ اور ہمارے لیے اپنی قدرت سے کوئی دوست پیدا کر دے۔ اور ہمارے لیے اپنی قدرت سے کوئی حمایتی کھڑا کر دے۔

③ حج کرنے والے اس طرح دعا کیا کرتے تھے:

دعاء رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (اَلْبَقَرَة-۲: ۲۰۱)

ترجمہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت اور فتح عطا فرما۔ (اولاد دے تو نیک، مال دے تو طیب، جو نیک کاموں میں لگے، اور اس سے جو ہمارا خون پیدا ہو اس کے ذریعے ہم سے نیک کام سرزد ہو۔ علم دے تو نافع، جس پر ہم خود بھی عمل کریں اور اس علم کے ذریعے ہم سے لوگوں کو ہدایت نصیب ہو۔ اور وہ علم نہ دے جو وبالِ جان بنے۔ اور دوسروں کے لیے ہم ضلالت کا موجب بنیں، حکومت دے تو اس میں عدل و انصاف، رعیت پروری، انسدادِ مظالم اور مظلوم کی دادرسی کی توفیق عطا فرما) اور آخرت میں بھی خیر و برکت اور ثواب عطا فرما۔ قبر یعنی برزخ میں بھی آسائش ہو۔ برزخی عذاب سے بھی بچا۔ محشر میں بھی تکالیف سے بچے رہیں۔ ہمارا شمار صالحین کے زمرے میں ہو۔ ہمارا ٹھکانا جنتِ ماوٰی ہو۔ وہاں پاک لوگوں کی رفاقت نصیب ہو اور عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت میں آگ کے عذاب سے بچا۔

④ عباد الرحمٰن یعنی اللہ کے خاص بندوں کے دعائیں:

دعاء رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا (اَلْفُرْقَان-۲۵: ۶۵-۶۶)

ترجمہ اے ہمارے رب عذابِ دوزخ کو ہم سے دور رکھ۔ کیونکہ دوزخ کا عذاب بڑی بھاری مصیبت ہے۔ کیونکہ اس عذابِ دوزخ میں تھوڑی دیر ٹھہرنا اور ہمیشہ رہنا دونوں حالتوں میں برا ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (اَلْفُرْقَان-۲۵: ۷۴)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (راحت) عطا فرما۔ یعنی خانہ داری کے جھگڑے بکھیڑے ہم کو ایذا نہ دیں۔ اور ہم کو شرک سے بچنے والے پیشواؤں کا پیرو کار بنا۔

قرآن رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (۲۳: ۱۰۹)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ہیں اس لیے تو ہمارے قصور معاف کر اور ہم پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

قرآن سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ (اَلْبَقَرَة-۲: ۲۸۵)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم نے تیرا ارشاد سنا اور تسلیم کیا۔ اے ہمارے رب بس تیری ہی مغفرت درکار ہے۔ اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

قرآن رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَ اعْفُ عَنَّا ۗ وَ اغْفِرْ لَنَا ۗ وَ ارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ (اَلْبَقَرَة-۲: ۲۸۶)

ترجمہ اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو اس کے وبال میں نہ پکڑ اور اے ہمارے رب جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں (جیسے یہود) جس طرح ان پر تو نے ان کے گناہوں کی پاداش میں سخت احکام کا بوجھ ڈالا تھا ویسا بوجھ ہم پر نہ ڈال۔ اے ہمارے رب اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اٹھوا۔ اور ہمارے قصوروں سے درگزر فرما۔ اور ہمارے گناہ معاف کر اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا حامی و مددگار ہے۔ کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (آل عمران-۳: ۹)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم کو راہِ راست پر لگانے کے بعد ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور اپنی سرکار سے ہم کو رحمتِ خاصہ کی خلعت عطا فرما۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔ اے ہمارے رب وہ دن جس کے آنے میں کسی طرح کا شبہ نہیں تو لوگوں کو اعمال کی جزوسزا کے لیے اکٹھا کرے گا تو اس دن ہم پر تیری مہربانی کی نظر ہو۔ بیشک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور اس کا وعدۂ قیامت ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

قرآن رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران-۳: ۱۶)

ترجمہ اے ہمارے رب ہم تجھ پر ایمان لائے ہیں تو ہماری خاطر ہمارے گناہ معاف فرما اور ہم کو عذابِ دوزخ سے بچا۔

قرآن رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر-۵۹: ۱۰)

ترجمہ اے ہمارے رب ہمارے اور ہمارے ان مہاجرین و انصار بھائیوں کے گناہ معاف کر جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ اور جو لوگ پہلے ایمان لا چکے ہیں ان کی طرف سے ہمارے دلوں میں کسی طرح کا کینہ نہ آنے پائے۔ اے ہمارے رب تو بڑا شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔

قرآن رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الاحقاف-۴۶: ۱۵)

ترجمہ اے میرے رب مجھ کو اس بات کی توفیق دے کہ تو نے جو مجھ پر اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

میرے ماں باپ پر احسانات کیے ہیں تیرے ان احسانات کا شکریہ ادا کرتا رہوں۔ اور اس بات کی بھی توفیق دے کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو راضی ہو۔ اور میری اولاد میں نیک بختی پیدا کر کے میرے لیے موجبِ راحت ہو۔ میں اپنی تمام حاجتوں میں تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔ اور میں تیرے، فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔

قرآن رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَ اغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (۶۶:۸)

ترجمہ اے ہمارے رب ہماری اس روشنی کو ہمارے لیے اخیر تک قائم رکھ اور ہمارے گناہ معاف فرما۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

قرآن رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ كَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخۡزِنَا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ﴿۱۹۴﴾ (اٰل عمران-۳: ۱۹۳-۱۹۴)

ترجمہ اے ہمارے رب یہ جتنی مخلوق ہم دیکھ رہے ہیں تو نے بیکار نہیں بنائی

- جو تیری کمال قدرت پر دلالت نہ کرتی ہو کیونکہ تیری ذات عبث کام کرنے سے پاک ہے۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ اس عالمِ دنیا کا تو ایک دن خاتمہ ہونے والا ہے۔ اور دوسرے عالم میں نیکی و بدی کی جزا و سزا ملے گی اس لیے ہم نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ عذابِ جہنم سے بچا۔ اے ہمارے رب ہمیں اس بات کا یقین کامل ہے کہ جس کو تو نے دوزخ میں داخل کردیا اس کو تو نے بہت ہی خوار کیا۔ اور ہمیں اس بات پر بھی پورا یقین ہے کہ آخرت میں مشرکوں کا تو کوئی بھی سفارشی اور عذاب سے بچانے والا نہیں ہوگا۔ اے ہمارے رب ہم تو نہ ظالم ہیں اور نہ مشرک۔ ہم نے تو ایک منادی کرنے والے یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا سنی ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جو لوگوں کو یہ کہ کر ایمان کی طرف بلا رہے ہیں کہ تم دوسرے معبودانِ باطلہ کو چھوڑ کر صرف اپنے رب کو معبود مان لو۔ سو ہم نے اس منادی کی دعوت حقہ کو سن کر قبول کر لیا۔ اور فوراً اس پر ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب! اس ایمان کے وسیلے سے ہمارے قصور معاف فرما۔ اور ہم پر سے ہمارے گناہوں کو دور فرما دے۔ اور ہمیں نیکوں میں شمار کر کے خاتمہ بالخیر فرما۔ اے ہمارے رب ہمیں وہ نصرت اور ثواب اور دیگر وہ سب کچھ عطا فرما جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی وعدہ فرمایا تھا۔ اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا۔ کیونکہ تُو تو کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ماں باپ کے حق میں اولاد کی دعاء

قرآن رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ-١٧: ٢٤)

ترجمہ اے میرے رب میرے ان والدین پر رحمت فرما جیسا کہ انھوں نے مجھے بچپن میں پالا اور پرورش کی۔

فرشتوں کی دعاء

قرآن رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ⑦ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۨ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑧ وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَ مَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨ (اَلْمُؤْمِنُ-٤٠: ٧-٩)

ترجمہ اے ہمارے رب تیری رحمت اور تیرا علم سب چیزوں پر حاوی ہے تو جو لوگ (تیری جناب میں) توبہ کرتے اور تیرے دین کے رستے پر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

چلتے ہیں ان کو بخش دے۔ اور نیز ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

بزرگوں سے دعاء کروانا

○ انبیاء سابقین علیہم السّلام کی امتیں بھی سمجھتی تھیں کہ ہمارے نبی مختار کل نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ تعالٰی کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالٰی کے در کے سوالی۔ اگر ان امتوں کو ضرورت پڑتی تو اپنے پیغمبر کو کہتیں کہ ہمارے لیے اپنے رب کو پکارو کہ وہ ہماری مشکل آسان کر دے۔ مثال کے طور پر حضرت موسٰی علیہ السّلام کی قوم نے اپنے پیغمبر حضرت موسٰی علٰی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے سے دعا کروائی اور کہنے لگے:

قرآن يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا (اَلْبَقَرَةُ ۔۲:۶۱)

ترجمہ اے موسٰی علیہ السّلام ہم سے ایک ہی طرح کے کھانے پر کبھی صبر نہ ہو سکے گا اس لیے آپ اپنے مالک سے ہماری خاطر دعا کریں کہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار ساگ ککڑی گیہوں یا لہسن مسور اور پیاز پیدا کرے۔

○ حضرت موسٰی علیہ السّلام نے جب اپنی امت کو اللہ تعالٰی کا حکم سنایا:

قرآن اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً (اَلْبَقَرَةُ ۔۲:۶۷)

ترجمہ بیشک اللہ تعالٰی تم کو حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

○ اس پر انھوں نے اپنے پیغمبر سے کچھ سرسری گفتگو کے بعد کہا:

قرآن اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ (اَلْبَقَرَةُ ۔۲:۶۸)

ترجمہ اپنے مالک سے دعا کر ہم کو بتلائے کہ وہ گائے کیسی ہو۔ اسی طرح اور بھی دو سوال کیے۔ اور حضرت موسٰی علیہ السّلام نے جواب میں فرمایا:

اِنَّهٗ يَقُوْلُ (اَلْبَقَرَةُ ۔۲:۶۸۔۶۹۔۷۱) کہ وہ اللہ فرماتا ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

① اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال کرتے تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رائے سے جواب نہ دیتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار فرماتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آگئی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بتادیتے تھے۔ مثلاً:

① يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ (البقرۃ۔۲: ۱۸۹) تجھ سے چاندوں کی بابت پوچھتے ہیں۔ یعنی گھٹتے بڑھتے کیوں ہیں تو آپؐ نے اپنی رائے سے اس کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (البقرۃ۔۲: ۱۸۹)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ ان کے سوال کا جواب اس طرح دیں کہ چاند کے گھٹنے بڑھنے کا یہ فائدہ ہے کہ لوگوں کو وقت معلوم ہو اور حج کے لیے شناختِ اوقات کا ذریعہ ہے۔ نیز:

② يَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ (البقرۃ۔۲: ۲۱۵)

③ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ (البقرۃ۔۲: ۲۱۷)

④ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (البقرۃ۔۲: ۲۱۹)

⑤ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى (البقرۃ۔۲: ۲۲۰)

⑥ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ (البقرۃ۔۲: ۲۲۲)

⑦ يَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ (المائدۃ۔۵: ۴)

⑧ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ (الانفال۔۸: ۱)

⑨ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ (طٰہٰ۔۲۰: ۱۰۵)

⑩ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ (بنی اسرائیل۔۱۷: ۸۵)

⑪ يَسْأَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ (الکہف۔۱۸: ۸۳)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

- ان سب سوالوں کا جواب اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی بتلادیا، جو قرآن مجید میں محفوظ ہے۔
- اور بسا اوقات آپ سے ایسا سوال کیا جاتا جس کے جواب میں آپ کو من جانب اللہ کہا جاتا کہ اس کا علم صرف رب کو ہے۔ مثلاً:

سوال يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا (الاعراف-۷: ۱۸۷)

ترجمہ یہ لوگ آپ سے قیامت کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جواب قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ (الاعراف-۷: ۱۸۷)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ فرمادیجیے کہ اس کا علم تو بس میرے رب ہی کے پاس ہے۔

سوال يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا (۷: ۱۸۷)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ سے اس طرح سوال کرتے ہیں کہ گویا آپ کرید کرید کر اس کی تحقیق پوری کرچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب اس طرح سکھایا:

جواب قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۷: ۱۸۷)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ ان کفار کو اس طرح جواب دیں کہ اس قیامت کا علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ یہ اتنی موٹی بات بھی نہیں جانتے کہ وقتِ قیامت کا تفصیلی علم ہرگز لازمۂ نبوت نہیں۔ اسی طرح:

سوال يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ

جواب قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ (الاحزاب-۳۳: ۶۳)

سوال يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا

جواب فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا (النّٰزعٰت-۷۹: ۴۲-۴۳)

ترجمہ بھلا تجھ کو اس کے ذکر سے کیا فائدہ؟ کہیں یہ بات معلوم ہو سکتی ہے۔ قیامت کا علم تو تیرے مالک ہی پر جا کر ٹھیرتا ہے۔ یعنی پوچھے پوچھتے اسی تک پہنچتا ہے بیچ میں سب بے خبر ہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

یہ کہ مختارِ کل صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مخلوق میں سے کوئی ایک بھی مختارِ کل نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ مخصوص صفت کسی کو عطا فرمائی ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو۔ صفی اللہ ہو' نجی اللہ' خلیل اللہ ہو' کلیم اللہ ہو' کلمۃ اللہ ہو' حبیب اللہ ہو۔ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ بلکہ :

○ عام مسلمانوں سے لیکر مقرب ترین ہستی تک سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی اور انکساری کے ساتھ ہاتھ پھیلا پھیلا کر درخواستیں کرتے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ قبول کرے یا نہ کرے۔ مثلاً :

① علمِ نافع کے حصول ② شرحِ صدر
③ اصلاحِ قلب اور اصلاحِ نفس ④ لکنت دور کرنے
⑤ حلِ مشکلات ⑥ دفعِ بلیات
⑦ نیک و صالح اولاد کے حصول ⑧ بیوی کا بانجھ پن دور ہونے
⑨ نیک ارادے میں حصول کامیابی ⑩ ظالموں سے بچاؤ
⑪ دشمن پر فتح پانے ⑫ عادلانہ حکومت ملنے
⑬ دینی عزت کے حصول ⑭ رزقِ حلال حاصل کرنے
⑮ اچھی جگہ منتخب کرنے ⑯ ایمان پر موت واقع ہونے
⑰ قبولیتِ دعا ⑱ تبلیغی کام میں اپنا امدادی مانگنے
⑲ کفر و شرک' وساوسِ شیطانیہ اور ہر برائی سے بچنے
⑳ بھول چوک اور خطاؤں کی معافی مانگنے
㉑ ماں باپ' بیٹا' چچا اور دیگر اقارب اور دوستوں کے حق میں دعاءِ مغفرت
㉒ عذابِ قبر اور جہنم سے بچنے کیلئے .... اور :
㉓ دیگر ہر قسم کے مافوق الاسباب امور میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے۔ بلکہ : خواص یعنی انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ تو ماتحت الاسباب امور میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ کسی بڑے سے بڑے مقربِ الٰہی نے اس طرح نہیں کہا کہ:

(ا) مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سب کاموں کا اختیار دیا گیا ہے۔

(ب) چیزوں کے حلال و حرام کرنے میں مجھے اختیار دیا گیا ہے۔

(ج) میں پاپیوں کے گناہ معاف کر سکتا ہوں۔ وغیرہ۔

○ اب اگر یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب اختیارات حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی امام کو دیدیے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزانہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا مانگنا ایک بے معنی سی بات ہوگی۔

○ بہرحال دعا مانگنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مخلوق کا ہر ہر فرد عاجز اور اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ مخلوق میں سے ایک فرد بھی اس معنی میں مختارِ کل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام طاقتیں دے رکھی ہیں۔

○ جس طرح دعا مانگنا مختارِ کل نہ ہونے کی صریح دلیل ہے۔ اسی طرح اور کئی ایسے امور ہیں جن کے پیشِ نظر قطعیت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق میں سے کوئی ایک فرد بھی ذاتی یا عطائی طور پر تکوینی یا تشریعی امور میں مختارِ کل نہیں۔ کیونکہ:

مختارِ کل سفارشی نہیں ہو سکتا

○ مختارِ کل کسی کے آگے سفارش کا ہاتھ نہیں پھیلاتا بلکہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے متفقہ عقیدہ ہے کہ آپ شفیع المذنبین ہیں، اور شفاعتِ کبریٰ تو آپ کے لیے مخصوص ہے۔ اور اس پر شیعہ اور معتزلہ کے سوا تمام اُمت کا اجماع ہے۔ لیکن آپ کو مختارِ کل ماننے سے اس کا انکار لازم آئے گا۔ جس کا بطلان اظہر من الشمس ہے۔

مختارِ کل کو کوئی روک نہیں سکتا

مختارِ کل کو کسی کام سے کوئی روک نہیں سکتا، ورنہ وہ مختارِ کل نہیں رہتا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے کئی باتوں سے روکا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم و حوا کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (اَلْبَقَرَة-۲: ۳۵)

ترجمہ اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم دونوں نقصان پانے والوں میں سے ہوجاؤ گے۔

○ پھر جب بھولے سے کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ (اَلْاَعْرَاف-۷: ۲۲)

ترجمہ کیا ہم نے تم کو اس درخت کے کھانے سے روکا نہیں تھا۔

○ اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اَلْاَنْعَام-۶: ۵۶ و اَلْمُؤْمِن-۴۰: ۶۶)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ ان لوگوں سے فرمادیں کہ مجھ کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ میں ان معبودوں کی عبادت کروں جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا حاجت پڑے پر بلاتے ہو۔

قرآن وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ (۱۸: ۲۸)

ترجمہ اور اس شخص کا کہنا نہ مانیے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔ اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔

قرآن وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ (۳۳: ۴۸)

ترجمہ اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیں اور انکی اذیت رسانی کا خیال نہ کریں۔

قرآن فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ (اَلْقَلَم-۶۸: ۸ تا ۱۳)

ترجمہ پس آپ تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانیے۔ یہ لوگ تو یہی چاہتے ہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM -مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

یہ لوگ تو یہی چاہتے ہیں کہ آپؐ ڈھیلے پڑجائیں تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔
اور آپؐ ایسے شخص کا بھی کہنا نہ مانیں جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل ہے۔
طعنہ باز ہے چلتا پھرتا چغل خور ہے' نیک کام سے روکنے والا ہے'
سخت گنہگار ہے' بدمزاج ہے' اس کے بعد بدنصیب بھی ہے۔

قرآن فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَ لَا تُطِعۡ مِنۡهُمۡ اٰثِمًا اَوۡ كَفُوۡرًا
(اَلدَّهۡر-۷۶:۲۴)

پس آپؐ اپنے رب کے حکم پر مستقل رہیں اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آئیں۔

وَ اِنۡ تُطِعۡ اَكۡثَرَ مَنۡ فِي الۡاَرۡضِ يُضِلُّوۡكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ
(اَلۡاَنۡعَامُ-۶:۱۱۶)

اور جو لوگ زمین پر آباد ہیں ان میں سے اکثر کا کہنا اگر آپؐ ماننے لگیں تو وہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکا کر رہیں گے کیونکہ دنیا کی اکثریت تو منکروں اور گمراہوں ہی پر مشتمل ہے۔

مختارِ کل کسی دوسرے کا محکوم اور مامور نہیں ہوتا

○ مختارِ کل کسی دوسرے کا محکوم اور مامور نہیں ہوتا اور مخلوق میں سے ہر چیز محکوم اور مامور ہے حتیٰ کہ فرشتے اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی۔ چنانچہ:

○ فرشتوں کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قرآن لَا يَعۡصُوۡنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمۡ وَ يَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ (۶۶:۶)

ترجمہ وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو وہ ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اسے فوراً بجالاتے ہیں۔

○ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسالت شریعت (تورات) اور ہم کلامی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ (الاعراف۔۷: ۱۴۴)

ترجمہ سواب لو جو کچھ میں نے تم کو عطا فرمایا ہے اور شکر گزاروں میں سے رہو۔ نیز فرمایا

قرآن فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا (۷: ۱۴۵)

ترجمہ ان مسائل اور احکام دین کو قوت اور مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ اس کے اچھے اچھے احکام کو لازم کرلیں۔ یعنی اے موسیٰ کوشش اور اہتمام کے ساتھ ان پر عمل کرو۔

○ ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے اعلان کروایا:

قرآن قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الانعام۔۶: ۱۴)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کروں اور یہ کہ تم کہیں مشرکوں میں نہ ہوجانا۔

قرآن وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ اَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّقُوْهُ (الانعام۔۶: ۷۱ و ۷۲)

ترجمہ اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ سارے جہانوں کے رب کے پورے مطیع ہوجائیں اور یہ کہ نماز کے پابند رہیں اور اسی سے ڈرتے رہیں۔

قرآن خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (۷: ۹۹)

ترجمہ درگزر اختیار کیجیے اور نیک کام کا حکم دیتے رہیے اور جاہلوں سے کنارہ کش ہوجایا کیجیے۔

قرآن وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (۷: ۲۰۰)

ترجمہ اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کیجیے۔

قرآن وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ (طٰہٰ۔۲۰: ۱۳۲)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتے رہو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔ ہم تم سے روزی نہیں چاہتے۔ روزی ہم خود تم کو دیتے ہیں۔

قرآن لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (الانعام۔۶: ۱۶۳)

ترجمہ اس (اللہ تعالیٰ) کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ بہ حیثیت اقنوم نہ بہ حیثیت مظہر، نہ اور کسی حیثیت سے۔ اور مجھے اسی کا حکم ملا ہے بہ حیثیت فرد بھی اور بہ حیثیت نبی بھی۔ یعنی اس دین کو میں خود بھی اختیار کروں اور اس کی دعوت دوسروں کو بھی دوں اور میں مسلموں میں سب سے پہلا ہوں۔

قرآن وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (النمل۔۲۷: ۹۱)

ترجمہ اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں فرماں برداروں میں رہوں۔

○ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ اس طرح کہیں:

قرآن وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (یونس۔۱۰: ۱۰۴)

ترجمہ اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں بھی ایمان والوں میں ہوں۔

قرآن قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَآ اُشْرِكَ بِهٖ (الرعد۔۱۳: ۳۶)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ مجھے تو بس اس کا حکم ملا ہے کہ میں ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں اور اس کا شریک کسی کو نہ کروں۔

قرآن وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ (الزمر۔۳۹: ۱۲)

قرآن وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (المؤمن۔۴۰: ۶۶)

ترجمہ اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں صرف رب العٰلمین کے آگے گردن جھکاؤں۔

قرآن قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ (الزمر۔۳۹: ۱۱)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ فرما دیں کہ مجھے حکم ملا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اسی کی پکار کرتے ہوئے کروں۔

قرآن إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا (النَّمْلَ-۲۷: ۹۱ و ۹۲)

ترجمہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں عبادت کروں اس شہر کے مالکِ حقیقی کی جس نے اسے محترم بنایا ہے اور سب چیزیں اسی کی ملک ہیں اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں فرماں بردار رہوں۔

قرآن وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ (الشُّورٰى-۴۲: ۱۵)

ترجمہ اور مجھے حکم ملا ہے کہ اپنے اور تمھارے درمیان انصاف کروں۔

قرآن وَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ (الشُّورٰى-۴۲: ۱۵)

ترجمہ اور دینِ حق پر قائم رہیں جس طرح آپؐ کو حکم ملا ہے اور ان کفار کی خواہشوں پر نہ چلیں۔

قرآن فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ (الْحِجْر-۱۵: ۹۴)

ترجمہ آپؐ کو جس امر کا حکم دیا گیا ہے اسے صاف سنا دیجیے اور مشرکوں کی پرواہ نہ کیجیے۔

قرآن اِتَّبِعْ مَآ أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ (الْأَنْعَام-۶: ۱۰۶)

ترجمہ یا رسول اللہ! پیروی کیے جائیں اس کی جو آپؐ کے پروردگار کی جانب سے وحی کیا گیا ہے۔

قرآن وَاتَّبِعْ مَآ أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ (الْأَحْزَاب-۳۳: ۲)

قرآن وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (يُونُس-۱۰: ۱۰۹)

ترجمہ اور آپؐ اس کی پیروی کیے جائیں جو آپؐ پر وحی کیا جاتا ہے۔ اور صبر کیے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ صادر کردے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

قرآن ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (النَّحْل-۱۶: ۱۲۳)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ: پھر ہم نے آپؐ کی طرف وحی بھیجی کہ ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر چلیں جو بالکل ایک رخ کے تھے۔

قرآن: ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا (اَلْجَاثِيَةُ-۴۵: ۱۸)

ترجمہ: پھر ہم نے آپؐ کو دین کے ایک خاص طریقہ پر کردیا۔ سو آپؐ اسی پر چلتے رہیں اور بے علموں کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں۔

○ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بھی آیا ہے:

قرآن: وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (يُوْنُسَ-۱۰: ۷۲)

مختارِ کُل کسی سے ڈرتا نہیں

○ مختارِ کُل کو کسی سے ڈر اور خوف و ہراس نہیں ہوتا اور یہ بات بھی بدیہی اور واضح ہے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کی قوم کو ان کے گناہوں کے بدلے میں ایسی سزا دی کہ بڑے زور کی کڑک نے ان کو آلیا تو وہ اپنے گھروں میں ہی گھٹنوں کے بل گر کر مرگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا:

قرآن: فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا (اَلشَّمْسُ-۹۱: ۱۴ و ۱۵)

ترجمہ: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر ان کے رب نے ان کے گناہوں کے بدلے میں ہلاکت نازل کی اور سب پر ان کی ہلاکت کو یکساں کردیا اور اللہ تعالیٰ کو قوم ثمود کی ہلاکت کے انجام سے ذرا اندیشہ اور ڈر نہ ہوا۔

○ لیکن انبیاءِ کرام علیہم السلام کو بسا اوقات خوف اور ڈر لاحق ہوجاتا تھا۔ مثلاً:

○ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کے آگے کھانا رکھا۔ لیکن انھوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے تو آپؐ ان سے خوفزدہ ہوگئے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً (هُوْد-۱۱: ۷۰)

ترجمہ پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو ان سے متوحش ہوئے اور دل میں ان سے خوفزدہ ہوئے۔

○ ان مہمانوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطمینان خاطر کیلئے کہا:

قرآن لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ (هُوْد-۱۱: ۷۰)

ترجمہ کہ ڈریے نہیں۔ ہم تو فرشتے ہیں جو قوم لوط (علیہ السلام) کی طرف ایک خاص مقصد کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

○ نیز آپؑ نے فرشتوں سے فرمایا:

قرآن اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ (اَلْحِجْر-۱۵: ۵۲)

ترجمہ کہ ہمیں تم سے ڈر لگ رہا ہے۔ (کیونکہ تم میرا پیش کردہ ماحضر قبول نہیں کرتے کیا تم کہیں دشمنی کے ارادہ سے تو نہیں آئے۔)

○ اس کے جواب میں فرشتوں نے کہا:

قرآن لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ (اَلْحِجْر-۱۵: ۵۳)

ترجمہ آپؑ ڈریے نہیں ہم آپؑ کو بشارت دیتے ہیں ایک صاحب علم فرزند کی۔

○ پھر جب وہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کی حرکاتِ بد کے باعث پریشان اور مغموم ہو گئے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

قرآن وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا (اَلْعَنْكَبُوْت-۲۹: ۳۳)

ترجمہ کہ جب ہمارے وہ قاصد (فرشتے) حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آپؑ ان کے آنے سے مغموم ہو گئے۔

○ لیکن فرشتوں نے آپؑ کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (اَلْعَنْكَبُوْت۔۲۹: ۳۳)

ترجمہ اس پر ان فرشتوں نے کہا کہ آپ اندیشہ نہ کریں اور مغموم نہ ہوں۔ ہم بچالیں گے آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بجز آپ کی بیوی کے کہ وہ عذاب میں رہ جانے والوں میں ہوگی۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ایک قبطی مارا گیا۔ فرعون کے درباریوں نے آپؑ کو قتل کرنے کا مشورہ کیا تو شہر کے پرلے کنارہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ یہاں سے چلے جایئے۔ میں آپؑ کا بڑا خیر خواہ ہوں۔

قرآن فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (اَلْقَصَص۔۲۸: ۲۱)

ترجمہ تو موسیٰ علیہ السلام وہاں سے نکل کھڑے ہوئے خوف و اندیشہ کے ساتھ۔ اور عرض کی: اے میرے رب! مجھے ظالم لوگوں سے بچا۔

○ پھر جب طور پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن اَلْقِ عَصَاكَ (اَلْقَصَص۔۲۸: ۳۱)

ترجمہ آپؑ اپنا عصا ڈال دیں۔ جب ڈالا تو وہ سانپ کی طرح حرکت کرنے لگا۔ تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ (اَلْقَصَص۔۲۸: ۳۱)

ترجمہ اے موسیٰ! آگے آؤ اور ڈرو مت تم ہر طرح امن میں ہو۔

○ ایک جگہ فرمایا:

قرآن خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى (طٰهٰ۔۲۰: ۲۱)

ترجمہ اس کو پکڑ لو اور ڈرو مت ہم فوراً اس کو پھر وہی حالت کردیں گے۔

○ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو رسول بنا کر فرعون کی طرف بھیجا تو عرض کی:

قرآن رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ (۲۸: ۳۳)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ: کہ اے میرے رب! میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کردیا تھا سو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کرڈالیں گے۔ نیز آیا:

قرآن: وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ (الشُّعَرَآء-۲۶: ۱۴)

ترجمہ: ان کا مجھ پر قتل کا دعویٰ ہے اس لیے مجھے ڈر لگتا ہے کہ اس کے بدلے مجھے مار ڈالیں۔

○ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہر دو نے رب تعالیٰ کے حضور عرض کی:

قرآن: رَبَّنَآ إِنَّنَا نَخَافُ أَنْ يَفْرُطَ عَلَيْنَآ أَوْ أَنْ يَطْغٰى (طٰهٰ-۲۰: ۴۵)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ فرعون کہیں ہم پر زیادتی نہ کرے یا اور زیادہ سرکشی نہ کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن: لَا تَخَافَآ إِنَّنِي مَعَكُمَآ أَسْمَعُ وَأَرٰى (طٰهٰ-۲۰: ۴۶)

ترجمہ: ڈرو نہیں تم دونوں کے ساتھ تو میں ہوں، میں سب سنتا اور دیکھتا ہوں۔

○ پھر آپ فرعون کے دربار میں گئے تو فرعون نے یہی کہا:

قرآن: وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ (الشُّعَرَآء-۲۶: ۱۹)

ترجمہ: اور تو نے ایک حرکت اور بھی کی تھی جو کی تھی یعنی قبطی کا خون کیا تھا۔ اور تو بڑا ہی ناشکرا ہے۔

○ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

قرآن: فَعَلْتُهَآ إِذًا وَّأَنَا مِنَ الضَّآلِّينَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَّجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۱﴾ (۲۶: ۲۰، ۲۱)

ترجمہ: میں ان دنوں نادانی سے وہ حرکت کر بیٹھا۔ پھر جب مجھ کو تم سے ڈر لگا تو میں تمہارے یہاں سے بھاگ گیا۔ پھر ایک عرصے کے بعد میرے رب نے مجھ کو پیغمبری عطا فرمائی اور پیغمبروں میں سے مجھ کو بھی ایک پیغمبر بنایا۔

○ پھر جب جادوگروں نے اپنا کرتب دکھایا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ان کے جادو کے زور سے ایسی نظر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آنے لگیں کہ گویا وہ دوڑ پھر رہی ہیں' تو اس سے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

قرآن: فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ (طٰهٰ-۲۰: ۶۷)

ترجمہ: اس سے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔

○ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قرآن: لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ (طٰهٰ-۲۰: ۶۸)

ترجمہ: ڈرو نہیں' غالب تو یقیناً تم ہی رہوگے۔

○ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے دور میں اہل مقدمہ کی خبر بیان فرمائی:

قرآن: إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ (صٓ-۳۸: ۲۱ و ۲۲)

ترجمہ: جب وہ عبادت کے دن بجائے دروازہ سے آنے کے عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر حجرۂ عبادت میں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ پھر ان اہل مقدمہ کے یوں بلا اجازت اور بے وقت آنے کی باعث ان سے گھبرا گئے۔

○ قرآن مجید میں آتا ہے کہ ان لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے عرض کی:

قرآن: لَا تَخَفْ (صٓ-۳۸: ۲۲)

ترجمہ: کہ آپؑ ہمارے اس طرح بے قاعدہ اور بے وقت چلے آنے سے ڈریے نہیں۔ ہم دشمن نہیں آپ کی رعایا ہیں ایک مقدمہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

○ حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے خدشہ کا اظہار کیا:

قرآن: إِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا (مَرْيَم-۱۹: ۵)

ترجمہ: میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کی طرف سے اندیشہ رکھتا ہوں کہ وہ میرے بعد اس مرکز توحید کی خدمات دینی اور علوم عالی کو سنبھال نہ سکیں گے۔ آپؑ کو ان

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

کی طرف سے یہی اندیشہ تھا کہ یہ بدمذہب' بدعمل لوگ ہیکل کی خدمت سے قاصر رہیں گے۔ اور ادھر میری بیوی بھی بانجھ ہے۔ سو تو ہی مجھے خاص اپنے پاس سے وارث دے' جو میرا بھی وارث ہو اور اولادِ یعقوب کا بھی۔

○ اللہ تعالیٰ کی معصوم آسمانی مخلوق فرشتوں میں بھی خشیتِ الٰہی کی صفت موجود ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

قرآن یَخَافُوْنَ رَبَّہُمْ مِّنْ فَوْقِہِمْ (اَلنَّحْل-۱۶: ۵۰)

ترجمہ فرشتے بھی اپنے رب سے جو بالائے عرشِ بریں ان کے اوپر ہے۔ ہمہ وقت ڈرتے رہتے ہیں۔

مختارِ کُل کسی کا محتاج نہیں ہوتا

○ مختارِ کُل وہی ہوتا ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مختارِ کُل ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اور اس بات سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَ اللّٰہُ ہُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ (اَلْفَاطِر-۳۵: ۱۵)

ترجمہ لوگو! تم سب ہی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہر لحاظ سے بے نیاز ہے' تمام خوبیوں والا ہے۔ یعنی اسے مخلوق کی امداد و اعانت کی حاجت نہیں۔ وہ تو اس کی مملوکیت و عبدیت کے تعلق سے بھی بے پرواہ ہے۔ لیکن اس کا غناء محض غناء ہی نہیں' وہ تو ہمارے فقر و درماندگی کا چارہ ساز بھی ہے۔

فائدہ انسان اپنے وجود اور بقاء و فناء میں اور جملہ حاجات میں اسی ذات واجب الوجود کا محتاج ہے۔ وجود اور بقاء و فناء وغیرہ میں تو یہ محتاجی ظاہر ہی ہے۔ لیکن جن چیزوں میں بظاہر اختیار معلوم ہوتا ہے' مثلاً

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بولنے چالنے، دیکھنے اور سننے وغیرہ میں بھی ہر ہر حرکت مشیت اور اذن الٰہی کی ہی محتاج ہے۔

مختارِ کل کو صبر کی تلقین نہیں کی جاتی

○ مختارِ کل کو کسی قسم کی تکلیف پہنچنا امر محال ہے۔ جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کفار کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف سے بھری پڑی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے ایذا پر کئی بار صبر کی تلقین فرمائی۔ مثلاً:

قرآن فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ (الاحقاف-۴۶: ۳۵)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ صبر کیجئے جیسا کہ ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا۔ اور ان (کفار) کے حق میں جلدی نہ کیجئے۔

قرآن وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ أُوْذُوْا حَتّٰى أَتٰىهُمْ نَصْرُنَا (الانعام-۶: ۳۴)

ترجمہ اور آپ سے پہلے بھی پیغمبر خوب جھٹلائے گئے ہیں۔ سو انھوں نے اس پر صبر کیا کیونکہ ان کی تکذیب کی گئی اور انھیں ایذاء دی گئی یہاں تک کہ انھیں ہماری نصرت آپہنچی۔

قرآن وَ اتَّبِعْ مَا يُوْحٰى إِلَيْكَ وَ اصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ (یونس-۱۰: ۱۰۹)

ترجمہ اور آپ اس کی پیروی کیے جائیں جو آپ پر وحی کیا جاتا ہے اور منکرین کی ایذا رسانی پر صبر کیے رہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ صادر کر دے۔

قرآن وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ (النحل-۱۶: ۱۲۷)

ترجمہ آپ صبر کیے رہیں اور آپ کا صبر تو بس اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہے اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آپؐ ان کے حال پر غم نہ کریں اور ان چالوں سے جو یہ کفار چلتے ہیں تنگ دل نہ ہوں۔

۵ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (طٰهٰ-۲۰: ۱۳۰)

ترجمہ سو آپؐ صبر کیجیے ان کی باتوں پر۔

۶ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ (اَلطُّوْر-۵۲: ۴۸)

۷ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ (اَلْقَلَم-۶۸: ۴۸۔ اَلدَّهْر-۷۶: ۲۴)

۸ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ (اَلْحِجْر-۱۵: ۹۷)

ترجمہ اور یقیناً ہم کو معلوم ہے کہ یہ کافر لوگ جو کچھ کہتے رہتے ہیں اس سے آپؐ کا دل تنگ ہوتا رہتا ہے۔ سو آپؐ اس کا علاج ذکر و تسبیح اور حمد سے کریں۔

۹ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ (اَلْاَعْرَاف-۷: ۲)

ترجمہ قرآن مجید کے ذریعے آپؐ لوگوں کو آگاہ کرتے رہیں۔ پھر آپکے دل میں اس خیال سے بالکل تنگی نہ آئے کہ بہت سے لوگ اس سے انکار و تکذیب کے بھی مرتکب ہوں گے۔

۱۰ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (هُوْد-۱۱: ۱۲)

ترجمہ ان کفار کو امید لگی ہوئی ہے کہ شاید آپؐ کچھ حصہ یعنی قرآن مجید میں سے چھوڑ دیں جو آپؐ کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور آپؐ کا دل ان کی اس بات سے تنگ ہو رہا ہے کہ اس شخص پر کوئی خزانہ کیوں نازل نہیں ہوا۔ یا اس شخص کے ہمراہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔ یارسول اللہ! آپؐ تو ایک مبلغ، منادی کرنے اور نافرمانوں کو متنبہ کرنے والے ہیں۔ رسول کے اختیار میں اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور ہر چیز کا کارساز تو بس اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

○ اس آیت میں اللہ اور رسول کے حدود الگ الگ بتا دیے گئے ہیں کہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

رسول کا کام تو محض پیام الٰہی صداقت و دیانت سے پہنچا دینا اور نافرمانوں کو متنبہ کرنا ہے۔ باقی تکوینیات میں ہر شے کا بہم پہنچانا' یہ اختیارات اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔ یہ امور کسی بڑے سے بڑے برگزیدہ رسول یا نبی کی دسترس میں بھی نہیں۔

مختارِ کُل کو کوئی تنبیہ یا عتاب نہیں کر سکتا

○ مختارِ کُل کو کوئی تنبیہ یا عتاب نہیں کر سکتا۔ یہ عقیدہ تو سب مسلمانوں کا ہے کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے اعلیٰ افضل اور اولیٰ ہیں۔ مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر آپ کو تنبیہیں فرمائیں۔ مثلاً:

○ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و تبلیغ کا ابھی ابتدائی زمانہ تھا کہ ایسے وقت میں آپ کے پاس ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے۔ اور کوئی مسئلہ دریافت کرنے لگے' جب کہ آپ کے پاس عُتبۃ بن ربیعہ' ابوجہل عمرو بن ہشام' اُبَی بن خلف' اُمیہ بن خلف اشرافِ قریش بیٹھے تھے۔ آپ ان کو دعوتِ توحید دے رہے تھے۔ اور اس موقع کو غنیمت سمجھ کر دعوتِ توحید میں مستغرق تھے۔ ایسے موقع پر ایک نابینا صحابی کی نادانستہ مداخلت آپ کو ناگوار گزری تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

قرآن عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ① اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ② وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ③ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ④ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ⑤ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ⑥ وَ مَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ⑦ وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ⑧ وَ هُوَ يَخْشٰى ⑨ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ⑩ (عبس۸۰: ۱۔۱۰)

ترجمہ میرے اس پیغمبر نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا اس بات پر کہ ان کے پاس نابینا آیا۔ اور یا رسول اللہ آپ کو کیا خبر شاید وہ سنور ہی جاتا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

یا نصیحت قبول کرلیتا اور اس کو نصیحت کرنا فائدہ ہی پہنچاتا۔ سو جو شخص دین سے بے پروائی کرتا ہے آپؐ اس کی فکر میں پڑجاتے ہیں۔ حالانکہ آپؐ پر کوئی الزام نہیں اگر وہ نہ سنورے۔ اور جو شخص آپکے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ خشیت (دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف) رکھتا ہے تو آپؐ اس سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ ہرگز ایسا نہ کیجیے۔

○ اسی طرح ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین میں سے کسی ایک کی دلجوئی کیلیے عہد کرلیا تھا کہ آئندہ میں فلاں نعمت سے نفع حاصل نہ کروں گا۔ یہ عمل اگرچہ بجائے خود بالکل جائز تھا۔ ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ جس حلال چیز سے چاہے کسی وجہ سے ہمیشہ کے لیے دستبردار ہوجائے۔ لیکن یہ کام افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی شایان شان نہ تھا اور وہ بھی ایک داعیٔ ضعیف کی بنا پر۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تنبیہ فرمائی:

قرآن يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللهُ لَكَ (اَلتَّحْرِيْمُ۔۶۶:۱)

ترجمہ یانبی اللہ! جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپکے لیے حلال کیا ہے اسے آپؐ حرام کیوں کررہے ہیں۔

○ اسی طرح جنگِ تبوک کے موقع پر بعض منافقین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر وطن میں رہ گئے۔ اجازت ملنے پر ان کو ایک گونہ بے فکری ہوگئی۔ آپؐ کا اجازت دینا کوئی معصیت نہ تھی، البتہ حالات وقت کے لحاظ سے اجازت نہ دینا بہتر تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن عَفَا اللهُ عَنْكَ (اَلتَّوْبَةُ۔ ۹: ۴۳)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو معاف تو فرمادیا۔ لیکن:

قرآن لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ (اَلتَّوْبَةُ۔ ۹: ۴۳)

ترجمہ آپنے ان کو پیچھے رہ جانے کی اجازت ہی کیوں دے دی، اس وقت تک

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

انتظار کیا ہوتا کہ آپ پر سچے لوگ علیحدہ ظاہر ہو جاتے اور جھوٹوں کو الگ معلوم کر لیتے۔

مختارِ کُل کسی سے مشورہ نہیں کرتا

○ مختارِ کُل کسی سے مشورہ نہیں لیتا اور نہ ہی اسے مشورہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین و ما بینہما تمام مخلوق پیدا کی اور کسی سے مشورہ نہیں لیا۔ اور مشورہ کس سے لیتا۔ جبکہ ان کی تخلیق سے پہلے کوئی تھا ہی نہیں۔ وہی یگانہ ذات تھی۔ اور پھر جو جو چیزیں پیدا کرتا رہتا ہے کسی سے مشورہ نہیں لیتا۔ اور ذوی العقول مخلوق کو باہمی مشورے کا حکم دیا۔ خصوصاً افضل الرسل، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا:

قرآن شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (۳ : ۱۵۹)

ترجمہ معاملات میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیتے رہیں۔

قرآن وَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (۴۲ : ۳۸)

ترجمہ جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز کی پابندی کی اور ان کا اہم کام باہمی مشورے سے ہوتا ہے اور ہمارے دیے میں سے وقتاً فوقتاً میرے حکم کے مطابق خرچ کرتے رہتے ہیں۔

○ اس آیت میں سب مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ ایمان، نماز، اور زکوٰۃ وغیرہ فرائض الہیہ کی طرح مسلمانوں کو جو قابلِ مشورہ اہم کام ہو باہمی مشورے سے کریں۔ اور اس کی ایک صورت یہ ہے کہ حکومت شورائی ہو۔ جیسے خلفائے راشدین کی حکومت تھی۔ اور عباسی خلفاء کے دور میں جب باہمی مشاورت کا سلسلہ ختم ہو کر مطلق العنانی آنے لگی تب سے مسلمانوں کی طاقت کمزور پڑنی شروع ہو گئی۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مختارِ کُل سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا

○ اللہ تعالیٰ جو کام کرتا ہے اس کی مخلوق اس سے باز پرس نہیں کر سکتی کہ یہ کام تو نے کیوں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ مخلوق سے باز پرس کرے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

قرآن: لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ (۲۱ : ۲۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کرے اس سے کوئی باز پرس نہیں کی جا سکتی۔ اور مخلوق سے باز پرس کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کی شان تمام مخلوق سے بالا ہے ان سے بھی پوچھ ہوگی۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے :

قرآن: فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ لَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (۷ : ۶)

ترجمہ: سو ہم ان لوگوں سے بھی ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے۔ اور پیغمبروں سے بھی ہم ضرور پوچھیں گے۔ یعنی ان امتوں سے تو یہ سوال ہوگا کہ تم نے انبیاء کی دعوت کہاں تک قبول کی۔ اور پیغمبروں سے یہ سوال ہوگا کہ تمہاری دعوت کہاں تک قبول کی گئی۔ اور بطور نمونے کے اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام السلام سے سوال کرنے اور آپؑ کے جواب دینے کا مفصل ذکر سورت المائدۃ۔ ۵:۱۱۶ میں ہے۔

مختارِ کُل کسی سے معافی نہیں مانگتا

○ اللہ تعالیٰ ہی گناہ معاف کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن: وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ (اٰلِ عِمْرٰن۔۳: ۱۳۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون ہے جو گناہ بخشے۔

○ کوئی اس سے باز پرس کرنے والا نہیں' اس کی مرضی جس کے چاہے گناہ معاف کرے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَآءُ (اٰلِ عِمْرٰن ۳: ۱۲۹)

○ اور کفر کے بعد اسلام قبول کرنے پر ماضی کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

قرآن اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (اَلزُّمَر ۳۹: ۵۳)

ترجمہ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی برکت سے سب گناہ بخش دے گا۔

○ اور اگر کفر و شرک پر موت ہو تو وہ اپنی مرضی سے بھی نہیں بخشے گا اور نہ ہی کسی سفارشی کی سفارش کام آئے گی۔

قرآن اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (اَلنِّسَآء ۴: ۴۸)

ترجمہ اللہ تعالیٰ یہ گناہ نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ لیکن اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔

قرآن ثُمَّ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (مُحَمَّد ۴۷: ۳۴)

ترجمہ جو کفر کی حالت میں مر گئے اللہ انھیں ہرگز نہ بخشے گا۔

○ اور انبیاء علیہم السلام معمولی لغزش پر بھی استغفار کرتے رہے۔ مثلاً:

آدم علیہ السلام (۷ : ۲۳)	نوح علیہ السلام (۱۱ : ۴۷)
ابراہیم علیہ السلام (۲۶ : ۸۶)	موسیٰ علیہ السلام (۲۸ : ۱۶)
داؤد علیہ السلام (۳۸ : ۲۴)	سلیمان علیہ السلام (۳۸ : ۳۵)

○ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا رسول اللہ! آپ اس طرح کہا کریں:

قرآن رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (۲۳ : ۱۱۸)

ترجمہ اے میرے رب مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم فرما اور تُو تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر ہے۔

○ یہ امر بدیہی ہے کہ معافی وہی مانگتا ہے جو عاجز ہو اور جس سے معافی مانگتا ہے اس کا مقابلہ کرنے کی تاب نہیں رکھتا۔ اور عاجز مختارِ کل نہیں ہوتا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مختارِ کل کسی کا غلام اور بندہ نہیں ہوتا

- مختارِ کل کسی کا غلام یا بندہ نہیں ہوتا کہ وہ اس کی بندگی کرے اور اللہ تعالیٰ سب کا مالک اور آقا ہے۔ انبیاءِ کرام علیہم السلام تک سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی غلام ہے۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا: إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا (۱۷: ۳) کہ وہ ہمارے شکر گزار بندے تھے۔
- حضرت سلیمان اور حضرت ایوب علیہما السلام کے متعلق فرمایا: نِعْمَ الْعَبْدُ (۳۸: ۳۰ و ۴۴)
- اسی طرح حضرت ابراہیم اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کے بارے میں فرمایا: عِبَادَنَا (۳۸: ۴۵)
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا: اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بس ہمارے ایک بندے تھے۔
- حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق فرمایا: إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۳۷: ۱۳۲) کہ حضرت الیاس علیہ السلام ہمارے ایمان والے بندوں میں سے ہیں۔
- حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے متعلق فرمایا: إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۳۷: ۱۲۲) کہ بیشک وہ دونوں ہمارے ایمان والے بندوں میں سے ہیں۔
- اسی طرح ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ کے الفاظ بیان فرمائے۔
- اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام "عبد اللہ" بھی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: إِنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ يَدْعُوهُ (الجنّ-۷۲: ۱۹) کہ جب حضرت عبد اللہ یعنی سیدِ عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطنِ نخلہ میں بوقتِ فجر اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کھڑے ہوتے ہیں۔ [انخ]

○ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (۱۵ : ۹۹) کہ یارسول اللہ! آپ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں، یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔ یعنی مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں۔

○ اور فرشتوں کی عبدیت کے بارے میں کفار کے عقیدۂ بد کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

قرآن وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

ترجمہ بد عقیدہ مشرک کہتے ہیں کہ اللہ مہربان نے ان فرشتوں کو اپنا نائب بنایا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کے کئی جواب دیے)

جواب ۱ سُبْحٰنَهٗ ؕ

ترجمہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو نائبوں اور شریکوں وغیرہ سے بالکل پاک اور منزہ ہے۔

جواب ۲ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ

ترجمہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے نائب نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے معزز بندے ہیں۔

جواب ۳ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ

ترجمہ حکم الٰہی کے اتنے پابند ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں پیش قدمی نہیں کرتے۔

جواب ۴ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ

ترجمہ اور باوجود محترم اور مقرب ہونے کے حکم الٰہی کے کاربند رہتے ہیں۔

جواب ۵ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

ترجمہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے۔

جواب ۶ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى

ترجمہ نیز وہ فرشتے کسی کی سفارش تک نہیں کرسکتے مگر صرف انھی کی جن کے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حق میں اللہ تعالیٰ ان کی سفارش پسند کرے۔

آیت ۷: وَ هُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ

ترجمہ: اور وہ فرشتے ہر وقت اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔

آیت ۸: وَ مَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ: اور باوجود مغلوبیت اور محکومیت کے ان فرشتوں میں سے جو بھی یہ کہدے کہ اللہ تعالیٰ سے نیچے میں بھی کارساز، حاجت روا، مشکل کشا اور متصرف ہوں، تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے۔ کیونکہ ہمارا اصول ہے کہ ہم ظالموں مشرکوں کو ایسی ہی سزا اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

مختارِ کُل کو کسی کے آگے انکساری کرنے کی ضرورت نہیں

○ مختارِ کُل کو کسی کے آگے انکساری کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ دوسرے لوگ اس کے آگے اپنی انکساری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ایک اسمِ مبارک "المتکبر" ہے۔ اور کبریائی اسی ذات کی صفتِ مختصہ ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن: وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (۴۵ : ۳۷)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں بس اسی کے لیے بڑائی ہے۔

○ صفتِ کبریائی میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام تک سب مخلوق اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ منکسرانہ گڑگڑا گڑگڑا کر اپنی درخواستیں پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں میں گزر چکا ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی صفاتِ عالیہ میں سے تواضع اور عبودیت ان کی بہت بڑی اور بارگاہِ الٰہی میں سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ صفت ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مختارِ کل جزا سزا کا اختیار رکھتا ہے

○ مختارِ کل جزا سزا کا اختیار رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سزا دے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ (۲۱ : ۲۹)

○ مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے ہاتھ میں جزا سزا نہیں۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام سے کافروں نے عذاب کا مطالبہ کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

قرآن اِنَّمَا يَأْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ (۱۱ : ۳۳)

ترجمہ اس عذاب کو تو بس اللہ ہی تمہارے سامنے لائے گا۔ اگر اس کی مشیت ہوئی۔ یعنی میں عذاب نہیں لاسکتا۔

○ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو وہ لے آؤ۔ تو اس کے جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے یوں نہیں فرمایا کہ لو یہ عذاب آیا۔ بلکہ ان کو پھر نصیحت کے الفاظ فرمائے اور کہا کہ اگر تم عذاب ہی مانگتے ہو تو:

قرآن فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (۷ : ۷۱)

ترجمہ تم بھی عذاب کی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔

○ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا۔ مگر انھوں نے عذاب کا مطالبہ کیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے سمجھایا کہ تم لوگ بجائے نیکی کے عذاب کو کیوں مانگ رہے ہو۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عذاب آہی گیا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (۷ : ۷۸)

ترجمہ پس ان کو زلزلہ نے آلیا۔ تو وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گر کر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مر گئے۔ یعنی زلزلہ نے اتنی مہلت بھی نہ دی کہ کہیں کو نکل بھاگیں۔

○ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے اپنے پیغمبر کو کہا کہ اگر سچے ہو تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرادو۔ تو اس پر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

قرآن رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۲۶ : ۱۸۷)

ترجمہ جو کچھ تم کر رہے ہو میرا رب اس کو خوب جانتا ہے۔ یعنی وہ تم کو ضرور سزا دے گا۔ پھر بھی انھوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا۔ تو ان کو یوم الظلۃ کے عذاب الٰہی نے آ لیا۔

○ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے بھی کہا تھا کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ عذاب لے آؤ۔ اس کے جواب میں حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا:

قرآن رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ (۲۹ : ۳۰)

ترجمہ اے میرے رب تو آپ ہی مجھے ان مفسد لوگوں پر غالب کر۔ لیکن یوں نہیں فرمایا کہ لو میں عذاب لا رہا ہوں۔

○ مکے شہر کے کافروں نے ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بطور تمسخر کے کہا تھا کہ: "اے ہمارے رب جو کچھ ہماری قسمت کا عذاب لکھا ہے وہ قیامت سے پہلے ہی جلدی سے دے ڈال"۔ کفار کی یہ باتیں سن کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ ہوتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

قرآن اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ (۳۸ : ۱۶)

ترجمہ یارسول اللہ! یہ لوگ جیسی جیسی باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کریں۔ اور ہمارے بندے داؤد علیہ السلام کا واقعہ یاد کریں جنھوں نے ایسے ہی موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تھا۔

○ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جزا سزا کا اختیار نہ تھا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مختارِ کُل سب پر غالب ہوتا ہے

○ مختارِ کُل سب پر غالب اور عوارض بشریہ سے پاک ہوتا ہے۔

① اونگھ اور نیند سے پاک ہوتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (اَلْبَقَرَة-۲: ۲۵۵)

ترجمہ اس کو نہ اونگھ آسکتی ہے نہ نیند، چہ جائیکہ بیہوشی طاری ہو یا جنون۔

② وہ بڑے بڑے کام کر کے تھکتا بھی نہیں۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ (قٓ-۵۰: ۳۸)

ترجمہ اور ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا سب صرف چھ دن کی مقدار میں پیدا کر دیا اور ہم کو تھکان نے چھوا تک نہیں۔

قرآن وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ (اَلْاَحْقَاف-۴۶: ۳۳)

ترجمہ اور وہ ان کے پیدا کرنے سے ذرہ بھی نہیں تھکا۔

③ اور وہ بھولتا بھی نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (مَرْيَم-۱۹: ۶۴)

ترجمہ اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں۔

④ وہ نہ بہک سکتا ہے نہ بھول سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى

ترجمہ نہیں وہ بہک سکتا اور نہ بھول سکتا ہے۔

⑤ وہ کھلاتا پلاتا ہے، اور خود کھاتا پیتا نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ (اَلْاَنْعَام-۶: ۱۴)

ترجمہ وہ سب کو کھلاتا پلاتا ہے خود کھلایا پلایا نہیں جاتا۔ یعنی کھانے پینے سے پاک اور منزہ ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

⑥ وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب خلقت اس کی محتاج ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (مُحَمَّدٌ۔۴۷: ۳۸)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ تو کسی کا محتاج نہیں اور تم سب اس کے محتاج ہو۔ نیز فرمایا:

قرآن اَللّٰهُ الصَّمَدُ (اَلْاِخْلَاص۔۱۱۲: ۲)

ترجمہ اللہ تعالیٰ وہی ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا بھی محتاج نہیں۔

⑦ اور وہ سب پر غالب ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (اَلْاَنْعَام۔۶: ۱۸ و ۶۱)

ترجمہ قوت اور قدرت کے لحاظ سے وہی ساری مخلوقات پر غالب ہے۔ یعنی اس کا سب پر دباؤ ہے مگر اس پر کسی کا دباؤ نہیں۔ نیز فرمایا:

قرآن وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ (اٰلِ عِمْرَان۔۳: ۴)

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست ہے ہر سزا پر قادر ہے۔ اور ہر حال میں سب سے بالا دست اور قوی تر ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ مومنوں پر رحیم ہے ایسے ہی مجرموں اور سرکشوں سے بدلہ لینے والا بھی ہے۔

⑧ اور اس ذات پر موت بھی وارد نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن اَلْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ (اَلْفُرْقَان۔۲۵: ۵۸)

ترجمہ ایسا زندہ کہ جسے کبھی موت نہیں آتی۔

○ لیکن انبیاءِ کرام علیہم السلام بعض عوارضِ بشریہ سے بھی دوچار ہوتے رہے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

قرآن وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (۲۶ : ۸۰)

ترجمہ اور جب میں بیمار پڑجاتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مجھے شفا دیتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ اپنی زندگی میں دیگر تکالیف کے علاوہ بیمار بھی ہوتے رہے ہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

- اسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے علیل ہونے کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ جس سے نجات حاصل کرنے کے لیے آپؑ بارگاہِ الٰہی میں دعاء کیا کرتے تھے۔ جس کا ذکر قبل ازیں انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں میں گزر چکا ہے۔
- اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے غمگین ہونے کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔
- اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے طبعی خوف کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔
- ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کئی عوارض بشریہ کا ذکر احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ مثلاً:

  ① آپؐ کبھی کبھی بیمار بھی ہوجاتے تھے۔
  ② آپؐ کو بھوک پیاس بھی لگتی تھی۔
  ③ آپؐ کھاتے پیتے بھی تھے۔
  ④ آپؐ کو نیند اور اونگھ بھی آتی تھی۔
  ⑤ آپؐ کو کبھی کبھی بخار اور دردِ سر بھی ہوجاتا تھا۔
  ⑥ بیماری کی حالت میں کبھی کبھی آپؐ پر غشی بھی طاری ہوجاتی تھی۔
  ⑦ کفار کے پتھر وغیرہ مارنے سے آپؐ زخمی بھی ہوئے۔
  ⑧ کفار کی باتوں سے تنگ دل اور بے چین ہوجایا کرتے تھے۔
  ⑨ ایک نابکار یہودی نے آپؐ پر جادو بھی کیا تھا۔
  ⑩ ایک یہودی عورت نے آپؐ کے کھانے میں زہر ملادی تھی۔ جس کا اثر آپؐ کی وفات حسرت آیات کے موقع پر ظاہر ہوا۔

- ایسے فطری عوارض سے دوچار ہونے والا ان معنوں میں مختارِ کل نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں حلال و حرام کے تمام اختیارات دے دیے ہیں۔ جیسا کہ انبیاءِ سابقین کے متعلق مشرکین کے عقائد تھے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

انبیاء کرام و رسل کا فریضہ تبلیغ اور انذار و تبشیر

○ انبیاء کرام علیہم السلام صرف پیغام الٰہی پہنچانے انذار و تبشیر یعنی دوزخ کے عذاب سے ڈرانے اور جنت کی بشارت سنانے کے ذمہ دار ہیں۔ منکرین کو عذاب دینا ان کے بس میں نہیں۔ اور منکرین کے دلوں میں اپنی تقریر کو متاثر کرنا ان کے بس سے باہر ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا:

قرآن اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ (الاعراف۔ ۷: ۶۲)

ترجمہ میں تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمھاری خیر خواہی کرتا ہوں۔

○ اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

قرآن اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ (۷ : ۶۸)

ترجمہ میں پہنچاتا ہوں تمھیں اپنے رب کے پیغامات اور میں تمھارا سچا خیر خواہ ہوں۔

○ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا:

قرآن يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ (الاعراف۔ ۷: ۷۹)

ترجمہ اے میری قوم میں نے تو تمھیں اپنے رب کا پیغام پہنچادیا تھا اور میں نے تمھاری خیر خواہی کی لیکن تم تو خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے۔

○ اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا:

قرآن يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ (الاعراف۔ ۷: ۹۳)

ترجمہ اے میری قوم میں نے تو تمھیں اپنے رب کے پیغام پہنچا دیے تھے اور تمھاری خیر خواہی کی تھی تو میں کیوں غم کروں کافر لوگوں پر۔

○ اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا یہی کام تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے فرمایا:

قرآن فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (اَلرَّعْد-۱۳: ۴۰)

ترجمہ آپ کے ذمے صرف احکام کو پہنچا دینا ہے اور حساب لینا تو ہمارے ذمہ ہے۔ نیز فرمایا:

قرآن فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (اَلنَّحْل-۱۶: ۸۲)

ترجمہ پھر اگر وہ کافر روگردانی کیے رہیں تو آپ کے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

○ مگر اس تبلیغ کا نافع ہونا اور لوگوں کے دلوں میں موثر ہونا نبی کے اختیار میں نہیں۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا:

قرآن وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْ إِنْ أَرَدْتُّ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ أَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ (هُوْد-۱۱: ۳۴)

ترجمہ اور میری خیر خواہی تمھیں نفع نہیں پہنچا سکتی گو میں تمھارے ساتھ کیسی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کو تمھارے عناد اور استکبار کی بنا پر تمھارا گمراہ رکھنا منظور ہو۔ وہی ہے تمھارا مالک اور پروردگار۔

○ اسی طرح کسی نبی کے اختیار میں نہیں کہ ان کافروں کی ضد اور عناد کی وجہ سے عذاب دے سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کافروں نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا:

قرآن يٰنُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (هُوْد-۱۱: ۳۲)

ترجمہ کہ اے نوح (علیہ السلام) آپ ہم سے بحث کر چکے پھر بحث بھی خوب کر چکے۔ اب لے آؤ ہمارے سامنے وہ چیز جس سے تم ہم کو دھمکایا کرتے ہو اگر تم سچے ہو۔

○ تو ان کفار کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن: اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (۱۱: ۳۳)

ترجمہ: اس عذاب کو تو بس اللہ تعالیٰ ہی تمہارے سامنے لائے گا اگر اس کی مشیت ہوئی۔ اور تم اسے ہرا نہیں سکتے۔

○ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختارِ کل ہوتے تو کافروں کے دلوں میں اپنی نصیحت کو متاثر بنالیتے اور کافروں کی مارپیٹ کھاتے۔ بلکہ خود ان کو عذاب میں مبتلا کردیتے۔

○ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے کہا:

قرآن: لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (اَلْعَنْكَبُوْت-۲۹: ۵۰)

ترجمہ: اس پیغمبر پر اس کے رب کی طرف سے ہماری خواہش اور فرمائش کے مطابق کوئی نشانی کیوں نہیں اتری۔

قرآن: قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۲۹: ۵۰)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ ان کو اس طرح جواب دیجیے کہ نشان تو بس اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہیں۔ اور میں تو بس صاف صاف آگاہ کرنے والا ہوں۔

○ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآن مجید میں یہ بار بار کہلایا گیا ہے کہ واقعات و حوادث تکوینی تمام تر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ چنانچہ خوارق و معجزات بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ میں جس طرح کسی واقعہ مطابق عادت کی تکوین میں بے بس محض ہوں اسی طرح واقعات خارق عادت میں بھی بے بس ہوں۔

قرآن: وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ (۱۷: ۹۰-۹۳)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تم ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کردو گے۔ یا تمہارے لیے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا پیدا ہوجائے۔ پھر اس کے بیچ بیچ میں جگہ جگہ نہریں جاری کردو۔ یا تم ہم پر آسمان گرادو۔ جیسا کہ تم دعویٰ رکھتے ہو۔ یا تم اللہ تعالیٰ اور فرشتوں ہی کو ہمارے سامنے لا کھڑا کرو۔ یا پھر تمہارے لیے کوئی گھر ہی سونے کا ہو۔ یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ۔ اور ہم تو تمہارے آسمان پر چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ جب تک کہ تم وہاں سے ہمارے لیے ایک نوشتہ نہ اتار لاؤ جسے ہم پڑھ لیں۔

قرآن قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ (۱۷: ۹۰-۹۳)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ میں تو بجز ایک آدمی اور رسول کے اور کیا ہوں۔ میرے اختیار میں یہ عجائب نمائی نہیں ہے۔ رسول کا کام تو ہے امانت دیانت اور صداقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا پیغام اور شریعت کے احکامات پہنچانا۔

قرآن وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

(اَلرَّعْدُ-۱۳: ۳۸ و اَلْمُؤْمِنُ-۴۰: ۷۸)

ترجمہ اور کسی رسول کے بس میں نہیں کہ ایک آیت بھی بغیر حکم الٰہی کے لاسکے۔ خواہ وہ آیت مکتوبی تنزیلی ہو یا تکوینی ہو معجزہ و خارق عادت یعنی ظہور معجزات و خوارق پیغمبر کے اختیار کی چیز نہیں ہوتی۔ یہ تمام تر تصرف خداوندی ہی ہے کہ جب کسی خارق یا معجزہ کا ظہور قرین حکمت ہوتا ہے کسی نبی کے ہاتھ پر ظاہر کردیا جاتا ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ (اَلرَّعْدُ-۱۳: ۷ و ۲۷)

اور کافر کہتے ہیں کہ ان (مدعی نبوت) پر فلاں معجزہ ان کے پروردگار کی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

طرف کیوں نہیں اترتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے رسول! اس میں شک نہیں کہ آپؐ تو بس ان کو آگاہ اور خبردار کرنے والے ہیں اور آپؐ کا اصل کام سرکشوں کو آگاہ کرنا اور انہیں راہ بتانا ہے۔ نہ کہ ہر فرمائشی معجزہ کی تعمیل کرتے رہنا۔ یعنی پیغمبر محض معجزے دکھا کر لوگوں کو حیران کرنے کیلئے نہیں، بلکہ انذار و تبشیر کیلئے بھیجے جاتے ہیں۔

قرآن وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا ٱلْغَيْبُ لِلَّهِ فَٱنتَظِرُوٓا۟ إِنِّى مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ (یُونُس-۱۰: ۲۰)

ترجمہ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشان کیوں نہیں اترتا سو آپؐ کہہ دیں کہ غیب کی خبر تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے سو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

اس آیت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف یہ کہنے کی ہدایت ہو رہی ہے کہ میرا دخل کسی معجزہ کے وقوع و عدم وقوع میں بالکل نہیں ظہور معجزات تمام تر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پردۂ غیب سے جو کچھ بھی ظہور میں آئے جہاں تم وہیں ہم۔ انتظار کرنے میں ہم سب شریک ہیں۔

قرآن وَأَقْسَمُوا۟ بِٱللَّهِ جَهْدَ أَيْمَـٰنِهِمْ لَئِن جَآءَتْهُمْ ءَايَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا ٱلْـَٔايَـٰتُ عِندَ ٱللَّهِ ۖ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَآ إِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ (الانعام-۶: ۱۰۹)

ترجمہ اور انھوں نے بڑے زور سے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آجائے تو وہ ضرور ہی اس پر ایمان لے آئیں گے۔ یارسول اللہ! آپؐ فرما دیجیے کہ نشانیاں تو سب اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ اور تم خبر نہیں رکھتے کہ جب وہ نشان آجائے گا تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یعنی معجزات و خوارق کا وقوع پیغمبر یا کسی بندہ کے ہاتھ میں نہیں۔ تمام تر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے کہ معجزہ کی حقیقت نظام

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کائنات کے کسی مستمر اور بندھے ہوئے معمول میں کچھ ترمیم کرنا اور ان کا تمامتر فاطرِ کائنات ہی کے اختیار میں ہونا بالکل ظاہر ہے۔ وہی اس پر قدرت بھی رکھتا ہے اور وہی اس کا علم بھی رکھتا ہے کہ کس معجزہ کا وقوع موافق حکمت ہوگا اور کس کا مخالف حکمت۔ پس کسی مخصوص و متعین معجزہ کی فرمائش ہی سرے سے بے جا ہے۔

قرآن فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَيْنَا الْحِسَابُ (اَلرَّعْدُ-۱۳: ۴۰)

ترجمہ آپکے ذمے تو صرف احکام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارے ذمے ہے۔

فائدہ اس آیت میں اس حقیقت کو خوب واضح کیا گیا ہے کہ رسالت اور الوہیت کے حدود بالکل جداگانہ ہیں۔ غلط کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ رسول کا کام صرف تبلیغ احکام اور تبلیغ دین ہے باقی اس پر سزا و جزا' سوال و بازپرس کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے۔

قرآن وَ مَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (اَلنَّمْلُ-۲۷: ۹۲)

ترجمہ اور جو گمراہ رہے گا تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو بس آگاہ اور متنبہ کرنے والا ہوں۔ یعنی میرا کام تو صرف حکم پہنچا دینا' تبلیغ احکام کر دینا ہے۔ باقی جو کوئی مانے گا تو وہ خود اپنے اجر و ثواب اور نجات کیلئے اور جو نہ مانے گا وہ بھی خود ہی بھگتے گا۔ میرا نہ اس سے کوئی نفع اور نہ اس سے کوئی ضرر۔

☐ تمام انبیاء علیہم السلام کو اس لیے بھیجا گیا کہ تبلیغ کے بعد جو مان جائے اسے جنت کی خوشخبری سناؤ اور جو نہ مانے اس کو جہنم کا ڈر سناؤ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ (اَلْاَنْعَامُ-۶: ۴۸ و اَلْكَهْفُ-۱۸: ۵۶)

ترجمہ اور ہم پیغمبروں کو تو بشارت دینے والے اور متنبہ کرنے والے ہی کی حیثیت سے بھیجتے ہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر پیغمبر کی حیثیت محض مبشر و منذر کی ہوتی ہے اس کا کام محض تبشیر و انذار ہوتا ہے۔ نتائج کی ذمہ داری اس پر ذرا سی بھی نہیں۔

○ نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ پیغمبر سے خواہ مخواہ معجزات و خوارق کی فرمائشیں کرتے رہنا ایک لغو امر ہے۔

قرآن فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ (اَلْبَقَرَةُ-۲: ۲۱۳)

ترجمہ پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجے اہل ایمان کو خوشخبری سنانے والے اور اہل کفر کو خبردار اور متنبہ کرنے والے۔

○ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نذیر و بشیر ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱. اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (هُوْد-۱۱: ۱۲)

۲. وَ قُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ (اَلْحِجْر-۱۵: ۸۹)

۳. قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (اَلْحَجّ-۲۲: ۴۹)

۴. قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۲۹ : ۵۰)

۵. اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ (اَلرَّعْد-۱۳: ۷)

۶. قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ (اَلْقَصَص-۲۸: ۶۵)

۷. اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا (اَلنّٰزِعٰت-۷۹: ۴۵)

۸. وَ مَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ (اَلْفُرْقَان-۲۵: ۲۳)

۹. اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (صٓ-۳۸: ۷۰)

۱۰. اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَ مَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (اَلْاَحْقَاف-۴۶: ۹)

۱۱. فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (اَلذّٰرِيٰت-۵۱: ۵۰)

۱۲. وَ لَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (اَلذّٰرِيٰت-۵۱: ۵۱)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۱۳ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۹۲ : ۱۱)

۱۴ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (اَلْفَاطِرُ-۳۵: ۲۴)

۱۵ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا (اَلْفُرْقَان-۲۵ ۵۶ و بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْل-۱۷: ۱۰۵)

۱۶ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (۲۸:۳۴)

۱۷ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا (اَلْاَحْزَاب-۳۳: ۴۵ و ۴۸ : ۸)

ترجمہ یانبی اللہ! ہم نے آپؐ کو مسلکِ حق بتانے والا بنا کر بھیجا ہے "تو جو کوئی مان جائے اسے جنت کی خوشی سنا دیں اور جو نہ مانے اسے خبردار کر دیں کہ نہ مانوگے تو جہنم میں جاؤ گے۔

۱۸ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ (اَلْمُدَّثِّر-۷۴: ۱ و ۲)

ترجمہ اے مدثر (کپڑے میں لپٹنے والے) اٹھیے پھر ان کفار کو ڈرایئے یعنی فرائضِ رسالت کی ادائیگی کیلیے تندہی اور سرگرمی سے مستعد ہوجایئے۔

۱۹ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اَلشُّعَرَآء-۲۶: ۲۱۴)

ترجمہ آپؐ اپنے کنبہ کے عزیزوں کو آگاہ کرتے رہیے۔

۲۰ وَ اَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ (اِبْرٰهِيْم-۱۴: ۴۴)

ترجمہ آپؐ آگاہ کریں لوگوں کو اس دن سے جس میں ان پر عذاب آپڑے گا۔

۲۱ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ (يٰسٓ-۳۶: ۶)

ترجمہ قرآن مجید اس لیے اتارا تاکہ آپؐ ان لوگوں کو آگاہ کریں جن کے باپ دادوں کو آگاہ نہیں کیا گیا اس لیے وہ اس سے بے خبر ہیں۔

۲۲ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ (اَلسَّجْدَة-۳۲: ۳)

ترجمہ قرآن مجید اس لیے اتارا تاکہ آپؐ اس قوم کو آگاہ کریں جن کے پاس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آپ سے پہلے کوئی آگاہ کرنے والا نہ آیا تھا۔ شاید یہ لوگ راہ پر آجائیں۔

۲۳ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ (اِبْرٰهِيْمَ ۱۴: ۵۲)

ترجمہ: یہ قرآن مجید لوگوں کے لیے ایک پیغام ہے اور تاکہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔

۲۴ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (الانعام ۶: ۱۹)

ترجمہ: اور میری طرف یہ قرآن مجید بطور وحی کے بھیجا گیا ہے کہ میں اس کے ذریعے سے تمھیں بھی آگاہ کروں اور ان کو بھی جن جن تک قرآن مجید کی دعوت پہنچے۔

۲۵ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ (الانبیآء ۲۱: ۴۵)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ میں وحی کے ذریعے سے تمھیں صرف آگاہ کرتا ہوں اور بہرے تو پکار سنتے ہی نہیں جب آگاہ کیے جاتے ہیں۔

۲۶ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (الاعراف ۷: ۲)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ اس کتاب کی وجہ سے تنگ دل نہ ہونا چاہیے۔ یہ اس لیے اتری ہے تاکہ آپ اس کے ذریعے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اور اس کی نصیحتوں سے اہل ایمان نفع اٹھائیں۔

۲۷ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا (۶: ۹۲)

ترجمہ: اور یہی کتاب بابرکت ہے جسے ہم نے اتارا' تصدیق کرنے والی ہے ان صحیفوں اور کتابوں کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں۔ تاکہ آپ اس کے ذریعے آگاہ کریں ام القریٰ یعنی مکہ کے باشندوں کو بھی اور اس کے ارد گرد والے سارے جہان والوں کو۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۲۸ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا (اَلشُّوْرٰى-۴۲ : ۷)

ترجمہ اسی طرح آپ پر یہ قرآن مجید عربی زبان میں وحی کیا گیا ہے تاکہ آپ سارے عالم کے مرکز مکہ والوں کو بھی یوم حشر سے آگاہ کریں اور ان کو بھی جو مکہ کے ارد گرد سارے عالم کے باشندوں کو بھی اس یوم حشر سے آگاہ کریں۔

۲۹ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا (اَلْاَحْزَاب-۳۳ : ۴۷)

ترجمہ ایمان والوں کو اس بات کی خوشخبری سنا دیں کہ ان پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

۳۰ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (اَلْبَقَرَة-۲ : ۲۵)

ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل بھی کیے ان کو خوشخبری سنا دیجیے کہ ان کیلیے بہشت کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔

۳۱ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ (۳۹ : ۱۷-۱۸)

ترجمہ میرے ان بندوں کو خوش خبری سنا دیں جو میرے کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں اور اس کی باتوں پر چلتے ہیں جو سب اچھی ہی اچھی ہیں۔

۳۲ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (اَلْبَقَرَة-۲ : ۲۲۳ و اَلتَّوْبَة-۹ : ۱۱۲ و يُوْنُس-۱۰ : ۸۷ و اَلصَّفّ-۶۱ : ۱۳)

۳۳ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (اَلْحَجّ-۲۲ : ۳۷)

ترجمہ خلوص دل سے نیک کام کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیں۔

۳۴ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (اَلْحَجّ-۲۲ : ۳۴)

ترجمہ سر جھکانے والے موحدین کو جنت کی خوشخبری سنا دیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تحلیل و تحریم کا اختیار

○ احکام شرعیہ میں بھی تحلیل و تحریم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم-۶۶:۱)

ترجمہ: یارسول اللہ! جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لیے حلال کیا ہے اسے آپؐ حرام کیوں کر رہے ہیں۔

○ یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حدیث: و انی لست أحرم حلالاً و لا أحل حراماً (بخاری ص ۴۳۸ و مسلم ج۲ ص ۲۹۰ و سنن ابی داؤد ج۱ ص ۲۹۰)

ترجمہ: نہ میں حلال کو حرام کر سکتا ہوں اور نہ حرام کو حلال۔

حدیث: ایھا الناس انہ لیس لی تحریم ما احل اللہ و لکنھا شجرۃ اکرہ ریحھا (مسلم ج۱ ۲۰۹)

ترجمہ: لوگو! جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے مجھے اس کے حرام کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، لیکن لہسن ایک ایسا پودا ہے جس کی بُو کو میں پسند نہیں کرتا۔

حدیث: ایھا الناس انہ و اللہ ما لی ان أحرم ما احل اللہ و لکنی اکرہ ریحہ (مسند ابی عوانہ ج۱ ص ۴۱۲)

ترجمہ: لوگو! واللہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے مجھے اس کے حرام کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن میں اس لہسن کی بُو کو ناپسند کرتا ہوں۔

○ طبقات ابن سعد "باب وفاۃ النبی" میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت کی حالت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ حلال و حرام کرنے کی نسبت میری طرف نہ کرنا۔ میں نے وہی چیز حلال بتائی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور وحی میں حلال کی ہے اور وہی چیز حرام

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بتائی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے۔

○ کسی چیز کا حلال یا حرام کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے یہ صفت اللہ تعالیٰ نے کسی کو تفویض نہیں فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قرآن إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ (الْأَنْعَامِ-٦: ٥٧ و يُوسُفَ-١٢: ٤٠ و ٦٧)

ترجمہ حکم تو اور کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے۔

قرآن أَلَا لَهُ الْحُكْمُ (الْأَنْعَامِ-٦: ٦٢)

قرآن أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ (الْأَعْرَافِ-٧: ٥٤)

ترجمہ یاد رکھو کہ خاص اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور خاص اسی کا حکم چلتا ہے۔

○ اہل اصول نے بھی یہی لکھا: لا حکم الا من اللہ۔ کہ حکم صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں سے جاری ہوتا ہے۔ دیکھیے: مسلم الثبوت ص ۱۲ توضیح تلویح ص ۲۵ شرح تحریر الاصول ج ۲ ص ۷۹ شرح منہاج الاصول للاسنوی ج ۱ ص ۲۲۔

○ ابن الہمام نے "التحریر" ج ۲ ص ۸۹ میں تحریر فرمایا ہے: الحاکم لا خلاف فی انہ اللہ رب العلمین۔ کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حاکم بس اللہ رب العلمین ہے۔

○ الناسخ و المنسوخ ص ۶ میں ابوجعفر نحاس نے تحریر فرمایا ہے: و ھکذا سبیل الاحکام انما تکون من قِبَلِ اللہ عز و جل۔

○ حضرت ملا علی القاری نے عمدۃ القاری ص ۳۵۷ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے: ان التحلیل و التحریم من عند اللہ لا مدخل لبشر فیہ۔ کہ چیز کا حلال و حرام کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہوتا ہے اس میں کسی بشر کو کوئی دخل نہیں ہے۔

○ اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مذہب صحیح آن است کہ امر تشریع مفوض بہ پیغمبری نہ باشد زیرا کہ منصب پیغمبری منصب رسالت و ایلچی گری ست نہ نیابت خدا و نہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

شرکت در کار خانۂ خدائی. آنچه خدائے تعالیٰ حلال و حرام فرماید آن را رسول تبلیغ می کند و بس واز طرف خود اختیارے ندارد.
یعنی یہی مذہب یہ ہے کہ شریعت بنانے کا امر پیغمبر کو سپرد نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ پیغمبری کا منصب رسالت اور پیغام رسانی کا منصب قرار پایا ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کی نیابت (نائب ہونا) اور نہ کارخانۂ خداوندی میں شرکت۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام فرمایا ہے نبی اس کی تبلیغ کرتا ہے اور بس۔ اپنی طرف سے کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ نیز آپ نے فرمایا:
بدیہی ست کہ امام بلکہ نبی نیز شارع نیست شارع حق تعالیٰ است۔ یعنی واضح بات ہے کہ امام بلکہ نبی بھی شارع نہیں ہوتا' شارع صرف حق تعالیٰ ہے۔

○ نیز آپ نے تحریر فرمایا: حاکم بشرائع و احکام خدا تعالیٰ است و حکم وے قدیم است۔ انبیاء علیہم السلام رسانندۂ آن احکام اند۔ (اشعۃ اللمعات ج۔ ص ۱۷۸) شرائع اور احکام کا حاکم اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا حکم قدیم ہے۔ اور انبیاءِ کرام علیہم السلام ان احکام کے پہنچانے والے ہیں۔

○ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے فرمایا: و نحن نعلم ان الشارع هو الله ـــــ وانه مبلغ عن الله احكامه فيما اراد الله۔ لا ينطق قط عن هوى نفسه ولا ينسىٰ شيئاً مما امره بتبليغه اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۴)

ترجمہ: اور ہمارا عقیدہ ہے کہ شارع صرف اللہ تعالیٰ ہے ـــــ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بھیجے ہوئے احکامات کے پہنچانے والے ہیں' جیسا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہشِ نفسانی سے کبھی نہیں بولتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کو نہیں بھولتے جن کے پہنچانے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا۔ کیونکہ وہ صرف وحی ہوتی ہے جو ان کو پہنچائی جاتی ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختارِ کل نہ ہونے کے قرآنی دلائل

۱ وَ لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ۙ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا

(بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل۔۱۷: ۸۶ و ۸۷)

ترجمہ یارسول اللہ! اگر ہم چاہیں تو جو وحی ہم نے آپؐ کی طرف کی ہے وہ سلب کرلیں۔ پھر اس کے لیے آپؐ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی بھی نہ ملے۔ مگر یہ صرف آپؐ کے رب ہی کی رحمت ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتا۔ بیشک آپؐ پر اس کا بڑا ہی فضل ہے۔

○ اس آیت میں ان لوگوں کے اس خیالِ بد کا رد ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اختیار اور ارادہ سے قرآن تصنیف کرلیتے تھے یا کرسکتے تھے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کمال عظمت کا بیان ہے کہ وہ اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کمالِ وحی بھی سلب کرسکتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں کچھ اختیار نہیں۔

۲ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ ؕ وَ یَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (اَلشُّوْرٰی۔۴۲: ۲۴)

ترجمہ یارسول اللہ! کیا یہ لوگ آپؐ کی نسبت کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے۔ سو وہ سن لیں کہ اللہ تعالیٰ تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ اگر چاہے تو آپؐ کے دل پر مہر لگا دے۔ اور آپؐ ایسے کلام کے بنانے کا ارادہ بھی نہ کرسکیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے کلام سے جھوٹ کو مٹاتا ہے اور حق کو جماتا ہے۔ اور وہ لوگوں کے دلی خیالات تک سے بھی واقف ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۳ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ (الْاَعْرَاف-۷: ۱۸۸)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ فرمادیں کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی ضرر کا۔ مگر اسی قدر جتنا کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔

۴ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (يُوْنُس-۱۰: ۴۹)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ فرما دیجیے میں تو اپنی ذات کے لیے کسی نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی نفع کا مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ چاہے۔ بس اتنے ہی نفع و نقصان پر قادر ہوتا ہوں۔ اور جس امر میں اس کی مشیت مجھے اختیار دینے کی مقتضی نہیں ہوئی اس میں ہر بشر کی طرح میں بھی بالکل عاجز و بے بس ہوں۔ اور تم پر عذاب لے آنا میرے بس میں نہیں۔

○ یہ بے اختیاری عین شانِ عبدیت کے مطابق جب افضل البشر افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی تو مشائخ و اولیاءِ امت کا مقام تو ان سے کہیں نیچے ہی ہے۔

۵ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا (الْجِنّ-۷۲: ۲۱)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ فرمادیجیے کہ میں نہ تو کسی نفع نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ ہدایت و ضلالت کا۔ یعنی میرے اختیار میں تو اتنا بھی نہیں کہ تم پر عذاب لے آؤں۔ یا ایمان پر تمھیں مجبور کروں۔ اختیار سارا اللہ تعالیٰ کو ہے۔

۶ وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ (الْاَنْعَام-۶: ۶۶ و ۶۷)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ کی قوم نے اس قرآن مجید کی تکذیب کی اور جھوٹ بتلایا۔ حالانکہ وہی حق ہے۔ آپؐ فرمادیجیے کہ میں تمھارے اوپر کچھ داروغہ تو ہوں نہیں۔ کہ عذاب کے واقع کردینے پر قادر ہوں۔ میں تو اس کی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تفصیلات کا علم تک نہیں رکھتا۔ یعنی میرا یہ منصب نہیں ہے کہ تمہاری تکذیب پر میں خود عذاب نازل کردوں یا اس کے وقت یا نوعیت وغیرہ کی تفصیل بتلادوں۔ میرا کام تو بس باخبر اور متنبہ کردینا ہے آگے ہر چیز کے وقوع کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اور ہر ہر خبر کیلئے ایک وقت مقرر ہے تو جب وہ وقت آجائے گا تو فوراً تم خود ہی اس کو جان لوگے۔

۷ وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ (الانعام-۶:۳۵)

ترجمہ یارسول اللہ! آپؐ پر اگر ان کفار کا اعراض کرنا گراں گزرتا ہے۔ اور اس پر آپؐ چاہتے ہیں کہ ان کے فرمائشی معجزے بھی کسی نہ کسی طرح پورے ہوکر رہیں تو اگر آپؐ کے بس میں ہو کہ زمین میں گھسنے کے لیے کوئی سرنگ یا آسمان پر چڑھنے کے لیے کوئی زینہ ڈھونڈ لیں تو آپؐ ضرور کوئی نشان ان کے لیے لے آئیں۔

فائدہ مطلب یہ ہوا کہ ہم ان کی فرمائش بہ وجہ عدم ضرورت و لزوم ضرر پوری نہیں کریں گے۔ البتہ اگر آپؐ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح یہ لوگ مسلمان ہو ہی جائیں تو اگر آپؐ کے بس میں ہو تو اس کا انتظام خود ہی کیجیے۔ یہ آیت کریمہ اس امر میں نص قطعی ہے کہ حصول مراد کے لیے بندے کا ارادہ قطعی اور لازمی نہیں ہے۔

قرآن وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى (الانعام-۶:۳۵)

ترجمہ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔

○ یعنی اگر مصالح تکوینی کے اعتبار سے ہماری مشیت ہی ہوتی تو چھوٹے بڑے سب کو بلا استثناء راہِ ہدایت دکھادی جاتی۔ اس میں کوئی مانع نہ ہوتا۔ اور نہ ہی دنیا میں اختلاف مسلک و عقیدہ کی گنجائش رہتی۔ اور طلب معجزات وغیرہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ پھر فرمایا:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (الانعام-٦:٣٥)

ترجمہ تو آپ نادانوں میں سے نہ ہو جائیں کہ ایسی ان ہونی بات کی توقع کرنے لگیں۔

○ مطلب یہ ہوا کہ انسان کو جو اختیار دیا گیا ہے اور ارادہ کی قوت سونپی گئی ہے اس کے معنے ہی یہ ہیں کہ روشِ اختلاف باقی رہے۔ جبری ہدایت تو اس بنیادی اور مرکزی نقطۂ تکوینی ہی کے منافی ہے اور ایسی روشن اور بنیادی حقیقت سے بے خبر رہنا عین جہالت ہے۔

○ کافر کہتے تھے کہ اس قرآن مجید کے سوا کوئی اور قرآن لاؤ یا اسی میں ترمیم کردو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

٨ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (١٠:١٥)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ ان کو اس طرح جواب دیجیے کہ میں یہ نہیں کرسکتا کہ اس میں اپنے جی سے ترمیم کردوں۔ میں تو بس اسی کی پیروی کروں گا جو میرے پاس وحی سے پہنچتا ہے۔ کیونکہ اگر میں اپنے مالک کی نافرمانی کروں تو مجھے یومِ عظیم کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔

○ احکامِ الٰہی کا اتباع آپ پر بھی اسی درجہ میں ضروری تھا جتنا کسی اور فردِ بشر پر تو مختارِ کل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

٩ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس-١٠:١٦)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ یوں بھی کہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی تو میں تم کو یہ کلام پڑھ کر سناتا ہی نہ سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اطلاع کرتا اور پھر میں تو تمھارے درمیان اس سے پہلے بھی اتنے عمر تک رہ چکا ہوں۔ تم میری ایک ایک خوبو سے واقف ہو۔ میری بولی میرے اندازِ کلام کو تم خوب اچھی طرح جان چکے پہچان چکے۔ تمھیں قرآن میں یہا اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

میرے کلام میں کوئی فرق نظر نہیں آتا؟۔ میں چاہوں بھی تو قرآن مجید جیسے ممتنع النظیر کلام پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اگر اب تک میرا کوئی کلام اس کے مقابلے کا نہیں ہوا تو آج کیسے ہو سکتا ہے؟۔

۱۰۱ هُوَ الَّذِيٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (الْاَنْفَال-۸: ۶۲-۶۳)

ترجمہ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی نصرت اور مؤمنین کے ذریعے قوت دی اور اسی نے ان کے دلوں میں الفت محبت اور اتفاق پیدا کر دیا۔ اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کر ڈالتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت محبت اور اتفاق و اتحاد پیدا نہ کر سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہی ان میں اتحاد و الفت اور محبت پیدا کر دی ہے۔ کیونکہ وہی ہے بڑا قدرت والا بڑا حکمت والا۔ وہ جو چاہے اپنی قدرت سے اور جس طریق مناسب سے چاہے اپنی حکمت سے کر دکھائے۔

○ حبیبہ بنت زید بن ابی زہیر نے اپنے شوہر سعد بن ربیع کے حکم کے خلاف کوئی ایسی بات کی جس پر اس کو سعد نے طمانچہ مارا' حبیبہ نے اپنے باپ سے شکایت کی تو اس کا باپ بیٹی کو لے کر حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور صورتِ حال بتائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ بیوی کو اپنے شوہر سے بدلہ لینے کا حق ہے۔ پھر فوراً ہی فرمایا واپس چلے جاؤ یہ جبرائیلؑ آ گئے ہیں۔

○ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

۱۰۲ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (اَلنِّسَآء-۴: ۳۴)

ترجمہ مرد عورتوں کے منتظم، کفیل اور ادب آموز ہیں، جس کے دو سبب ہیں۔ ایک سبب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے بعض یعنی مردوں کو بعض یعنی عورتوں پر طبعی اور قانونی فضیلت دی ہے۔ طبعی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فضیلت اس طرح کہ جسمانی توانائی' دل کی مضبوطی اور دماغی قویٰ میں مرد کو عورت پر خلقی برتری حاصل ہے۔ اور قانونی اور معاشرتی فضیلت اس طرح ہے کہ عورت خرچ میں مرد کی زیرِ نگر رہتی ہے۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ مردوں نے عورتوں پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے روٹی کپڑا اور مکان کی صورت میں اپنا مال خرچ کیا۔

○ پھر آپؐ نے فرمایا: ہم نے کچھ چاہا تھا اور اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا' اور منظورِ خدا ہی بہتر ہے۔ (الدرالمنثور بحوالہ عبد بن حمید و ابن جریر وفریابی و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ عن الحسنؓ و علیؓ ص ۵۱۲ و ص ۵۱۳)

○ یہ روایت اس بات پر صریح دلیل ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختارِ کل نہیں۔

۱۳ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ (آل عمران-۳: ۱۲۸)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپؐ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے' خواہ ان کو عذاب دے اس لیے کہ وہ ظالم ہیں۔

○ یہ آیت اس وقت اتری جب آپؐ نے چند شدید اور موذی قسم کے کافروں کے حق میں بددعاء کی تھی۔ تو جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو آپؐ ان پر بددعا کرنے سے رک گئے۔ جیسا کہ ابن جریر نے حضرت ربیع سے روایت نقل کی ہے:

فَكَفَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الدُّعَآءِ عَلَيْهِمْ

۱۴ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (یونس-۱۰: ۹۹)

ترجمہ اور اگر آپؐ کا مالک چاہتا تو روئے زمین پر جتنے بھی لوگ ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ سو کیا آپؐ لوگوں پر جبر کرسکتے ہیں جس کے باعث وہ ایمان لے ہی آئیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ ۚ وَ يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ (يُوْنُسَ-١٠: ١٠٠)

ترجمہ حالانکہ کسی شخص کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ ایمان لے آئیں بجز اللہ تعالیٰ کی مشیت کے۔ اس لیے آپ تسلی رکھیں سب کے ایمان نہ لانے سے مغموم و محزون نہ ہوں۔ کیونکہ:

قرآن إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ (اَلشُّعَرَآء-٢٦: ٤)

ترجمہ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی ایسا نشان اتار دیں کہ ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں اور چار و ناچار ایمان لے ہی آتے۔

○ یعنی اگر مشیت یہ ہوتی کہ سب کے سب ایمان لے ہی آئیں تو غیب سے کوئی نہ کوئی ایسا کھلا ہوا نشان دکھا دیا جاتا جس کے بعد تردد و تأمل اور رد و انکار کی گنجائش ہی باقی نہ رہتی اور سب کے سب ایمان لانے پر مجبور و مضطر ہو جاتے۔

١٤ إِنْ تَحْرِصْ عَلَى هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَ مَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ (اَلنَّحْل-١٦: ٣٧)

ترجمہ اگر آپ کو ان کفار کے راہِ راست پر آنے کی تمنا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے ہدایت کی توفیق ہی سلب کر لیتا ہے جنہیں وہ ان کے عناد کے باعث گمراہی کے گرداب میں ہی پھنسے رہنے دے اور ان کا کوئی حامی نہ ہوگا۔

١٥ وَ مَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ (يُوْسُف-١٢: ١٠٣)

ترجمہ اکثر لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ آپ جتنا بھی چاہیں وہ ایمان لانے والے نہیں۔

١٦ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا (اَلْفُرْقَان-٢٥: ٤٣)

ترجمہ یارسول اللہ! کیا آپ ان خواہش پرستوں کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں کہ ان کو گمراہ نہ ہونے دیں۔ یعنی آپ ان پر مسلط کر کے تو بھیجے نہیں گئے۔ پھر آپ ان کی بے راہی پر غم کیوں کرتے ہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۱۷ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا (بنی اسرآءيل-١٧: ٥٤)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کو کسی طرح گمراہ نہ ہونے دیں۔ پھر آپ کو ان کے لیے اتنا زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔

۱۸ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۔ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ (٣٩: ١٩)

ترجمہ: بھلا جس شخص پر عذاب کی بات متحقق ہو چکی ہے تو کیا آپ ایسے شخص کو جو دوزخ کی آگ میں ہو گا چھڑا سکتے ہیں۔

○ مطلب یہ ہے کہ جو ایمان کا قصد ہی نہ کرے اور اپنے آپ کو اسبابِ ہلاکت سے بچانے کی فکر ہی نہ رکھے، اسے ایمان پر مجبور کرنا اور اسے نقطۂ ایمان پر لے آنا آپ کے امکان اور اختیار سے خارج ہے اور ایسے شخص پر تاسف اور تردد ہی بے کار ہے۔

○ منکرین طنز کے لہجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار کہتے تھے کہ سچے ہو تو ہم پر عذابِ الٰہی لا دکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے اس طنز کا جواب اس طرح سکھلایا:

۱۹ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ ۔ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۔ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ (٦: ٥٧)

ترجمہ: یا رسول اللہ! آپ فرما دیں کہ میرے پاس تو دلیل ہے میرے رب کی طرف سے، اور تم اسی کو جھٹلاتے ہو۔ اور جس عذاب کا تم تقاضا کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے۔ حکم تو اور کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے۔ وہی اپنی حکمتِ مطلقہ کے مطابق صحیح اور مناسب وقت پر اپنا ناطق فیصلہ صادر فرمائے گا اور وہی ہے بہترین فیصلہ کرنے والا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ (الانعام-٦: ٥٨)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ یارسول اللہ! آپ یوں فرمادیں کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم تقاضا کرتے ہو تو اب تک میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا قصہ فیصل ہو چکا ہوتا۔

۲۰ وَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ (اَلْمَآئِدَة۔۵:۴۱)

ترجمہ اور جن ضدی کافروں کا اللہ تعالیٰ ہی کو گمراہی میں رہنا منظور ہو تو یارسول اللہ! ان پر آپ کا زور اللہ تعالیٰ کے قانونِ تکوینی کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں چل سکتا کہ آپ ان کی گمراہی کو ان سے سلب کر دیں۔ کیونکہ یہ لوگ تو اپنی اصلاح کا قصد ہی نہیں کرتے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے دلوں کو پاک و صاف کرنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہی نہیں۔

۲۱ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ وَ مَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (اَلزُّخْرُف۔۴۳:۴۰)

ترجمہ یارسول اللہ! کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو اور ان لوگوں کو جو صریح گمراہی میں ہیں رستہ دکھا سکتے ہیں؟ یعنی ایسے ارادی کج رَو اور گمراہوں کی ہدایت آپکے اختیار سے باہر ہے۔ آپ ذرا بھی اس کے درپے نہ ہوں۔ کیونکہ آپ کا کام ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا۔ پھر جو مان جائے اسے جنت کی بشارت دیں اور جو نہ مانے اور ضد کرے اسے دوزخ سے آگاہ کر دیں۔

۲۲ فَذَكِّرْ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ؕ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ (۸۸:۲۱۔۲۲)

ترجمہ یارسول اللہ! آپ لوگوں کو سمجھائیں کہ آپ تو خالی سمجھا دینے والے ہیں اور بس۔ آپ ان پر کچھ داروغہ مسلط نہیں ہیں۔ اس لیے آپ کو زیادہ تردد اور فکر اور تعب میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

۲۳ لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ (اَلْبَقَرَة۔۲:۲۷۲)

ترجمہ یارسول اللہ! ان کافروں کی ہدایت یعنی منزلِ مقصود تک پہنچانا آپ کے ذمے نہیں۔ کیونکہ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے۔ یعنی ہدایت کا پیغام دنیا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تک پہنچا دینا۔ باقی رہا کس کو قبولِ حق کی توفیق ہوتی ہے، اور کس کو نہیں اس کا تعلق تکوینی مشیتِ الٰہی سے ہے۔ اس لیے فرمایا:

قرآن وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (اَلْبَقَرَةُ-۲:۲۷۲)

ترجمہ بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

۲۴ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (اَلْقَصَصُ-۲۸:۵۶)

ترجمہ یا رسول اللہ! بیشک آپ اپنی خواہش کے مطابق جس کو چاہیں ہدایت کی توفیق نہیں دے سکتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت کی توفیق دیتا ہے۔ وہ اللہ ہی راہ پر آنے والوں کے حال سے خوب واقف ہے۔

۲۵ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (اَلْحِجْرُ-۱۵:۹۷-۹۸)

ترجمہ اور یقیناً ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو کچھ کہتے رہتے ہیں اس سے آپ کا دل تنگ ہوتا رہتا ہے۔ سو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد کرتے رہیں۔ اور سجدہ کرنے والوں میں رہیں۔ اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں۔

فائدہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ تنگیٔ دل کا علاج یہ ہے کہ ذکر و عبادت میں لگ جائے۔ جس سے دنیا بالکل حقیر لگتی ہے۔ اور طبیعت ہلکی اور بے فکر ہو جاتی ہے۔

۲۶ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (هُوْدٌ-۱۱:۱۲)

ترجمہ یا رسول اللہ! ان کافروں کو یہ امید لگی ہوئی ہے کہ شاید کچھ حصہ اس میں سے چھوڑ دیں جو آپ کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور آپ کا دل ان کی اس بات سے تنگ ہو رہا ہے کہ اس شخص پر کوئی خزانہ کیوں نہ اترا۔ یا اس کے ہمراہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔ آپ تو ڈرانے والے ہیں اور ہر چیز کا کارساز اللہ ہی ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ اس آیت میں اہلِ جاہلیت کی غلط فہمی کو دور کیا گیا ہے اور صاف بتایا گیا ہے کہ اللہ اور رسُول اللہ کے حدود الگ الگ ہیں۔ رسُول کا کام تو محض پیامِ الٰہی صداقت اور دیانت سے پہنچادینا اور نافرمانوں کو متنبہ کر دینا ہے۔ باقی تکوینیات میں ہر شے کو بہم پہنچانا یہ اختیارات حضرت اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ یہ امور کسی بڑے سے بڑے برگزیدہ رسُول یا نبی کی دسترس میں بھی نہیں۔

○ کفارِ مکہ کہتے تھے کہ آپؐ کے اس کلام میں نصیحت کی اچھی اچھی باتیں ہیں۔ مگر ہر جگہ شرک پر عیب دیا ہے۔ یہ بدل ڈالیں تو ہم اس کو سنیں گے اور مسلمان ہوجائیں گے۔ مگر کفار راہ پر آنے والے کب تھے۔ ان کی بڑی کوشش تو یہ رہی ہے کہ کسی طرح آپؐ خالص توحید کی دعوت پیش کرنے سے باز آجائیں۔ یا ان احکام کا ایک حصہ چھوڑ دیں یا بدل دیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو دیے جارہے ہیں۔ یا قرآن مجید سے وہ حصہ حذف کردیں جس میں شرک اور بت پرستی وغیرہ کی مذمت ہے۔ تو ہم ایمان لانے کے لیے تیار ہیں۔ اور ان کفار نے آپؐ کو مقصد سے پھیرنے کے لیے کبھی فریب کاریوں سے کبھی لالچ سے اور کبھی دھمکیوں سے بہتیرے جتن کیے لیکن آپؐ کا جواب ہر موقع پر یہی رہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج (یعنی سونا چاندی) رکھ دیں تب بھی میں اس کام کو چھوڑنے والا نہیں جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذمے کیا ہے۔ آپؐ کی اس ثابت قدمی اور کفار کو کوراسا جواب دینے پر اللہ تعالیٰ نے خوش ہوکر یہ آیت نازل فرمائی:

۲۷ وَ اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا (بنیٓ اسرآءیل-۱۷: ۷۳)

ترجمہ یارسُول اللہ! یہ کافر تو آپؐ کو ان احکام سے جو ہم نے آپؐ کی طرف بھیجے ہیں بہکانے ہی کو تھے۔ اور ان کا مطلب تھا کہ آپؐ معاذاللہ ہم پر جھوٹ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

افتراء باندھیں۔ اگر بالفرض آپؐ ایسا کرتے اور ان کی مرضی کے موافق جھوٹا قرآن گھڑ لیتے تب وہ آپؐ کو اپنا دوست بنا لیتے۔ مگر آپؐ نے یہ بہت اچھا کیا کہ ان کو صاف جواب دیا۔ لیکن یہ آپؐ کا کمال نہیں۔ میں نے ہی آپؐ کو معصوم، مضبوط اور ثابت قدم بنایا ہے اور یہ آپؐ پر میرا فضل کبیر اور فضل عظیم اور میری طرف سے آپؐ پر رحمت عظیمہ ہے۔

قرآن وَ لَوْ لَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا (بنی اسرائیل۔۱۷: ۷۴۔۷۵)

ترجمہ اور اگر ہم ہی نے آپؐ کو نورِ نبوت سے مضبوط، ثابت قدم اور معصوم نہ بنایا ہوتا تو ممکن تھا کہ آپؐ کے دل میں ان کی طرف ان کے ایمان کی طمع کے خیال سے تھوڑا سا جھکنے کا خیال آ ہی جاتا۔ اور اگر خدا نہ خواستہ آپؐ ایسا کرتے یعنی ان کی طرف جھکنے کے قریب بھی ہوتے تو ہم آپؐ کو اس زندگی میں بھی دوہری سزا دیتے اور مرنے کے بعد بھی دوہری سزا کا مزہ چکھاتے۔ پھر آپؐ کو ہمارے مقابلے میں کوئی چھڑانے والا مددگار نہ ملتا۔

○ کیونکہ جتنا کسی کا مرتبہ ہوتا ہے اسے گناہ کرنے سے اتنی ہی سخت سزا ملتی ہے۔ جیسے ازواج مطہرات کے متعلق فرمایا:

قرآن يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (الاحزاب۔۳۳: ۳۰)

ترجمہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تم میں سے جو کوئی صریح حیا کے خلاف جرأت کرے یعنی متبنّی کی مطلقہ کے ساتھ جوازِ نکاح کا مسئلہ چھپائے اس کو قیامت میں بنسبت دوسری عورتوں کے دوہری سزا دی جائے گی۔

○ تفسیر قرطبی میں ہے کہ جب آیت : وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ نازل ہوئی تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی : اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُو کہ اے اللہ! میں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آپ ہی کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ اے اللہ! مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کرنا اور اپنی ہی حفاظت میں رکھنا۔ وَ اَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّہٗ۔ میرے تمام حال کی اصلاح فرمائے رکھ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ تیرے سوا کوئی پکار سننے والا نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختارِ کل نہ ہونے کے دلائل احادیث نبویہ سے

○ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا شفقت سب انسانیت کے لیے تھی۔ خصوصاً اہلِ عرب 'پھر آپ کے رشتہ دار۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا: وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ کہ آپ اپنے کنبے والوں کو ڈراتے رہیں۔ تو آپ اس حکم الٰہی کی تعمیل میں صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے اور "یا صباحاہ" کہہ کر قریش کو پکارا۔ سب عام خاص جمع ہوگئے۔ آپ نے فرمایا: "بتاؤ اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے کچھ گھوڑ سوار تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے"۔ انھوں نے کہا: (مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا) کہ "ہاں ہمارا تجربہ ہے کہ آپ سچ ہی بولتے ہیں"۔ اس لیے جو آپ فرماتے ہیں فرمایئے۔ تو آپ نے فرمایا: "میری لائی ہوئی تعلیم کو قبول کرلو' ورنہ یاد رکھو میں تمھیں عذابِ الٰہی سے آگاہ اور باخبر کرتا ہوں"۔

○ یہ سُن کر آپ کا سگا چچا ابولہب (عبدُالعزّٰی بن عبدُالمطلب) کہنے لگا: تَبًّا لَّکَ سَائِرَ الْیَوْمِ اَلِھٰذَا دَعَوْتَنَا۔ کہ تو تباہ ہو۔ کیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا۔ آپ صفا پہاڑی سے اترے تو یہ آیت نازل ہوئی:

قرآن تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ (اَللَّھَبُ-۱۱۱:۱)

ترجمہ دو ہاتھ ٹوٹ گئے ابولہب کے اور وہ برباد ہوگیا یعنی اس کی قوتیں بیکار ہوگئیں اور اس کی تدبیریں بے اثر رہیں۔

قرآن مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ (۱۱۱ : ۲)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ: نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔

○ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی مختارِ کل ہے اپنا فیصلہ کرتے وقت یہ پروا نہیں کی کہ اپنے حبیب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا سگا چچا ہے۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے آپ کی ولادت باسعادت پر خوشیاں منائی تھیں' اور اس خوشی میں اپنی کنیز "ثویبہ" کو آزاد کیا تھا' جو کہ آپ کی رضاعی ماں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس چچا کے متعلق یہی قطعی حکم فرما دیا کہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ اور آپ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کے بعد کیا کہہ سکتے تھے۔ باوجودیکہ آپ کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

○ معلوم ہوا کہ حکم الٰہی سب پر غالب ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن: وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ (یُوسُف-۱۲: ۲۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ زبردست ہے جو کام چاہتا ہے یعنی ہر قسم کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

قرآن: وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (الانعام-۶: ۶۱)

ترجمہ: اور زبردست ہے اپنے بندوں پر یعنی اپنے بندوں پر کامل غلبہ اور اقتدار رکھتا ہے۔ یعنی اس کا سب پر دباؤ ہے اور اس پر کسی کا دباؤ نہیں۔ یعنی خود قادر ہونے کے ساتھ دوسرے کو مراد حاصل کرنے سے روکنے والا قاهر اور قہار ہے۔

قرآن: وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (الرعد-۱۳: ۱۶)

قرآن: اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (ص-۳۸: ۶۵)

○ ایک روایت میں اس طرح بھی آتا ہے کہ اس موقع پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کا نام لے لے کر فرمایا:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

① یا بنی کعب انقذوا انفسکم من النار!

② یا بنی مرۃ بن کعب انقذوا انفسکم من النار!

③ یا بنی عبد شمس انقذوا انفسکم من النار!

④ یا بنی عبد مناف انقذوا انفسکم من النار!

⑤ یا بنی ہاشم انقذوا انفسکم من النار!

⑥ یا بنی عبد المطلب انقذوا انفسکم من النار!

اپنے آپ کو نارِ جہنم سے بچاؤ! یعنی میری لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان لاؤ۔

○ آخر میں اپنی پیاری صاحبزادی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نام لے کر فرمایا:

⑦ اِنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ! فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا.

ترجمہ اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچا!۔ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑانے کا ذرا اختیار نہیں رکھتا۔ (صحیح مسلم ص ۱۱۴)

○ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے معشر قریش، بنی عبدالمطلب، عباس بن عبدالمطلب، صفیہ بنت عبدالمطلب کو خطاب کرکے فرمایا:

حدیث لَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا۔

ترجمہ کہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ آخر میں فرمایا:

حدیث اَلَآ اِنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا (صحیح مسلم ص ۱۱۴) ہاں تمہارا مجھ سے قریبی رشتہ ہے جس کا میں دُنیا میں خیال رکھوں گا۔ مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ تم دنیا میں شرک کرتے رہو اور میں آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچالوں۔ (دیکھیے تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۵۰)

○ ابو الشیخ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ عتبہ بن شیبہ اور ابوجہل وغیرہم اکٹھے ہوکر آپ ﷺ سے کہنے لگے:

قرآن اَسْقِطِ السَّمَآءَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ اْتِنَا بِعَذَابٍ اَوْ اَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ (یا محمد!) ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرادے، یا ہم پر کوئی اور عذاب لے آ۔ یا ہم پر آسمان سے پتھر برسادے۔

جواب اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا: "یہ میرا کام نہیں میں تو تمھاری طرف اس لیے مبعوث کیا گیا ہوں کہ کلمۂ توحید: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی دعوت دوں۔ پھر اس دعوت کو جو دل و جان سے مان لے اس کو جنت کی خوشخبری سنادوں، اور جو اس دعوت کو مسترد کردے اس کو دوزخ کے عذاب سے آگاہ کردوں"۔

○ اب اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختارِ کل کہیں تو ان تمام احادیث صحیحہ کا انکار لازم آئے گا جو کہ کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قرآن فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (اَلشُّعَرَآء ۲۶: ۲۱۶)

ترجمہ پھر اگر وہ مشرک آپؐ کا کہنا نہ مانیں تو آپؐ ان سے فرمادیجیے کہ میں تمھارے کاموں سے الگ اور بیزار ہوں۔ یعنی تمھارے برے کاموں کا مواخذہ تم ہی سے ہوگا۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں، یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف جو کوئی کرے اس سے آپؐ الگ اور بیزار رہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کرنے والا خواہ اپنا ہو یا پرایا، کم ہوں یا زیادہ آپؐ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں جو زبردست بھی ہے کہ اس کے مقابلہ میں کسی کی چل نہیں سکتی، اور مہربان بھی ہے وہ اپنی مہربانی سے آپؐ کے حال پر نظرِ عنایت رکھتا ہے۔ (دیکھیے: موضح قرآن)

چچا ابو طالب کے حق میں دعا

○ حضرت امام محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری ص۱۸۱ و ص۵۴۸ میں: باب اذا قال المشرك عند الموت "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے تحت یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث انه لما حضرت اباطالب الوفاة جاء ه رسول الله ﷺ فوجد عنده اباجهل بن هشام و عبدالله بن ابی امیة بن المغیرة قال رسول الله ﷺ لابی طالب: یاعم قل: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کلمة اشهدلك بها عند الله. فقال ابوجهل و عبدالله بن امیة: "یااباطالب اترغب عن ملة عبدالمطلب". فلم یزل رسول الله ﷺ یعرضها علیه و یعودان بتلك المقالة. حتی قال ابوطالب أخر ما کلمهم: هو علی ملة عبدالمطلب، و ابی ان یقول: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ". فقال رسول الله ﷺ: اما و الله لاستغفرن لك ما لم أنه عنك. فانزل الله تعالی فیه: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (۹ : ۱۱۳)

ترجمہ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کے انتقال کا وقت قریب آ گیا تو حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی وہاں موجود تھے۔ آپؐ نے ابوطالب سے فرمایا: "چچا! "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ایک بار کہہ دو۔ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے لیے اس کی شہادت دوں گا"۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بولے: "ابوطالب! کیا عبدالمطلب کے مذہب سے روگردانی کرتے ہو"۔ چنانچہ دیر تک رسول اللہ ﷺ تو ابوطالب کے سامنے کلمۂ شہادت پیش کرتے رہے۔ اور ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ وہی بات دہراتے رہے۔ آخر کار ابوطالب نے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا کہ: "میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں"۔

○ حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ پاک کی قسم میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے اس وقت تک دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے منع نہ کر دیا جائے"۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں یہ آیت نازل

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فرمائی : مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ ..... (آیت) یعنی نبی اور مومنوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں اگر چہ وہ مشرکین رشتہ دار ہی ہوں جب ان پر یہ بات ظاہر ہو چکے کہ وہ مرنے والے اہلِ دوزخ ہیں۔

○ اس حدیثِ مبارک سے صاف معلوم ہوا کہ جو شخص کفر پر مرا وہ جہنمی ہے۔ وہ نہ شفاعت کا مستحق ہے نہ اس کو مقربین و انبیاء کی قرابت کچھ نفع دے گی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مشرک کے حق میں دعائے مغفرت کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا۔

ابوطالب کا مذہب

حدیث مشکوٰۃ ص ۱۶ میں ہے : من قبل منی الکلمۃ التی عرضت علی عمی فردھا فھی لہ نجاۃ جو کلمہ میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا پھر اس نے اس کو ٹھکرا دیا، وہی کلمہ جو بھی قبول کرلے گا تو وہ اس کیلیے موجب نجات ہوگا۔

حدیث نسائی ج ۱ ص ۲۱ میں امیرالمومنین سیدنا امام علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا : إِنَّ أَبَا طَالِبٍ مَاتَ۔ کہ ابوطالب مرگیا ہے۔ آپ نے فرمایا : "اِذْهَبْ فَوَارِهِ" کہ "جا اس کو (گڑھا کھود کر) دبا دے"۔ حضرت علیؓ نے عرض کی کہ : "اِنَّهُ مَاتَ مُشْرِكًا" کہ "وہ تو مشرک مرا ہے"۔ آپ نے فرمایا : "اِذْهَبْ فَوَارِهِ"۔ "جا اس کو دبا دے"۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، اور ابوطالب کو گڑھا کھود کر دبا دیا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ : "پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا : "اِغْتَسِلْ" کہ "نہا لے"۔

حدیث مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۴۲ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا : ان عمك الشيخ الضال قد مات۔ و فی روایۃ ان عمك الشيخ الكافر قد مات۔ یا رسول اللہ! آپ کا گمراہ / کافر بڈھا چچا مر گیا ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۲ فتح الباری ج ۷ ص ۱۴۸ و اصابہ ج ۴ ص ۱۴۲ میں ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ان عمك الشیخ الضال قدمات۔ نیز دیکھیے: ① ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۶ مع حاشیہ الشیخ مجتبائی۔ ② کفایہ ج ۲ ص ۹۴ ③ عنایہ ج ۲ ص ۹۴ ④ البحرالرائق ج ۲ ص ۱۹۰ ⑤ عیون الاثر ج ۱ ص ۱۳۲ ⑥ البدایہ و النھایہ ج ۳ ص ۱۴۲، ج ۳ ص ۱۲۶ ⑦ زرقانی ج ۱ ص ۲۹۱ ⑧ اصابہ ج ۴ ص ۱۱۵ ⑨ فقہ اکبر ص ۱۵ میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ابوطالب عمہ صلی اللہ علیہ وسلم مات کافرا۔ آپؐ کا چچا ابوطالب بحالتِ کفر مرا۔

⑦ ہدایہ اخیرین ج ۴ ص ۶۶۴ ابوطالب ادرك الاسلام و لم یسلم ابوطالب نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام نہیں لایا۔

○ شامی ج ۳ ص ۳۱۰ میں ہے اطبقوا علی کفر ابی طالب

○ جامع البیان ص ۳۴۰ میں ہے: أیة إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ نزلت حین عرض رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الایمان علی ابی طالب فی حین موته فأبی و ردّ۔ کہ یہ آیت إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب پر اس کی موت کے وقت ایمان کی دعوت پیش فرمائی' تو اس نے انکار کر دیا اور مسترد کر دیا۔

○ جامع البیان کے حاشیہ الوجیز میں ابن منذر' ابن ابی حاتم' ابوالشیخ' ابن مردویہ اور بیہقی کے حوالے سے تحریر فرمایا: قد اجمع اهل الدین علی انها (إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ) نزلت فی ابی طالب و حدیثه مسطور فی الصحیحین۔ تمام اہل دین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری ہے۔ اور یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے۔

○ تفسیر ابن جریر ج ۲۰ ص ۵۹ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فرمایا کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے نازل ہوئی۔

- الدر المنثور ج ۶ ص ۴۲۸ میں ہے: ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت لکھی ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری۔
- تفسیر نیشاپوری ص ۵۷ میں ہے: قال الزجاج اجمع المسلمون علی انھا نزلت فی ابی طالب۔ زجاج نے کہا تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری۔
- نیز ① تفسیر رازی ج ۶ ص ۴۴۹ ② کشاف ج ۳ ص ۱۷۶ ③ مدارک ص ۵۷۳ ④ حسینی ص ۱۵۷ ⑤ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۲۲ و ج ۱ ص ۱۲۳ میں بھی اسی طرح منقول ہے۔
- تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵۳ میں ہے: و ھکذا قال ابن عباس و مجاھد والشعبی و قتادۃ انھا نزلت فی ابی طالب۔
- اسی طرح بغوی ج ۳ ص ۳۵۳ مقاتل کے حوالے سے لکھا ہے: انہ لم یومن حتی مات ھو الصحیح کہ یہی صحیح ہے کہ ابوطالب ایمان نہیں لایا۔ حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ نیز تفسیر صاوی ج ۲۰ ص ۸۴ میں بھی اسی طرح منقول ہے۔
- نیز ابو السعود ج ۷ ص ۳۶۱ و بیضاوی ص ۵۷۳ و خازن ص ۵۷۳ و صاوی ج ۳ ص ۱۷۳ میں ہے: والجمھور علی انھا نزلت فی ابی طالب کہ جمہور علماء کا مسلک ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری۔ کیونکہ: قال ولکنی سوف اموت علی ملۃ الاشیاخ عبدالمطلب و ھاشم و عبدمناف ابوطالب نے کہا تھا کہ میں اپنے اشیاخ عبدالمطلب، ہاشم، عبد مناف کے دین پر مروں گا۔
- مگر شیعہ اور ان کے مفسرین کہتے ہیں کہ ائمۃ اہل بیت کا اجماع ہے کہ ابوطالب مسلمان تھا اور آپ کے اکثر قصائد اس کے شاہد ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ شیعہ کی روایات پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ (روح المعانی ج ۲۰ ص ۸۴)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ اگر سلیم الطبع والعقل سوچے تو ہر کا صاحب ذہن یہی رائے دے گا کہ واقعی ابوطالب آخر وقت تک کفر پر ہی قائم رہا۔ کیونکہ مشرکین مکہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصوم زبان سے کلمۂ توحید سن کر مخالفت شروع کر دی اور آخر دم تک مخالفت پر کمر بستہ رہے' مگر کفار میں سے ابوطالب کی مخالفت کسی نے نہیں کی۔

○ اگر ابوطالب موحد ہوتا تو مشرکین جس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق اور امین ہونے کا اقرار کرنے کے باوجود مخالفت کرتے تھے ابوطالب کے بھی خلاف ہو جاتے' مگر مرتے دم تک ابوطالب کعبہ شریف کا متولی رہا اور معبودوں کی قربانیوں کا محافظ رہا اور ان کے بدلے نذریں لیتا رہا جیسا کہ طبقات ابن سعد میں ہے۔

○ ان شواہد سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب مرتے دم تک کافر ہی رہا۔ اور احادیث صحیحہ متواترہ بھی اس کی شاہد ہیں اور فرقہ شیعہ اور بعض صوفی مزاج لوگوں کے سوا تمام مسلمانوں کا ابوطالب کے کفر پر اتفاق و اجماع ہے۔

ابوطالب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت

○ لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت ابوطالب نے کی تھی' یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اصلیت پر پردہ ڈالتے ہوئے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے لوگوں نے اس کے متعلق کئی من گھڑت باتیں مشہور کر رکھی ہیں۔ مثلاً:

① حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کے سلسلے میں قرعہ ڈالا گیا تو ابوطالب کے نام کا قرعہ نکلا۔

② عبدالمطلب کی وفات کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سگے چچا زبیر اور ابوطالب آپکے کفیل بنے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

③ زبیر کی وفات کے بعد اکیلے ابوطالب نے آپؐ کی تربیت کی۔

④ آپؐ کی عمر چودہ برس کی تھی کہ زبیر فوت ہوگئے' پھر ابوطالب اکیلے آپؐ کے کفیل بنے۔ (دیکھیے : سیرتِ حلبیۃ ج ۱ ص ۱۳۶)

⑤ آپؐ کے دادا جان عبدالمطلبؓ نے آپؐ کی کفالت کی وصیت اپنے صاحبزادے زبیر کو کی تھی۔ (طبقاتِ ابن سعد ج ۱ ص ۹۳)

○ پہلی چاروں باتیں صحیح نہیں کیونکہ قرعہ مساوات کے وقت ڈالا جاتا تھا۔ لیکن ان دونوں بھائیوں میں مساوات نہ تھی۔ کیونکہ زبیر کی مالی حالت اچھی تھی اور آل ہاشم کے علمبردار تھے۔ اور ابوطالب کی مالی حالت کمزور تھی' اور لنگڑے بھی تھے' اور اپنے بچوں میں سے ایک بچہ اپنے بھائی عباس کو دیا کہ اس کی کفالت تم کرو اور حضرت علی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھا۔

○ دوسرے قول میں بھی کچھ وزن نہیں۔ کیونکہ دو کی کفالت ایک مہمل سی بات ہے۔ اور زبیر کی وفات حلف الفضول اور حرب الفجار کے بعد ہوئی' جو عام الفیل سے بیس سال کے بعد ہوئی۔ اور اس وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بھی بیس سال تھی۔ اور آپؐ اس عمر میں کفالت سے مستغنی تھے۔ (دیکھیے : طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۲۸ و ص ۱۲۹)

○ اور ابوطالب کی کفالت کی روایات کا ماخذ محمد بن اسحٰق کی کتاب ہے۔ جس طبری نے نقل کیا ہے۔ ایسی روایات کا علماءِ حق کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں۔

○ نیز ابوطالب نے آپؐ کو رشتہ دینے سے بھی انکار کیا تھا۔ جیسا کہ :

① محمد بن حبیب نے المحبر ج ۱ ص ۹۸ میں

② محمد بن سعد نے الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۵۲ میں اور

③ حافظ ابن حجر نے الاصابۃ ج ۴ ص ۵۰۳ میں لکھا ہے کہ آپؐ نے زبیر بن عبدالمطلب کی وفات کے بعد اپنے چچا ابوطالب کو کہا کہ میری چچازاد بہن

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تمہاری بیٹی ہند بنتِ ابی طالب (اُمِّ ہانی) سے میرا عقدِ نکاح کر دو۔ تو بجائے اس کے کہ اپنے اکلوتے بھتیجے کو اپنی بیٹی نکاح کر دیتا۔ اس نے ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم سے اپنی بیٹی ہند کا نکاح کر دیا۔

اس پر حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

چاچاجی! "تم نے اپنی بیٹی ہند کا نکاح ہبیرہ سے کر دیا اور مجھے چھوڑ دیا ہے"۔

ابو طالب نے جواب دیا:

بھتیجے! ○ ان کے ساتھ میرا سسرالی تعلق تھا۔

○ اور شریف آدمی کا کام ہے کہ شریف کی مکافات کرے۔

○ هل جزاء الاحسان الا الاحسان

پھر ہبیرہ کے تین بیٹے: ① ہانی، ② یوسف، اور ③ جعدہ۔ اُمِّ ہانی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اسی لیے ان کی کنیت اُمِّ ہانی ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اُمِّ ہانی مشرف باسلام ہوگئیں۔ لیکن ان کا شوہر ہبیرہ بحالتِ کفر ہی مرا۔

○ اسی طرح اور بے شمار واقعات بھی کتبِ احادیث میں موجود ہیں جن سے اس بات کا واضح اور غیر مبہم ثبوت ملتا ہے کہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار و مشرکین کی طرف سے طرح طرح کی تکالیف پہنچائی جاتی رہیں اور آپ ہمیشہ صبر سے کام لیتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کو اپنے آبائی شہر سے ہجرت کرنی پڑی۔

○ صرف لفظِ ہجرت میں ہی غور کر لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کو مختارِ کل سمجھنے والے بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اگرچہ آپ کی ہجرت میں بہت سے رازِ پنہاں ہیں، تاہم کفار کی طرف سے قتل کیے جانے کے خوف سے باذنِ الٰہی اپنا آبائی شہر اور گھربار چھوڑنا آپ کے مختارِ کل نہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث بخاری ج ۲ ص ۸۸۷ و مسلم ج ۲ ص ۲۵۴ میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک بچے کو بوسہ دے رہے ہیں۔ کہنے لگا کہ آپؐ بھی بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم تو ایسا نہیں کرتے۔ تو آپؐ نے فرمایا: اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اِنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے شفقت نکال دی ہے تو اس میں میرا کیا اختیار ہے کہ دل سے شفقت نکلنے ہی نہ دوں یا تیرے دل میں شفقت ڈال دوں۔

فائدہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ کسی کے دل میں شفقت ڈالنا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اشرف المخلوقات ہونے کے کسی کے دل میں شفقت ڈالنے کا اختیار نہیں رکھتے۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۱۵۵ میں ایک لمبی حدیث میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے حق میں وعید بیان فرمائی۔ کسی نے صراحت کروائی تو اونٹ' گائے' بھینس' بھیڑ' بکری اور گھوڑے کے بارے میں آپؐ نے جواب دیا۔ پھر گدھوں کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: مَا اُنْزِلَ عَلَیَّ فِی الْحُمُرِ شَیْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰیَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ ﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ﴾ (الزلزال۔ ۹۹: ۷ و ۸) یعنی گدھوں کے بارے مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا سوائے اس آیت کے جو منفرد اور جامع ہے کہ جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بھی بدی کی اسے بھی دیکھ لے گا۔

فائدہ زکوٰۃ وغیرہ احکام شرعیہ میں کلی اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم زکوٰۃ میں اپنی طرف سے معین مقدار بتانے کا اختیار نہیں۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۲۵۲ میں ہے کہ ایک آدمی نے آپؐ سے سوال کیا:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM -مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

یارسول اللہ! اگر میں صبر کرتے ہوئے اور موجب ثواب سمجھتے ہوئے سینہ سپر ہو کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مارا جاؤں اور پیٹھ نہ دکھاؤں تو اللہ تعالیٰ میری خطائیں معاف فرما دے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا: "ہاں!"۔ پھر وہ آدمی جارہا تھا کہ آپؐ نے اس کو آواز دی اور فرمایا کہ: "ہاں تیری سب خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ سوائے قرض کے۔ اسی طرح جبرائیل نے مجھے بتایا ہے"۔

○ اور جبرائیلؑ بھی بغیر حکم الٰہی کے کچھ نہیں فرماتے۔ جیسکہ قرآن مجید میں ہے:

قرآن فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (البقرۃ ۲: ۹۷)

اس آیت کریمہ کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے جبرائیل نے آپؐ کے دل پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ استثناء نازل فرمایا۔

قرآن وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ (مریم ۱۹: ۶۴)

ترجمہ یارسول اللہ! ہم فرشتے بغیر حکم الٰہی کے نہیں آسکتے۔

فائدہ اگر آپؐ مختارِ کل ہوتے تو جبریل علیہ السلام کے کہنے پر فرما دیتے میں نے جو حکم دیا ہے وہی ٹھیک ہے۔ قرضے کے استثناء کی ضرورت نہیں۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۲۶۴ میں ہے کہ سعد بن ربیع کی بیوی ان کی دو بیٹیوں کو لے کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: ان دونوں کا باپ احد کی لڑائی میں شہید ہو گیا اور ان کا سارا مال ان کا چچا لے گیا اور ان کے لیے کوئی مال نہیں چھوڑا اور بچیوں کا نکاح بغیر مال کے نہیں ہو سکتا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کرے گا۔ تب میراث کی آیت نازل ہوئی۔ پھر آپؐ نے ان کے چچا کی طرف پیغام بھیجا کہ ان دو بیٹیوں کو کل مال کی دو تہائی (⅔) دے اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ (⅛) دے اور باقی تیرا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور مختارِ کل نہ تھے۔ بلکہ حکم الٰہی کے منتظر رہتے تھے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث مشکوٰۃ ص ۲۸۹ میں ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فُریعہ بنت مالک کا خاوند اپنے غلاموں کی تلاش میں نکلا تو ان غلاموں نے اسے قتل کر دیا تو فُریعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرے خاوند نے گھر میں کچھ خرچہ وغیرہ نہیں چھوڑا تو کیا میں اپنے میکے جا سکتی ہوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں" پھر فریعہ جاتے ہوئے ابھی حجرہ یا مسجد ہی میں تھی کہ آپ نے پھر بلایا اور فرمایا: "عدت ختم ہونے تک اپنے گھر میں ہی رہ۔ تو چار ماہ دس دن اپنے گھر میں ہی گذار۔ اللہ تعالیٰ کا حکم رد نہیں ہو سکتا" اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختارِ کل نہیں۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۳۵۱ میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کی کوہان کے بال لے کر فرمایا: "لوگو! اس مال فئ میں سے کچھ لینے کا مجھے بھی کوئی اختیار نہیں اور نہ ہی اتنے سے بالوں کا اختیار ہے"۔ پھر اپنی انگلی اٹھا کر فرمایا: "الا الخمس۔ سوائے خمس کے۔ اور خمس بھی تمہاری طرف لوٹایا جائے گا۔ اس لیے سوئی تاگے تک ادا کر دو"۔

○ اس سے معلوم ہوا کہ آپ مختارِ کل نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے لیے کچھ رکھنے کی اجازت نہ تھی۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۱۶۱ و ص ۱۶۲ میں ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر کہا کہ مجھے صدقہ دو۔ تو آپ نے فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ صدقات کے بارے میں کسی نبی یا غیر نبی کے فیصلہ پر راضی نہیں۔ حتیٰ کہ خود اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرماتے ہوئے آٹھ مصرف بتا دیے۔ اگر تو بھی ان آٹھ مصارف میں سے ہے تو میں تجھے صدقہ دیدیتا ہوں۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۴۸۹ میں قیامت کے دن شفاعت کے بارے ایک لمبی حدیث ہے جس میں یہ بات بھی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رب ائذن لی فیمن قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"۔ اے میرے رب! جس شخص نے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا ہو اس کے بارے میں مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دیجیے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ لیس لک ذٰلک یعنی ایسے آدمی کا نکالنا آپؐ کے حوالے نہیں یہ تو میں اپنے فضل و کرم سے نکالوں گا۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۴۹۰ میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کہیں گے رَبَّنَا مابقی فیھا احد ممن امرتنا بہ اے ہمارے رب اب اس دوزخ میں ایسا کوئی آدمی باقی نہیں رہا جس کے متعلق سفارش کرنے کا حکم تو نے ہم کو دیا۔

○ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر شفعاء مجازین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کرنے میں پابندی ہوگی کہ اس حد سے باہر کسی کی سفارش نہ کرسکیں۔ جس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی عنایت کے ساتھ بہت سے اختیارات حاصل ہونے کے باوجود انبیاء کرام علیہم السلام و دیگر تمام شفعاء مختارِ کل نہیں ہوتے۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۵۷۸ میں امیرالمومنین سیدنا امام علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا مِنْ غَيْرِ مَشُوْرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ۔ کہ اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو امیر بناتا تو ابنِ امِ عبد یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو امیر بناتا۔

○ اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ کو خلیفہ یا امیر بنانے کا اختیار نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا امیر بنایا۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۴۸۸ میں ایک لمبی حدیث ہے جس میں ہے کہ قیامت کے دن لوگ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں سے آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے پاس علی الترتیب شفاعت کرانے جائیں گے۔ سب جواب دیں گے۔ کہ ہمارا یہ مقام نہیں۔ آخر شفیع المذنبین، امام الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے۔ آپؐ فرمائیں گے کہ میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا، اجازت مل جائے گی تو شفاعت

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کروں گا۔ پھر آپؐ مقام محمود میں سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اس موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ سجدے کی حالت میں مجھے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھائیں، جو آپؐ کہیں گے اس کی شنوائی ہوگی۔ شفارش کریں، سفارش مانی جائے گی اور مانگیے ملے گا۔ اور میں اس وقت اپنے رب کی وہ ثناء و تحمید بیان کروں گا جو اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا۔ پھر سفارش کے لیے بھی اللہ تعالیٰ ایک حد مقرر فرمائیں گے۔ اس حد سے باہر آپؐ کو کسی کی سفارش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ آپؐ حکم الٰہی کے پابند ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا: اِنَّ الشَّفَاعَۃَ اَمْرُھَآ اِلَی اللّٰہِ۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۴۹ میں بحوالہ ابوداؤد (ص ۳۷) حدیث ہے کہ پہلے ۵۰ نمازیں فرض ہوئی تھیں اور غسل جنابت سات بار فرض تھا۔ پھر کپڑے پر پیشاب لگ جائے تو سات دفعہ دھونے کا حکم تھا۔ پھر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی تخفیف کے لیے اپنے رب سے سوال کرتے رہے حتیٰ کہ نمازیں پانچ کر دی گئیں اور غسل جنابۃ ایک دفعہ فرض کیا گیا اور کپڑے پر لگے ہوئے پیشاب کو ایک بار دھونے سے پاک ہو جانے کا حکم دیا۔

○ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کسی چیز کے فرض یا حرام کرنے میں خود مختار نہ تھے۔ بلکہ حکم الٰہی کے تابع تھے۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۴۶ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ چلو بھر پانی لے کر حنک کے نیچے داخل کر کے خلال کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے: ھٰکَذَا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ میرے رب نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۴۷ میں ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم تھا خواہ پہلے وضو ہو یا نہ ہو۔ پھر جب آپؐ پر یہ حکم شاق ہوا تو آپؐ کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم ملا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث مشکوٰۃ ص ۵۴ میں ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے پاؤں دھونے کے دونوں موزوں پر مسح کر لیا۔ میں نے کہا: آپ پاؤں دھونے بھول گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں نہیں بلکہ تُو بھولا ہے۔ مجھے میرے رب نے یہی حکم دیا ہے۔

تنبیہ موزوں پر مسح کرنے کی حدیث چونکہ تواتر سے ثابت ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں پاؤں دھونے کے حکم عام کو اس حدیث متواتر سے خاص کیا گیا ہے۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۲۷۹ میں ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کی باری کی خوب حفاظت کرتے اور عدل و انصاف کرتے تھے اور فرماتے: "اے اللہ تعالیٰ یہ حفاظت و عدل ان امور میں سے ہے جن میں میرے اختیار کا تعلق ہے اور جو ایسی چیز ہو جس میں تیرا اختیار ہے اور میرے اختیار سے باہر ہے اس میں میرا مواخذہ نہ کرنا"۔

حدیث ابوداؤد ج ۲ ص ۵۳ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہ میں داتا ہوں اور نہ میں کسی کو دینے سے روکنے والا ہوں۔ میں تو بس ایک خزانچی ہوں۔ جہاں مجھے من جانب اللہ حکم ملتا ہے میں یہ مال وہیں رکھتا ہوں"۔

○ کتاب الخراج ص ۴۹ میں حضرت امام ابو یوسف تلمیذ امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہی مسلک احناف اصحاب انصاف کا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختارِ کل نہیں ہیں۔

حدیث ابوداؤد ج ۲ ص ۶۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لو کنت جاعلا لمشرك دية جعلت لاخيك۔ اگر میرے بس میں مشرک کی دیت ہوتی تو میں تیرے بھائی مشرک کے لیے حکم دیتا۔

حدیث مشکوٰۃ ص ۳۲۷ بحوالہ ابی داؤد میں ہے آپؐ نے فرمایا: انما اقضی بینکما فی مالم ینزل علی فیه۔ میں اپنی رائے سے فیصلہ صرف اسی صورت میں کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ کا حکم مجھ پر نازل نہ ہوا ہو۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حدیث بخاری ص ۱۰۹۵ میں ہے لا ینبغ لنبی لبس لامتہ فیضعھا حتیٰ یحکم اللہ۔ کسی نبی کو یہ مناسب نہیں کہ اپنی زرہ پہن کر اتار دے جب تک اللہ تعالیٰ حکم نہ دے۔

حدیث ابو داؤد ج ۲ ص ۸۷ میں ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کرنے آئے تو دیکھا کہ حضرت عبد اللہ پر غشی طاری ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آواز دی تو عبد اللہ نے آپ کی آواز کا کچھ جواب نہ دیا۔ تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور فرمایا: غلبنا علیك یا ابا الربیع یعنی ہم تو چاہتے تھے آپ کی حیات کو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب ہے۔ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے مغلوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تمھاری وفات کا ہے۔

- مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ ص ۱۱۵ میں ہے: قد لا اغنی عنکم من اللہ شیئاً۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ بھی تم سے نہ ہٹا سکتا ہوں اور نہ دور کر سکتا ہوں۔
- نیز مرقات ج ۱۰ ص ۱۰۴ میں ہے کہ اس (مذکورِ بالا) حدیث کے معنے یہ ہیں کہ: اگر اللہ تعالیٰ تمھیں عذاب دینے کا ارادہ کرے تو تم سے اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ کمی کرنے کی مجھ میں قدرت نہیں ہے۔
- اور یہ حدیث اقتباس ہے قرآن مجید کی ان آیتوں میں سے:

قرآن قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (الفتح ۴۸: ۱۱)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپ ان منافقین سے پوچھیے کہ وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے تمھارے لیے کسی چیز کا بھی اختیار رکھتا ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کوئی نقصان یا کوئی نفع پہنچانا چاہے۔ کوئی نہیں‘ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تمھارے سب اعمال سے خوب باخبر ہے اور وہی تخلّف کے اصلی وجوہ سے بھی مطلع کر سکتا ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ عقیلی، ابنِ عدی، ابنِ مردویہ، دیلمی، ابنِ عساکر اور ابنِ نجار نے امیرالمومنین سیدنا امام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

حدیث بعثت داعیاً و مبلغاً و لیس الی من الھدیٰ شیٔ

ترجمہ مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ کلمۂ توحید: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی شہادت دینے کی طرف لوگوں کو دعوت دوں اور مبلغ بنا کر مجھے مبعوث کیا گیا ہے اور لوگوں کو منزلِ مقصود تک پہنچانا میرے بس میں نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین کے لیے استغفار سے ممانعت

حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ میں اپنی اماں جان کے حق میں استغفار کر سکتا ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس کی اجازت نہیں ملی۔

② پھر میں نے اجازت مانگی کہ میں اپنی اماں جان کی قبر کی زیارت کر سکتا ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی اجازت دیدی۔ (صحیح مسلم ص ۳۱۴)

حدیث دوسری روایت میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اماں جان کی قبر کی زیارت فرمائی تو اتنا روئے کہ ارد گرد (کم و بیش ایک ہزار) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی رُلا دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ: "میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ میں اپنی اماں جان کے حق میں استغفار کر سکتا ہوں تو مجھے اجازت نہ ملی"۔ الخ (صحیح مسلم ص ۳۱۴)

○ مسند احمد میں ہے کہ امیرالمومنین سیدنا امام عمر رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے رونے کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے اس کے جواب میں وہی ارشاد فرمایا جو مذکورِ بالا حدیث میں گزرا ہے۔

○ تفسیر ابنِ جریر میں ہے: فما رئی باکیا اکثر من یومئذ۔ یعنی آپؐ اتنا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

روئے کبھی ایسا نہیں روئے۔ عینی شرح بخاری میں بھی اسی طرح ہے۔

طبرانی میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے :

حدیث: فَأَخَذَنِي مَا يَأْخُذُ الْوَلَدَ لِلْوَالِدِ. پس میں بہ تقاضائے بشریت رو پڑا۔ مجھے میری ماں پر رحم آیا۔ تب جبرائیلؑ نے آکر فرمایا :

حدیث: فَتَبَرَّأْ مِنْ أُمِّكَ كَمَا تَبَرَّأَ إِبْرَاهِيمُ مِنْ أَبِيهِ (طبرانی)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ بھی اپنی ماں سے بیزار ہو جائیے' جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے بیزار ہو گئے تھے۔

حدیث: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ :

قرآن: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَ لَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (التوبۃ ۹: ۱۱۳)

ترجمہ: اس نبی اور مومنوں کو یہ روا نہیں کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں' اگرچہ وہ مشرکین رشتہ دار ہی ہوں۔ جب ان پر یہ بات ظاہر ہوجائے کہ وہ مرے ہوئے دوزخی ہیں .... نازل ہوئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

حدیث: أُمِرْتُ أَنْ لَا أَسْتَغْفِرَ لِمَنْ مَاتَ مُشْرِكًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی مغفرت نہ مانگو جو شرک پر مرا ہو۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آکر کہا :

یارسول اللہ! میرا باپ کہاں ہے؟ جنت میں یا دوزخ میں؟

آپؐ نے فرمایا : دوزخ میں ہے۔

پھر وہ آدمی رنجیدہ خاطر ہوکر واپس جارہا تھا تو آپؐ نے اس کو واپس بلایا اور فرمایا کہ : "میرا باپ بھی اور تیرا باپ بھی جہنم میں ہیں"۔ کیونکہ زمانۂ فترت کے اہل عرب نے دعوت ابراہیمی کے خلاف زندگی گزاری۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۴)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حاصل حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے حق میں دعا کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے قبول نہ فرمایا۔

- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے حق میں دعائے مغفرت کی، وہ بھی نہ مانی گئی۔
- حضرت محمد ﷺ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا کے حق میں دعائے مغفرت کی۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو منع کر دیا گیا۔
- اسی طرح آپ نے اپنی اماں جان کے حق میں دعائے مغفرت کی۔ اس سے بھی آپ کو روکا گیا۔ لیکن اس کے برعکس:

حدیث جب آپ ﷺ نے ابوسفیان، حارث بن ہشام، سہیل بن عمروؓ اور صفوان بن امیہ پر لعنت اور بددعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آیت: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (آل عمران-۳: ۱۲۸) نازل فرما کر ان لوگوں کے متعلق بددعاء کرنے سے روک دیا۔ فَنَهَىٰ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدُّعَاءِ عَلَيْهِمْ۔ اور جن کے حق میں آپ بددعاء کر رہے تھے فَتِيبَ عَلَيْهِمْ كُلِّهِمْ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے مشرف باسلام کر دیا۔ (در منثور ج ۲ ص ۳۱۲)

حدیث اسی طرح ایک مرتبہ آپ نمازِ فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قومہ میں قبیلہ مضر، لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ کے حق میں بآوازِ بلند بددعائیں کرتے رہے۔ پھر جب آیت: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ نازل ہوئی تو آپ نے بددعاء کرنا چھوڑ دیا۔ (در منثور ج ۲ ص ۳۱۳)

حدیث اسی طرح ایک قریشی آدمی کے حق میں آپ نے لعنت کی اور بددعاء کی۔ اسی آیت سے آپ کو اس کی بددعاء سے روکا گیا۔ آخر کار وہ بھی مشرف باسلام اور پکا مسلمان ہو گیا۔

- شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے موضح قرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ: اس آیت میں پیغمبر علیہ السلام سے فرمایا کہ بندے کو اختیار نہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہر قسم کے اختیارات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔

حدیث نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ میری امت پر قحط کا ایسا عذاب نہ آئے جس میں سب ہلاک ہوجائیں اور طوفان نہ آئے جس میں سب غرق ہوجائیں۔ یہ دونوں باتیں تو اللہ تعالیٰ نے منظور کرلیں۔ اور میں نے یہ دعاء بھی کی تھی کہ میری امت میں آپس کا تفرقہ اور پھوٹ نہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ دعاء قبول نہیں فرمائی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۰۴ عن سعد بحوالہ صحیح مسلم)

○ ابو الانبیاء خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے وعدہ فرمایا تھا: لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ (طٰہٰ۔ ۲۰: ۴) میں تمہارے لیے استغفار تو ضرور کروں گا کہ وہ تمہیں زندگی ہی میں راہِ ہدایت نصیب فرمائے جس سے تیرے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں۔ مگر یہ بات ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے آگے کسی بات کا اختیار نہیں کہ میں اس سے اپنی دعاء عرض داشت خواہ مخواہ قبول کرا ہی لوں۔ مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور صرف درخواست کرسکتا ہوں۔ نفع و نقصان کا مجھے اختیار نہیں یہ اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے وہ اگر چاہے تو میری درخواست قبول فرما کر تمہیں بخش دے گا ورنہ میں اس سے زبردستی تمہاری بخشش نہیں کرا سکتا۔

○ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ صریحہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام مختارِ کل نہ تھے۔ کیونکہ مختارِ کل کو کسی کے سامنے دستِ دعا دراز کرنے کی قطعًا ضرورت نہیں ہوتی۔ اور انبیاء کرام خصوصًا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنا اس بات کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ آپؐ مختارِ کل نہیں تھے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

○ حضرت ابو بکر سرخسیؒ نے اصول سرخسی ج ۱ ص ۱۲۳ میں لکھا ہے: مشیتِ تامہ اور اختیارِ کامل عبد کو اصلاً ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اختیارِ کامل ربوبیت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان: رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ (اَلْقَصَصْ-۲۸: ۶۸) کا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت بلند و بالا ہے کہ اس کے اختیارات میں کوئی اس کا رفیق ہو۔

○ امام طحاویؒ نے مشکل الآثار ج ۱ ص ۸۹ میں ایک حدیث بیان فرمائی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ باریاں بنائی تھیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ "یہ باریاں بنانا تو میرے اختیار میں تھا اور قلبی لگاؤ بعض کی طرف ہونا میرے بس سے باہر ہے اس میں مجھے ملامت نہ کرنا"۔ اس حدیث کے تحت حضرت امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے: "و ھو غیر ملوم فی ذلك اذ كان ذلك مما لا فعل (اختيار) له ﷺ فیه" کہ آپؐ کو قلبی میلان کی وجہ سے ملامت نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ ان امور میں سے ہے جن میں آپؐ کو کوئی اختیار نہیں۔

○ امام ابو یوسف (تلمیذ ابی حنیفہؒ) نے کتاب الخراج ص ۴۸ و ۴۹ میں تحریر فرمایا ہے: "حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چیزوں کا سستا اور مہنگا ہونا من جانب اللہ ہوتا ہے۔ ہمیں جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قضاء و قدر میں دخل دیں"۔

○ مصباح المنیر ص ۱۳۹ میں ہے: تمام مخلوقات مخلوق کے کسی ایک فرد کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ یعنی مخلوق میں سے کوئی بھی مختارِ کل نہیں ہوسکتا ہے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہر چیز میں تصرف کا اختیار ہو۔

○ الصارم المکی ص ۲۴۵ میں ہے: انبیاء اور رسل کا اپنی اپنی امتوں کو نفع پہنچانا ہدایت، ارشاد اور تعلیم کے ذریعے اور ان چیزوں کے ذریعے ہوتا ہے جو اس کے معین اور امدادی ہوں۔ رہا ان کے ماسوا نفع و ضرر، سو اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا۔

اقوالِ اولیاء و صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

○ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مکتوبات دفتر اول حصۂ چہارم ص ۱۱۴ میں لکھا ہے: "انبیاء کرام علیہم السلام مراعاتِ اسباب می نمایند و تفویضِ امر بحضرتِ حق می فرمایند"۔ یعنی انبیاءِ کرام علیہم السلام اسباب کی رعایت کرتے ہیں۔ اور اپنے کام حضرتِ حق تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔

○ نیز آپ نے دلیل العارفین ص ۲۴ میں تحریر فرمایا ہے: "حضرت رسالت پناہ آرزوئے دیدنِ اصحابِ کہف کرد۔ فرمان آمد کہ ما حکم کردیم کہ تُو در دنیا ایشاں را نہ بینی"۔ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ کہف کے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ ہم حکم کر چکے ہیں کہ آپؐ اس دنیا میں اصحابِ کہف کو نہ دیکھیں گے۔

○ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے اپنی مایۂ ناز تصنیف "سیفِ چشتیائی" ص ۵۴ میں تحریر فرمایا ہے: هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل ۱۷: ۹۳) میں بذاتِ خود نہیں ہوں مگر اس کا بندہ بھیجا ہوا ہوں۔ لہٰذا ان امور کے سوال کرنے کا بھی بغیر اجازت اس کی کے مختار نہیں ہوں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

غیر مسلموں کا عقیدہ

❶ غیر مسلم مسیحیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مختارِ کل ہیں۔ اور اس عقیدۂ بد کو درست ثابت کرنے کے لیے انھوں نے کلامِ الٰہی میں جو تحریف کی ہے اس کے چند نمونے سطورِ ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

١ انجیل متی ۲۸ : ۱۸ میں ہے : "یسوع نے پاس آکر ان سے باتیں کیں اور کہا کہ آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے"۔

فائدہ اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو کل اختیار ذاتی طور پر نہیں بلکہ یہ اختیار ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ عقیدہ بھی مشیت الٰہی اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔

٢ "باپ نے سب چیزیں میرے ہاتھ میں کر دی ہیں" (یوحنا ۱۳ : ۳)

٣ "میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا ہے"۔ (لوقا ۱۰ :)

٤ "اس نے اٹھ کر ہوا کو اور پانی کے زور شور کو جھڑکا اور دونوں تھم گئے اور امن ہو گیا"۔ (لوقا ۸ : ۲۴)

٥ "یہ تو ہوا اور پانی کو حکم دیتا ہے اور وہ اس کی مانتے ہیں"۔ (لوقا ۸ : ۲۵)

٦ "اے یسوع خدا کے بیٹے ۔۔۔۔ تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے عذاب میں نہ ڈال"۔ (لوقا ۸ : ۲۸)

٧ "اس کا کلام اختیار سے تھا"۔ (لوقا ۴ : ۳۲)

٨ "وہ اختیار اور قدرت سے ناپاک روحوں کو حکم دیتا ہے اور وہ نکل جاتی ہیں"۔ (لوقا ۴ : ۳۶)

٩ "ابن آدم کو زمین پر گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار ہے"۔ (مرقس ۲ : ۱۰)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۱۰ "پس ابن آدم سبت کا بھی مالک ہے"۔ (مرقس ۳:)

۱۱ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بنی آدم کے سب گناہ اور جتنا کفر وہ بکتے ہیں معاف کیا جائے گا"۔ (۳: ۲۸)

۱۲ یوحنا: ۱۷ و ۱۸ میں ہے یسوع نے کہا: "کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور پھر اسے لینے کا بھی اختیار ہے"۔

۱۳ حقیقی عرفان ص۸۱ میں ہے: "خداوند عیسیٰ یسوع جس کا اختیار کل آسمان زمین پر ہے جو ہر ایمان دار کو نجات بخشتا ہے"۔

۱۴ اور ص۲۲ میں ہے: "مسیح باختیارِ خود قدرت دکھاتا رہا"۔ یوحنا: ۱۷ و ۱۸ میں ہے: "یسوع نے کہا کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور پھر اسے لینے کا بھی اختیار ہے یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا ہے"۔

❷ اسی طرح ہندو بھی اپنے رسولوں کے بارے میں مختارِ کل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ مثلاً:

۱ کفر توڑ ص۲۶ میں ہندؤں کا عقیدہ لکھا ہے کہ: "کھر پیدا کرنا وغیرہ رشی (رسول) کے اختیار میں ہوتا ہے"۔

۲ نیز ہندؤں کا عقیدہ ہے کہ: "برہما، بشن، مہادیو تینوں دیوتے مظہر اور نائبِ خدا بلکہ ایک خدا کے تین خدا اور بالکل حاکم و مختار سارے جہان کے ہیں"۔ (تحفۃ الہند ص۹)

❸ اسی طرح اہلِ تشیع کے آغاخانی فرقے سے تعلق رکھنے والوں کا عقیدہ ہے: "پیر شاہ ہمارے گناہ بخش دیتے ہیں"۔ (آغاخانیت سبق ۴ ص۱۲)

❹ اسی طرح اہلِ تشیع کے اثنا عشری فرقے سے تعلق رکھنے والوں کا اپنے اماموں کے بارے میں عقیدہ ہے کہ وہ "تحلیل و تحریم کا اختیار رکھتے ہیں"۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جیسا کہ اصول کافی ج ۱ ص ۴۴۱ میں ہے:

۱ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يَزَلْ مُتَفَرِّدًا بِوَحْدَانِيَّتِهِ ثُمَّ خَلَقَ مُحَمَّدًا وَ عَلِيًّا وَ فَاطِمَةَ فَمَكَثُوا أَلْفَ دَهْرٍ ثُمَّ خَلَقَ جَمِيعَ الْأَشْيَاءِ فَأَشْهَدَهُمْ خَلْقَهَا وَ أَجْرَى طَاعَتَهُمْ عَلَيْهَا وَ فَوَّضَ أَمْرَهَا إِلَيْهِمْ فَهُمْ يُحِلُّونَ مَا يَشَاءُونَ وَ يُحَرِّمُونَ مَا يَشَاءُونَ۔

ترجمہ واقعی اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت میں منفرد ہے پھر اس نے محمد ﷺ، علی اور فاطمہ کو پیدا کیا۔ ایک ہزار سال تک یونہی رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزیں پیدا کیں۔ اور پیدا کرتے وقت ان تینوں کو گواہ بنایا اور ان تینوں کی اطاعت و فرمان برداری ان چیزوں پر فرض کی اور یہ تمام چیزیں ان تینوں کے سپرد کردیں۔ اب وہ جو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں۔

۲ اسی طرح اصول کافی ج ۱ ص ۴۳۸ میں عبداللہ بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ سے "امام" کے بارے میں دریافت کیا کہ: کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف تمام چیزیں تفویض فرمادی ہیں جیسا کہ حضرت سلیمان بن داؤد کی طرف تمام امور تفویض فرمادیے۔ تو انھوں نے جواب میں فرمایا کہ "ہاں"۔

○ نیز ان کا عقیدہ ہے کہ: "موت و حیات ائمہ کے اختیار میں ہے"۔

جیسا کہ اصول کافی ج ۱ ص ۲۵۸ میں ہے:

۳ إِنَّ الْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يَعْلَمُونَ مَتَى يَمُوتُونَ وَ أَنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ إِلَّا بِاخْتِيَارٍ مِنْهُمْ۔

ترجمہ اس میں شک نہیں کہ ائمہ علیہم السلام جانتے ہیں کہ وہ کب مریں گے اور یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے اختیار کے ساتھ مرتے ہیں۔

۵ حضرت میر سید سند رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شرح مواقف ص ۷۵۴ میں تحریر فرمایا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہے کہ فرقہ مفوضہ سے تعلق رکھنے والوں کا عقیدہ ہے :

١ اِنَّ اللّٰهَ فَوَّضَ خَلْقَ الدُّنْيَا اِلٰى مُحَمَّدٍ اَىْ خَلَقَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا وَفَوَّضَ اِلَيْهِ خَلْقَ الدُّنْيَا فَهُوَ الْخَلَّاقُ لَهَا وَلِمَا فِيْهَا.

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو پیدا فرما کر تمام دنیا کی پیدائش آپ کے سپرد کر دی۔ چنانچہ اب دنیا و مافیہا کے خالق آپ ہیں۔

٢ غُنْيَةُ الطَّالِبِيْن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے کہ: "فرقہ مفوضہ والے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تدبیر ائمہ کو سونپ دی ہیں اور نبی پاک کو جہان کے پیدا کرنے اور اس کی تدبیر کرنے کی قدرت عطا کر دی ہے"۔

خلاصۃ الکلام

○ ماحصل اس تمام بحث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی خالق ارض و سما، رب کل شئ، قادر علی الاطلاق، واحد قہار، با اقتدار، یگانہ ذات ہے جسے تمام امور میں کلی اختیار ہے۔ خواہ تکوینی ہوں یا تشریعی۔ کوئی نبی اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام نہیں کر سکتا اور نہ اس کی حرام کردہ چیز کو حلال کر سکتا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن لَا يُشْرِكُ فِىْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا (اَلْكَهْفُ-١٨:٢٦)

ترجمہ وہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا تکوینی ہو یا تشریعی۔

○ وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (١٤:٢٧)

○ وہ جو چاہتا ہے وہی حکم دیتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (٥:١)

○ حکم اسی کا چلتا ہے۔ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ (اَلْاَنْعَام-٦:٦٢)

○ اس کے حکم کو کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (اَلرَّعْد-١٣:٤١)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ وہ آپ ہی چاہے تو حکم منسوخ کردے یا باقی رکھے۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ (الرَّعْد۔۱۳: ۳۹)

○ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا:

قرآن اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (الْاَنْعَام۔۶: ۱۰۷)

ترجمہ یارسول اللہ! قرآن مجید جو آپؐ کے رب کی طرف سے آپؐ کی طرف وحی کے ذریعے بھیجا گیا ہے' اسی کی ہدایت پر چلے جاؤ۔

قرآن ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الْجَاثِيَة۔۴۵: ۱۸)

ترجمہ پھر اے نبی! ہم نے آپؐ کو دین کی ایک شریعت یعنی (اسلام) پر لگادیا ہے۔ تو آپؐ اسی رستے پر چلے چلو۔ اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جن کو ان باتوں کا علم نہیں۔ کیونکہ:

قرآن اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا (الْجَاثِيَة۔۴۵: ۱۹)

ترجمہ اللہ کے مقابلے میں یہ لوگ آپؐ کے کچھ کام نہیں آئیں گے۔ اس لیے:

قرآن فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپؐ پر اتارا ہے آپؐ بھی اسی کے مطابق ان لوگوں میں حکم دیں۔ اور جو حق بات آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچی ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ بلکہ:

قرآن قَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (النِّسَآء۔۴: ۸۳)

ترجمہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان کے ساتھ قتال کریں۔

○ ان آیات سے صاف معلوم ہوا کہ آپؐ کو اپنی طرف سے احکام شرعیہ میں فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ اسی لیے آپؐ وحی کی انتظار میں رہتے تھے۔ اس کے بغیر آپؐ فیصلہ نہ فرماتے تھے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی دعاؤں کے ذریعے ہاتھ پھیلا پھیلا کر درخواستیں پیش کرتے۔ اور اُمت کے حق میں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

دعائیں فرماتے۔ آگے اللہ تعالیٰ کی مرضی' قبول کرے یا نہ کرے۔ بلکہ بسا اوقات بعض دعاؤں سے آپؐ کو منع بھی کیا گیا۔ اور زیادہ تر دعائیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائیں۔ بلکہ بعض احکام ایسے ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کی نسبت زیادہ پابند ہیں۔ اور اُمت پر تخفیف کی گئی۔ مثلاً: تہجد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (بنی اسرائیل ۱۷-۷۹)

ترجمہ یا رسول اللہ! آپؐ رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھ لیا کریں۔ جو آپؐ کے حق میں ایک زائد جانی عبادت ہے۔ (خواہ بطور زائد فرض کے خواہ بطور نفل کے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبؐ کے ثواب کی کثرت منظور ہے)

- اور اسی طرح قربانی کا حکم دیا اور فرمایا: وَانْحَرْ (الکوثر ۱۰۸-۲) کہ اپنے رب کے نام کی قربانی کریں جو مالی عبادت ہے۔
- اسی طرح آپؐ پر ہر نماز کے وقت وضو فرض تھا۔ خواہ پہلے وضو ہو۔ پھر وضو ہونے کی صورت میں آپؐ کے لیے صرف مسواک کرنے کا حکم ضروری ہوا۔ اور اُمت پر اسی وقت وضو فرض ہے جب بے وضو ہو۔
- اور بعضے احکام ایسے ہیں جن کے کرنے کی آپؐ کو رخصت تھی' امت کو منع ہیں۔ جیسے بیک وقت چار سے زائد بیویاں رکھنا اُمت پر حرام ہے۔ مگر آپؐ کو نو بیویوں تک اجازت تھی۔
- اس طرح اگر کوئی عورت آپؐ کو تن بخشی کرے تو اس سے بغیر مہر کے نکاح جائز تھا۔ جیسا کہ ارشادِ باری اللہ تعالیٰ ہے:

قرآن وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الاحزاب ۳۳-۵۰)

ترجمہ اور کوئی سی مسلمان عورت اگر مفت میں یعنی بغیر مہر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنا چاہے تو وہ پیغمبر کے نکاح میں آسکتی ہے۔ بشرطیکہ نبی کریم

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نکاح میں لینا چاہیں۔ اور یا رسول اللہ! یہ بات خاص آپ ہی کے لیے ہے۔ عام مسلمانوں کے لیے نہیں۔ کیونکہ :

○ اُمت کے کسی فرد کو جائز نہیں کہ جو عورت تن بخشی کرے تو مرد بغیر مہر کے اس کے ساتھ نکاح کر لے۔ بلکہ نکاح کے لیے مہر مقرر کرنا فرض ہے۔ اگرچہ بعد میں عورت معاف ہی کر دے۔

○ اسی طرح روزہ وصال کا رکھنے کی آپ کو رخصت تھی۔ اور اُمت کو روزۂ وصال سے منع کیا گیا۔ بہرحال سب احکامِ الٰہیہ کے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اختیارِ کلی کسی کو نہیں۔

○ نیز قرآن مجید کی کسی آیت میں اور کسی حدیث صحیح میں یہ نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حلال حرام کا اختیار دیا ہے۔

❻ الخالق

○ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ مختصہ میں سے ایک مخصوص صفت "خلق" ہے۔ یعنی کتمِ عدم میں سے نکال کر عالمِ وجود میں لانا۔ اس لیے اس کا نام "الخالق" ہے۔ آسمان زمین اس نے بنائے عرش اس نے بنایا' خلق الانسان انسان کو اس نے بنایا' خلق الجان جنات کو اس نے بنایا' فرشتوں کو اس نے بنایا' والانعام اور چوپائے اس نے بنائے۔ درندے' پرندے اس نے بنائے' بحروبر اس نے بنائے' چاند' سورج' ستارے اس نے بنائے' پہاڑ اس نے بنائے' رات دن اس نے بنائے' روشنی اور اندھیرے اس نے بنائے۔ الغرض ہر ہر چیز اس نے بنائی۔ خلق کل شئی (۶:۱۰۱) خالق کلشئ (۶:۱۰۲) اس وصف میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

قرآن ھذا خلق اللہ فاروني ماذا خلق الذين من دونہ (۳۱:۱۱)

ترجمہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہوئی اب مجھے دکھاؤ کہ اس اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو ہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

انھوں نے کیا چیزیں پیدا کی ہیں۔ پھر فرمایا:

افمن یخلق کمن لا یخلق (۱۶ : ۱۷)

اچھا تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اسی جیسا ہو جائے گا جو پیدا نہیں کر سکتا۔

مکہ کے مشرک بھی مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں۔

(دیکھیے: ۱۰ : ۳۱، ۴۳ : ۹، ۸۷)

رب العٰلمین

یہ صفت بھی خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ آسمان زمین کا رب وہی ہے 'عرش عظیم اور انسانوں کا رب وہی ہے۔ الغرض وہی ہے ھو رب کل شئ (۶ : ۱۶۴) اور وہی ہے ہر چیز کا رب یعنی اس کی ربوبیت جزوی اور ناقص نہیں۔ کوئی صفت کائنات' کوئی شعبۂ موجودات اس کی ربوبیت سے خارج نہیں ربوبیت کے معنے ہیں کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف دھیمے دھیمے نشوو نما دیتے رہنا تا آنکہ وہ حدِ کمال تک پہنچ جائے۔

الصمد

صمدیت بھی اللہ تعالیٰ کی صفتِ مختصہ ہے۔ جس کے معنے ہیں وہ سید الکل جو کسی کا محتاج نہیں اور سب مخلوق اسی کی محتاج ہے۔ اس کی سیادت کامل اس کی عظمت کامل اور ہر قسم کی بزرگی کامل اور یہ شان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں ممکن نہیں۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ھو المستغنی عن کل احد المحتاج الیہ کل احد

الحی الذی لا یموت

وہ ایک ہی ذات ہے جو ازلی ابدی زندہ ہے اس کی زندگی دوسری صفات کی طرح ذاتی ہے۔ کسی کی عطا کردہ نہیں اور موت نہ تو اس پر کبھی طاری ہوئی اور نہ کبھی ہوگی۔ اس کی موت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا' یعنی دائم البقاء زندہ نہ میرندہ ہے۔ اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ کوئی خدا بھی ہو اور ساتھ ہی فانی بھی ہو۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

⑩ القیوم

○ وہ جو بذاتِ خود قائم ہے۔ اور دوسری چیزوں کو کامل طور پر اپنی مشیت کے قائم رکھنے والا ہے۔ اور سب کو سنبھالے ہوئے ہے اس کے سب محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ انتظامِ عالم کو برقرار رکھنے والا رازق حافظ۔ ایک آن بھی کسی چیز کا قیام اس کی قیومی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ ابو البقاءؒ نے اپنی کلیات میں تحریر فرمایا ہے کہ قیومیت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی صفت نہیں۔

⑪ الرزاق

○ یہ صفت بھی خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ مکہ کے مشرک بت پرست بھی مانتے تھے کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رازق نہیں۔ (یونس) کہ تمام مخلوق کو روزی عطا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

قرآن اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ (۶۷ : ۲۱)

ترجمہ بھلا وہ کون ہے جو تمھیں روزی پہنچا سکے اگر وہ اپنی روزی بند کرلے۔

قرآن اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ (۵۱ : ۵۸)

ترجمہ اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کو روزی دینے والا ہے قوۃ والا مضبوط ہے۔

⑫ الوہاب۔ داتا

○ وہ ذات جو بغیر استحقاق کے اور بغیر غرض اور عوض کے بے انتہا نعمتیں عطا کرے۔ اگرچہ منعم علیہ اس کا انکار کرے یا گالیاں دے۔ یہ صفت بھی خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ مخلوق میں سے کوئی اس صفت کے ساتھ متصف نہیں ہوسکتا۔

○ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

○ بیشک تو ہی ہے عطا فرمانے والا۔ اولاد بھی وہی بخشتا ہے۔

قرآن يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ط (۴۲ : ۴۹-۵۰)

ترجمہ جس کو چاہے اولاد مادہ دے اور جس کو چاہے اولادِ نرینہ دے یا ان کو نر و مادہ کی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

صورت میں جمع کردے اور جس کو چاہے لاولد رکھے۔ اس کی قوت بھی غیر محدود ہے جس کو جب اور جس طرح چاہے پیدا کرے۔

الفتاح ______ مشکل کشا

○ یہ صفت بھی خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اسی طرح کاشف الضر بھی خاص صفت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ کاشف الضر کے معنے ہیں دکھ دور کرنے والا ضرر کی گھٹا دور کرنے والا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ (۳۵ : ۲)

ترجمہ اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے کوئی اس کا بند کرنے والا نہیں اور جو وہ بند کردے اس کے بعد کوئی اس کا جاری کرنے والا نہیں۔

قرآن وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۱۰ : ۱۰۷)

ترجمہ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے تکلیف دے تو کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں بجز خود اسی کے اور اگر وہ تجھے راحت پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کا ہٹانے والا نہیں وہ اپنا فضل بندوں میں سے جس پر چاہے کردے۔

قرآن اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۚ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (۲۷ : ۶۲)

ترجمہ کون ہے جو بے قرار کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کردیتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے۔

قرآن قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۚ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۳۹ : ۳۸)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترجمہ: یارسول اللہ! ان کفار سے فرما دیں کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اللہ کے سوا تم جن کو پکارتے ہو اگر اللہ مجھے تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کی دی ہوئی تکلیف دور کر سکتے ہیں، یا اللہ مجھ پر عنایت کرنا چاہے تو یہ اس کی عنایت کو روک سکتے ہیں۔

⑭ **المعز المذل**

○ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

قرآن: وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ (۳: ۲۶)

ترجمہ: تو جسے چاہے عزت دے اور تو جسے چاہے ذلت دے۔

قرآن: سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (۳۷: ۱۸۰)

ترجمہ: پاک ہے تیرا رب عزت والا اور بچاہ ان باتوں سے جو کافر کیا کرتے ہیں۔

○ اب مخلوق میں سے کسی بزرگ ہستی کو "لجپال" کہنے کا مطلب ہے کہ وہ اسے "رب العزت" تسلیم کرکے صریح کفر و شرک کا مرتکب ہو رہا ہے۔

⑮ **المتکبر**

○ بڑائی اور کبریائی والا ہر ایسی چیز سے برتر ہے جو اس کی شان جلال و جمال کے لائق نہیں۔ یعنی وہ ذات جس کے آگے مخلوق کی ساری عظمتیں ہیچ ہیں اور جس کی تحقیر یا تصغیر کا وہم تک بھی نہیں کیا جا سکتا۔ عظمت و کبریائی خاص اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اس میں کسی فرد مخلوق کو ذرہ برابر مجازاً بھی شرکت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قرآن: وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۴۵: ۳۷)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں بس اسی کے لیے بڑائی ہے اور اس میں کوئی شریک و سہیم نہیں نہ زمین میں، نہ آسمان میں اور نہ کائنات کے کسی گوشہ میں۔ اور وہی زبردست ہے حکمت والا۔

⑯ **الجبار**

○ اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے ایک صفت الجبار ہے۔ یعنی اپنی مخلوق کے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کام درستی سے کرنے والا اور بہتری کے ساتھ ان میں تصرف کرنے والا۔ شکستہ حال کو درست کرنے والا۔ دباؤ والا۔ (۵۹ : ۲۳)

○ لیکن ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن وَمَآ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِجَبَّارٍ (۵۰ : ۴۵)

ترجمہ آپؐ ان پر جبر کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

○ ان مخصوص صفاتِ الٰہیہ میں سے کسی ایک کا اطلاق مخلوق میں سے کسی ایک ہستی پر اگرچہ عطائی سمجھ کر کیا جائے' یہ شرک کہلائے گا۔ یہ مشرک آج تو کہتے ہیں کہ ان صفات کا بزرگ ہستیوں میں ماننا عین اسلام ہے اور نہ ماننے والا گستاخ اور کافر ہے۔ مگر قیامت کے دن یہی مشرک قسم کھا کر کہیں گے:

قرآن تَاللّٰهِ اِنۡ كُنَّا لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍۙ اِذۡ نُسَوِّيۡكُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (۲۶ : ۹۷-۹۸)

ترجمہ اللہ کی قسم ہم تو دنیا میں صاف گمراہی میں تھے۔ جب ہم تم کو سارے جہان کے مالک کے برابر سمجھتے تھے۔

قرآن وَشَهِدُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰفِرِيۡنَ (۷ : ۳۷)

○ اور اپنے خلاف خود گواہی دیں گے یعنی اقرار کریں گے کہ واقعی وہ کافر تھے۔

○ اور ان بزرگ ہستیوں میں مخصوص صفاتِ الٰہیہ کا انکار کرنے سے ان کی گستاخی لازم نہیں آتی۔ بلکہ یہ مخصوص صفاتِ الٰہیہ ان ہستیوں میں ماننے سے اللہ تعالیٰ کی گستاخی بھی لازم آتی ہے۔ اور قرآن و حدیث کا انکار بھی لازم آتا ہے۔ اور ان بزرگ ہستیوں کی گستاخی اور ہتکِ عزت بھی لازم آتی ہے۔ جیسے کوئی مغلوب کو کہے کہ یہ بڑا شیر یا رستمِ زمان ہے۔ یا کسی کم علم کو کہے کہ یہ علامۃ الدہر ہے۔ یا کسی کم مایہ کو رئیسِ اعظم کہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قرآن اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۳ : ۳۳-۳۴)

ترجمہ اس میں شک نہیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے آدم نوح خاندان ابراہیم اور خاندان عمران (علیہم السلام) کو سارے دنیا جہان پر برگزیدہ کیا ہے۔ اور ہیں تو ایک دوسرے کی اولاد۔ مگر ہر کسی کی سننا اور تمام کے حالات سے واقف ہونا یہ ان کی صفت نہیں۔ کیونکہ ایک اللہ ہی وہ ذات ہے جو ہر ایک کی آواز کو سنتا ہے اور ہر چیز کا عالم ہے۔ حتیٰ کہ دل کے اندر کے تمام جذبات اور خیالات کو بھی جانتا ہے۔ اور اسی کی صفت ہے:

قرآن اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۱۱ : ۵)

ترجمہ وہ لوگوں کے دلوں کے اندر کی باتوں سے بھی واقف ہے۔

○ اگر کہیں کہ برگزیدہ ہستیوں کو بھی دل کی باتوں کا ہمہ وقت علم رہتا ہے تو اس میں اللہ کی توہین بھی ہوئی اور قرآن مجید کی آیات کا انکار بھی ہوا۔ اور ان بزرگ ہستیوں کے ساتھ مزاق اور ان کی ہتک عزت بھی ہوئی۔ اسی کو اہلِ علم کی اصطلاح میں کہتے ہیں: اَلذَّمُّ بِمَا يُشْبِهُ الْمَدْحَ یعنی تعریف کے رنگ میں کسی کی مذمت کرنا۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ تِلْكَ الْهَفَوَاتِ

تتمہ

○ اب تک تو اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا بیان ہوا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ مخلوق میں نہیں ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کی بعض ایسی صفات کا بیان ہوگا جن میں سے کچھ محدود حصہ مخصوص وقت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بعض کو عطا فرمایا ہے۔ تو وہ جب چاہے وہ صفت اس سے چھین لے۔ مثلاً:

❶ اللہ تعالیٰ ذِی انسان کو حیات عطا فرمائی ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا (۱۹ : ۶۷)

ترجمہ کیا آدمی اس وقت کو یاد نہیں کرتا کہ ہم نے پہلے اس کو پیدا کیا تھا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔ پھر کچھ مدت تک زندہ رکھ کے زندگی چھین لے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن: وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۔ (۲۲: ۶۶)

ترجمہ: اور اللہ وہ ذات ہے جس نے تمھیں زندہ کیا۔ پھر تمھیں مارے گا۔ پھر تمھیں زندگی دے گا۔

○ انسان کی زندگی محدود وقت کے لیے ہوئی۔ نہ ابدی ہے نہ ازلی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہے زندہ رکھے گا۔ اور جب چاہے گا زندگی چھین لے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی زندگی ذاتی ہے۔ کسی کی عطا کردہ نہیں۔ ازلی ابدی ہے جس کی موت کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن: الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ (۲۵: ۵۸)

ترجمہ: وہ زندہ اور دائم البقاء ہے جس کو موت نہیں۔

● اسی طرح علم ایسی صفت ہے جو پہلے انسان میں نہ تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن: وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا (۱۶: ۷۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا۔ اور اس وقت کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے علم کے اسباب بنائے۔ جیسا کہ فرمایا:

قرآن: وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ (۱۶: ۷۸)

ترجمہ: اور تم کو کان دیے سننے کے لیے اور آنکھیں دیں دیکھنے کے لیے اور دل دیے سمجھنے کے لیے۔

○ پھر یہ علم بھی محدود ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد بعض سے وہ علم چھین لیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن: وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (۱۶: ۷۰)

ترجمہ: اور کچھ تم میں سے ایسے بھی ہیں۔ جنھیں نکمی اور ناکارہ عمر تک پہنچایا جاتا ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اچھا بھلا علم والا ہونے کے بعد ایسا ہو جاتا ہے کہ کچھ بھی نہیں جان سکتا۔ واقعی اللہ ہی وہ ذات ہے جو ذاتی طور پر ازلی ابدی علم رکھنے والا ہے۔ اور سب قدرتیں رکھتا ہے۔

○ اور کل اشیاء کا علم اللہ تعالیٰ کی ذاتی ازلی ابدی غیر محدود اور لازوال صفت ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

④ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۲۴ : ۳۵_۶۴ و ۴۹ : ۱۶ و ۶۴ : ۱۱ و ۲ : ۲۸۲ و ۴ : ۴۰
۲ : ۲۹ و ۶ : ۱۰۱ و ۵۷ : ۳ ۸ : ۷۵ و ۹ : ۱۱۵ و ۲۹ : ۶۲ ۴۲ : ۱۲)

⑤ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۳۳ : ۴۰ و ۴۸ : ۲۶ (۳۳ : ۵۴)

⑥ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ (۲۱ : ۸۱)

⑦ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (۱۶ : ۸۰ ۷ : ۸۹ ۲۰ : ۹۸)

⑧ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا (۴۰ : ۷)

⑨ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (۶۵ : ۱۲)

⑩ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (۷۲ : ۲۸)

● اسی طرح قدرت ایک ایسی صفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہے، مگر محدود۔ جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

قرآن وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ (۳۴ : ۱۰)

ترجمہ ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو بھی ملائم کر دیا تھا۔ کہ اس کی اچھی پوری پوری زرہیں بناؤ۔ اور کڑیوں کے جوڑنے میں اندازہ مناسب کا خیال رکھو۔ نیز فرمایا:

قرآن وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ (۲۱ : ۸۰)

ترجمہ اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے تم لوگوں کے لباس جنگ یعنی زرہ کا بنانا بھی سکھا دیا تھا۔ تاکہ تم کو ایک دوسرے کی زد سے بچائے۔

○ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قرآن وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ (۲۱ : ۸۱)

ترجمہ اور ہم نے زور دار ہوا کو بھی سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا کہ وہ ان کے حکم سے ملک شام کی طرف کو چلتی۔ جس میں ہم نے طرح طرح کی برکتیں دے رکھی تھیں۔

① لیکن اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے' جو ذاتی ازلی ابدی غیر محدود اور لازوال۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

(۱) عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۲ : ۲۸۴ ـ ۳ : ۲۹ ـ ۱۸۹ ـ ۵ : ۱۹ ـ ۴۰ ـ ۸ : ۴۱ ـ ۹ : ۳۹ ـ ۵۹ : ۶ ـ ۲ : ۲۰ ـ ۱۰۶ ـ ۱۰۹ ـ ۱۴۸ ـ ۲۵۹ ـ و ۳ : ۱۶۵ ـ ۱۶ : ۷۷ ـ ۳۳ : ۴۵ ـ ۲۹ ـ ۲۰ : ۳۵ ـ ۱ : ۶۵ ـ ۶۱۲ : ۵۱۷ : ۱۲۰ ـ ۱۱ : ۴ ـ ۳۰ : ۵ ـ ۴۲ : ۹ ـ ۵۷ : ۲۲۲ : ۶ ـ ۴۱ : ۳۱ ـ ۴۶ : ۳۳۳ : ۲۴ ـ ۶۶ : ۸)

(۲) وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا (۳۳ : ۲۷ ـ ۴۸ : ۲۱)

(۳) وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا (۱۸ : ۴۵)

❷ اسی طرح حاضر و ناظر ہونا ہر شے پر اللہ تعالیٰ کی ذاتی ازلی ابدی غیر محدود اور لازوال صفت ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

(۱۱) عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (۵۸ : ۶ ـ و ۸۵ : ۹ ـ ۳۴۷ : ۴۴۳ ـ ۴۱۱۷ : ۶۳)

(۱۲) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا (۳۳ : ۵۵ و ۴ : ۳۳)

❺ اسی طرح کارسازی اللہ تعالیٰ کی ذاتی ازلی ابدی اور غیر محدود صفت ہے۔

(۱۳) عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (۱۱ : ۶۱۲ : ۱۰۲ و ۳۹ : ۶۲)

❻ اسی طرح مخلوق کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ کی ذاتی ازلی ابدی اور غیر محدود صفت ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

(۱۴) اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ (۱۱ : ۵۷ ـ ۳۴ : ۲۱)

❼ اسی طرح احاطہ علمی اللہ تعالیٰ کی ذاتی ازلی ابدی اور غیر محدود صفت ہے۔

(۱۵) اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (۴۱ : ۵۴)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

(۱۶) وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا (۴ : ۱۲۶)

❽ اسی طرح ہر چیز کو دیکھنا اللہ تعالیٰ کی ذاتی ازلی ابدی اور غیر محدود صفت ہے۔

(۱۷) إِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ (۶۷ : ۱۹)

❾ اسی طرح مخلوق کی نگرانی اور حفاظت اللہ تعالیٰ کی ذاتی ازلی ابدی غیر محدود اور لازوال صفت ہے۔

(۱۸) وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا (۴ : ۸۵)

❿ اسی طرح حساب کر کے جزا دینا اللہ تعالیٰ کی ذاتی ازلی ابدی غیر محدود اور لازوال صفت ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱۹) وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا (۳۳ : ۵۲)

⓫ اسی طرح حساب لینا اللہ تعالیٰ کی ذاتی ازلی ابدی اور غیر محدود صفت ہے۔

(۲۰) إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا (۴ : ۸۶)

ان آیاتِ مذکورہ بالا کی روشنی میں ثابت ہوا کہ کسی بزرگ ہستی کے متعلق یہ کہنا کہ اس کو عطائی طور پر یہ مقام حاصل ہے کہ اس کے سامنے سب چیزیں ایسی ہیں جیسے کوئی چیز ہتھیلی پر ہوتی ہے، وہ سب چیزوں کو دیکھتا ہے، حاضرِ کل، ناظرِ کل، عالمِ کل، مختارِ کل ہے۔ سو یہ شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کی گستاخی اور آیاتِ قرآنیہ کا انکار ہے اور بزرگوں کے مقام کو ان کے شان سے بڑھا کر ان کا تمسخر اڑانے کے مترادف ہے۔

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ
اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ

○

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

غیب دانی

پر

علماء احناف کی تحقیق

مؤلفہ

پیر طریقت رأس المفسرین حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اضافات و فوائد

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا

علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فتویٰ علماء چہرہ و حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ درباره علم غیب

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین ایسے شخص کے حق میں جس کا یہ عقیدہ ہو کہ جناب رسولِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مغیبات کو جانتے تھے۔ ہر چیز چھوٹی ہو یا بڑی ماضی ہو یا مستقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھی۔ اور تمام اشیاء پر اُن کا علم محیط ہے یا اس شخص کا یہ اعتقاد کسی دوسرے نبی علیہ السلام کے حق میں ہو۔ یا ایسا اعتقاد کسی شخص کا اولیاء یا فرشتوں کے حق میں ہو۔ ایسا شخص جو کہ معتقد اعتقاد مذکور کا ہو مُصیب ہے یا مُخطی۔ بینوا توجروا

الجواب

اعتقادِ مذکور شرک ہے اور مخالفِ کتاب اللہ تعالیٰ و احادیثِ نبویہ و اقوالِ مجتہدین و اجماعِ اُمت کے ہے۔ جو شخص کہ معتقد اعتقادِ مذکور کا ہو وہ اگر امام مسجد ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی ناجائز ہے۔ اگر مدعی پیری کا ہو تو اس سے بیعت کرنی حرام ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ معاملہ و اختلاط نہ کریں۔

ثبوت قرآن مجید سے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِهِ الْمَجِیْدِ پارہ نہم سورہ اعراف يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ترجمہ سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے متعلق کہ کب قائم ہوگی؟ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوا اس کے نہیں کہ علم اس کا میرے رب کے نزدیک ہے نہیں ظاہر کرے گا اس کو اپنے وقت پر مگر اللہ تعالیٰ

(۲) پارہ نہم سورہ اعراف قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

شَاءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚۖ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ
ترجمہ: فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مالک نہیں اپنے نفس کے واسطے بھی نفع ونقصان کا مگر وہ جو چاہے اللہ تعالیٰ۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنے لئے بہت بھلائی کر لیتا اور نہ مجھے پہنچتی کوئی برائی

(۳) پارہ ۲۰ سورۂ نمل قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ۝ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص آسمانوں اور زمینوں میں غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اور نہ ہی وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

(۴) پارہ ۲۱ سورۂ لقمان قال اللہ تعالیٰ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۝ ترجمہ: اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کچھ کمائے گا کل کو اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

(۵) پارہ ۷ سورۂ انعام قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ترجمہ: فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو اس بات کی تابعداری کرتا ہوں جس کا مجھے وحی ہوتا ہے۔

ثبوت احادیث نبویہ سے

اور احادیث نبویہ جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ علم جمیع مغیبات اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے لاتعد و لاتحصیٰ (بے شمار) ہیں۔ اب چند احادیث بطور مشت نمونہ از خروارے کے نقل کی جاتی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بعض صحابہ کو خیبر میں زہر کھلائی گئی۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ اس زہر کی وجہ سے شہید بھی ہو گئے تھے۔ اور آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وہ زہر بار بار

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تا زہر کر دی تھی۔ حتیٰ کہ آخر الامر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اس زہر کی وجہ سے دار فانی سے انتقال فرما گئے
اگر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو خود کیوں زہر کھاتے۔ اور صحابہ کرامؓ کو کیوں کر زہر
کھانے دیتے۔ یہ امر واقفان حدیث پر ظاہر ہے۔

اور قصۂ افک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث میں
موجود ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنجنابؐ کو تمام مغیبات کا علم نہ تھا۔ اگر علم
تمام مغیبات کا ہوتا تو کس واسطے آپ پریشان ہوتے۔ اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فراق میں مشورہ کرتے۔ اور کیوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کی بیماری میں لطف نہ فرماتے۔

اور صحیحین میں مذکور ہے کہ آں جنابؐ پوشیدہ ہو کر ابن صیاد کی باتیں سنتے تھے
اور ابن صیاد کی والدہ نے جب ابن صیاد کو روک دیا تو آں جنابؐ نے فرمایا لَوْ تَرَكَتْهُ
بَيَّنَ اگر اس کو چھوڑتی تو بیان کر دیتا۔ اگر آں جناب صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو کس
واسطے پوشیدہ ہو کر ابن صیاد کی باتیں سنتے اور کس واسطے بطور تردد حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا
خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ (فی الواقع اگر وہ دجال ہے تو تو بس پر غلبہ نہیں پا سکتا اور اگر
وہ دجال نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں تیرے لئے کوئی بہتری نہیں ہے۔ اور اگر
آپ غیب دان ہوتے تو کس واسطے ابن صیاد میں شک کرتے کہ وہ دجال ہے یا کہ نہیں۔

فی المشکوٰۃ:۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
مُشْفِقًا أَنَّهُ هُوَ الدَّجَّالُ، وروى البخاريُّ في صحيحه عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله
تعالى عنها عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ
فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ
أَنْ يَكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِيْ لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ
قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ
لِيَتْرُكْهَا (اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اپنے حجرے کے دروازے پر کسی جھگڑے کو سُنا۔ پس آپ تشریف لائے اُن کے پاس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات یہ ہے کہ میں ایک بشر (انسان) ہی تو ہوں اور تحقیق میرے
پاس جھگڑا (فیصلہ کیلئے) آتا ہے۔ اور شاید بعض تمہارا بعض سے بولنے میں زیادہ فصیح بلیغ ہو
تو میں اس کو سچا گمان کر کے اس فصیح بلیغ کے حق میں فیصلہ کر دوں تو جس فصیح بلیغ کو
کسی مسلمان کے حق میں سے کچھ فیصلہ کر کے دیا ہے تو وہ ایک ٹکڑا ہے آگ کا۔ اب اس کی
مرضی ہے کہ اسے لے لیوے یا چھوڑ دے

وروی الشیخان عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ اَبَدًا۔ لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُھُمْ وَیَعْرِفُوْنَنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّھُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ۔ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ (یعنی میں تمہارا مقتدا ہوں گا حوض پر۔ جو شخص
میرے پاس سے گذرے گا اس نے تو پانی پی لیا۔ اور جس نے پانی پی لے وہ ہمیشہ کیلئے
کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ کئی لوگ میرے پاس وارد ہوں گے جنہیں میں پہچان لونگا
اور وہ مجھے پہچان لیں گے پھر میرے اور اُن کے درمیان حائل کی جائیگی۔ تب میں کہوں گا
کہ یہ تو میرے ہیں۔ تو مجھے کہا جائے گا کہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نہیں جانتے جو کچھ انہوں نے
آپ کی وفات کے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں۔ تب میں کہوں گا "دُوری ہے دُوری ہے
اس شخص کیلئے جس نے میرے بعد تغیر تبدل کر ڈالا

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اشیاء کو جانتے تو کیوں کر مرتدین کے حق میں یہ کہتے اِنَّھُمْ مِنِّیْ
(بیشک وہ مجھ سے ہیں) اور کیوں کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا جاتا اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا
اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ (حقیقت یہ ہے کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں کیں

اور شفاعت کے بارے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں روایت ہے
اس میں مذکور ہے فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَیَاْذَنُ لِیْ وَیُلْھِمُنِیْ مَحَامِدَ اَحْمَدُہٗ بِھَا
لَا تَحْضُرُنِی الْاٰنَ (پس میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو اللہ تعالیٰ مجھے اذن عطا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فرمائیں گے اور الہام فرمائیں گے مجھے جس سے میں اپنے رب کی وہ محامد بیان کروں گا جو مجھے اس وقت معلوم نہیں۔

اگر آں جناب ہر چیز کو جانتے تو قیامت کے دن محامد کا الہام کس طرح ہوگا اور کیونکر فرماتے لَا تَحْضُرُنِی الْاٰنَ

نیز اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مغیبات کو جانتے تو نماز میں کس واسطے سجدۂ سہو کرتے۔ قصۂ سجدۂ سہو کہ جس میں ذوالیدین کا ذکر ہے دلیل واضح ہے اس بات پر کہ ہر چیز کو ہر وقت جاننا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

اور قصۂ موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام کا حجت بینہ ہے۔

اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہر چیز ہر وقت جانتے، تو وحی نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بات پوچھی جاتی تھی۔ جس کے بارے میں اب تک وحی نہیں ہوئی تھی تو کس واسطے فرماتے لَآ اَدْرِیْ (میں نہیں جانتا) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں بھی ارشاد ہے پارہ ۲۶ سورہ احقاف قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (کہہ دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ میں تو صرف اس چیز کے پیچھے چلتا ہوں جس کا مجھے وحی کیا جاتا ہے۔ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں ظاہر۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا (جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر شئے کے ساتھ احاطہ کرنے والا ہے۔

اور پارہ ۲۸ سورۃ الطلاق قال اللّٰہ تعالیٰ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا (اور تحقیق اللہ تعالیٰ ہی از روئے علم کے ہر شئے کے ساتھ احاطہ کرنے والا ہے)

اور پارہ ۳ سورۂ آل عمران میں بی بی مریم کے قصہ میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ
(یہ غیب کی خبروں سے ہے جو وحی کیا ہم نے آپ کی طرف۔ اور نہیں تھے آپ ان کے
پاس حاضر موجود جس وقت کہ مریم علیہا السلام کی کفالت کے لیے (بطور قرعہ اندازی)
قلمیں ڈالتے تھے اور نہ ہی آپ اس وقت اُن کے پاس حاضر موجود تھے جس وقت
کہ وہ جھگڑ رہے تھے۔

اور سورۃ یوسف میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے۔ قال اللہ تعالیٰ
نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ
كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ (ہم بیان کرتے ہیں آپ پر بہت اچھے قصوں کو
ساتھ اس کے کہ وحی کیا ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن۔ اور بیشک آپ اس کے بیان کرنے سے
پہلے بے خبروں میں سے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ مبارک تھا کہ لوگوں کے کسی بات کے دریافت
کرنے سے لا ادری فرماتے۔ اور بعض اوقات خاموش رہ جاتے بطور انتظار وحی کے
دیکھو صحیح بخاری — جلد آخر پارہ ۲۹ کہ جس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خاص طور پر
باب منعقد کیا۔ فرماتے ہیں بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ
عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي وَلَمْ يُجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ
وَلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى بِمَا أَرَاكَ اللهُ (باب اس بیان میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کوئی بات پوچھی جاتی اس امر کے متعلق کہ جس کا وحی نہیں ہوا ہوتا تو آپ فرماتے لا
ادری (میں نہیں جانتا) اور جب تک وحی نازل نہیں ہوتی تھی، جواب نہیں دیتے تھے،
اور اپنی رائے اور قیاس سے کچھ نہیں فرماتے تھے بموجب قول باری تعالیٰ کے (ساتھ اس کے
کہ دکھا تجھ کو اللہ تعالیٰ)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ فَسَكَتَ
حَتَّى نَزَلَتْ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کی بابت سوال
ہوا تو آپ خاموش رہے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

وَفِی مُسْنَدِ الْبَزَّارِ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ الْبِقَاعِ خَیْرٌ فَقَالَ لَآ اَدْرِیْ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ لَآ اَدْرِیْ فَقَالَ سَلْ رَبَّکَ الحدیث اَخْرَجَہُ ابْنُ حِبَّانَ وَلِلْحَاکِمِ نَحْوَہٗ۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ کونسی جگہ اچھی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے اُن سے دریافت فرمایا۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی لا اَدْرِیْ تب حضرت نے فرمایا اپنے رب تعالیٰ سے پوچھ لو آخر حدیث تک۔

ثبوت اقوال مجتہدینؒ سے

اور فقہائے کرام نے ایسے شخص کے حق میں کہ معتقد اعتقاد مذکور کا ہو۔ تصریح بہ کفر کی ہے:

فی فتاوی قاضی خان ص۸۸۳ فی باب الارتداد رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَۃً بِغَیْرِ شُھُوْدٍ فَقَالَ الرَّجُلُ لِلْمَرْأَۃِ خدائے را و پیغمبر را گواہ کردم قَالُوْا یَکُوْنُ کُفْرًا لِاَنَّہٗ اعْتَقَدَ اَنَّ الرَّسُوْلَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم یَعْلَمُ الْغَیْبَ وَھُوَ مَا کَانَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ حِیْنَ کَانَ فِی الْاَحْیَاءِ فَکَیْفَ بَعْدَ الْمَوْتِ

(فتاوے قاضی خان ص۸۸۳ باب الارتداد میں ہے ایک شخص نے بغیر گواہوں کے کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا اس صورت کہ مرد عورت کو کہے کہ میں نے خدا اور رسول (پیغمبر) کو گواہ کیا ہے۔ اس بارے فقہائے نے کہا ہے کہ ایسا کہنا کفر ہوگا اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا ہے کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں حالانکہ جب وہ زندگی میں غیب نہیں جانتے تھے تو پھر موت کے بعد کس طرح جانیں گے)

وَرَجُلٌ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ الْمَسْرُوْقَاتِ قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ ھٰذَا الْقَائِلُ وَمَنْ صَدَّقَہٗ یَکُوْنُ کَافِرًا قِیْلَ لَہٗ فَاِنْ قَالَ ھٰذَا الْقَائِلُ اَنَا اُخْبِرُ بِاِخْبَارِ الْجِنِّ اِیَّایَ بِذٰلِکَ؟ قَالَ ھُوَ وَمَنْ صَدَّقَہٗ کَافِرٌ بِاَنَّہٗ لِقَوْلِہٖ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

علیہ السلام مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ فِیْ مَا قَالَ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ لَا الْجِنُّ وَلَا الْاِنْسُ (یعنی) اور اگر کوئی شخص کہے کہ میں مال مسروقہ (چوری کا مال) جانتا ہوں۔ تو شیخ الاسلام محمد بن الفضل نے فرمایا ہے کہ یہ بات کہنے والا شخص بھی اور وہ آدمی بھی جو اس کو سچا جانے دونوں کافر ہیں نیز کہا گیا ہے کہ اگر وہ کہنے والا کہے کہ میں اس چوری کی خبر جن کے جتلا دینے سے دیتا ہوں۔ فرمایا ہے کہ وہ شخص اور جس نے اس کی تصدیق کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والا ہوگیا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کاہن کے پاس آئے پھر اس کی بات کی تصدیق کرے تو بے شک اس چیز کے ساتھ اس نے کفر کیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا نہ کوئی جن اور نہ کوئی انسان۔

اِمْرَأَةٌ قَالَتْ لِزَوْجِهَا تُو سِرِّ خُدا دانی؟ فَقَالَ نَعَمْ! قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ الْفَضْلِ یَکْفُرُ الرَّجُلُ لِاَنَّ السِّرَّ وَالْغَیْبَ وَاحِدٌ یعنی کسی عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ "تو خدا کا راز جانتا ہے" تو اس (خاوند) نے جواب دیا کہ ہاں جانتا ہوں! الشیخ الامام ابوبکر بن الفضل نے فرمایا ہے کہ وہ شخص کافر ہوگیا اس لئے کہ سِر اور غیب دونوں ایک ہیں۔

وَمَنِ ادَّعٰی عِلْمَ الْغَیْبِ کَانَ کَافِرًا اور جس نے دعوے کیا (اپنے لئے) علم غیب کا تو وہ کافر ہوگیا

وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ حَکِیْمٍ اَنَّ امْرَأَةً بَعَثَتْ اِلٰی زَوْجِهَا السُّحُوْرَ فِیْ رَمَضَانَ عَلٰی یَدَیِ الْجَارِیَةِ فَاَبْطَأَتِ الْجَارِیَةُ فِی الرُّجُوْعِ اِلَی الْمَرْأَةِ فَاتَّهَمَتِ الْمَرْأَةُ فَقَالَ شَدَّادُ بْنُ الْحَکِیْمِ لَمْ یَکُنْ بَیْنَنَا شَیْءٌ وَطَالَ الْکَلَامُ بَیْنَ شَدَّادٍ وَبَیْنَ امْرَأَتِهٖ فَقَالَ شَدَّادُ بْنُ الْحَکِیْمِ لِاِمْرَأَتِهٖ اَتَعْلَمِیْنَ الْغَیْبَ فَقَالَتْ نَعَمْ فَکَتَبَ شَدَّادٌ اِلٰی مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَهُوَ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَاَجَابَ مُحَمَّدٌ اَنْ جَدِّدِ النِّکَاحَ فَاِنَّهَا کَفَرَتْ یعنی شداد بن حکیم سے روایت

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہے کہ اس کی بیوی نے ماہِ رمضان میں سحری کا کھانا اپنے خاوند کی طرف لونڈی کے ہاتھ بھیجا لونڈی نے واپس بیوی کی طرف آنے میں دیر لگائی۔ تو بیوی نے تہمت لگادی۔ پھر شداد نے کہا کہ ہم نے آپس میں کچھ نہیں کیا۔ پس شداد اور اس کی بیوی کے درمیان لمبی گفتگو چھڑ گئی۔ پس شداد بن حکیم نے اپنی بیوی سے کہا "کیا تو غیب جانتی ہے" تو بیوی نے جواب دیا کہ "ہاں" پھر شداد نے محمد بن الحسن کی طرف جو امام زفرؒ کے ساتھیوں میں سے تھے لکھا پس امام محمدؒ نے جواب دیا "نئے سرے سے نکاح کر کیونکہ وہ (تیری بیوی) کافر ہوگئی۔

وفی العالمگیریۃ ص۲۶۳ سطر ۳۱ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَۃً وَلَمْ یَحْضُرِ الشُّھُوْدُ قَالَ خدائے را و رسول را گواہ کردم اَوْ قَالَ خدائے را و فرشتگان را گواہ کردم کَفَرَ یعنی ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور گواہ حاضر نہیں ہیں اور کہا کہ خدا اور رسول کو میں نے گواہ کیا ہے یا یوں کہا کہ خدا اور فرشتوں کو میں نے گواہ کیا ہے تو وہ مرد کافر ہوگیا۔

وَلَوْ قَالَ فرشتۂ دستِ راست را گواہ کردم و فرشتۂ دستِ چپ را گواہ کردم لَا یَکْفُرُ یعنی اور اگر کہا کہ میں نے دائیں ہاتھ والے فرشتے اور بائیں ہاتھ والے فرشتہ کو گواہ کیا ہے تو کافر نہیں ہوگا:

وَفِیْ شَرْحِ الْفِقْہِ الْاَکْبَرِ لِمُلَّا عَلِیِّ الْقَارِیِّ ص۱۸۵ سطر ۲۱ ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ لَمْ یَعْلَمُوْا الْمُغَیَّبَاتِ مِنَ الْاَشْیَاءِ اِلَّا مَا اَعْلَمَھُمُ اللّٰہُ اَحْیَانًا۔ وَذَکَرَ الْحَنَفِیَّۃُ تَصْرِیْحًا بِالتَّکْفِیْرِ بِاعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ لِمُعَارَضَتِہٖ قَوْلَہٗ تَعَالٰی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی پھر جان لو کہ تحقیق انبیاء علیہم السلام اشیائے مغیبات کو نہیں جانتے تھے مگر وہ کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ بعض اوقات ان کو جتلائے۔ اگر کوئی اسوائے اس کے عقیدہ رکھے تو حنفیہ نے صریح طور پر تکفیر کا حکم لگا دیا ہے اس اعتقاد پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں کیونکہ یہ عقیدہ خدائے تعالیٰ کے فرمان کے خلاف ہے وہ فرمان یہ ہے کہ یارسول اللہ آپ فرما دیں کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شخص غیب نہیں جانتا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

وَفِي الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية ج ۶ ص ۳۲۵ سطر قَالَ رسول را و فرشتگان را گواہ کردم یکفر لانه اعتقد ان الرسول والملك يعلمان الغيب . بخلاف قوله فرشتگان دست راست را و دست چپ را گواہ کردم لا يكفر یعنی اگر کوئی شخص کہے کہ رسول اور فرشتوں کو میں نے گواہ کیا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کر لیا ہے کہ فرشتے اور رسول غیب جانتے ہیں بخلاف قول اس شخص کے جو کہے کہ دائیں اور بائیں ہاتھ والے فرشتوں کو میں نے کیا ہے اس طرح کہنے سے کافر نہیں ہوتا۔

وفي الجواهر الاخلاطية ان زعم ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب يكفر فما ظنك في غيره یعنی اگر کسی نے گمان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں تو وہ کافر ہو گیا۔ اب کسی غیر کے حق میں تیرا کیا گمان ہے

وفي المسامرة ص ۱۹۹ لا يعلم النبي من المغيبات الا ما اعلمه الله احيانا . وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبي عليه السلام يعلم الغيب لمعارضته قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله یعنی اور مسامرہ میں ہے کہ نبی علیہ السلام مغیبات میں سے نہیں جانتے مگر وہ جو کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ان کو جتلا دے۔ اور حنفیہ نے صراحۃً حکم کفر لگایا اس عقیدہ رکھنے پر کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف ہے جو یہ ہے قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله

وفي الشامي ص ۳۰ دعوى علم الغيب معارضة لنص القرآن فيكفر بها یعنی دعویٰ علم غیب کا نص قرآن کے خلاف ہے پس اس دعویٰ کے ساتھ بندہ کافر ہو جاتا ہے

وفي فتاوى المولوي عبد الحي ج ۱ ص ۳۲ و ۳۳ استفتاء ما قولكم رحمكم الله تعالى دریں مسئلہ کہ عادت عوام ایں دیار ست کہ در مصیبت و حاجت از دور و قریب انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام را بطریق استمداد می خوانند و اعتقاد می دارند کہ ایشاں حاضر و ناظر اند در ہمہ حال و ہر وقت تا مردم ایشاں را می خوانیم مطلع گشتہ در انجام مقاصد

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مددی کنند۔ ایں صورت جائز ست یا نہ بینوا توجروا الجواب ھو الموفق للصواب
صورت مذکورہ حرام بلکہ شرک صریح ہست۔ چہ ایں صورت متضمن اعتقاد علم غیب ست برائے
غیر او تعالیٰ۔ و اعتقاد مذکور شرک صریح ہست بیانش آنکہ شرک در شرع عبارت ہست از
شریک گردانیدن غیر او تعالیٰ را در ذات و صفات مختصہ یا عبادت باو عز و جل۔ و علم غیب
از صفات مختصہ بوے سبحانہ و تعالیٰ ہست کما ہو مصرح فی کتب العقائد۔ و نیز دلیل
آں در موضع دیگر ہست

استفتاء ما قولکم فی ھذہ المسئلۃ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت
غوث اعظم کو یہ قوت حاصل ہے کہ جس مقام سے کوئی اُن کو پکارے، اس کی ندا کو سنتے
ہیں اور اس کی حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، تو موافق قواعد شرعیہ کے یہ عقیدہ کیسا ہے
الجواب: یہ عقیدہ خلاف عقائد اہل اسلام بلکہ منجر الی الشرک ہے۔ یہ شخص کی ندا کو ہر جگہ
سے ہر وقت سننا خاص ہے پروردگار کے ساتھ۔ کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں۔

و فی الفتاوی الرشیدیۃ الگنگوھیۃ ص پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم
غیب نہ تھا۔ نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے

وفی بحر الرائق ص۱۲۴ قال علماءنا من قال ارواح المشائخ حاضرۃ
تعلم یکفر اور اسی طرح

بزازیہ ص۳۲۶ سطر ۹ میں ہے۔

و فی الخازن ص۴۳۴ فی اٰخر تفسیر سورۃ لقمان قال ابن عباس رضی
اللہ عنہ ھذہ الخمسۃ لا یعلمھا ملک مقرب ولا نبی مرسل فمن ادعی
انہ یعلم شیئا من ھذہ فانہ کفر بالقراٰن لانہ خالفہ یعنی حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ پانچ چیزیں نہیں جانتا ان کو کوئی مقرب فرشتہ
اور نہ کوئی نبی مرسل پس جس شخص نے دعویٰ کیا کہ ان میں سے کسی شے کو جانتا ہے تو اس نے
قرآن پاک کے ساتھ کفر کیا اس لئے کہ یہ عقیدہ اور دعویٰ قرآن پاک کے مخالف ہے۔
علم غیب خاصہ واجب ہست۔ و درمیان واجب و ممکن فرق ضروری ہست۔ بر تقدیر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

علمِ غیب حاجت وحی نماند - بر ایشاں انکارِ وحی لازم خواہد شد

المجیب نصیر الدین سکنہ غورغشتی	المجیب المصیب فقیر قطب الدین غورغشتی	العبد عفی عنہ نوری عفی عنہ ہزاروی
فقد اصاب من اجاب فقیر سعد الدین الجلالوی بقلمہ	اصاب من اجاب - العبد فذن عبد سبحان جلالوی عفی عنہ بقلم خود	المجیب المصیب جعفر محمد یوسف ہزاروی
		العبد عبد الرحمٰن حمیدی

جواب نہایت نیک ہے اور درست ہے فماذا بعد الحق الا الضلال - خادم العلماء محمد رمضان عفی عنہ ازہزارہ

للہ درّ المجیب کیف استقصی الی الکلام وکشف المرام فجوابہ حسن وصواب لاریب ولا ارتیاب - حررہ خادم العلماء افقر خادم العلماء غلام سید رسول کاملپوری •

علمِ غیب اور علمِ جمیع کائنات خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو جو کچھ اللہ تعالیٰ جتلا دیتا ہے وہی جانتے ہیں احمد بخش عفی عنہ ساکن قریہ گداگی -

جملہ مغیبات پر علم خاصہ ربّ الودود علام الغیوب کا ہے ۔ البتہ بعض امور مخفیہ کا بالواسطہ علم کسی انسان کو ہو تو وہ درحقیقت غیب نہیں ہے العبد خادم العلماء فقیر عبد الحق غورغشتی

بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے فی الخانیۃ والخلاصۃ لو تزوج بشھادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد ، ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب انتھی

وفی البیری حاشیۃ الاشباہ فی الولوالجیۃ وغیرھا من کتب المذھب رجل تزوج امرأۃ ولم یحضر شاھد . فقال تزوجت بشھادۃ اللہ ورسولہ یکفر لانہ یعتقد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب اذ لاشھادۃ لمن لا علم لہ بہ ومن اعتقد ھذا کفر وبہ قال الشیخ ابو القاسم الصفار انتھی ؛

یعنی اگر کسی نے نکاح کیا کسی عورت سے اور گواہ کوئی حاضر موجود نہیں اور کہتا ہے کہ اللہ ورسول کی گواہی کے ساتھ میں نے نکاح کیا تو نکاح بھی نہ ہوگا اور کافر بھی ہو جائیگا اس اعتقاد کی وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں ۔ انتہی ۔ بیری و ولوالجیہ وغیرہ کتب مذہب میں ہے کہ اگر کسی نے ایک عورت سے اللہ ورسول گواہ بنا کر نکاح کیا تو کافر ہو جائیگا کیونکہ اس شخص کی گواہی نہیں جس کو علم نہ ہو اُس کا ۔ اور جس نے یہ اعتقاد کیا وہ کافر ہوگیا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اقوالِ اولیائے کرام

و در ملفوظاتِ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ مذکور است کہ اولیاء را علمِ غیب باشد گر آنچہ از مغیبات بطریقِ خرقِ عادت یا بالہام آنہا را خدا تعالیٰ علم دہد۔ علمِ غیب اولیاء را گفتن کفر است انتہیٰ ملفوظ یعنی اولیاء کو علمِ غیب نہیں ہوتا مگر جو کچھ کہ مغیبات سے بطریقِ خرقِ عادت و کرامت یا بطریقِ الہام ان کو خدا تعالیٰ علم دیوے۔ اولیاء کو علمِ غیب کہنا کفر ہے۔

و عبارت ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ علمِ غیب اولیاء را گفتن کفر است

و در مکتوباتِ معصومیہ جلد ثالث مکتوب نوزدہم ص۱۹ ہرگاہ بسید انبیاء علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوات حکم ہست وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ، بدیگراں چہ رسد۔ یعنی مکتوباتِ معصومیہ جلد ثالث مکتوب ۱۹ میں ہے کہ جس وقت سید عالم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ الخ تو دوسروں کی کیا مجال ہے یعنی دوسروں کو کیا پہنچے۔

و در مکتوباتِ امام ربانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس در مکتوب صد و پنجم ص۱۰۵ عوام دریں ضلالت فرو رفتہ اند و خیال کردہ اند کہ ولی را می باید کہ اکثر اشیاء بروے منکشف شود و ھُوَ كَمَا تَرٰى مِنَ الظُّنُوْنِ الْفَاسِدَةِ وَ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ انتہیٰ باختصار۔ یعنی مکتوب ۱۰۵ میں ہے کہ عام لوگ اس گمراہی میں سر جھکائے بیٹھے ہیں اور یہ خیال کیا ہوا ہے کہ ولی کو چاہیے کہ اکثر اشیاء اس پر ظاہر ہو جائیں۔ یہ گمان فاسد اور بیہودہ گمان ہے۔ اور حقیقت ہے کہ بعض گمانوں کا گناہ ہے۔

و فی غنیۃ الطالبین (مصری ص۹۶) وَالَّذِي اتَّفَقَتْ عَلَيْهِ طَوَائِفُ الرَّافِضَةِ أَنَّ الْإِمَامَ يَعْلَمُ كُلَّ شَيْءٍ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ الیٰ قولہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ جَحَدُوا التَّنْزِيْلَ یعنی رافضیوں (شیعوں) کے تمام گروہوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ امام ہر اس چیز کو جانتا ہے جو ہو چکی ہے اور جو آگے ہونے والی ہے ...... لعنت ہو اللہ تعالیٰ کی ان پر۔ انہوں نے تو قرآن پاک (کی آیات) کا (یہ کہہ کر) انکار کر دیا ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

وَفِی غنیۃ الطالبین ص۲۲ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ اِلَّا عَرَفْتُہٗ اِلَّا فِیْ صُوْرَتِہٖ ھٰذِہٖ وَقَالَ رَاوِی عمر رضی اللہ عنہ راوی الحدیث لَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کبھی جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں میں نے جبھی ان کو پہچانا ہے۔ مگر اس صورت میں میں نے نہیں پہچانا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اصحاب میں سے بھی کوئی شخص اُن (جبرئیل علیہ السلام) کو نہیں پہچانتا

مسئلہ کوئی چیز بغیر شرط کے صحیح نہیں ہوتی جیسے نماز بغیر وضو کے، نکاح بغیر عدت گزرنے کے، امور شرعیہ کے واسطے مختلف شرائط ہیں۔ اسی طرح تمام اعمال صالحہ کے لئے بھی ایک شرط ضروری ہے جس کے بغیر نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ سب لغو و مردود ہیں قولہ تعالیٰ فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا یعنی پس نہیں قائم کریں گے ہم اُن کے واسطے قیامت کے روز ترازو۔ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ یعنی ان کے عمل ضائع برباد ہیں ترازو تو تب قائم کی جاتی ہے کہ ایک پلے میں نیکیاں ہوں اور دوسرے میں بدیاں۔ جب نیکیاں کافور ہو چکی ہوں اور سب بدیاں ہی بدیاں باقی ہوں تو پھر ترازو کی ضرورت ہی کیا رہی وقولہ تعالیٰ وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا اور متوجہ ہوئے ہم ان کے اعمال کی طرف سو ہم نے اس عمل کو خاکستر پراگندہ ہوا میں اڑنے والا کر دیا یعنی حبط کر دیا۔ اور وہ شرط جس کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں وہ ایمان ہے لقولہ تعالیٰ مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَھُوَ مُؤْمِنٌ یعنی جو عمل کرتا ہے نیکوں سے اور شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو وقولہ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ (نحل وغم مومن) یعنی جو کوئی نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اور شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو۔

مسئلہ جیسے اور اعمال صالحہ کیلئے ایمان کا ہونا شرط ہے ویسے ہی ایمان کیلئے بھی شرائط ہیں۔ بغیر شرائط کے ایمان درست نہیں۔ اور ایمان کی دوسری شرط ہے کہ علم غیب خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ یہ مسئلہ کلام فقہاء میں مذکور ہے۔ قرآن شریف سورۂ بقرہ سے آخر حوامیم تک ہر سورۃ میں مذکور ہے

سورۃ البقرہ وقولہ تعالیٰ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ ذکرہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اب علم غیب کا معنی سمجھنا ضروری ہے وُہ یہ کہ غالب علی الغیب کوئی نہیں یعنی مگر کوئی بے سوا خدا تعالیٰ کے کوئی شخص ہر چیز جانتا ہے وہ بھی کافر ہے (۲) اگر کوئی کہے کہ جس وقت چاہے ضرور جان لیتا ہے۔ یہ بھی کفر ہے (۳) اگر حق تعالیٰ کسی وقت بتا دے تو جتلا دیتا ہے یہ صحیح ہے

لیک ایں در اختیارِ عبد نیست ۔۔۔ بندہ را جہدے بجز درکسب نیست

لا یظہر علیٰ غیبہ احدا غالب نمی کند برغیب خویش ہیچ کس را لیکن اپنے رسولوں کے لئے فرشتے مقرر کئے ہیں واسطے پہنچانے وحی کے اور دفع کرنے شیاطین کے اور ہر چیز بھی وحی نہیں ہوتی بلکہ بعض چیز جو خدا تعالیٰ چاہے ما کان لی من علم بالملاء الاعلیٰ اذ یختصمون ○ ان یوحیٰ الیّ الا انما انا نذیر مبین ○ یعنی اس جماعت بلند قدر فرشتوں والی کا مجھے کچھ علم نہیں جب جھگڑتے تھے آپس میں (بطریق جواب سوال کے) نہیں وحی بھیجا جاتا میری طرف مگر اس امر کے واسطے کہ میں ڈرانے والا ہوں ظاہر (یعنی ہر ایک بات کے متعلق مجھے وحی نہیں ہوتا)

(مولوی) حسین علی (صاحب) بقلم خود ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی

المجیب مصیب سید محمد ولد مولوی عبدالغفار صاحب مرحوم غفرلہما ڈیروی

لقد صح الجواب وسدد المجیب بما اجاب کتبہ العبد المفتقر الی اللہ محمد المدعو حبیب اللہ عفا عنہ الحنفی مذہباً والدیروی مسکناً

بلا شک شبہ علم الغیب خاص بہ خدا تعالیٰ ہے اور جو تعلیم غیب جس قدر خدا تعالیٰ جس کو چاہے بندہ کو عطا فرمانے قادر ہے اور لیس کمثلہ شیء نص محکم ہے پس مجیب مصیب ہے اور مخالف مُبطل و گمراہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر احمد عفی عنہ بقلمہ

من جامع ڈیرہ اسماعیل خان

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیب دانی (عالم الغیب ہونے) کی صفت مختصہ باری تعالیٰ کی اگر غیر اللہ میں تسلیم کر لی جائے تو اس سے اس قدر خرابیاں لازم آئیں گی جو ہر ذی عقل مسلمان خصوصاً اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ والے کبھی نہیں مانیں گے کیونکہ ان کے بیشمار ضروریات دین کا انکار لازم آتا ہے اور ضروریات دین کے مسائل میں سے ایک مسئلہ کے انکار کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء ربانیین نے اس مسئلہ کو بھی ضروریات دین میں شمار فرمایا ہے

من جملہ ان خرابیوں کے ایک خرابی یہ ہے کہ

1۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو عالم الغیب ماننے سے وحی جلی (قرآن کریم) اور وحی خفی (حدیث نبوی) کا انکار لازم آتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى یعنی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے اور انبیاء کیلئے وحی ماننا ضروریات دین سے ہے

2۔ اولیاء اللہ کو غیب دان (عالم الغیب) ماننے سے کشف، الہام، اور رؤیائے صالحہ کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ کشف کے معنے پردہ ہٹانے کے ہوتے ہیں کہ پہلے ایک چیز پردہ میں مستور تھی اب پردہ ہٹانے سے وہ غائب چیز حاضر ہوگئی، الہام کے معنے ہیں دل میں اچھی بات ڈالنا، رؤیائے صالحہ کے معنے نیک خواہیں۔ اور ظاہر ہے کہ عالم الغیب کو نہ کشف کی ضرورت ہے نہ الہام کی نہ خوابوں کی اور نہ وحی کی کیونکہ وہ ان کے بغیر ہی سب پردہ کی چیزیں جانتا ہے

حالانکہ اولیاء کرام کا کشف، الہام اور رؤیائے صالحہ سب اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں متفق علیہ ہے

3۔ عالم الغیب غیر اللہ کو ماننے سے ان آیات کا انکار لازم آئے گا جن میں پیغمبروں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کی طرف نسیان (بھول ہو جانے) کی نسبت کی گئی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝ یعنی اور بیشک ہم نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا تو وہ (آدم علیہ السلام کو وہ تاکیدی حکم) بھول گئے۔ اور ہم نے اُن کا قصد نہ پایا۔

نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام کے متعلق فرمایا فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا یعنی پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے، تو وہ دونوں اپنی مچھلی بھول گئے۔ اسی طرح جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے عہد کر لیا تھا کہ میں کوئی بات ابتداءً نہ پوچھوں گا پھر آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کے کشتی پھاڑنے پر یہ سوال کر دیا کہ کیا کشتی پھاڑی سواروں کے ڈبانے کو تو حضرت خضر علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ کیا میں نے نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے؟ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ کہ مجھ کو میری بھول پر گرفت نہ کرو۔

نیز ان احادیث کا انکار لازم آئیگا جن میں انبیاء علیہم السلام خصوصاً جناب مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسیان کی نسبت کی گئی ہے حالانکہ وہ احادیث صحیح ہیں اور مشہور و مستفیض ہیں مثلاً حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بہم فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ (ترمذی ص۵۲) یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اس میں آپ بھول گئے جس کی وجہ سے آپ نے دو سجدے سہو کے کئے اور اسی طرح بھول جانے کی روایت حضرت عبد اللہ بن بحینہ اسدی اور حضرت عبد الرحمن بن عوف سے بھی ہے دیکھو ترمذی ص۵۱، نیز ابی ہریرہ و عبد اللہ بن عمرو ذی الیدین سے (ترمذی ص۵۳) اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے (بخاری ص۵۸، ابوداؤد ص۱۴۶ و ابن ماجہ ص۸۶ مشکوٰۃ ص۹۲ و نسائی ص۱۸۲ و ص۱۸۵ و ص۱۸۶ و ابن ماجہ ص۸۵ و مسلم ص۲۱۲ و ص۲۱۳ جن میں یہ لفظ ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي یعنی میں انسان ہی تو ہوں جیسے تمہیں بھول ہو جاتی ہے مجھے بھی ہو سکتی ہے اس لئے جب کبھی میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔

اگر نسیان کی نسبت کو غلط کہیں کہ اس طرح نبی پاک کی گستاخی ہے تو ان صحابہ کرام

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور ان کے ماتحت بیسیوں راویوں اور روایت کرنے والے تمام محدثین پر بے گستاخی اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا فرد جرم عائد ہوگا جو مختلف کفر ہے بلکہ تمام فقہائے
کرام حنفی شافعی مالکی حنبلی وغیرہ پر بھی الزام عائد ہوگا کیونکہ انہوں نے انہیں محدثین سے
سجدۂ سہو کے مسائل اخذ کئے ہیں بلکہ اولیائے کرام پر بھی یہی الزام عائد ہوگا کیونکہ یہ
اولیائے کرام ان چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی کے ضرور مقلد ہوئے ہیں جیسے حضرت
سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ حنبلی مذہب کے تھے۔ امام غزالی رحمہ اللہ شافعی مذہب
کے تھے۔ قاضی عیاض مالکی اور ابن العربی و ابن عربی مالکی مذہب کے تھے اور مجدد الف ثانی
قاضی ثناء اللہ پانی پتی، معین الدین اجمیری، نظام الدین اولیاء، سلطان باہو، علی ہجویری رحمہم
اللہ حنفی تھے۔ علی ہذا القیاس تمام اولیاء پر گستاخی رسول کا الزام عائد ہوگا

اور اصول کے ماہرین نے لکھا ہے کہ نسیان کی قسم ہے (دیکھو نور الانوار ص۲۹۳)
اور ہر وقت کا علم غیب اور نسیان کا جمع ہونا علم اور جہل کے مابین تقابل عدم و
ملکہ کا ہے پس عالم الغیب کو نسیان عارض نہیں ہوتا۔ کما جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق
ارشاد فرمایا ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا اور تیرا رب بھولنے والا نہیں، اور فرمایا
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین
کی چھپی چیزیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جس کی طرف نسیان کی نسبت ہو وہ عالم الغیب نہیں ہو سکتا
۳ انبیاء و اولیاء کی طرف علم غیب کی نسبت کرنے سے ان آیات و احادیث کا
انکار کرنا پڑتا ہے جن میں حوادثات و عوارضات کی نسبت انبیاء و اولیاء کی طرف کی گئی ہے،
مثلاً غشی، نیند، اونگھ، مرض، جادو، زخمی ہونا، شہادت، موت وغیرہ
بخاری ص۹۵ میں مرض وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں بروایت ام المؤمنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ لفظ آتے ہیں فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ (جب غسل فرما کر آپ نماز
کے لئے اٹھنے لگے تو آپ پر غشی طاری ہو گئی
بخاری ص۹۶ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
گھوڑے پر سوار تھے پھر گھوڑے سے گر پڑے تو آپ کی دائیں جانب کو خراش سی آ گئی
تو اس تکلیف کی وجہ سے آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بخاری صلہ ۹ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گذاری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر آئے تو چار رکعت پڑھ کر سو گئے پھر نماز کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے، میں بھی آکر آپؐ کی بائیں جانب اٹھ کھڑا ہوا۔ تو آپؐ نے مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ پھر آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو پڑھیں پھر سو گئے حتیٰ کہ آپؐ کے خراٹوں کی آواز میں نے سنی پھر صبح کی نماز کیلئے نکلے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ سو رہے تھے۔ اتنے میں مؤذن آیا تب آپؐ گھر سے نکلے اور نماز پڑھی

بخاری نے صلہ ۵۸۴ میں باب منعقد فرمایا باب ما اصاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم من الجراحات یوم احد یعنی ان زخموں کا بیان جو جنگ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئے۔ اس کے بعد حدیثیں بیان کرتے ہیں جن میں حضرتؐ کے واقعہ زخمی ہونے کا ذکر ہے اور حضرتؐ کی یہ کلام بھی نقل ہے کہ اشتد غضب اللہ علی قوم دموا وجہ نبی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے اس قوم پر جس نے نبی اللہ کا چہرہ خون آلود کر دیا ہے اس کے راوی ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عباس اور سہل بن سعد ہیں

اور حضرت کی وفات کے رُواۃ اس قدر کثیر ہیں جن پر جھوٹ کا گمان نہیں ہو سکتا مثلاً صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے امام اول خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، امام ثانی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، امام ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، امام رابع امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، و صاحب النعلین والعصا والوسادۃ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، و رئیس المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، ابن زبیر، ابن عمر، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر، ابوهریرہ، انس بن مالک، مغیرۃ بن شعبہ، عرباض بن ساریہ، عباس بن عبدالمطلب، سالم بن عبید اللہ الاشجعی، ابوسعید خدری، ابوجحیفہ، ابی بن کعب، ابوالدرداء، غنیم بن قیس، ابوسلمہ، ابوالطفیل، سہل بن سعد، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمرو بن العاص، حذیفہ بن الیمان، مالک بن اوس، ابو مویہبۃ، ابوعبیدۃ بن الجراح، زید بن ثابت، ابوبردہ، قیس بن جریر، عمرو بن الحارث، جبیر بن مطعم، جندب، طلحۃ بن عبیداللہ، ابوذر، اُسید

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بن حُضَیر، وحشی، عبیداللہ بن عدی بن الخیار، صنابحی، عائشہ، ام سلمہ، ام ایمن، ام الفضل، فاطمۃ الزہراء، اسماء بنت عمیس، حفصہ، جبیر بن نُفَیر، سلیمان بن ابی حثمہ، سالم بن عتیک، وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان سے روایت کرنے والے پھر ان سے روایت کرنے والے آپ خود اندازہ لگالیں کہ کس قدر ہوں گے۔

بخاری ص۸۵۸ میں بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہو جانے کا ذکر ہے جس میں آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام کر چکتے تھے تاہم آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا یا آپ نے کام نہیں کیا اور آپ سمجھتے تھے کہ میں نے یہ کام کر لیا حتیٰ کان یریٰ انہ یاتی النساء ولا یاتیھن، حتیٰ انہ يُخَيَّلُ اليه انه فعل الشیء وما فعلہٗ

الحاصل یہ تمام حوادث صریح نافی ہیں انبیاء و اولیاء کے عالم الغیب ہونے کے۔ کیونکہ مثلاً اغماء یہ ایک ایسا مرض ہے جس سے انسان کے ادراک کرنے والے قوٰی میں ضعف آجاتا ہے کان الانبیاء معصومین عن الجنون لانہ یزیل العقل وَمَا كَانُوا مَعْصُومِيْنَ عَنِ الْإِغْمَاءِ فَاِنَّ نَبِيَّنَا صلی اللہ علیہ وسلم اغمی علیہ فی مرضہ کما شھدت بہ اَحَادِیْثُ الصحاح قرالاقمار ص۷ نورالانوار ص۲۹۴) یعنی انبیاء علیہم السلام جنون سے تو معصوم ہوتے ہیں، مگر اغماء سے معصوم نہیں ہوتے کیونکہ خود ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مرض میں اغماء (غشی) طاری ہو گئی تھی کتب صحاح کی حدیثیں اس کی شاہد ہیں۔ اور نیند ایک طبعی سستی ہے جو انسان کو حادث ہوتی ہے اور اس کے بس میں نہیں ہے۔ اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنی طاقت استعمال کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔ عقل ہونے کے باوجود ادراکات حسیہ و عقلیہ و افعال اختیاریہ پر قدرت کا استعمال نہیں کر سکتا۔ (نورالانوار ص۲۹۴)

اور موت خود ایسی چیز ہے جس سے تمام حواس ختم جاتے ہیں۔ اور عذاب ثواب کا ادراک جو روح کو ہوتا ہے سو اس کا تعلق اِن حواس دنیویہ سے نہیں یہ عالم برزخ سے متعلق چیزیں ہیں۔ ولتفصیلہ مقام آخر

اور جادو کے بارے خود حضرت ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ نہ کئے ہوئے کام کو

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آپ کیا بڑا خیال کر لیتے اور کئے ہوئے کام کو نہ کیا ہوا خیال فرماتے۔ یہ اثر تھا اس جادو کا۔ پس عالم الغیب وہی ہو سکتا ہے جو ان عوارض سے پاک ہو جیسے خدا کو اپنے متعلق فرمایا اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ہمیشہ جیتا ہے سب کا تھامنے والا۔ نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔ اور فرمایا وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اور بھروسہ صرف اسی ذات پر کر جو ہمیشہ جیتا ہے جو نہیں مرے گا۔ اور وہ وہ ذات ہے جسے کوئی بھی کسی طرح کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا وہ کبھی نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ۔

۵ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے ان تمام آیات کا انکار لازم آتا ہے جن میں انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف حزن، خوف، غم، گھبراہٹ، اور پچھتانے کی نسبت کی گئی ہے مثلاً فَاَوْجَسَ مِنْہُمْ خِیْفَۃً پھر ابراہیم علیہ السلام ان فرشتوں سے ڈر گئے۔ فرشتے بولے مت ڈر، فَلَمَّا ذَھَبَ عَنْ اِبْرٰھِیْمَ الرَّوْعُ پھر جب گیا ابراہیم علیہ السلام سے ڈر، وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِہِمْ وَضَاقَ بِہِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اور جب کہ پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس تو ان کا آنا ان لوط علیہ السلام کو ناگوار ہوا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا تب ان فرشتوں نے کہا نہ ڈر نہ غم کر۔ برادران یوسف علیہ السلام جب آبا جی سے تقاضا کرتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ بھیجو تو حضرت یعقوب علیہ السلام یوں نہیں فرماتے کہ مجھے پتہ ہے کہ تم باہم مشورہ کر کے اسے اندھے کنوئیں میں ڈالنا چاہتے ہو، بلکہ فرمایا اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْھَبُوْا بِہٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْہُ غٰفِلُوْنَ یعنی مجھے رنج دے گی یہ بات کہ تم اسے لے جاؤ اور اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا لے اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔ پھر آگے چل کر فراق یوسف علیہ السلام میں آپ کا قول اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں یٰٓاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ وَابْیَضَّتْ عَیْنٰہُ مِنَ الْحُزْنِ فَھُوَ کَظِیْمٌ ہائے افسوس یوسف علیہ السلام کی جدائی پر۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں سو وہ اپنے آپ کو گھونٹ رہے تھے۔ پھر آگے ہے اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ میں تو کھولتا ہوں اپنا احوال اور غم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنا عصا ڈال۔ ڈالکر دیکھا ہراتا ہوا گویا یہ سانپ ہے وَلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ حضرت پیٹھ پھیر کر چلدئے اور مارے ڈر کے مڑکر نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مخاطب ہوکر فرمایا یَا مُوْسٰی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّکَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ اے موسیٰ! سامنے آؤ اور ڈرو مت آپ کو کچھ خطرہ نہیں آپ کو امان ہے

پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرعونیوں کی پیغام پہنچانے کو فرمایا تو عرض کی رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ اے میرے رب! میں نے ان میں سے ایک تن کا خون کیا ہے اس لئے مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔

اس قسم کی بیشمار آیات و احادیث ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ڈر خطرہ غم گھبراہٹ و پچھتانا اسی کو لاحق ہوتا ہے جسے اس چیز کا علم اس سے مستور ہو اور عالم الغیب کو ڈر خطرہ غم گھبراہٹ اور پچھتانا نہیں ہوتا کیونکہ اس کے آگے ہر چیز روشن ہوتی ہے اس لئے اگر ان آیات کو تسلیم کریں تو انبیاء و اولیاء سے علم غیب کلی کی نفی کرنی ہوگی اور اگر انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب مانیں تو ان آیات کا انکار کرنا ہوگا یا خدا کو جھوٹا کہنا ہوگا یا روافض کی طرح صحابہ کرام پر الزام دھرنا ہوگا کہ اس قسم کی آیتیں اپنی طرف سے بنا کر قرآن شریف میں لکھ دیں لیکن یہ تو حقیقت ہے کہ آیتیں برحق ہے خدا بھی سچا ہے صحابہ بھی بہتان سے محفوظ ہیں لہٰذا کہنا ہوگا کہ انبیا اولیا عالم الغیب نہیں۔

۶ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے ان آیات کا انکار کرنا لازم آتا ہے جن میں انبیاء یا مؤمنین صالحین کو عتاب کیا گیا ہے مثلاً قولہ تعالیٰ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِیْنَ تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا جب تک نہ کھلے تھے تم پر سچے اور جان نہ لیتے آپ جھوٹوں کو۔ اس آیت کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ص۱۵۸ تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کو اپنے اجتہاد سے گھر میں رہنے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کی اجازت دے دی تھی اس لئے یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بطور عتاب کے نازل ہوئی۔ پھر صاحب شرح صاوی نے ص۱۲۹ میں لکھا وَعِتَابُ اللّٰہِ لَهٗ اِنَّمَا هُوَ عَلٰی فِعْلِ اَمْرٍ مُّبَاحٍ لَّهٗ فَهُوَ مِنْ بَابِ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ لَا عَلٰی وَجْهِ [illegible] فَاعْتِقَادُ ذٰلِكَ كُفْرٌ یعنی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر مباح کے کرنے پر عتاب تھا نہ کسی کام کی وجہ پر کیونکہ ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے تو یہ اس قبیلہ سے ہے کہ نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے نزدیک برائیاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح تفسیر [illegible] و ابن جریر [illegible] و تفسیر نیشاپوری [illegible] و تفسیر ابو السعود [illegible] و ابن کثیر [illegible] و معالم التنزیل [illegible] و تفسیر مظہری [illegible] و تنویر المقباس [illegible] و بیضاوی [illegible] [illegible] وغیرہ تفاسیر میں ہے اور حضرت رئیس المفسرین صحابی و ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور تلامذہ میں سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔ اور یہی تفسیر تابعین سے مروی ہے مثلاً عمرو بن میمون و عون و سفیان بن عیینہ و عطا خراسانی و مورق عجلی وغیرہ۔

اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کل غیب کا تسلیم کریں تو ان آیات کا انکار کرنا ہوگا یا ان مفسرین و محدثین کو بے ادب و گستاخ کہنا ہوگا اور ان کی تفسیر کو تحریف کا لقب دینا ہوگا اگر آیات کو صحیح تسلیم کریں اور مفسرین پر بھی الزام نہ دھریں تو علم غیب کلی والے کا قول غلط ہوگا کیونکہ عالم الغیب ہونا اور معتوب ہونا یہ دونو باتیں ایک ہی شخصیت میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ جسے علم ہو کہ اس کام سے مجھ پر عتاب ہوگا تو وہ کام ہرگز نہیں کرے گا یہ مسئلہ تو اجلیٰ بدیہیات سے ہے۔

۶ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے ان آیات کا انکار کرنا پڑتا ہے جن میں انبیاء کرام و دیگر مومنین کو تسلی دی گئی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر فعل عبث کا قبیح دھبہ لگانا ہوگا۔ مثلاً کفار کے کہ واسات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذات نے آپ پر تسلی کی آیات نازل فرمائیں من جملہ ان آیات کے فرمان الٰہی کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ مِّثْلَ قَوْلِہِمْ تَشَابَہَتْ قُلُوْبُہُمْ یعنی جیسے یہ کافر لوگ آپ کو کہتے ہیں اسی طرح کر چکے ہیں اگلے کافر بھی پہلے پیغمبروں کے ساتھ انہیں کی سی بات۔ ایک سے ہیں دل بھی ان کے۔ اس جگہ جلالین ص [illegible] میں علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں فِیْہِ تَسْلِیَۃٌ لِّلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کی گئی ہے کہ آپ ان کی سرکشی اور معاندہ باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں پچھلے کفار بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ تسلی مغموم اور محزون ہی کو دی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جاتی ہے اور پہلے گذر چکا ہے کہ معموم و محزون عالم الغیب نہیں ہو سکتا ورنہ تو غیر معموم و محزون کو تسلی دینا ایک امر عبث ہے۔ جس کے تسلیم کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر عبث کا کام کرنے کا دھبہ آئے گا اور خدا کی صفتِ حکیم کا انکار لازم آئے گا اور یہ دونوں امر صریح کفر ہیں اور مستلزم کفر بھی کفر ہے۔

۷ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے انبیاء و اولیاء کو جھوٹا کہنا پڑے گا یا قرآن کو کہنا ہوگا یا خدا کو جھوٹا کہنا ہوگا (العیاذ باللہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرمایا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ یعنی اللہ تعالیٰ نے مارے رکھا حضرت عزیر علیہ السلام کو سو سال پھر اسے زندہ کرکے اٹھا دیا قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام سے امتحاناً سوال فرمایا کتنی دیر یہاں تو ٹھیرا؟ حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی کہ دن بھر ٹھیرا ہوں بلکہ دن سے بھی کم! قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں! تو دن یا دن بھر سے کم ٹھیرا بلکہ تو پورے سو سال یہاں ٹھیرا ظاہر ہے کہ ایک دن ٹھیرنے اور سو سال ٹھیرنے میں بہت بڑا فرق ہے اگر کہیں کہ اللہ کا فرمان صحیح ہے اور عزیر علیہ السلام عالم الغیب بھی ہیں تو نعوذ باللہ حضرت عزیر علیہ السلام عمداً جھوٹ بول رہے ہیں اگر عزیر علیہ السلام کو سچا مانیں تو صحابہ کرام پر تحریفِ قرآن کا قبیح الزام لگانا ہوگا کہ انہوں نے یہ مکالمہ غلط انداز میں لکھ دیا حقیقۃً امر واقع یوں نہ تھا۔ اگر صحابہ کرام کو بھی الزام سے بری کہیں اور خدا پاک کو سچا مانیں اور عزیر علیہ السلام کو سچا مانیں تو لازماً یہ کہنا ہوگا کہ آپ عالم الغیب نہ تھے آپ کو سو سال کے حالات کا کچھ علم نہ ہو سکا صرف یہ خیال کرکے کہ شروع دن میں میں سویا تھا اب جاگتے وقت سورج غروب ہو رہا ہے یہ سمجھے کہ یہ وہی میرے سو جانے کا ہی دن ہے فَظَنَّ أَنَّهُ يَوْمٌ مِّنَ النَّوْمِ جلالین (ص ۳۹) تو اندازہ اور ظن سے بتایا اور ظن اور اندازہ کرنے کی ضرورت عالم الغیب کو نہیں ہوتی۔ بس ثابت ہوا کہ آپ کو عالم الغیب کہنے میں ضروریاتِ دین کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح اصحابِ کہف کے واقعہ میں اسی طرح کا بیان ہے۔ خوب سمجھ لو۔

۸ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے انبیاء و اولیاء و علماء مجتہدین کو اجتہاد کی صفت اور سے محروم کہنا ہے۔ کیونکہ اجتہاد کی ضرورت وہیں محسوس ہوتی ہے جہاں حکم منصوص نہ ہو

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کیونکہ جواز قیاس کے لئے شرط ہے کہ مقیس کا حکم منصوص نہ ہو عدم وجود النص فی الفرع (نور الانوار ص۲۲۳) اور مشکوٰۃ شریف ص۳۲۴ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ إِنَّمَا اَقْضِیْ بَیْنَکُمْ بِرَأْیِیْ فِیْمَا لَمْ یُنْزَلْ عَلَیَّ فِیْهِ یعنی میں عقل و اجتہاد سے تم میں فیصلہ صرف اس قضیہ میں کرتا ہوں جس قضیہ میں مجھ پر وحی نہ اتری ہو اگر عالم الغیب کا عقیدہ انبیاء اولیاء و علماء مجتہدین کے بارے درست ہو تو اجتہاد کی ضرورت انہیں کیا تھی کیونکہ اجتہاد کی تعریف علمائے اصول نے یہ کی ہے اِسْتِفْرَاغُ الْفَقِیْهِ الْوُسْعَ لِیَحْصُلَ لَهُ ظَنٌّ بِحُکْمٍ شَرْعِیٍّ یعنی فقیہ کا اپنی پوری طاقت لگانا تاکہ شرعی حکم کے متعلق اس کو ظن غالب حاصل ہو جائے (تعریفات میر سید سنہ ص) رمضان آفندیؒ کا شرح شرح عقائد میں یہ قول ہے بَذْلُ الْمَجْهُوْدِ لِنَیْلِ الْمَقْصُوْدِ سو اس کا بھی یہی مطلب ہے اور ظاہر ہے کہ علم (یقین) کے ہوتے ہوئے اجتہاد کی طرف رجوع کرنا جس کی ماہیت ہی میں ظن داخل ہے، ترقی معکوس کا مرادف ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین و من بعدہم سب اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ صرف فرق اتنا ہے، کہ نبی کا اجتہاد میں غلطی ہوتی نہیں اگر کچھ لغزش ہو بھی جائے تو فوراً وحی آجاتی ہے اور صحابۂ کرام و من بعدہم کے اجتہاد کبھی صواب کبھی خطا۔ اگر ان ہستیوں کو علم غیب ہوتا تو انہیں اجتہاد کی کیا ضرورت تھی۔

۸ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے ان آیات و احادیث کا انکار لازم آتا ہے جن میں انبیاء علیہم السلام کے قتل، زخمی ہونے، زد و کوب، اور زہر کھانے کا بیان ہے فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ، یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ، وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِیَاءَ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف میں زخمی ہونا، یوم احد میں آپ کے دندانِ مبارک کا شہید ہونا، یہود یہ کا کھانے میں زہر ملانا اور بعض کا اس میں کھا کر شہادت پانا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس زہر کا اثر کرنا حتیٰ کہ مرض الوفات میں بھی اس زہر کا اثر محسوس ہونا وغیرہ سب کا انکار کرنا ہوگا لیکن تواتر کا انکار تو ہو نہیں سکتا لہٰذا غیر اللہ کے عالم الغیب ہونے کی نفی کا عقیدہ رکھنا ہوگا۔

۹ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے معاذ اللہ نبی کریم پر بہت بڑا سنسنی خیز بے غیرتی اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بستیاں عالم الغیب ہوتیں تو ! گم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ نہ ہودج خالی ہونے کی حالت
میں اونٹ پر رکھا جا سکتا ہے۔ نہ صفوان کو پیچھے چھوڑنے کا تصور ہو سکتا ہے۔ نہ گری پڑی چیز
کا سوال ہو سکتا ہے۔ نہ ابن سلول تہمت لگا سکتا ہے۔ نہ مسطح اس جماعت منافقین کی ذریعہ
اٹھا لیا جا سکتا ہے۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ازواج کے ساتھ ملاطفت میں کمی واقع ہو سکتی
ہے اور نہ ام المؤمنین کو رونا اور دست لگ جا سکتا ہے اور نہ ہی حالات کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے
میکے جانے کی اجازت لینی پڑتی ہے۔ اور نہ ہی حالات بتانے کے بعد یہ احساس ہو سکتا ہے کہ
مرض بڑھ جائے۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی انتظار کرنی پڑتی نہ آپ کو صحابہ کرام رضی
اللہ عنہم کو بلا کر مشورہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ عالم الغیب ماننے کی صورت
میں ایک غیر مسلم کو اعتراض کرنے کی گنجائش مل جاتی ہے کہ معاذ اللہ نبی غیر محرموں کو پیچھے چھوڑتا ہے
تاکہ اس نبی کی بیوی کے ساتھ نامحرم کو اٹھنے بیٹھنے کا موقع مل سکے اور مصداق آ بیل مجھے مار اپنے
ذمے اپنی بیوی کی تہمت کا وبال لے لیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۱۰۔ مخلوق کو غیب دان ماننے سے ان احادیث کا انکار لازم آتا ہے جن میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی طرف کسی چیز کے اپنے اوپر مخفی رہنے کی نسبت کی ہے یا اگر حدیث کو صحیح مانیں
تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کذب یا غلط بیانی کی نسبت کرنا ہوگی جو صریح کفر ہے یا
اس کو موضوع کہنا ہوگا اور بغیر تحقیق کے موضوع ہونے کے جس محدث نے اسے بیان کیا ہے
اس کو گستاخ، بے ادب اور کافر کہنا ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ چونکہ عالم الغیب ہے اس لیے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے چنانچہ فرمایا اِنَّ
اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی
وہ ذات ہے جس پر کوئی چیز مخفی نہیں زمین میں نہ آسمان میں۔

۱۱۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب ماننے سے اس حدیث کا انکار کرنا ہوگا جس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہں ہے کہ ایک یہودی عورت کا بچہ ہوا جس کی دو دائیں ، آنکھ مٹی ہوئی اور ابھار کی ہوئی تھی اور اس کی کچلیاں نکل ہوئی تھیں پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی خاطر ڈر پیدا ہوا کہ شاید یہی دجال ہو۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھنے آئے تاکہ اس کا حال تحقیق کریں۔ پس اس کو اس حالت میں پایا کہ چادر میں لپٹا ہوا چپکے چپکے باتیں کر رہا ہے جو سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ پھر اس لڑکے کی ماں نے اس کو آگاہ کیا کہ اے عبداللہ یہ ابوالقاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے ہیں۔ خبردار ہو۔ اور ان سے کلام کرنے کے لئے مستعد ہو۔ تب وہ چادر سے نکلا۔ پھر نبی پاک نے فرمایا اس عورت کو کیا ہو گیا۔ اللہ اس کو غارت کرے۔ اگر یہ اس کو چھوڑ دیتی اور خبر نہ دیتی اس کو تو یہ اپنا حال ظاہر کر دیتا...... پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اجازت دیجئے میں اسے قتل کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا اگر ابن صیاد وہی دجال ہے تو تو اس کا قاتل نہیں (اس کا قتل عیسیٰ بن مریم کے حصے میں ہے) اس کے سوا کسی کو اس کے قتل کرنے کی قدرت نہیں۔ اور اگر ابن صیاد وہ دجال نہیں ہے تو تجھے ایک ذمی مرد کے قتل کرنے کی اجازت نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر اس بات کا خطرہ رہا کہ شاید یہی ابن صیاد ہی وہی دجال ہو (مشکوۃ ص ۴۷۹) پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا حال معلوم ہوا تب آپؐ پر یہ بات واضح ہو گئی کہ ابن صیاد وہ دجال نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خطرہ جب ہی ہو سکتا ہے جب علم غیب نہ ہو علم غیب والے پر خطرہ وارد نہیں ہوتا

۱۱ انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب ماننے سے لازم آتا ہے کہ قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچے رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں) اس حکم سے پیغمبر، صحابہ کرامؓ اولیاء و مشائخ عظام سب کے سب مستثنےٰ ہوں اور نبی پاک ازواج مطہرات بھی مستثنےٰ ہوں کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھیں کیونکہ جو پوشیدہ اور مخفی چیزوں سے واقف ہے اس سے پردہ کرنا لغو اور بے سود ہے۔ لیکن ان چودہ صدیوں میں آج تک کسی مفسر، محدث، فقیہ اور مجتہد نے ان ہستیوں کو کسی تفسیر، حدیث، اور فقہ کی کتاب میں حکم خداوندی پردہ سے مستثنیٰ نہیں کیا بلکہ احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے کہ آپؐ خود بھی نامحرم عورتوں سے پردہ فرمایا کرتے تھے اور صحابہؓ کرام و ازواج مطہرات کو بھی پردہ کرنے کا لازمی حکم فرماتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے اشارہ کیا جس کے ہاتھ میں ایک خط تھا جو کسی نے لکھ کر اس عورت کے ہاتھ میں دے کر حضور کی طرف بھیجا تھا تو ہاتھ پر نظر پڑتے ہی آپ نے اپنا ہاتھ اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ خط نہ لیا۔ پھر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔ تب وہ عورت بولی کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تو عورت ہوتی تو عورتوں کے شعار کی رعایت کرتی اور اپنے ہاتھ کے ناخنوں کو مہندی لگاتی (مشکوٰۃ ص۳۸۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور حبشی برچھیوں کے ساتھ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کے ساتھ میرا پردہ کر رہے تھے تاکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں اور مونڈھوں کے درمیان میں سے اُن کے کھیل کی طرف دیکھوں۔ الخ (مشکوٰۃ ص۲۸۰) یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ حبشی صحابہ اولیاء اللہ تھے اگر ان کو عالم الغیب مانیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک لغو اور بیہودہ کام (چادر سے پردہ کرنے کا انتظام) منسوب کرنا ہوگا جو صریح کفر ہے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ (ام سلمہ) اور میمونہ رضی اللہ عنہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں۔ اچانک حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ صحابی رسول نابینا آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بیبیوں کو فرمایا "اس سے پردہ کرو" ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ ہمیں تو نہیں دیکھ سکتا۔ آپ نے فرمایا تو پھر کیا تم بھی اندھی ہو (تم تو اسے دیکھو) (مشکوٰۃ ص۲۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا اے علی! نظر کے پیچھے نظر نہ ڈال یعنی اگر اجنبیہ عورت پر ایک دفعہ اچانک نظر جا پڑتی ہے تو پھر نہ دیکھ اس کو۔ اس لئے کہ بغیر قصد و ارادہ کے جو پہلی دفعہ نظر پڑ گئی ہے وہ تو تیرے لئے (معاف) ہے اب دوبارہ نظر کرنا تیرے لئے جائز نہیں ہے (مشکوٰۃ ص۲۶۹) اس سے معلوم ہوا کہ (خواہ کتنا بڑے سے بڑا ولی ہو) اسے بھی کسی اجنبیہ (غیر منکوحہ و غیر مخطوبہ) کے چہرہ کی طرف نظر کرنا حلال نہیں ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (معانی الآثار ص[illegible])

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا اپنی ران نہ کھول۔ اور نہ زندہ آدمی کی ران کو دیکھ اور نہ ہی مردہ کی ران کو۔ (مشکوٰۃ ص۲۶۹)

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کسی بھی ولی سوئی پیر شیخ کی تخصیص کئے بغیر فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ (اے نبی! اپنی بیبیوں صاحبزادیوں اور تمام مومنوں کی عورتوں کو فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں) عہد نبوی میں صحابہ اولیاء اللہ تھے ان کو نکالے بغیر سب کو پردہ کا حکم دیا۔ اگر اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں تو پردہ کا حکم کیوں؟ جریر بن عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے پر سوال کیا تو آپ نے فرمایا اپنی نگاہ پھیر لے۔

۱۳۔ عالم الغیب اگر رسول یا پیر اولیاء کو مانیں تو کہنا پڑے گا کہ انہیں کسی مسئلہ میں مشکل نہیں ہوتا تھا کیونکہ عالم الغیب کو کسی معاملہ میں مشکل پیش نہیں ہو سکتا۔ جب یہ بات ہو تو اس حدیث کی تردید کرنی ہوگی جو مشکوٰۃ ص۳۲۰ میں بحوالہ رزین حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت [illegible] امام عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المومنین! میں تو دو مردوں کے درمیان بھی فیصلہ نہیں کروں گا۔ حضرت امام نے فرمایا۔ آپ کے ابا جی امام ثانی امام عمر رضی اللہ عنہ تو فیصلے کرتے تھے۔ تو آپ نے کہا کہ میرے اباجی کو (عہد نبوی میں) اگر کسی فیصلہ میں اشکال پیدا ہو جاتا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا کرتے تھے اور اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اشکال ہو جاتا تھا تو آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کرتے تھے۔ اور میں ایسی ہستی نہیں پاتا جس سے پوچھ سکوں اور اپنا اشکال حل کرا سکوں۔

اب ظاہر ہے کہ عالم الغیب کو نہ اشکال ہوتا ہے اور نہ اس کو کسی کے تلقین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہاں تو نبی اکرم کو بھی حکم ربانی ہے اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ اسی پر چلو جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے اور فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ یعنی یا رسول اللہ! ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح اللہ تعالیٰ آپ کو دکھائے۔ اور عالم الغیب کسی کے کہنے پر نہیں چلتا اللہ تعالیٰ اپنے متعلق فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اضافات و فوائد

از

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا
علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

یعنی اللہ کسی کو تابع فرمان نہیں نہ کسی کا محتاج وہ جو چاہے حکم فرماتا ہے وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ اور اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے اور کوئی نہیں جو پیچھے ڈالے اس کا حکم۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَّ لَا اُحِلُّ حَرَامًا (ابوداؤد، ذہبی) یعنی میں حلال کو حرام نہیں کرسکتا اور حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ اور فرمایا لَيْسَ لِیْ تَحْرِيْمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لِیْ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز میرے لئے حلال کی ہے، اس کے حرام کرنے کا مجھ کوئی حق حاصل نہیں دیکھو مسلم شریف ج۲) اور نبی کی طرف تحلیل و تحریم کی نسبت بایں معنے ہے کہ نبی کا قول اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کرنے کی تعلیم نشانی ہے نہ بایں معنے کہ نبی نے خود اپنی طرف سے حلال و حرام کیا ہے (حجۃ اللہ البالغہ ج۱)

ہدایہ ج۲ میں ہے حامل عورت کے خاوند نے لعان کیا تو حمل خاوند کا تصور کیا جائے گا یا نہ؟ اس میں شافعیوں اور حنفیوں کا اختلاف ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ حاکم خاوند کا حمل نہ بنائے دلیل یہ دیتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہلال اور اس کی حامل بیوی نے لعان کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بچہ ہلال کا نہ بنایا۔ لیکن ہمارے حنفی رحمہم اللہ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ کو وحی کے ذریعے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ حمل ہلال کا نہیں انہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عَرَفَ قِيَامَ الْحَبْلِ بِطَرِيْقِ الْوَحْیِ پھر اس پر صاحب عنایہ نے لکھا وَمِثْلُ ذٰلِكَ لَا يُعْرَفُ اِلَّا بِطَرِيْقِ الْوَحْیِ یعنی جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شکل و صورت کا بچہ پیدا ہو تو خاوند کا ہے اور اگر اس شکل و صورت کا بچہ پیدا ہو تو خاوند کا نہیں اس طرح کی بات وحی کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی

ہدایہ شریف کی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حنفیہ کے مذہب میں یہی مسئلہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ علم غیب کلی حاصل ہے اور نہ انہیں حلال و حرام کرنے میں اختیار ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص۲۲۳ میں خلاد بن سائب کے والد صاحب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے یہ حکم دے گئے کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں

۱۳ غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے ان آیات و احادیث کا انکار لازم آتا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مامور اور منہی فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ اُمِرْتُ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بِالْقِسْطِ فرما دیجئے یا رسول اللہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کا۔ اور فرمایا وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اور اگر آپ فیصلہ فرمائیں تو ان میں انصاف کا فیصلہ فرمائیں۔ اور فرمایا قُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ فرمادیجئے یا رسول اللہ مجھ کو یہی حکم ہوا کہ بندگی کروں اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کے ساتھ۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا مَّاْمُوْرًا مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى (ابوداؤد ص ۱۳۳) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بندے ہیں جو خدا کی طرف سے مامور ہیں اور ظاہر ہے کہ عالم الغیب مامور نہیں ہو سکتا بلکہ اس کو حکم دینا ایک لغو امر ہے۔ البتہ عالم الغیب سے زاری عاجزی اور انکساری کے ساتھ سوال اور دعا کی جاسکتی ہے کیونکہ اس ذات عالم الغیب کو دل کی گہرائی میں چھپی ہوئی چیز کا علم ہے مگر وہ بندہ کی عاجزی انکساری پر خوش ہوتا ہے اور ایسے کی جلدی حاجت برآری فرماتا ہے۔ اس ذات پاک کے ساتھ کسی کو تشبیہ دینا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ نہیں اس جیسا کوئی

۴۔ نبی پاک کو عالم الغیب ماننے سے مندرجہ ذیل آیات کا انکار لازم آتا ہے

آیت نمبر ۱ قُلْ .... لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ فرمادیجئے یا رسول اللہ! ...... میں نہیں جانتا غیب

آیت نمبر ۲ اِنَّمَا الْغَيْبُ عِنْدَ اللّٰهِ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ غیب تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے

آیت نمبر ۳ قُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فرمادیجئے یا رسول اللہ! کہ غیب تو صرف اللہ کے لئے ہے۔

آیت نمبر ۴ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ ہی کیلئے ہیں آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں

آیت نمبر ۵ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ یعنی یا رسول اللہ! آپ ان منافقین کو نہیں جانتے ہم ان منافقین کو جانتے ہیں۔

آیت نمبر ۶ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں اور زمین کے بسنے والوں میں سے کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اور ان کو خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

آیت نمبر ۷ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ اور کوئی جانتا تیرے رب کے لشکر مگر وہی ذات

آیت نمبر ۸ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اور ہم نے نہیں سکھایا اس (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کو شعر کہنا اور یہ اس کے لائق بھی نہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آیت نمبر ۹ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۔ نبی فرما دیجئے یا رسول اللہ روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو خبر دی ہے بہت تھوڑی سی

آیت نمبر ۱۰ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ اور کئی رسولوں کا احوال سُنایا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ! اور کئی رسولوں کا احوال ہم نے آپ کو نہیں سُنایا۔ اسی طرح

آیت نمبر ۱۱ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ بجنہ ہم نے بہت سے اولوالعزم رسول آپ سے پہلے بھیجے ہیں بعض تو وہ ہیں جن کا احوال آپ کو سنایا اور بعض کا احوال نہیں سُنایا۔

آیت نمبر ۱۲ قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا فرما دیجئے یا رسول اللہ! میں نہیں جانتا آیا نزدیک ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے کچھ وقفہ دے گا۔

آیت نمبر ۱۳ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ اور میں نہیں جانتا کہ پاس ہے یا دور ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے دیکھو کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ صرف اللہ ہی جانتا ہے آواز کی بات اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ اور میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ شاید یہ کوئی تمہاری آزمائش ہو اور برتاؤ ایک وقت تک

آیت نمبر ۱۴ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہو

آیت نمبر ۱۵ يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا یا رسول اللہ! لوگ آپ سے قیامت کا پوچھتے ہیں۔ آپ (ان کے جواب میں) فرمائیے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے؛ آپ کیا جانیں شاید قیامت پاس ہی ہو (ماخوذ از ترجمہ احمد رضا خان مع تغیر یسیر)

آیت نمبر ۱۶ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۝ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ۝ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا یا رسول اللہ آپ سے قیامت پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لئے ٹھیری ہوئی ہے۔ یا رسول اللہ! آپ کا اس کے بیان سے کیا تعلق۔ اس کی انتہا تو آپ کے رب ہی تک ہے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM -مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہی پوچھتے پوچھتے سب اوسی تک پہنچتے ہیں۔ بیچ میں سب بے خبر ہیں (موضح القرآن)

آیت نمبر ۱۷ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ آپہنچی آنے والی کوئی نہیں اس کو اللہ کے سوا کھول دکھانے والا۔

آیت نمبر ۱۸ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ؟ اگر تم سچے ہو۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ! یہ علم تو ہے اللہ ہی کے پاس۔ اور میں تو بس ڈر سنانے والا ہوں کھول کر۔

آیت نمبر ۱۹ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ اسی (اللہ ہی) کی طرف حوالہ ہے علم قیامت کا مخلوق کو اس کا علم نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیامت کا وقوع بھی نہ ہوگا۔

آیت نمبر ۲۰ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ حقیقت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی اتارتا ہے مینہ۔ اور صرف وہی جانتا ہے جو کچھ ہے ماؤں کے رحموں میں۔ اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کیا کرے گی کل۔ اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے سب کچھ جاننے والا خبردار۔

آیت نمبر ۲۱ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ یا رسول اللہ آپ سے پوچھتے ہیں قیامت کی بات کہ کس وقت ہے اس کا ٹھیراؤ۔ (یا رسول اللہ! آپ ان کے اس سوال کے جواب میں) فرما دیجئے کہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ اُسے وہی اپنے وقت پر ظاہر فرمائے گا۔ بھاری بات ہے آسمانوں اور زمین میں۔ تم پر آوے گی تو بے خبر اچانک۔ یا رسول اللہ! آپ سے ایسا پوچھتے ہیں گویا آپ نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے۔ آپ ان کو جواب میں فرمائیے کہ اس کا علم تو خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ اس مسئلہ پر یقین نہیں رکھتے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آیت نمبر ۲۲ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ کیا نہیں پہنچی تم کو ان کی خبر جو پہلے تھے تم سے قوم نوح علیہ السلام کی اور عاد اور ثمود اور جو اُن سے پیچھے ہوئے۔ نہیں اللہ ہی جانے کتنے تھے

آیت نمبر ۲۳ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وہی (اللہ تعالیٰ ہی) جانتا ہے جو کچھ ہے خلق کی روبرو اور جو کچھ اس کے پیچھے ہے۔ اور وہ نہیں گھیر سکتے (پاتے) اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے (ماخوذ از کنز الایمان) اس کا علم تمام آسمان اور زمین میں وسیع ہے (کرسی بمعنے علم دیکھو بخاری صفحہ ۶۵۰)۔

آیت نمبر ۲۴ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا یعنی حقیقت واقعہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے جس کا علم ہر چیز کو محیط (گھیرے ہوئے) ہے

آیت نمبر ۲۵ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے تو تم پہ لازم ہے کہ حکم الٰہی کی اطاعت کریں اور اسی کو بہتر سمجھیں چاہے وہ تمہارے نفس پر گراں ہو) یاد رہے کہ اولین مخاطب اس امر کے صحابہ کرام ہیں جو تمام ولیوں سے افضل و اعلیٰ ولی ہیں۔

آیت نمبر ۲۶ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی۔ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا۔

آیت نمبر ۲۷ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ اور صرف اسی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

آیت نمبر ۲۸ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ وہی (اللہ) ہے جس نے بنایا تم کو مٹی سے پھر ٹھہرایا ایک وعدہ (یعنی مرنے کا) اور ایک وعدہ (قیامت کا) ٹھہر رہا ہے اس (اللہ) کے پاس۔ پھر بھی تم شک کرتے ہو؟ (سو ایک اجل ہے ہر شخص کی وہ نہیں جانتا۔ یہ فرشتے جانتے ہیں جن کے ذمے جان نکالنے کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے اور ایک اجل ہے سب خلق کی سو کوئی نہیں جانتا۔

آیت نمبر ۲۹ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا اور کہیں گے کہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کب ہو گا؟ تو آپ ان کے جواب میں کہہ دیا کہ شاید نزدیک ہی ہو گا

آیت نمبر ۳۰ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ اور کہتے ہیں کہ کب ہے یہ وعدہ؟ اگر تم سچے ہو یا رسول اللہ آپ ان کو جواب میں فرما دیں (کہ تم تو قیامت کے وقت کو پوچھتے ہو، جس کا تعلق تمام مخلوق سے ہے) میں تو اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا وہ بھی خدا ہی کے زیر مشیت ہے

آیت نمبر ۳۱ يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ جس دن اللہ تعالیٰ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تم پیغمبروں کو مخلوق کی طرف سے کیا جواب دیا گیا تو پیغمبر جواب دیں گے کہ ہمیں اپنی قوم کے اخلاص کا کچھ علم نہیں کیونکہ اے باری تعالیٰ علام الغیوب تو صرف آپ ہی کی ذات ہے آپ ہی جانتے ہیں کہ ایمان لانے میں کون مخلص ہے اور کون منافق کذا فی تفسیر مدارک التنزیل علامہ نسفی الحنفی رحمہ

آیت نمبر ۳۲ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ صرف اسی ہی کے پاس ہیں چھپے بھید آسمانوں اور زمین کے۔ عجیب دیکھتا سنتا ہے۔

آیت نمبر ۳۳ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ حقیقت یہ ہے کہ میں (اللہ) ہی جانتا ہوں پوشیدہ آسمان اور زمین اور مجھے ہی معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو

آیت نمبر ۳۴ إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ حقیقت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آسمانوں اور زمین کے بھید جاننے والا۔ اسی کو خوب معلوم ہے جو بات ہو دلوں میں۔

آیت نمبر ۳۵ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کے بھید جانتا ہے اور اللہ دیکھتا رہتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو

آیت نمبر ۳۶ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۔ اے رسول اللہ! آپ فرما دیجئے میں نہیں مالک اپنی جان کے بھلے کا نہ برے کا (میں خود مختار نہیں) مگر جو اللہ چاہے ۔ اور اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات تو بہت خوبیاں لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی یعنی اگر میں شادابی اور قحط کے زمانہ کو جانتا تو قحط کے سال کے لئے بہت سا مال و متاع پہلے سے جوڑ لیا کرتا اور مجھے تکلیف نہ ہوتی اور ناداری اور بھوک میرے پاس نہ پھٹکتی ۔ (معالم التنزیل ج ۲۲۶)

آیت نمبر ۳۷ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ۔ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۔ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۔ اللہ ہی جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور جو بڑھتے ہیں ۔ اور ہر چیز کی اس کے پاس گنتی ہے ۔ جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا ۔ سب سے بڑا اوپر ۔ برابر ہے تم میں جو چھپی بات کرے اور جو کہے پکار کر ۔ اور جو چھپ رہا ہے رات میں اور جو گلیوں میں پھرتا ہے دن کو ۔ آیت کا سیاق بتا رہا ہے کہ وہ علیم و خبیر اپنی شان میں منفرد اور لاشریک ہے ۔

آیت نمبر ۳۸ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔ کسی نبی کو لائق نہیں کہ اس کے یہاں قیدی آویں جب تک نہ خون کرے ان کا ملک میں ۔ تم چاہتے ہو سامان دنیا کا اور اللہ چاہتا ہے آخرت ۔ اور اللہ زور آور ہے حکمت والا ۔ اگر نہ ہوتی ایک بات جو لکھ چکا اللہ آگے تو تم کو آپڑتا اس لینے میں بڑا عذاب

اس آیت کا واقعہ مختصراً یہ ہے کہ جنگ بدر میں مشرکین کے ستر آدمی مسلمانوں کے قبضہ میں آئے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارہ میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان قیدیوں پر احسان کیا جائے اور کچھ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے ۔ اس سے ہم کو مالی قوت بھی حاصل ہوگی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور پھر یہ بھی امید ہے کہ کسی دن یہ لوگ راہِ راست پر آجائیں گے اور اسلام قبول کرلیں گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! حق تعالیٰ نے ان کے فدیے سے آپ کو مستغنی فرما دیا ہے۔ اور یہ سب ائمۂ کفر اور سردارانِ مشرکین ہیں۔ اگر ان کو یہیں تہ تیغ کردیا جائے تو کفر کی جڑی طاقت ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ ہم میں سے جس کا جو عزیز قریب ان میں ہو وہ اسی کے حوالہ کیا جائے اور وہی اس کی گردن مارے۔ میرا فلاں عزیز میرے حوالہ کردیا جائے۔ علی کا فلاں بھائی ان کے ہاتھ میں، حمزہ کا فلاں بھائی ان کے ہاتھ میں، دیا جائے۔ اور ہم خود اپنے ان عزیزوں کو قتل کریں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند نہیں فرمایا۔ اور حضرت ابوبکر کے مشورہ کو اختیار فرمایا۔ اور ان تمام قیدیوں کو معاوضہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ کو بتلایا گیا کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنا مناسب نہ تھا انہیں تہ تیغ ہی کردینا چاہئے تھا۔ یہ واقعہ مفصلاً و مختصراً حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم سے کتب مختلفہ میں مروی ہے (مسند احمد ص۳۵ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن جریر۔ مستدرک حاکم۔ ابن کثیر)

باوجود اختلافِ الفاظ و عنوانات اتنی چیز بطورِ قدرِ مشترک کے ان تمام روایات سے متحقق ہے کہ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندیدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی اور یہی صریحاً آیت محررہ بالا کا مفاد ہے پس اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع ما کان و ما یکون کا علم تفصیلی محیط اس وقت تک بھی حاصل ہوتا تو آپ اس رائے کو اختیار نہ فرماتے جو حق تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہ تھی۔

آیت نمبر ۳۹ وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوا اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری۔ یا رسول اللہ! آپ ان کے جواب میں فرما دیں کہ غیب تو صرف اللہ ہی کیلئے ہے

آیت نمبر ۴۰ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے راز ظاہر کردیا پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کردیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی کہ آپ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تو کس نے بتا دیا؟ فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتا دیا۔

آیت نمبر ۴۱ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ اور میں نہیں جانتا غیب کو۔

آیت نمبر ۴۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کو فرمائیں گے تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ یا باری تعالیٰ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا۔

آیت نمبر ۴۳ ہُدہُد نے آ کر حضرت سلیمان علیہ السلام (جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کثیر عطا فرمایا اور پرندوں کی بولیاں بھی سکھا دیں، چیونٹی کی بات بھی سنا اور سمجھا دی مگر باوجود اس کے آپ) کو کہا اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا کی ایک خبر لے کر تحقیق میں آگے چل کے کہا اللہ ہی جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو۔

آیت نمبر ۴۴ فرشتوں نے بھی کہا لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ تو سب سے نرالا ہے ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرشتوں کو فرمایا اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ حقیقت یہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

آیت نمبر ۴۵ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام فرماتے ہیں رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ اے ہمارے رب! تو جانتا ہے جو ہم چھپا دیں یا جو ظاہر کریں۔ اور چھپا نہیں اللہ پر کچھ زمین میں نہ آسمان میں۔

آیت نمبر ۴۶ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا اور نہ کہیو کسی کام کو کہ میں کر دوں گا کل مگر یہ کہ اللہ چاہے اور یاد کر لے اپنے رب کو جب بھول جائے اور کہہ امید ہے میرا رب مجھ کو اس سے نزدیک راہ نیکی کی۔

آیت نمبر ۴۷ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ ..... لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تیار رکھو اُن کے لئے جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے تم باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے۔ اللہ ان کو جانتا ہے۔ (یہ اولاً خطاب صحابہ کرام کو ہے)

۴۸۔ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ٹھیک بات ہے کہ اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو جتاتے ہیں

۴۹۔ وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰہَ حَدِیْثًا ۔ کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔

۵۰۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ اور اللہ ہی جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے

۵۱۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ وَمَثْوٰکُمْ اور اللہ ہی جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور رات کو تمہارا آرام کرنا

۵۲۔ اللّٰہُ یَعْلَمُ مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

۵۳۔ اَوَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ کیا اللہ نہیں جانتا جو کچھ جہان والوں کے سینوں میں ہے

۵۴۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِکُمْ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو۔

۵۵۔ یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے؟

۵۶۔ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ اللہ کو علم ہے کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے

۵۷۔ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ اور تم جو بھلائی کرو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے

۵۸۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والوں سے

۵۹۔ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا بیشک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر

۶۰۔ اللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

۶۱۔ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْہُمْ شَیْءٌ اللہ پر ان کا کچھ حال چھپا نہ ہوگا

۶۲۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُوْعُوْنَ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اپنے جی میں رکھتے ہیں

۶۳۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اَعْمَالَکُمْ اور اللہ تمہارے اعمال جانتا ہے

۶۴۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارَہُمْ اور اللہ ان کی چھپی ہوئی جانتا ہے

۶۵۔ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ سِرَّہُمْ وَنَجْوٰہُمْ وَاَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ یہ کہ اللہ ہی ان کی دل کی چھپی بات اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی سب غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔

۶۶۔ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اسی طرح بہت سی آیات ہیں انکھا کرنے سے رسالہ ضخیم ہو جائیگا

غیر اللہ کو عالم الغیب ماننے سے بہت سی احادیث صحیحہ کا انکار لازم آئیگا صرف صحیح بخاری میں ایک ہزار حدیث ہے جو غیر اللہ سے علم غیب کلی محیط کی نفی کرتی ہے اور دوسری کتب حدیث میں اس قسم کی سیکڑوں حدیثیں ہیں مثلاً ان رجلا من الیہود سال النبی ای البقاع خیر فسکت عنہ وقال اسکت حتی یجیء جبریل فسکت وجاء جبریل فسال فقال ما المسئول عنها باعلم من السائل ولکن اسال ربی تبارک وتعالیٰ ثم قال جبرئیل یا محمد انی دنوت من اللہ دنوا ما دنوت منہ قط قال وکیف کان یا جبرئیل قال کان بینی وبینہ سبعون الف حجاب من نور (مشکوٰۃ ص) ابو امامہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسی جگہ بہتر ہے پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جواب دینے سے خاموش رہے اور اپنے دل میں سوچا کہ چپکا رہوں گا یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام آجائیں پس چپکے رہے اور جبرئیل علیہ السلام آگئے پس حضرت نے ان سے دریافت کیا۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بات کے نہ جاننے میں اور آپ ہر دو برابر ہیں۔ جیسا تم نہیں جانتے ویسے میں بھی نہیں جانتا لیکن میں اپنے رب سے پوچھوں گا کہ بابرکت اور بلند قدر ہے الخ

مشکوٰۃ ص میں ہے عن ابی سعید الخدری قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی باصحابہ اذ خلع نعلیہ فوضعهما عن یسارہ فلما رای ذلک القوم القوا نعالهم فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰتہ قال ما حملکم علی القاءکم نعالکم قالوا رأیناک القیت نعلیک فالقینا نعالنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان جبرائیل اتانی فاخبرنی ان فیهما قذرا اذا جاء احدکم المسجد فلینظر فان رای فی نعلیہ قذرا فلیمسحہ ولیصل فیهما حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے۔ اچانک دونوں جوتے اتار دیئے پھر بائیں طرف رکھ دیئے صحابہ نے بھی یہ دیکھ کر اپنے جوتے اتار دیئے جب حضورؐ نماز پڑھ چکے تو فرمایا تمہیں جوتے اتارنے پر کس نے برانگیختہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا آپ کو دیکھ کر ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔ آپ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر مجھے بتایا کہ ان جوتوں میں نجاست ہے۔ جب بھی تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو دیکھ لیوے اگر جوتوں میں نجاست دیکھے تو پونچھ کر ان میں نماز پڑھ لے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مشکوٰۃ ص ۴۷۲ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے (وفات سے مہینہ پہلے) سُنا کہ تم قیامت کی بابت مجھ سے پوچھتے ہو حالانکہ انما علمها عند اللہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے

مشکوٰۃ ص ۱۹۳ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعرف فصل السورۃ حتی ینزل علیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آنحضرت ایک سورت کا دوسری سورت سے اس وقت تک فرق نہ جانتے تھے جب تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ اترتی

مشکوٰۃ ص ۲۴۵ و ترمذی ص ۱۶۱ میں ہے کہ ایک غلام نے آکر بیعت ہجرت کی اور آپ کو اس کا غلام ہونا معلوم نہ ہو سکا۔ اس کا مالک اُسے لینے آیا آپ نے فرمایا مجھ پر بیچ دے پس دو حبشی غلام دے کر اس سے خرید لیا اس کے بعد آپ اس وقت تک بیعت نہیں لیتے تھے جب تک یہ نہ پوچھ لیتے کہ وہ حُر ہے یا غلام

مشکوٰۃ ص ۲۶۳ میں حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک دینار ملا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے پھر حضورؐ سے مسئلہ پوچھا آپؐ نے فرمایا یہ اللہ کا رزق ہے پھر آپؐ نے بھی اس میں سے کھایا اور علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما نے بھی اس کے بعد عورت دینار تلاش کرتی ہوئی آئی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! دینار اس عورت کو ادا کر دے۔ یاد رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے ضالۃ المسلم حرق النار مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کا انگارہ ہے

مشکوٰۃ ص ۲۷۱ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک لڑکی نے حضور کی تعریف میں کہہ دیا وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں ایک نبی ہے بڑی شان کا جو وہ بات بھی جانتا ہے جو کل میں ہوگی۔ آپؐ نے یہ فقرہ سن کر اس لڑکی کو ٹوکا اور فرمایا یہ فقرہ کہنا چھوڑ اور وہی کہہ جو دوسرے مضمون کے شعر اس سے پہلے تو کہہ رہی تھی۔ ابن ماجہ ص ۱۳۸ کے حضرتؐ کے یہ الفاظ مروی ہیں یہ بات تو نہ کہہ کیونکہ لا یعلم ما فی غد الا اللہ کل کی بات اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

مشکوٰۃ ص ۵۴۲ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام اپنے باغ کا پھل کاٹ رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ پاک میں تشریف آوری کی خبر سُنی آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کرتے ہیں کہ میں آپؐ سے وہ تین باتوں کا سوال کرتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا .... حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخبرنی بهن جبرئیل

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اخفاً او یہ حضرت جبرائیل نے ابھی ابھی ان تینوں باتوں کی مجھے خبر دی ہے۔

مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۲ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں کھڑے ہو کر جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ کی فضیلت بیان فرمائی پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول خدا یہ بتاؤ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو میری خطائیں مجھ سے معاف ہو جائیں گی؟ آپ نے فرمایا بیشک بشرطیکہ صبر کرے اور قتل کو موجب ثواب سمجھے اور مقابلہ کرنے والا ہو اور پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو کچھ دیر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کس طرح کہا پھر اس نے وہی سوال دہرایا۔ آپ نے فرمایا ہاں (سب گناہ معاف ہو جائیں گے) اِلَّا الدَّین مگر قرض بندوں کا جو دینا ذمہ ہو وہ اس فی سبیل اللہ شہید ہونے سے معاف نہ ہوگا۔ فانّ جبرائیل قال لی ذلک یہ لفظ میں نے اس لئے بڑھائے کہ جبرائیل علیہ السلام نے یہ لفظ میرے سے کہے ہیں

مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۵ میں مسوّر بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر حضور کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارا مال اور ہمارے قیدی ہمیں واپس کر دیں۔ آپ نے فرمایا یا مال لے لو یا قیدی۔ ہوازن قیدی واپس لینے کو اختیار کر لیا حضور نے صحابہ کرام سے فرمایا میں نے ہوازن کے قیدی واپس کر دینے کو مناسب سمجھا ہے۔ اب جو تم میں سے بخوشی قیدی واپس کر دے تو واپس کر دے اور جو اپنے حصہ پر قائم رہنا چاہتا ہے حتیٰ کہ ہم اس کو اس قیدی کے عوض میں وہ مال دیں جو غنیمت میں سے اللہ تعالیٰ ہم پر انعام کرے گا تو اس طرح کرے۔ تو سب نے کہا یا بعض نے بغیر تمیز کے کہ یا رسول اللہ ہم اس پر خوش ہیں تب حضور نے فرمایا اِنَّا لَا نَدْرِیْ مَنْ اَذِنَ مِنْکُمْ مِمَّنْ لَّمْ یَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰی یَرْفَعَ اِلَیْنَا عُرَفَاؤُکُمْ اَمْرَکُمْ ہم نہیں جانتے کہ کون راضی ہوا تم میں سے اور نہیں امتیاز کر سکتے ہم ان کا ان دوسروں سے جو راضی نہیں ہوئے اب جاؤ۔ حتیٰ کہ تمہارے سردار ہماری طرف بالتفصیل تمہارا یہ معاملہ لے آویں۔ تب لوگ گئے اور ان کے سرداروں نے ان صحابت کی پھر حضور کی خدمت میں آ کر بتا دیا کہ سب رضامند ہیں

بخاری صفحہ ۱۲ میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں لیلۃ القدر کی تعیین بتانے کو میں نکلا تھا۔ فلاں فلاں بندے آپس میں جھگڑ رہے تھے اس لئے اس کی تعیین اٹھ گئی۔ اور شاید تمہاری اسی میں بہتری ہو اب تلاش کرو لیلۃ القدر کو ساتویں نویں اور پانچویں میں۔

مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۵ میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کے دروازہ کے سوراخ میں سے جھانکا۔ آپ کے پاس پشت خار تھا جس سے اپنا سر کھجا رہے تھے۔ اُسے دیکھ کر فرمایا لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ اگر یقیناً مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے قصداً دیکھ رہا ہے تو میں یہ پشت خار تیری آنکھوں میں چبھو دیتا

مسلم ص ۱۳۰ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اس نے میرے سے ایک بات کی بابت پوچھا ہے حالانکہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے نہ بتلائے مجھے اس چیز کا کوئی علم نہیں ما علم شیئ منہ حتی انبانی اللہ بہ

عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حدود آپس میں ایک دوسرے سے معاف کر دیا کرو۔ کیونکہ جب میرے پاس حد کا معاملہ پہنچ جائیگا تو حد کا جاری کرنا واجب ہو جائیگا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا غیب دان نہ ہونا امت کے لئے باعث رحمت ہے ورنہ سب کو حد لگتی۔

مشکوٰۃ ص ۳۴۵ میں حضرت سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ حضور نے سواری کے اونٹ رباح غلام کے ساتھ بھیجے اور میں بھی اس کے ساتھ تھا جب صبح ہوئی تو عبد الرحمٰن فزاری کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لوٹ کر لے گیا۔ میں ٹیلہ پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف منہ کر کے تین دفعہ پکار کر کہا یا صباحاہ خبردار ہو جاؤ۔ دشمن پاس ہے پھر میں ان لٹیروں کے پیچھے نکلا انہیں تیر مارتا ہوا رجز پڑھتا ہوا کہ انا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع میں ہوں اکوع کا بیٹا اور آج دن ہے کمینوں کے ہلاک ہونے کا۔ پس میں انہیں تیر مارتا رہا اور ان کی سواریوں کے کھونچیں کاٹتا رہا حتیٰ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اونٹ اپنی پس پشت ڈالے پھر تیر مارتا ہوا ان کے پیچھے ہو لیا پس انہوں نے تیس سے زیادہ چادریں اور نیزے پھینک کر ہلکے ہوتے ہیں۔ میں ان چیزوں پر پتھر کی نشانی رکھتا جاتا تھا تاکہ اس کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پیچھے سے آویں تو اس پہچان سکیں الخ

مشکوٰۃ ص ۵۴ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کبھی کبھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے بعد مٹی سے تیمم کر لیتے تھے۔ میں کہتا یا رسول اللہ پانی تو آپ سے نزدیک ہے یعنی اس قدر دور نہیں جس سے آپ تیمم کریں آپ فرماتے مَا يُدْرِينِي لَعَلِّي لَا أَبْلُغُهُ میں کیا جانوں شاید میں اس پانی تک نہ پہنچ سکوں۔ یعنی میں ڈرتا ہوں کہ عمر وفا نہ کرے اور اجل آپہنچے اور وضو کرنے کی فرصت نہ پاؤں اس لئے تیمم کر لیتا ہوں کہ ایک طرح کی طہارت حاصل رہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آپ اسے نہیں پہچان سکے (عن ابی موسیٰ الاشعری اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل فی صورۃ لم یعرفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ لم یعرفہ الحدیث۔ عن عبد الرحمٰن بن غنم اتاہ جبرائیل فی صورۃ لم یعرفہ فیہ الحدیث
سلیمان تیمی کی روایت میں آتا ہے ثم نہض فولّٰی پھر وہ اٹھ کر چلا گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا علیّ بالرجل اس مرد کو میرے پاس لاؤ۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں فطلبناہ کل
مطلب فلم نقدر علیہ ہم نے اس کو سب جگہ تلاش کیا مگر ہم اس پر قادر نہ ہو سکے یعنی وہ ہمیں نہیں
ملا۔ تب آنحضرت نے فرمایا تمہیں پتہ لگا ہے کہ یہ کون تھا یہی تو جبریل تھا جو تمہیں دین سکھانے
آیا۔ اس کی یہ بات پکڑ لو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب سے میرے
پاس جبرائیل آنے لگا ہے مجھ پر مشتبہ نہیں ہوا اس باری سے پہلے۔ اس دفعہ میں اس کو
نہیں پہچان سکا جو چلا گیا فقال ہل تدرون من ہذا ہذا جبریل اتاکم یعلمکم دینکم
خذوا عنہ فوالذی نفسی بیدہ ما شبہ علیّ منذ اتانی قبل مرتی ہذہ وما عرفتہ
حتی ولّٰی (عمدہ - فتح) صاحب فتح الباری نے یہاں تنبیہات لکھی ہیں اور فرمایا ہے۔ جی ذکر کردہ
روایات اس پر دال ہیں کہ نبی پاک جبرائیل کو اس موقع پر اخیر حال میں پہچان سکے ہیں اور کسی
دفعہ جبرائیل علیہ السلام اجنبی ہیئت میں گو غیر معروف صورت میں آئے (فتح الباری ص۱۰۲)

اسی طرح ہزاروں حدیثیں ہیں جو حضور کی غیب ذاتی کی نفی کرتی ہیں لکھنے سے رسالہ
بہت ضخیم ہو جائیگا

حضرت امام اعظم امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امام عمر کو خلیفہ بناتے وقت فرمایا
تھا لا اعلم الغیب (ازالہ ص۱۱۳ - بحر الکلام ص۹۱) میں غیب نہیں جانتا۔ کامل مبرد ص۱۱۔

مشکوٰۃ ص۲۴۲ میں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام آپ کو خراج دیا کرتا تھا اس کا
سے آپ کھایا کرتے تھے ایک روز وہ کچھ لایا آپ نے اس میں سے کھا لیا تو غلام نے کہا آپ کو علم ہے
کہ یہ کیا تھا؟ آپ نے کہا تو کیا تھا اس نے کہا جاہلیت میں کہانت کا کام کرتا تھا اس میں سے مجھے
یہ شیرینی ملی تھی جو آپ نے کھائی آپ نے فوراً منہ میں ہاتھ ڈال کر سب الٹی کر دی

مشکوٰۃ ص۲۴۲ میں حضرت امام ثانی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو کسی نے دودھ پلایا مزہ آ
لگا۔ پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی اونٹنیوں کا دودھ ہے۔ فوراً ہی امام نے
منہ میں ہاتھ ڈال کر الٹی کر دی۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ترمذی ج۲ ص۲۰۹ میں معراج کا واقعہ بیان ہے کہ آپؐ جنت میں ایک محل دیکھ کر فرمانے لگے یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ محل ایک قریشی جوان کا ہے فظننت انی انا ھو تب فرمایا کہ میرے گمان میں یہ بات آئی کہ شاید وہ جوان قریشی میں ہی ہوں مگر میں نے پوچھا کہ بتاؤ وہ جوان قریشی کون ہے؟ تو جبرئیل نے جواب دیا لعمر بن الخطاب کہ یہ جوان عمر بن الخطاب ہے رضی اللہ عنہ۔

ترمذی ج۲ ص۲۰۷ و مسلم ج۲ ص۲۱۹ میں ہے انی لا ادری ما بقائی فیکم مجھے علم نہیں کہ کتنی مدت تک تم میں رہوں گا اس لئے فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر اس لئے میرے مرنے کے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرنا

ترمذی ج۲ ص۱۶۳ میں زید بن ارقم کی روایت ہے کہ عبد اللہ ابن ابی نے جو اس کہا تھا جس کا ذکر میں نے اپنے چچا کے آگے کر دیا چچا نے نبی پاک کو بتایا آپؐ نے مجھے بلایا میں نے بات بتائی پھر آپ نے ابن ابی کے پاس بندہ بھیجا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جھوٹی قسم کھائی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹا کہا اور ان کو سچا۔ اس وجہ سے مجھے اتنا دکھ پہنچا کہ اتنا دکھ کبھی نہیں پہنچا چچا نے بھی طعنہ دیا تب آیت اتری اذا جاءک المنافقون پھر حضورؐ نے میری طرف بندہ بھیجا پھر یہ آیت پڑھ سنائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کر دی ہے

مشکوٰۃ ص۱۱ میں حضرت عمر سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آ ظاہر ہوا ہم پر ایک شخص نہایت سفید کپڑوں والا بہت سیاہ بالوں والا۔ نہ اس پر سفر کا نشان معلوم ہوتا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی پہچانتا تھا یعنی غبار وغیرہ بھی مسافروں کی طرح اس پر نہ تھا اور نہ شہر کا معلوم ہوتا تھا کہ ہم پہچانتے (صحابہ تو کیا پہچانتے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر فرماتے ہیں والذی نفس محمد بیدہ ما جاءنی قط الا وانا اعرفہ الا ان تکون ھذہ المرۃ (عمدۃ القاری ج۱ ص۲۸۵ و فتح الباری ج۱ ص۱۰۲) جب بھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آتے تھے میں ان کو پہچان لیتا تھا مگر اس دفعہ میں نہیں پہچان سکا۔ کنز العمال ج۱ ص۲۹ میں بھی ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ایک اعرابی کی صورت میں آیا جسے آپ نہیں پہچان سکے اسی طرح کنز العمال ج۱ ص۴ میں عبد الرحمٰن بن غنم سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ... جو آپ کے پاس آیا لباس صحت میں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مشکوٰۃ ص۴۷۲ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا من اخبرک ان محمدا رأی ربہ او کتم شیئا مما امر بہ او یعلم الخمس التی قال اللہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام و ما تدری نفس ماذا تکسب غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔
جو کوئی خبر دے تجھ کو کہ محمدؐ نے دیکھا اپنے پروردگار کو شب معراج میں یا خبر دے کہ آنحضرتؐ نے چھپایا کچھ اس چیز سے کہ حکم کئے گئے ساتھ اظہار اس کے کے یا خبر دے کہ جانتے ہیں آنحضرتؐ پانچ چیزوں کو فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارنے مینہ کا الخ تو اس نے بڑا بہتان لگایا الخ

مشکوٰۃ ص۵۲۹ میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو حطیم میں کھڑے دیکھا اور قریش کی جماعت میرے سفر معراج میں سفر کی بابت مجھ سے سوال کر رہے تھے تو مجھ سے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جو اس وقت مجھے یاد نہیں تھیں اس واسطے میں اتنا غمگین ہوا کہ اس سے پہلے ایسا غمگین کبھی نہ ہوا۔ تب اللہ تعالیٰ نے میری خاطر بیت المقدس کو بلند کیا جو میں اسے دیکھ رہا تھا۔ یعنی درمیان میں سے پردہ اٹھایا تاکہ میں اسے دیکھ دیکھ کر لوگوں کو بتاتا جاؤں پس جو بھی مجھ سے پوچھتے تھے تو میں اسے دیکھ دیکھ کر بتاتا جاتا تھا۔ اگر حضورؐ کو علم غیب تھا تو غمگین کیوں ہوئے؟

مشکوٰۃ ص۵۷۵ میں حضرت جابر فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو جائے بنی قریظہ کے پاس اور ان کی خبر مجھ تک پہنچائے جو اس قوم کی خبر میرے پاس لاوے؟ پس زبیرؓ نے کہا کہ میں قوم کی خبر لاتا ہوں۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ ہر نبی کے مددگار ہوتے ہیں اور میرا مددگار زبیرؓ ہے۔

ف: یہاں حضرت زبیرؓ کہہ سکتے تھے کہ حضرت آپ تو علی الاطلاق کلی علم میں عالم الغیب ہیں۔ ہم آپ کو پوری خبر قوم کی بابت کیسے بتا سکتے ہیں جتنی خبر آپ کو ہے مگر کسی نے نہیں کہا۔

مشکوٰۃ ص۵۶۰ میں حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میں نہیں جانتا کہ کتنا ہے میرا باقی رہنا تم میں یعنی مدت تھوڑی ہے یا بہت پس تم میرے پیچھے جو دو خلیفے ہوں گے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ ان کی اقتدا کرنا۔

مشکوٰۃ ص۵۶۱ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی سر دردی پر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

افسوس کرتے ہوئے فرمایا: ہائے میرا سر دکھتا ہے (وا راساہ) اتنے میں مرض میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ اگر تو میری زندگی میں مرگئی تو میں تیرے حق میں تیری برائیوں کے مٹنے کے لئے بخشش کی دعا کروں گا اور تیرے درجات کی بلندی کی خدا سے دعا کروں گا۔
مشکوٰۃ ص۵۴۱ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل خیبر میں سے ایک یہودی عورت نے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملا دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفۃً بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کا ہاتھ لیا اور اس میں سے کھایا اور صحابہؓ میں سے بھی بعض نے کھایا، پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ روک لو اور مت کھاؤ اور اس یہودی عورت کی طرف آدمی بھیجا وہ بلالایا تو حضرتؐ نے اس سے پوچھا کہ کیا اس بکری میں تو نے زہر ملائی ہے تو اس نے کہا کہ تمہیں کس نے خبر دی "اس بات کی یعنی اللہ تعالیٰ نے یا کسی مخلوق نے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اس نے خبر دی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے، اس نے کہا جی ہاں: الخ۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپؐ صحابہؓ کے کھانا کھانے سے پہلے کھانا سامنے آتے ہی یا کھانا آنے سے پہلے ہی صحابہؓ کو بتادیتے کہ اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے تم نہ کھانا۔ اس طرح صحابہؓ کرام مثلاً بشر بن براء بن معرورؓ وغیرہ اصحابؓ بھی زہر سے نہ مرتے اور ان کے قصاص میں عورت بھی قتل نہ ہوتی اور حضرتؐ کا یہ معجزہ دیکھ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو کھانا پہنچنے سے پہلے ہی بتادیا ہے کہ پہلے ہی مسلمان ہوجاتی، جیسا کہ کھانا کھانے کے بعد بتلانے پر وہ مسلمان ہوگئی تھی۔ ایک پنتھ دو کاج ہوجاتے۔ معلوم ہوا کہ علم غیب نہیں تھا بلکہ خدا نے جب چاہا انہیں غیب پر مطلع فرمایا، اور گوشت کو گویا فرمایا کہ بول میں زہر آلودہ ہوں مجھے مت کھاؤ۔
مشکوٰۃ ص۵۳۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ خندق سے پھرے اور جنگ سے فراغت کے بعد اپنے بدن سے ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمانے کا ارادہ فرمایا اتنے میں جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے جب کہ آپؐ یا جبریلؑ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے جو غزوۂ خندق میں پڑ گئی تھی، تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا یا حضرتؐ آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے ہیں بخدا میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے۔ نکلو ان کافروں کی طرف۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ پھر کہاں کا قصد کروں اور کن کی طرف نکلوں؟ تو جبریل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف نکلے۔ معلوم ہوا کہ اگر حضورؐ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کو علم غیب ہوتا تو جبریلؑ کے کہنے کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ
کن کی طرف نکلوں۔

مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۸ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ حضرت کے خیال میں ڈالا جاتا تھا کہ انہوں نے ایک کام کیا ہے
حالانکہ وہ کام کیا نہ ہوتا تھا یعنی امور دنیا میں نہ دینی امور میں (چالیس روز تک یہی حالت
رہا) حتیٰ کہ ایک روز میرے گھر میں آکر اللہ سے دعا کی اور بہت دعا کی۔ پھر فرمایا کیا
اے عائشہؓ تجھے پتہ ہے کہ اللہ نے اس امر کے بارے مجھے ابھی ابھی بتایا ہے جو میں نے
اللہ سے پوچھا ہے، پھر میرے پاس دو فرشتے آئے بصورت دو مردوں کے، ایک میرے
سرہانے بیٹھا، دوسرا پائنتی کی طرف، ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس کو کیا بیماری
ہے؟ دوسرے نے کہا اسے جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا، دوسرے نے کہا
لبید بن اعصم یہودی نے، پہلے نے پوچھا کس چیز میں دوسرے نے کہا کہ کنگھی اور بالوں میں
جو کنگھی کرنے سے جھڑتے ہیں اور درخت کھجور کے غلاف شگوفہ میں، پہلے نے کہا اسے رکھا
کہاں ہے، دوسرے نے کہا ذروان کنوئیں میں۔ اس کے بعد حضرتؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ
اس کنوئیں پر گئے اور فرمایا کہ یہ کنواں مجھے دکھایا گیا ہے اس کنوئیں کا پانی مہندی کا سا تھا اور
کھجور کے شگوفے جو اس میں دفن کئے گئے تھے ایسے لگتے تھے جیسے سر ہوتے ہوں شیطان
کے بدہیئت اور وحشت ناک ہوتے ہیں۔ (ا سنۃ ۱۸ مظ)

ابو داؤد میں ہے بادل کے دن میں سورج غروب ہوتا سمجھ کر حضرت عمر و دیگر صحابہ نے
روزہ افطار کر دیا پھر بادل چھٹا دھوپ نکل آئی آپ نے فرمایا ایک روزہ قضا کریں گے ہم نے
قضا تو روزہ نہیں توڑا۔

مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۱ میں ہے بعد وفاۃ النبی حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان کو السلام کہا حضرت
عثمان نے علم میں نہ سلام سنا نہ جواب دیا حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر سے شکایت کی دونوں حضرت
عثمان کے پاس آئے ابوبکرؓ نے پوچھا تم نے جواب سلام نہیں دیا حضرت عثمان نے کہا ایسا کبھی نہیں
ہوا کہ عمر سلام کرے اور میں جواب نہ دوں حضرت عمرؓ نے کہا ہاں اللہ کی قسم میں نے سلام دیا تھا اور تم نے
مجھے جواب نہیں دیا الخ اس حدیث سے تینوں صحابہ کے غیب کی نفی ثابت ہوئی۔

مجمع البحار صفحہ ۱۴۹ میں ہے حضرت امام علی مرتضیٰ کے جو نہ پر نادم ہو گئے مذموم حق یعنی اللہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

لمعرفة المرتد والخطأ فی غیر ذلک کثیر کقبول شہادة الصبیان علی بعضہم وغیرہم وانظر مشکوٰۃ ص۳۰ ج ۲ لہ

۱۰۱۵

بحر الرائق ص۹۶ میں ہے سو کان ابن عباس لا یعرف الغسلین والرقیم والحنان فی غیر ما دونہ اقاویل فی الفقہ منیز۔

مشکوٰۃ ص۲۶۳ میں ہے کہ نانی امام ابوبکر کے پاس میراث مانگنے آئی تو امام نے فرمایا کہ قرآن میں تیرا حق نہیں اب جا میں صحابہ سے پوچھوں گا پھر مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا حضور نے نانی کو چھٹا دلایا امام نے کہا اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے محمد بن مسلمہ نے کہا میں ہوں تب امام نے چھٹا دلایا۔

مشکوٰۃ ص۲۶۳ میں ابو موسیٰ سے پوچھی گئی کو بیٹی اور پوتی کو اور بہن کو دیکر اور پوتی کو محروم کیا اور کہا ابن مسعود سے بھی جا کر پوچھو تو وہ بھی اسی طرح بتائیں گے ان کے پاس مسائل گیا انہوں نے فرمایا میں اس کے موافق فتویٰ دوں تو گمراہ ہوں فیصلہ نبوی یہ ہے بیٹی کو نصف پوتی کو چھٹا بہن عصبہ ہے تب حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا جب تک یہ عالم (ابن مسعودؓ) تم میں ہے مجھ سے نہ پوچھا کرو۔

اسی طرح اور صحابہ سے روایات ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ غیب دان نہ تھے حالانکہ الصحابة اولیاء اللہ حقاً (الاعتصام ص۳۱۳) بزرگتر از ہمہ اولیاء ابوبکر صدیق است (المیزان ص۱۳۵) احمد رضا خان سے بریلوی سے پوچھا گیا تھا اولیاء میں سب سے زیادہ کس کا مرتبہ ہے تو جواب لکھا صدیق اکبر کا واللہ اعلم (عرفان شریعت ص۳)

بحر الکلام ص۳ میں ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لا ادری انہم (اطفال المشرکین) فی الجنة ام فی النار مجھے پتہ نہیں کہ مشرکین کے چھوٹے بچے جو مر جاتے ہیں وہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں اسی طرح امام مالک سے کئی مسئلے پوچھے گئے بعض کا جواب آپ نے دیا اور بعض کے متعلق فرمایا لا ادری میں نہیں جانتا۔

اور علمائے احناف کے بہت سے حوالے ہیں جو نفی علم ما سوی اللہ پر دلالت کرتے ہیں قلت کاغذ کی وجہ سے کوکبیا بلغة الحیران وغیرہ سے دیکھ لیں۔ اب چند سوالوں کا جواب سنیے۔

★

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۱۱۱۱

ذاتی عطائی کا فرق

سوال: جہاں انبیاء و اولیاء سے علم غیب کی نفی ہے اس سے مراد ذاتی ہے اور جہاں مراد علم غیب ہے عطائی علم ہے نہ ذاتی علم۔

جواب:۔ یہ کہنا کہ غیر اللہ کو علم غیب بالعرض ہے یعنی خدا نے غیب دئیے ان کے اختیار میں دئیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو علم غیب بالذات ہے تو صاف آیات کی تاویل ہے یہ بھی کفر ہے۔ دوسرا یہ کہ کئی جگہ یہ تاویل بھی نہیں ہو سکتی جیسا کہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر اس کے معنی یہ ہیں کہ میں بالذات نہیں جانتا بالعرض جانتا ہوں۔ تو حضور ﷺ نے استکثار خیر اپنے لئے کیوں نہ کی۔ اگر بالعرض ہو تو بھی موجب استکثر من الخیر و عدم مس السوء ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان ادری اقریب ما توعدون اسی طرح تلک من انباء الغیب، ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ، ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء اور کسی خاص واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا خبر غیبی کو جتلانا اپنے پیاروں کو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غیب کا جاننا ان کے قابو میں ہے کہ جب وقت اُن کا ارادہ ہو جان لیں یا یہ کہ کسی کو عیسیٰ ؑ نے شفا دی۔ کیونکہ وہ خود کہہ گئے ہیں کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کر رہا ہوں میرے اختیار میں تو کچھ نہیں۔ الغرض ان کے قابو میں ہونا ثابت نہیں ہو سکتا جیسے شاہد کی چیزوں کو آنکھوں سے دیکھنا اپنے بس میں ہے آنکھیں کھولے دیکھ لے۔ سننا سونگھنا چکھنا ٹٹولنا اپنے اختیار میں ہے یہ حواس خمسہ پانچ جابیاں ہیں چابی لگائی تالا کھل گیا دلچسپ نوٹ(۲) لما اذنت لھم حتی یتبین الخ .... سے بھی بالذات و بالعرض والے معنی نہیں بن سکتے

کسر نفسی والی تاویل

سوال: بعض رسمی مسلمان کہتے ہیں جہاں انبیاء و اولیاء نے اپنے سے علم غیب کی نفی کی ہے وہ بطور کسر نفسی کے نفی کی ہے

جواب: کسر نفسی کے دو معنے ہیں ① کسر نفسی کرتا ہوں یعنی جھوٹ کہتا ہوں یہ معنے تو ظاہر البطلان ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کذب کفر ہے ② دوسرے یہ معنے ہیں کہ اے میرے حبیب! تم کہہ دو کہ میں عبد ہوں اور غیب کا جاننا عبد کے قابو میں نہیں ہے اور نہ جان سکتا ہے۔ میں عاجز ہوں تاکہ لوگ تم کو غیب دان سمجھ کر تیری عبادت نہ کرنے لگیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور مجھ کو میرا شریک نہ بنالیں۔ یہ معنے البتہ ٹھیک ہے (ماخوذ از خازن) قال الرازی المراد منه ان یُظهر من نفسه التواضع والخضوع والاعتراف بعبودیته حتی لا یعتقد فیه مثل اعتقاد النصاریٰ فی المسیح (طیبۃ الحیران صـ ۱۳۲)

غیب کے معنے

غیب لغت میں شہود کی ضد ہے ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو نظر سے چھپی ہوئی ہو یا مشاہدہ و تجربہ سے باہر ہو علم غیب کہتے ہیں۔ یعنی اس شے یا ان اشیاء کا علم جو انسان کے ظاہری و باطنی حواس اور دماغی قویٰ کی نگاہوں کے سامنے سے غائب ہیں اور اس کے مقابل لفظ شہادت ہے۔ (سیرۃ النبی صـ ۴۳) امام بیضاوی فرماتے ہیں الغیب الخفی الذی لا یدرکه الحس ولا یقتضیه بداهة العقل یعنی جو مخفی چیز عقل و حواس سے بالاتر ہو وہ غیب ہے

علم غیب سے مراد

علم غیب بمعنی قدرت و غلبہ و قبضہ علی الغیب کے ہیں اور یہ صفت صفاتِ مختصہ باری تعالیٰ میں سے ہے یعنی اگر کوئی شخص صفتِ علم غیب بغیر اللہ ثابت کرے اور عقیدہ رکھے انبیاء اولیاء ملائکہ جنات وغیرہ کسی کو یہ صفت حاصل ہے بایں طور کہ خدا کی دی ہوئی قدرت علی الغیب سے ہر شے یا ان میں سے کوئی بھی حاضر و ناظر و عالم الغیب ہیں ان پر کوئی چیز مخفی نہیں جمیع ماکان و مایکون کو جانتے ہیں اور سب اشیاء چھوٹی بڑی مخفی و ظاہر سے عالم ہیں وہ شخص بوجہ انکارِ احادیث صحیحہ متواترہ بر خود و انکارِ اقوالِ صحابہ کرام و انکارِ فتاویٰ ائمہ اربعہ کے اجماعاً کافر و مشرک ہوگا۔

سوال انبیاء و اولیاء کو علم کلی ہوتا ہے کیونکہ جزئی علم تو ہندو کو بھی ہوتا ہے نعوذ باللہ

جواب: توبہ رسول و ولی کو ہندو کے برابر کر دیا۔ آیا ہندو بھی وحی من جانب اللہ ہوتی ہے؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہندو کو ظن و وہم اور محض شیطانی وسواس ہوتے ہیں۔ علم غیب نہیں ہوتا اور رسول کو وحی من جانب اللہ ہوتا ہے علم غیب پر خدا مطلع فرماتا ہے۔ مگر رسول کو علم غیب پر قابو نہیں ہوتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے علم غیب کی کنجی کسی کے ہاتھ میں دی ہے یہی معنے ہیں علم بالذات کے خصوصی ورنہ بالذات و بالعرض مراد نہیں (خلاصہ طیبۃ الحیران صـ ۸۳ و ۸۴)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

محلِ نزاع کی تعیین

مدعیانِ علم غیب کے بیانات میں بہت بڑا تعارض و تناقض ہے

۱) بعض جاہل واعظ بلا استثناء تمام غیوب کا علم حضور م کے لیے ثابت کرتے ہیں

۲) بعض صرف ذات و صفاتِ خداوندی کا استثناء کر دیتے ہیں

۳) بعض تمام ممکنات حاضرہ و غائبہ کے علمِ محیط کے مدعی ہیں (الکلمۃ العلیا ص۳۶ نعیم الدین مرادآبادی)

۴) بعض صرف ابتدائے آفرینش عالم سے قیامت تک کا علمِ محیط مانتے ہیں (دنیا و المصطفےٰ ص۳)

ہمارے رسول کو علم کلی کب عطا ہوا؟

مدعیانِ علم غیب کا اس بات میں بھی عجیب تعارض ہے

۱) بعض کہتے ہیں آپ شکم مادر میں تھے اس وقت ہی آپ کو یہ ماکان و مایکون کا علم حاصل ہو چکا تھا (انوار آفتاب صداقت ص۱۳۵ از قاضی فضل احمد لدھیانوی)

۲) بعض کہتے ہیں کہ وہ علم ماکان و مایکون معراج کی رات کو حاصل ہوا تھا (الکلمۃ العلیا ص۴۳ و ص۶۳)

۳) احمد رضا خان کا عقیدہ ہے آپ کو یہ علم ماکان و مایکون تدریجی طور پر آغازِ نبوت سے بذریعہ قرآن پاک وقتاً فوقتاً عطا ہوتا رہا اور جس روز قرآن عزیز کا نزول ختم ہوا اسی دن اس علم کی تکمیل ہوئی۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ علم ذاتی و محیط تفصیلی جو بلا استثناء تمام معلومات کو حاوی ہو خواص باری تعالیٰ سے ہے۔ اللہ کی عطا سے بذریعہ وحی یا الہام عالم شہادت کی طرح عالم غیب کی بھی بہت سی چیزیں اللہ کے مقرب بندوں کو معلوم ہو جاتی ہیں۔

★

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

علم غیب کے بارے حضرت پیران پیر بغداد والوں کا فتویٰ

حضرت پیر پیران سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ رافضیوں (شیعوں) کا یہ عقیدہ ہے کہ امام سب کچھ جانتے ہیں جو گذر چکی ہے یا آنے والی ہے۔ خدائے تعالیٰ ان کو لعنت کرے۔ یہ تو قرآن شریف کے منکر ہو گئے۔

نیز حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف مرآۃ الحقیقۃ صفحہ ۱۰ سطر ۹ مطبوعہ مصر میں فرمایا ہے: مَنْ يَعْتَقِدُ أَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَهُوَ كَافِرٌ لِأَنَّ عِلْمَ الْغَيْبِ صِفَةٌ مُخْتَصَّةٌ بِاللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ

ترجمہ: جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ حضرت نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں، وہ شخص کافر ہے۔ کیونکہ غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفتوں میں سے ایک خاص صفت ہے۔ (نقل از کتاب تنزیہ الرحمٰن مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰)۔

غنیۃ الطالبین جلد اول صفحہ ۷۶ سطر ۹ مطبوعہ مصر کی یہ عبارت ہے: ومن ذلك ان الامام يعلم كل شئ ما كان وما يكون من امر الدنيا والدين حتى عدد الحصى وقطر الامطار وورق الاشجار۔ مطلب اس عبارت کا یہ ہے شیعوں کے جتنے فرقے ہیں ان سب کا جن جن مسئلوں پر اتفاق ہے ان میں سے ایک متفق علیہ مسئلہ ان کا یہ بھی ہے کہ ہر ہر فرد امام کا ان کے مزعومہ ائمہ معصومین میں سے ہر چیز کا عالم ہے جو پہلے ہو چکی یا آئندہ ہوگی خواہ دنیا کے امور میں سے ہو یا دین کے امور میں سے ہو۔ حتیٰ کہ کنکریوں کی گنتی اور بارشوں کے قطروں کی گنتی اور دنیا کے تمام درختوں کے پتوں کی تعداد اور گنتی بھی جانتا ہے۔

پھر یہی عبارت واقعی شیعہ کی کتابوں میں موجود ہے من جملہ ان کے شیعہ کی معتبر ترین کتاب کافی کلینی کے صفحہ ۱۵۹ میں ہے: ان الائمۃ يعلمون علم ما كان وما يكون وانه لا يخفى عليهم شئ۔ اور صفحہ ۱۵۰ میں ہے: ان الائمۃ يعلمون متى يموتون وانهم لا يموتون الا باختيار منهم یعنی امام اپنی موت کا وقت بھی جانتے ہیں نیز موت ان کے اپنے قبضۂ قدرت میں ہے جب مرتے ہیں اپنے اختیار سے مرتے ہیں۔ اسی طرح ان کی دوسری کتابوں میں یہ مسئلہ بصراحت لکھا ہے۔

تمت

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بشریت نبوی ﷺ

مؤلفہ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا

علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی قال فی کتابہ وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم وقل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا والصلوٰۃ والسلام علی سید البشر محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

امابعد! آج کے پرفتن دور میں یہ بات عام لوگوں میں پھیلائی جارہی ہے کہ چودہ سو سال میں کسی مسلمان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر، انسان، مرد، آدمی نہیں کہا اور عوام کو چرب زبانی سے اپنی طرف مائل کرتے اور اہل حق سے متنفر کرتے ہیں۔ اب ہم یہ بات قرآن وسنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، مجتہدین، علمائے کرام، صوفیاء ومشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے؟

سب سے پہلے بسم اللہ کرکے قرآن شریف کھولتے ہیں پارہ ۱۶ ع ۱۵ میں ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو تم جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے۔ (ترجمہ احمد رضا خان بریلوی) پارہ ۱۵ رکوع ۱۰ میں ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا تم فرماؤ پاک ہے میرے رب کو۔ میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا (ترجمہ احمد رضا خان بریلوی) پارہ ۱۳ رکوع ۱۳ میں ہے قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ تم اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے (ترجمہ احمد رضا خان بریلوی)

اسی طرح قرآن پاک میں بہت آیات ہیں عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے اور بے سمجھ کے لئے کتابوں کا انبار بھی بے سود ہے البتہ اتنا کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلیتہً فرمادیا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ اور ہم نے تم سے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔ جنہیں ہم وحی کرتے (سورۃ یوسف رکوع ۱۲ ترجمہ احمد رضا خان بریلوی)

اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی معصوم زبان سے سنئے آپ کیا فرماتے ہیں!

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنّی فِیمَا لَمْ یُوحَ اِلَیَّ کَاَحَدِکُمْ اخرجہ الطبرانی وابن شاہین فی السنۃ عن معاذ (رجامع صغیر سیوطی ص ۱۰۳ ط مصر) یعنی صرف وحی میں تمہاری طرح نہیں ہوں باقی انسان ہونے میں سجدہ اور عبادت میری ناجائز ہونے میں عالم الغیب اور حاضر ناظر نہ ہونے میں تمہارے جیسا ہوں۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں تو تم جیسا انسان ہوں (مشکوٰۃ ص ۹۲ و ص ۲۸ و ص ۳۲۷۔ بخاری ص ۵۵/۲ و ص ۳۳۲/۱ و ص ۱۰۳/۲ و مسلم ص ۲۱۲/۱ و ص ۲۳۳/۲ و ص ۲۹۳ و ص ۲۳۳ و بخاری ص ۲۹۷/۱ و ص ۳۸۵/۱ و ص ۳۳۵/۱ وغیرہ) اور اس حدیث کو روایت کرنے والے بڑے بڑے اولوالعزم صحابہ کرام ہیں جن پر جھوٹ کا گمان شیعہ تو کر سکتے ہیں مگر ہم اہل السنت والجماعت کے تو اس تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً امام ابوبکرؓ ص ۵۳ ج امام عمرؓ ص ۲۱۷ ج امام عثمانؓ امام علیؓ امام [illegible] بن مسعودؓ ص ۵۵ ج ابو سعید خدریؓ ص ۹۶ ج ابوذر غفاریؓ ص ۳۴۹ رافع بن خدیجؓ ص ۲۹۳/۲ مسلم عمران بن حصینؓ ص ۳۹ ج وغیرہ۔

اب ہم اُن محفوظ ہستیوں کی محفوظ زبان سے دریافت کرتے ہیں جنہوں نے حضور پُرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ زندگی گذاری اور ان کی محبت اور ان کا عشق ہم جیسوں سے کروڑہا بلکہ اربہا اور کھربہا درجہ اقویٰ اعلیٰ اولیٰ اور اکمل تھا یعنی آپ کے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین۔ بعلاوہ آپ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اگر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہمارا اور ان کا عقیدہ ایک ہی ہو تو چشم ما روشن دل ما شاد اور اگر ہمارا عقیدہ ان سے مختلف ہو تو ہمیں اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا فرمان

ام المؤمنین ذکی و ذہین صاحب فراست بنت صدیق حبّ رسول اللہ اعلم بکتاب اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کَانَ (النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم) بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ (شمائل ترمذی ص۲۹) یعنی آپ انسانوں میں سے انسان تھے اس کا فارسی ترجمہ حضرت شیخ المشائخ مصلح الدین لاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شمائل نبوی ص۹۵ میں لکھا "بود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آدمی از آدمیاں۔

حضرت خلیفۂ اول اعلم الناس بعد رسول اللہ امام اعظم امام ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ھُوَ عَبْدٌ (صحیح بخاری ص۹۶ ج۱) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اصل بندے ہیں۔ نیز جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عقبہ بن ابی معیط و دیگر مشرکین مکہ نے اذیت پہنچائی تو امام اعظم نے فرمایا (اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ (صحیح بخاری ص۵۲۰) یعنی کیا ایک مرد کو اس پر مار سے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے لائے۔

حضرت خلیفۂ دوم امام عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ھُمَا الْمَرْءَانِ اَقْتَدِیْ بِھِمَا (صحیح بخاری ص۲۱۶) یعنی وہ دونوں (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم و امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ایسے کامل مرد ہیں جن کی میں پیروی کرتا ہوں۔ نیز آپ (رضی اللہ عنہ) نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کے بارے مدحیہ نظم لکھی ہے جس میں ایک شعر یہ ہے

لَوْ کُنْتَ مِنْ شَیْءٍ سِوٰی بَشَرٍ ۔۔۔ کُنْتَ الْمُنَوِّرَ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ

(المواہب اللدنیہ للعلامۃ الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ ص۲۵۱ ج۵) یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بشر کے سوا کوئی اور مخلوق ہوتے تو آپ چودھویں رات کو منور کرنے والے چاند ہوتے۔

حضرت عبید بن خالد محاربی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ میں جا رہا تھا تو اچانک میرے پیچھے ایک انسان ہے جو مجھے کہتا ہے "تہ بند اونچا رکھ" میں نے پیچھے لوٹ کر جو دیکھا تو وہ انسان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا شان تھے (شمائل نبوی ص۹)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا بَلَغَنَا اَنَّہٗ قَدْ خَرَجَ ھٰھُنَا رَجُلٌ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ (صحیح بخاری ص۴۹۹) یعنی ہمیں یہ خبر پہنچی کہ یہاں ایک مرد مبعوث ہوئے ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ میں نبی ہوں۔

حضرت انیس غفاری رضی اللہ عنہ برادر حقیقی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَاللہِ لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلاً یَاْمُرُ بِالْخَیْرِ وَیَنْھٰی عَنِ الشَّرِّ (صحیح بخاری ص۴۹۹) یعنی اللہ کی قسم میں نے یقیناً ایک ایسے مرد دیکھے ہیں جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرمایا کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلاً مَرْبُوْعًا (شمائل ترمذی) یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے مرد تھے۔

حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَیْنَا نَبِیًّا مِنْ اَنْفُسِنَا نَعْرِفُ اَبَاہُ وَاُمَّہٗ (صحیح بخاری ص۴۴۷) یعنی زمین و آسمان کے مالک نے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہماری طرف ہماری اپنی ہی قوم کا بندہ نبی بنا کر بھیجا جن کے باپ کو بھی ہم پہچانتے ہیں اور ان کی اماں کو بھی۔

رئیس المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امام اعظم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مٹی سے پیدا ہوئے (موجب مشتی)

حضرت محمد بن حنیفہؒ نے اپنے والد ماجد اسد اللہ الغالب امام علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کونسا انسان آپ کے نزدیک بہترین انسان ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ (امام اعظم) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین انسان ہیں۔

یہ مشتے نمونہ از خروارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے اقوال نقل کئے ہیں اب امام ابو حنیفہ کا قول پڑھیے۔

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کا فرمان

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے؟ آپ نے جواب دیا بَشَرٌ لَا کَالْبَشَرِ بَلْ ھُوَ یَاقُوْتٌ فِی الْحَجَرِ یعنی آپ بشر ہیں لیکن عام بشر کی طرح نہیں جیسے یاقوت پتھر ہے مگر عام پتھروں کی طرح نہیں۔

ایک شاعر نے اس مسئلہ کا حل ایک اور پیرایہ میں کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے۔

وَاِنْ تَفُقِ الْاَنَامَ وَاَنْتَ مِنْھُمْ فَاِنَّ الْمِسْکَ بَعْضُ دَمِ الْغَزَالِ

یعنی انسانوں میں سے ہو کر پھر باقی تمام انسانوں پر جو آپ کو فوقیت حاصل ہے تو اس بات پر کسی کو تعجب نہ کرنا چاہئے کیونکہ کستوری بھی تو ہرن کا خون ہی ہے دوسرے خون

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

گلیوں میں بہادتے جاتے ہیں اور کستوری بیکڑوں روپے کا تولہ ملتا ہے۔
امام علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی جمع کئے ہیں ان میں سے ایک نام بَشَر بھی فرمایا ہے۔ (المواہب اللدنیہ صہ ۱۸۲/۱)

صوفیائے کرام مشایخ عظام کا فرمان

حضرت پیر امام العارفین سید محمد وفار شاذلی رحمہ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں نعتیہ قصیدہ تحریر فرماتے ہیں۔ اس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے ؎

مُسْبحٰنَ مَنْ اَنْشَاہُ مِنْ سُبْحَانِہٖ
بَشَرًا بِاَسْرَارِ الْغُیُوْبِ مُبَشِّرٌ

یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی پاک قدرت سے ایسا بشر پیدا فرمایا ہے جو پوشیدہ رازوں سے (مسلمین کو) خوشخبری سناتے ہیں (مواہب اللدنیہ صہ ۲۵۳/۱)

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں پیغمبر ہم آدمی است قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (کیمیائے سعادت صہ ۱۴) یعنی پیغمبر بھی آدمی ہے قرآن پاک کی آیت کریمہ اس کی شاہد صادق ہے۔

حضرت امام العارفین مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور قصیدہ بردہ نمبر ۲۵ میں فرمایا ہے ؎

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْہِ اَنَّہٗ بَشَرٌ
وَ اَنَّہٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰہِ کُلِّہِمِ

یعنی ہمارے علم و اعتقاد کا منتہیٰ یہی ہے آپ کے بارے میں کہ آپ بے شک واقعی بشر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

انسان) کامل ہیں۔ اور یہ واقعی آپ تمام مخلوقِ خدا سے بہترین چنے ہوئے اور برگزیدہ ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی مولائے روم رحمۃ اللہ اپنی بے نظیر تصنیفِ لطیف مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔ ما بشر ایشاں بشر الخ ہم بھی بشر ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی بشر ہی ہیں لیکن مرتبہ، رتبہ اور درجہ و فضیلت کا فرق ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ مکتوبات شریف ص۱۶۶ میں اپنا عقیدہ تحریر فرماتے ہیں اے برادر! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باآں علوِ شان بشر بودند۔ و بہ داغِ حدوث و امکان متسم۔ یعنی اے بھائی! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ آپ کی شان بہت بلند ہے بشر ہی تھے اور حدوث اور امکان کے داغ سے متصف تھے۔

حضرت شاہ اہل اللہ رحمہ اللہ (برادرِ حقیقی شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) اپنی کتاب چار باب ص۔ میں عقیدہ کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں **عقیدہ** انبیاء علیہم صلوٰۃ اللہ و سلامہٗ بندگان اند کہ او سبحانہٗ تعالیٰ تبلیغِ احکام خود بطرفِ عبادِ خویش فرستادہ یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بندے ہیں جنہیں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے احکام پہنچانے کے لئے اپنے بندوں کی طرف بھیجا۔

فصول الحواشی ص۔ میں صاحبِ معدن نے کہا الرسولؐ بشر بعثہ اللہ لتبلیغ ما اوحی الیہ ...... والنبیؐ بشر بعثہ اللہ لتبلیغ ......

علمائے عقائد و فقہ و اصول کا فرمان

امام ابوبکر رازی جصاصؒ فرماتے ہیں انہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر مثلھم (احکام القرآن ج۳ ص۲۶)

یعنی آپ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اُن دوسرے انسانوں جیسے بشر (آدمی) ہی تھے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

محب اللہ بہاری اپنی مشہور تصنیف مسلم الثبوت ص۱۴۳ میں فرماتے ہیں اَلنَّبِیُّ مِنَ الْاَرْضِ مِنْ جِنْسِ الْبَشَرِ زمین پر نبی بھی انسان کی جنس میں سے ہے۔

رشحات الاقلام فی عقیدۃ ابی حنیفۃ الامام ص۱۲ میں ہے اَلرُّسُلُ مِنْ جِنْسِنَا مِنَ الْبَشَرِ یعنی تمام رسول پیغمبر ہماری ہی جنس میں سے یعنی انسانوں میں سے ہی ہوئے ہیں۔

فتاویٰ خیریہ ص۱۲۰ و ص۱۰۳ میں ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر (انسان) ہیں۔

شرح عقائد جلالی میں ص۸ ہے اَکْمَلُ الْاِنْسَانِ الْاَنْبِیَآءُ یعنی تمام انسانوں میں سے کامل ترین انسان انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

عبد العزیز پرہاروی نے نبراس شرح شرح العقائد النسفیۃ ص۵۶۲ میں تحریر فرماتے ہیں اَکْمَلُ النَّاسِ فِی الْمَحَبَّۃِ وَالْاِیْمَانِ ھُمُ الْاَنْبِیَآءُ خُصُوْصًا حَبِیْبُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی محبت الٰہیہ اور ایمان میں انسانوں میں سے کامل ترین انسان صرف انبیاء کرام علیہم السلام ہی ہوتے ہیں خصوصاً حبیب اللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی

امام طحاوی (حنفی) نے مشکل الآثار ص۱۳۰ میں فرماتے ہیں اَلنَّبِیُّ مِنْ جِنْسِ سَائِرِ النَّاسِ یعنی نبی بھی باقی انسانوں کی جنس میں سے ہوتا ہے۔

ابن نجیم نے کنز الدقائق کی شہرۂ آفاق شرح بحر الرائق ص۳۳۲ میں لکھا ہے نَعَمْ اَلْبَشَرُ عَلٰی قِسْمَیْنِ خَوَاصٌ وَھُمُ الْاَنْبِیَآءُ وَعَوَامٌ انسان کی دو قسمیں ہیں ایک خواص اور وہ ہیں انبیاء کرام علیہم السلام اور دوسرے عوام ہیں۔

زبدۃ العقائد ص۲۲ میں ہے وَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُھُمْ وَخَاتَمُھُمْ وَاَنَّہٗ مِنَ الْاِنْسِ لَا مِنَ الْجِنِّ وَاَنَّہٗ مِنَ الْعَرَبِ لَا مِنَ الْعَجَمِ وَاَنَّہٗ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قُرَيْشٍ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاَنَّ اَبَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یعنی اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور سب سے بڑے پیغمبر ہیں اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ انسانوں کی جنس میں سے ہیں جنوں وغیرہ کی جنس سے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ عرب میں سے ہیں نہ عجم میں سے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ قریشی ہیں ہاشم کی اولاد میں سے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ کے والد صاحب عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ ہیں۔

عقیدہ کی ایک کتاب بدء الامالی صـ۵ میں ہے ؎

وَمَا كَانَ نَبِيًّا قَطُّ اُنْثٰى ،
وَلَا عَبْدٌ وَّ شَخْصٌ ذُوْافْتِعَالٍ

یعنی نہ کوئی عورت کبھی نبی بنی نہ بن سکتی ہے اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی جھوٹا۔

عقیدہ کی کتاب مسامرہ صـ۱۸۱ ہے فَالنَّبِيُّ عَلٰى هٰذَا اِنْسَانٌ اُوْحِيَ اِلَيْهِ بِشَرْعٍ سَوَاءٌ اُمِرَ بِتَبْلِيْغِهٖ وَالدَّعْوَةِ اِلَيْهِ اَمْ لَا فَاِنْ اُمِرَ بِذٰلِكَ فَهُوَ نَبِيٌّ رَسُوْلٌ وَاِلَّا فَهُوَ نَبِيٌّ غَيْرُ رَسُوْلٍ یعنی پس اس تعریف کے مطابق نبی انسان ہوتا ہے جس کی طرف شریعت کی وحی ہو خواہ اس کو دعوت و تبلیغ کا حکم ہو یا نہ، اگر حکم ہو تو وہ نبی رسول ہے ورنہ نبی ہے رسول نہیں۔

علامہ نسفیؒ نے بحر الکلام صـ۴۲ میں لکھا ہے فَهٰذَا الْمُخَاطَبُوْنَ اَرْبَعَةُ اَنْوَاعٍ الْمَلٰئِكَةُ وَبَنُوْ اٰدَمَ وَالشَّيَاطِيْنُ وَالْجِنُّ یعنی جو لوگ خدا کے حکم کے مخاطب ہیں وہ چار قسم کے ہیں فرشتے، آدم کی اولاد، شیاطین، جنات۔ اور ظاہر ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا کے حکم کے مخاطب ہیں فرشتے وغیرہ کی جنس میں تو ہیں نہیں پس ثابت ہوا کہ سب نبی حضرت

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

مُلا باجوری کہتے ہیں سلم العلوم کے حاشیہ میں ص۱۸ معنی الرسول انسان بعثہ اللہ إلی الخلق لتبلیغ الاحکام ومعنی النبی انسان اوحی اللہ إلیہ بشرع وان لم یؤمر بتبلیغہ رسول کے معنی ہیں ایسا انسان جس کی طرف شریعت کی وحی ہو جس پر خود بھی عمل کرے اور لوگوں تک پہنچانے کا حکم ہو اور نبی کے معنے ہیں ایسا انسان جس کی طرف شرع کی وحی کی جائے اگرچہ اس کی تبلیغ کا حکم نہ ہو۔

مُلا عبد الغفور لاری شرح جامی کے حاشیہ ص۶ میں لکھتے ہیں هو (النبی) فی الشرع عبارۃ عن انسان بعثہ اللہ تعالی علی عبادہ للتبلیغ یعنی شریعت میں نبی کے معنے ہیں انسان جسے اللہ تعالی نے تبلیغ احکام کے لئے اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہو۔

نوادر الاصول لسعد اللہ ص۶ میں بھی یہی لکھا ہے۔

شرح چغمینی میں لکھا ہے نبی وہ انسان ہے جو حق تعالی کی طرف سے خلق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے مبعوث ہو۔ نبی رسول سے عام ہے کیونکہ رسول وہ خاص قسم کا نبی ہے جس کی طرف کتاب اور وحی بھیجی جائے مگر محمد عباد الدین شیر کوٹی نے حاشیہ مرقاۃ ص۲ پر رسول ونبی کا فرق نہیں رکھا۔

میر سید سندؒ نے التعریفات ص۹ میں لکھا ہے الرسول انسان بعثہ اللہ إلی الخلق لتبلیغ الاحکام رسول ایک انسان ہے جسے اللہ تعالی نے تبلیغ احکام کیلئے مخلوق کی طرف بھیجا ہو۔

علامہ سیوطیؒ نے تدریب الراوی ص۲۱ میں لکھا ہے معنی الرسول انہ انسان اوحی الیہ بشرع وامر بتبلیغہ فان لم یؤمر فنبی فقط یعنی رسول ایسے انسان کو کہتے ہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جس کی طرف شرع کی وحی کی جائے اور اس کے پہنچانے کا حکم دیا جائے۔ اور اگر یہ حکم نہ ہو تو وہ صرف نبی ہے۔

علامہ جامی کی شرح صلا پر حاشیہ میں لکھا ہے کہ رسول یا تو ہم معنے ہے نبی کا جیسے ایک جماعۃ کا مذہب ہے یعنی اِنْسَانٌ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلَی الْخَلْقِ بِشَرِیْعَۃٍ سَوَاءٌ اُمِرَ بِتَبْلِیْغِھَا اَمْ لَا یعنی ایسا انسان رسول ہے جسے اللہ نے مخلوق کی طرف شریعت دے کر بھیجا ہو خواہ اس کی تبلیغ کا حکم ہو یا نہ اور بعض کہتے ہیں کہ رسول نبی سے خاص ہے پھر خاص کہنے والوں میں دو خیال کے لوگ ہیں اور بعض ایسے ہیں جو رسول کو نبی سے عام مانتے ہیں اور وہ اس طرح کہ رسول انسان بھی ہوتے ہیں اور فرشتے بھی لیکن نبی کا لفظ صرف انسان کے لئے مختص ہے۔

ابن سیدہؒ لغوی نے المحکم والمحیط الاعظم ص۲۳۵ میں لکھا ہے والنبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم داعی اللہِ عزَّ وجلَّ یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے داعی ہیں۔

ابو منصور ازہریؒ لغوی نے تہذیب اللغۃ ص۱۴ میں لکھا ہے۔ النبیُّ داعی الامّۃِ اِلٰی تَوْحِیْدِ اللّٰہِ تعالٰی وطاعَتِہٖ یعنی اللہ کی توحید و طاعت کی طرف امت کو دعوت دینے والا نبی ہوتا ہے۔

علامہ فیومی لغوی نے مصباح المنیر ص۱۳۶ میں لکھا ہے اَلنَّبِیُّ مَنْ ھُوَ دَاعِی الْخَلْقِ اِلَی التَّوْحِیْدِ یعنی خدائے تعالیٰ کا اپنا منتخب کردہ مبلغ توحید نبی کہلاتا ہے۔

علامہ مہائمیؒ نے تفسیر تبصیر الرحمٰن ص۳ میں لکھا ہے بَعَثَہُ اللّٰہُ تعالٰی داعیًا اِلٰی تَوْحِیْدِہٖ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے توحید کا داعی بنا کر بھیجا ہے اور ظاہر بات ہے کہ توحید کا داعی جن تو بن نہیں سکتا جیسے بدنو الا مالی اور زبدۃ العقائد کے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حوالے گذر چکے ہیں اور توحید کا داعی اُمّت فرشتہ بھی نہیں بن سکتا جیسے اللہ پاک نے فرمایا۔
وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا
قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا
یعنی اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا۔ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے چین سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے (کیونکہ وہ اُن کی جنس سے ہوتا) لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو اُن کا ملائکہ (فرشتوں) میں سے رسول طلب کرنا نہایت ہی بے جا ہے۔
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے جواب میں جو کہتے تھے "کوئی فرشتہ کیوں نہ رسول بنا کر بھیجا گیا" جواب دیتے ہیں کہ اگر فرشتہ ہم اتارتے تو کام تمام ہو گیا ہوتا اور فرشتہ کو اصلی صورت میں دیکھنے کی تاب نہ لا سکتے دیکھتے ہی ہیبت سے بیہوش ہو جاتے یا مر جاتے۔ اس لئے اگر فرشتہ رسول بالفرض بنایا ہی جاتا تو جب بھی اُسے مرد ہی بنا کر بھیجا جاتا تاکہ لوگ اُسے دیکھ سکیں اس کا کلام سن سکیں۔ اس سے دین کے احکام معلوم کر سکیں تو اس صورت میں انہیں پھر وہی کہنے کا موقع رہتا کہ یہ بشر ہے، تو فرشتے کو نبی بنا کر بھیجنے کا کیا فائدہ اس لئے لازماً انسان ہی کو نبی بنایا تاکہ دنیا اپنے ہم جنس کے فیض سے بآسانی فیض یاب ہو سکے۔

بریلوی صاحبان کے معتمدین مشائخ کا فرمان

جناب حکیم ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی سنی حنفی قادری برکاتی اپنی مشہور تصنیف بہار شریعت حصہ اول ص۹ میں تحریر فرماتے ہیں **عقیدہ** نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور ان میں رسول بھی۔ عقیدہ انبیاء سب بشر تھے اور مرد۔ نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔

سید نعیم الدین مراد آبادی نے کتاب العقائد ص۲ میں لکھا ہے انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔

مولوی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی الملفوظ ص۷۳ میں فرماتے ہیں اللہ نے اپنے بندوں کو سچا رستہ دکھانے کے لئے اپنے بندے بھیجے جنہیں نبی اور رسول کہتے ہیں۔ اور ص۔۔۔ میں بھی لکھا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔

امام طائفہ بریلویہ مولوی عبد السمیع صاحب رام پوری انوار ساطعہ ص۲۱۰ میں لکھتے ہیں آیت اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا منکر کوئی اہل اسلام نہیں سب کا یہی اعتقاد ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب "شان حبیب الرحمٰن" ص۹۸ میں لکھتے ہیں "مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور نبی وہ انسان ہوتے ہیں جو اللہ کی طرف سے احکام شریعت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

علامہ ابو الحسنات محمد احمد صاحب قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور "حنفی سلسلہ دینیات حصہ اول ص$\frac{15}{191}$ میں فرماتے ہیں۔ نبی وہ بشر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کیلئے آئے۔ اور احکام الٰہیہ اس پر خدا کی طرف سے بذریعہ وحی نازل ہوں۔ انبیاء سب بشر تھے۔

پیر جماعت علی شاہ صاحب کے ملفوظات ص۴۳ میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم بَشَرٌ لا کالبشر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں نہ دوسروں جیسے۔

شیخ القرآن مولانا عبد الغفور صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد وزیر آبادی عام تقریروں میں اپنا عقیدہ واضح الفاظ میں بیان فرماتے تھے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر مانتے ہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا منکر ہے وہ کافر ہے اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بایں معنے مانتا ہے کہ آپ خدا کے ٹکڑے ہیں یعنی خدا سے جدا ہوئے ہوئے ہیں وہ بھی کافر ہے

اسی طرح احمد رضا خان نے بھی کہا ہے۔

علامہ محمد حسن صاحب مجددی سجادہ نشین درگاہ شنڈو سائیں داد اپنی کتاب "الاعتقاد الصحیح فی تردید الوہابیۃ النجدیہ" ص ۱۹۲ میں لکھتے ہیں "مجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ حضور سے بشریت کی نفی کیوں کرتے ہیں حالانکہ بشریت ہی آپ کی رسالت کی تصدیق اور آپ کے معجزات اور خرقِ عادات کی تصدیق کا سبب ہے کیونکہ انسان سے جب معجزات صادر ہوں یا خرقِ عادات تو یہی تصدیقِ رسالت کا سبب بنتی ہیں ورنہ اگر یہ سب کچھ فرشتوں سے صادر ہو یا جن اور شیطان سے پیدا ہو تو کچھ تعجب نہ ہوگا۔ کیونکہ خرقِ عادات فرشتوں اور شیطانوں سے ایک مسلمہ اور عادی امر ہے بلکہ معجزہ اور خرقِ عادات کی حقیقت ہی انسان سے تعلق قائم کرنے کے ساتھ پیدا ہوا کرتی ہے کہ دوسرے انسان انبیاء علیہم السلام کے بغیر ایسا کرنے سے عاجز ہوا کرتے ہیں۔ اسی بنا پر معجزہ کو خرقِ عادات کا نام دیا گیا ہے یعنی معجزہ بنی آدم کی روزمرہ عادات کے خلاف ہوتا ہے۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ وہ معجزہ فرشتوں یا شیاطین کی طاقت سے بھی باہر ہوتا ہے۔ صوفی یا مولوی یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا نور آیا ہے اور روشن کتاب لایا ہے اس لئے آپ کو بشر کہنا صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں بھی تسلیم ہے اور ہمارا بھی ایمان ہے کہ آپ نور ہیں مگر نورانیت انسان اور بشر ہی کیلئے تعریف کا سبب بنتی ہے جب کہ وہ کثافتِ بشری سے نکل کر اصلی نورانیت کے بلند مراتب پر ترقی کر جائے اور جب انسان کے بغیر کوئی مثلاً فرشتہ نورانیت سے موصوف ہو جائے تو اس کی تعریف شمار نہ ہوگی کیونکہ نورانیت اس میں فطرۃً ہوتی ہے بعد میں حاصل نہیں ہوتی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالْقَمَرَ نُوْرًا کہ ہم نے چاند کو نور بنایا تو چاند نے کثیف مادے سے
نورانیت کی طرف ترقی نہیں کی بلکہ خدا نے اسے منور ہی پیدا کیا ہے تو اس کی نورانیت فطرتی
ہوئی جس میں نہ تو تعریف نکلتی ہے اور نہ قابل مدح روح پیدا ہوتی ہے کہ خدا نے فرمایا ہے
یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ خدا جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے پس
بشریت جو نفسانی کدورتوں سے صاف ہو ایک بڑی تعریف اور مدح ہے اور بڑا کمال
ہے مجھے اپنے لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ کمال کو وہ نقص کیسے کہتے ہیں اور کس طرح مدح کو
مذمت سمجھ رہے ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف والے فتاویٰ مہریہ ص۱۰ میں لکھتے ہیں۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظِ بَشَر کے معنے میں بحسب لغتِ عربیہ عظمت و کمال پایا جاتا ہے یا حقارت؟
میری ناقص رائے میں لفظِ بَشَر مفہومًا و مصداقًا متضمن بکمال ہے۔ پھر ص۱۱ میں لکھا بَشَر ہی کو
کمال استجلاء کے لئے مظہر بنایا گیا ہے اور ملائکہ بوجہ نقصِ مظہریت کمال سے محروم ٹھہرے۔
اور حقیقتًا یہ بات صحیح ہے کیونکہ ابن فارس بن زکریا مقاییس اللغۃ ص۲۵۱ میں لکھتے ہیں

الباء والشین والراء اصل واحد یدل علٰی ظُھُوْرِ الشَّیْئِ مَعَ حُسْنٍ وَّجَمَالٍ
..... والبشیر الحسن الوجہ یعنی ب ش ر کا ایک ہی معنے ہے یہ تینوں حرف دلالت
کرتے ہیں اس معنے پر یعنی حسن و جمال کے ساتھ کسی چیز کا ظاہر ہونا..... اور بشارت کے معنے
ہیں حسن و جمال اور بشر کے معنے ہیں خوب رو معلوم ہوا کہ بشر کے معنے میں توہین نہیں بلکہ مدح اور
تعریف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حرز منیع ص۳۸ میں ہے کہ حضور پاک کے اسمائے گرامی میں سے ایک نام بشر ہے۔
آپ کو معلوم ہو گا کہ رسول آدمی ہوتا ہے اور رسول اللہ کے معنے ہیں اللہ کا رسول
اور تمام مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جس کے معنے ہیں حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں پس جو کہے کہ آپ انسان انسان نہیں تو وہ کفر کے اس حصہ کا منکر ہے یہی وجہ ہے کہ اس پر علماء نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے جیسے مواہب لدنیہ ص۳۰، فتاویٰ بریجنہ ص۱۳۹، روح المعانی ص۱۱۲، کتاب الزواجر ص۲۳، زاد اللبیب ص۲۱۲، فتاویٰ عالمگیریہ طبع ہند ص۱۹۱/۲ اور جامع الفصولین ص۳۰۳/۲ وغیرہ کتب میں صراحتہً لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ بشر اور انسان تھے ایمان کی شرط ہے اور فرائض اسلام مثلاً اگر کوئی شخص شک کرے اور کہے خدا کو معلوم ہے میں نہیں جانتا کہ آپ انسان ہیں یا کوئی چیز اور یا کہے وہ قریشی نہ تھے یا کہے آپ عربی نہ تھے یا کہے آپ انسان نہ تھے تو وہ کافر ہو جاتا ہے کذا فی فصول العمادیہ اور مطالع المسرات ص۲۲۳ میں عربی عبارت یہ ہے وَهٰذِهِ الاوصاف

المذکورۃ ههنا مما یجب اعتقادہ فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ هی من جملۃ مشخصاتہ المعینۃ لہ ؛ فمن قال لیس بعربی او لیس بقرشی نکافرٌ کما اذا قال لیس الذی بمکۃ او لم یکن بالمدینۃ ولا توفی فیها ؛ لان هذا کلہ جحد لہ صلی اللہ علیہ وسلم ؛ وکذا لو قال انہ لم یخلق من نطفۃ وانما هو کعیسیٰ وآدم او قال انہ لم یکن بشرًا آدمیًا . فکل ذلک نص العلماء علی کفر قائلہ ومدعیہ اھ

کتاب الزواجر میں اس کی وجہ یہ لکھی کہ لان وصفہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر صفتہ صلی اللہ علیہ وسلم تکذیب لہ صلی اللہ علیہ وسلم .
ویؤخذ منہ ان کل صفۃ اجمعوا علی ثبوتہا لہ علیہ السلام یکون انکارها کفرًا ؛

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فتویٰ شیخ ولی الدین العراقی

وقد سئل الشیخ ولی الدین العراقی هل العلم بکونه صلی اللّٰه علیه وسلم بشرًا ومن العرب شرط فی صحة الایمان او من فروض الکفایة؟ فاجاب بانه شرط فی صحة الایمان! ثم قال: فلو قال شخص اؤمن برسالة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم الی جمیع الخلق، لکن لا ادری هل هو من البشر او من الملٰئکة او من الجن او لا ادری هل هو من العرب او العجم؟ فلا شك فی کفره لتکذیبه القرآن وجحده ما تلقته قرون الاسلام خلفًا عن سلف وصار معلومًا بالضرورة عند الخاص والعام؟ ولا اعلم فی ذٰلك خلافًا. فلو کان غبیًا لا یعرف ذٰلك وجب تعلیمه ایاه. فان جحده بعد ذٰلك حکمنا بکفره انتهی۔ (روح المعانی ج ص ۱۱۳)

احقر الثقلین طالب الخیر فی الکونین

محمد حسین صانه اللّٰه عن الشین

۱۱ر صفر لیلۃ الجمعہ ۱۳۹۶ھ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد ایک آدمی کسی چک سے ایک سوال دے گیا تھا کہ اس سوال کا جواب دو۔ اور وہ دے کر چلا گیا۔ مَیں نے علی سبیل الاختصار اس کا جواب دیا مگر وہ آدمی جواب وصول کرنے کے لئے نہ آیا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس جواب کو ذرا تفصیل سے لکھ دیا جائے تاکہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچ جائے۔ اس لیے اب رسالہ کی شکل بن گئی اور اس رسالہ کا نام میں نے رفع الاشتباہ عن آیۃ ما اہل بہ لغیر اللہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ دین کی بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب سے پہلے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اردو فارسی میں جن مترجمین نے نظم قرآنی مَا اھل بِہٖ لغیر اللہ کے ترجمے کیے ہیں پہلے وہ ذکر کیے جائیں۔ تاکہ ناظرین کو تقابل سے ترجموں کا فرق معلوم ہو۔ اس کے بعد اہلال کے وہ معنے واضح کیے جائیں جو اہلِ لغت نے بیان کیے ہیں۔ پھر مفسرین نے جو معنے بیان کیے وہ لکھے جائیں۔ پھر فقہاء اہلِ سنت کے فتوے لکھے جائیں۔ پھر ان شبہات کے جواب دیے جائیں جو بعض لوگوں کی طرف سے عوام میں پھیلائے جاتے ہیں۔ وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق والتدقیق

محمد حسین صانہ اللہ عن الشین والافتراء فی الدین

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ

اما بعد عام طور پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہٖ (جو چار جگہ قرآن شریف میں معمولی لفظی تغیر کے ساتھ وارد ہوا ہے) اس کے آخری فقرہ یعنی ما اہل لغیر اللہ بہٖ پر عالم نما الجھتے الجھاتے رہتے ہیں اور عوام کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔ اس لیے متقدمین ومتاخرین علماء کی تحقیق آپ کے سامنے کھول کر رکھ دی جاتی ہے تاکہ خود حق وباطل کا فیصلہ کر لیں اور کسی کے کہنے میں نہ آئیں واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

مَآ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے معنی جو مترجمین نے کیے

۱ جو کچھ پکارا جائے اوپر اس کے واسطے غیر اللہ کے (شاہ رفیع الدین

۲ جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کا (سید امیر علی ملیح آبادی

۳ جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو (مرزا حیرت دہلوی

۴ جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کا (شاہ عبد القادر

۵ اس چیز کو کہ اللہ کے سوا اور کے نام سے پکاری گئی ہو (احمد علی صاحب لاہوری)

۶ جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے غیر کا (عاشق الٰہی میرٹھی)

۷ اور جو اللہ کے سوا غیر کے نام سے پکاری ہو (ثناء اللہ امرتسری)

۸ جس پر پکارا گیا ہو اللہ کے غیر کا نام (قاضی ثناء اللہ پانی پتی مترجم)

۹ جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جاوے (فتح محمد جالندھری)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۱۰ جو چیز نامزد کی جائے واسطے غیر اللہ کے (محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ)

۱۱ اس چیز کو کہ جو اللہ کے سوا اور کے نام سے پکاری گئی ہو (عبدالحق حقانی)

۱۲ جو چیز کہ صرف نام ہی لیا جائے اس پر غیر اللہ کا تعظیماً (عبداللہ چکڑالوی ۱۳)

۱۳ کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو (مودودی)

۱۴ جو چیز پکارا گیا نال اس دے واسطے غیر اللہ دے (حافظ محمد لکھوکے)

ما سے صرف جانور مراد لینے والے مترجمین

۱ وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا (شاہ ولی اللہؒ)

۲ وہ جانور بلند کیا گیا ہو جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام (کرم شاہ بھیروی)

۳ آں جانورے کہ آواز برآوردہ شد و شہرت دادہ شد در حق آں جانور کہ برائے غیر خدا است (شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ)

۴ جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا (شیخ الہند)

۵ ایسے جانور کو جو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو (حکیم الامۃ تھانوی)

۶ اور جو (جانور) غیر اللہ کے لیے نامزد کیا گیا ہو (ماجدی)

۷ وہ جانور جس کو خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کے لیے حلال اور نامزد کیا جائے (ڈپٹی نذیر احمد دہلوی)

۸ وہ جانور جس پر اللہ کے سوا اللہ کے کسی اور کا نام پکارا جائے۔ (مولوی عبدالستار محدث دہلویؒ)

۹ وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کے نام پر پکارے جائیں (مولانا ابوالکلام آزاد)

وہ جانور جو خدا کے سوا دوسرے کے نام نامزد کر دیا گیا ہو (یعنی تقرب

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کی نیت سے (سبحان اللہ)

وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو (مودودی صاحب در تفسیر سورۂ مائدہ تفہیم القرآن ص۴۴۴)

وہ جانور جس پر (وقتِ ذبح) خدا کے سوا اور کسی کا نام لیا گیا ہو۔ (فرمان علی شیعی)

جس ذبیحہ پر خدا کے سوا اور کا نام لیا گیا ہو (مقبول احمد شیعی)

اُہِلَّ بمعنی ذبح کرنے والا مترجم

۱ وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو (احمد رضا خان بریلوی)

۲ وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو (مودودی)

اہلال کے معنے اہلِ لغت کے ہاں

۱ ابن فارس نے مقاییس اللغۃ ص۱۱ میں لکھا الھاء واللام اصل صحیح یدل علی رفع صوت (ہ اور لام مشدد کا اصل صحیح آواز کے بلند کرنے پر دال ہے)

۲ فیومی نے مصباح المنیر ص۱۹۰/۲ میں لکھا ہے اَہَلَّ المحرمُ رفع صوتہ بالتلبیۃ عند الاحرام احرام کے وقت بلند آواز سے تلبیہ کہنا وکل من رفع صوتہ فقد اَہَلَّ اہلالاً یعنی جو بھی اپنی آواز بلند کرے اس کے بارے عربی محاورہ میں کہا جاتا ہے اَہَلَّ اہلالاً۔ ضَرَبَ کے باب سے ظَھَرَ کے معنے میں استعمال ہوتا ہے۔ چاند دیکھتے وقت بلند آواز کریں کہ دیکھو وہ رہا چاند تو کہتے ہیں اَہْلَلْنَا الھلال واستہللناہ

اور اَہَلَّ الرجل کے معنے ہیں کہ کسی نعمت ملنے پر یا کسی عجیب چیز دیکھ کر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کے وقت ذکر الٰہی سے آواز بلند کی ۔

۳ زمخشری نے اساس البلاغہ ص۷۰۵ میں لکھا اُہِلَّ بذکرِ اللہ اس نے اللہ کا ذکر بلند آواز سے کیا

۴ امام راغب نے المفردات ص۵۶۲ میں لکھا ہے الاہلال رفع الصوت عند رؤیۃ الھلال نیا چاند دیکھتے وقت بلند آواز کرنا کہ دیکھو یہ ہے چاند۔ اور پھر ہر آواز کے لیے اہلال کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور لڑکے نو مولود کی آواز (اہلال) بھی اسی مشابہت سے ہے اور ما اہل بہ لغیر اللہ کے معنے ہیں کہ اللہ کے نام کے سوا کوئی اور نام اس جانور پر یاد کیا جائے اور وہ یہ ہوتا تھا کہ بتوں کی خاطر جانور کو ذبح کیا جاتا تھا۔

۵ ابو العباس لغوی کا حوالہ دے کر علامہ زبیدیؒ نے تاج العروس شرح قاموس للفیروز آبادی ص۱۱۱ میں لکھا کہ نئے چاند کو ہلال کو اسی لیے کہا جاتا ہے کہ نئے چاند کی خبر دیتے وقت لوگ اپنی آوازیں بلند کرتے ہیں۔

۶ اصمعی لغوی کا حوالہ دیتے ہوئے امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اصل معنے اہلال کے رفع صوت ہیں۔ تو ہر بلند آواز کرنے والے کو مُہِل کہتے ہیں۔ یہ ہیں اہلال کے معنے لغت میں۔ پھر مُحرِم کو اسی لیے مُہِل کہتے ہیں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے کہتا ہے۔ اور ذبح کرنے والے کو اس لیے مُہِل کہتے ہیں کہ عرب (مشرک) ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے تھے اور اور اپنے بتوں کا ذکر بلند آواز سے کرتے تھے۔ اور نو مولود بچہ پیدا ہوتے ہی آواز بلند کرتا ہے اسی وجہ سے محاورہ عرب میں کہتے ہیں استھل الصبی

۷ صراح ص۴۴۳ میں لکھا ہے ما اہل بہ لغیر اللہ اے نُودِیَ علیہ بغیر اسم اللہ اور اصل معنے اہلال کے یہ ہیں رفع الصوت۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۸ ناصر الدین مطرزی لغوی نے المغرب ۲۴۳ میں ہے اہلوا الہلال و استہلوا الہلال کا مطلب ہے کہ نیا چاند دیکھتے وقت انہوں نے اپنی آوازیں بلند کیں پھر جب چاند دیکھا جائے تو کہا جاتا ہے اُہِلّ الہلال اُو اُستُہِلّ بصیغہ مجہول (مبنی للمفعول) اور استہلال الصبی کے معنے ہیں نومولود بچہ کا ولادت کے وقت بلند آواز سے رونا۔ اور حدیث پاک میں جو آیا ہے اذا استہل الصبی ورث اس کا یہی مطلب ہے کہ جب ولادت کے وقت بچہ نے آواز کی ہو تو وارث ہوگا کیونکہ اس کی آواز کرنے سے اس کی حیات کا علم ہو گیا اور جو لوگ اس عبارت کا یہ معنے کرتے ہیں کہ جو بچہ ماں کے پیٹ کر زندہ گرے (یہ اس کے لغوی معنے نہیں بلکہ) تدریسی معنے ہیں کہ استاذ اپنے شاگرد کو پڑھاتے وقت اس طرح سمجھاتا ہے۔ اور بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ کہنے پر اہلال کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور ما اہل بہ لغیر اللہ بھی اسی قبیل سے ہے اور اہل المحرم بالحج کے معنے ہیں کہ اس نے تلبیہ میں اپنی آواز بلند کی

۹ محمد طاہر فتنی نے مجمع البحار ۴۸۵ میں لکھا ہے اہلال کے معنے ہیں تلبیہ میں بلند آواز کرنا۔ اور مُہَلّ احرام باندھنے کی جگہ (میقات) اور احرام باندھنے کا وقت۔ اور احرام باندھنا۔ اور اہلال الہلال واستہلال الہلال اسی قبیل سے ہے جو اس موقع پر استعمال کرتے ہیں جب چاند دیکھتے وقت بآواز بلند تکبیر کہتے ہیں۔ اور نومولود کی بوقت ولادت بلند آواز کرنے کو استہلال الصبی کہتے ہیں۔

۱۰ زبیدی نے تاج العروس ۱۸۲ میں لکھا اصل لغوی معنے اہلال کے رفع الصوت اور احرام کو اہلال اسی لیے کہتے ہیں کہ محرم تلبیہ میں آواز بلند کرتا ہے

۱۱ ثعالبی نے فقہ اللغۃ ۱۹۴ میں لکھا ہے حج واہلال کے ایک معنے ہیں تلبیہ میں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کو اہلال کہا جاتا ہے۔ یہاں اہلال کے وہی لغوی اور عربی معنے یعنی نامزد کرنا۔ آواز لگانا اور ذکر کرنا مراد ہیں۔ پس جانور کو بھی اللہ کے سوا کسی غیر کی نذر سے نامزد کیا جائے خواہ وہ غیر بُت ہو یا جن یا خبیث روح یا پیر یا پیغمبر یا کوئی مکان یا تھان۔ اور اس نیت سے ذبح کیا جائے کہ اس سے ان کی خوشنودی اور تقرب حاصل ہوگا اور وہ اس کی حاجت روائی کریں گے سو وہ جانور حرام اور ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے اور ذبح کرنے والا مشرک اور دائرۂ توحید سے خارج ہے۔ خواہ وقتِ ذبح ذبیحہ پر بسم اللہ کہا جائے یا نہ کہا جائے۔ اسی وہ جانور جس پر وقتِ ذبح اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔

عبدالماجد دریابادیؒ نے لکھا: اہلال کے اصلی معنے آواز بلند کرنے پکار کر دینے، شہرت دے دینے کے ہیں (اس سے آگے حوالے لکھے

آواز بلند کرنا۔ تہلیل کے معنے ہیں بآوازِ بلند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا اور بوقتِ ولادت نومولود کا چیخنا اِستہلال ہے۔

۱۲ بیہقی لغوی نے تاج المصادر ص ۲۳۲ میں لکھا ہے الاہلال ... آواز برداشتن ومنہ قولہ تعالیٰ وما اہل بہ لغیر اللہ ای نودی علیہ بغیر اسم اللہ

۱۳ حق اللغات میں ہے اہلال درلغت آواز برداشتن

۱۴ مولوی بدیع الزمان نے لغات القرآن بر حاشیہ سبیکۃ الذہب میں لکھا ہے اُہِلّ آواز بلند کردہ شود

۱۵ لغات القرآن ص ۳۰۳ میں ہے اُہِلَّ پکارا گیا۔ اہلال سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اہلال کے معنے اصل میں چاند دیکھتے وقت آواز لگانے اور پکارنے کے ہیں۔ پھر آواز کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

چنانچہ ولادت کے وقت بچے کے رونے اور حاجیوں کے لبیک کہنے
کو اہلال کہا جاتا ہے۔ یہاں اہلال کے وہی لغوی اور عرفی معنے یعنی نامزد کرنا،
آواز لگانا اور ذکر کرنا مراد ہے۔ پس جس جانور کو بھی اللہ کے سوا کسی غیر کی
نذر سے نامزد کیا جائے خواہ وہ غیر بُت ہو یا جن یا خبیث رُوح یا پیر یا
پیغمبر یا کوئی مکان یا تھان اور اِس نیت سے ذبح کیا جائے کہ اس سے ان
کی خوشنودی اور تقرب حاصل ہوگا اور وہ اس کی حاجت روائی کریں گے
سو وہ جانور حرام اور ما اہل به لغیر اللہ میں داخل ہے۔ اور ایسا کرنے
والا مشرک اور دائرہ توحید سے خارج ہے۔ خواہ وقتِ ذبح ذبیحہ پہ
بسم اللہ کہا جائے یا نہ کہا جائے۔ اسی طرح وہ جانور جس پر وقتِ ذبح
اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۱۱

مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ

کا مفہوم

علماءِ تفسیر کے نزدیک

مولانا سید احمد حسن صاحبؒ نے احسن الفوائد ص۳۴ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ سے یہ مراد ہے کہ کسی جانور کے ذبح کے وقت سوائے خدا کے اور کسی کا نام لے کر اس کو ذبح کیا جائے۔ جس طرح مشرکین مکہ بتوں کے نام لے کر جانور ذبح کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جانور کے ذبح کے وقت خدا کے سوا کسی اور کا نام لے کر اسے ذبح کیا جائے جس طرح مشرکین مکہ بتوں کے نام لے کر جانور ذبح کرتے تھے یا ذبح سے پہلے خدا کے سوا کسی اور شخص کی تعظیم کی غرض سے کسی جانور کو اس شخص کے نام کا ٹھیرا کر ذبح کیا جائے اور ذبح کے وقت بطور عادت اور رسم کے اللہ کا نام لیا جائے یہ سب حرام ہے۔

صحابہؓ اور تابعینؒ نے اس آیت کی تفسیر اسی طرح سمجھی ہے جس طرح کا مطلب اوپر بیان ہوا ہے۔ اور اسی طرح صحابہؓ اور تابعینؒ نے فتوے دیے ہیں

چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ عجمی لوگ اپنی عیدوں میں جو جانور ذبح کرتے ہیں اور ان جانوروں کا گوشت مسلمانوں کو تحفہ کے طور پر بھیجتے ہیں وہ گوشت کھانا چاہیے یا نہیں؟۔

آپؓ نے فرمایا کہ نہیں۔

ایک عورت نے اپنی گڑیا کا بیاہ کیا۔ اور اس بیاہ میں کچھ جانور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ذبح کیے۔ ایک شخص نے حضرت حسن بصریؒ سے اس گوشت کی بابت مسئلہ پوچھا۔ فرمایا کہ یہ ذبیحہ بُت کا کہلائے گا۔ اس کا گوشت حرام ہے۔

اہلِ کتاب کے ذبیحہ کا ذکر اور اس میں علماء کا جو کچھ اختلاف ہے اس کا تفصیلی ذکر سورۂ مائدہ میں آوے گا لیکن حاصل کلام اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ ہے کہ

اگر معلوم ہو جائے کہ کسی اہلِ کتاب نے اللہ کے نام کے سوا جانور کو مثلاً مسیح کے نام پر ذبح کیا ہے تو بموجب اس آیت کے حرام ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اہلِ کتاب نے کس نام سے یہ جانور ذبح کیا ہے تو وہ گوشت مسلمان کو بموجب آیت وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ جائز ہے۔

مولٰنا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ نے اس آیت کے فائدہ میں لکھا

یعنی جس جانور پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام لے کر ذبح کیا جاوے تو حرام ہے۔ اسی حکم میں وہ جانور ہے جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نامزد کر دیا جائے جیسے میران کا بکرا وغیرہ خواہ اس کے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے کر اور بسم اللہ پڑھ کر کیوں نہ ذبح کریں۔ لیکن پھر بھی اس کا کھانا حرام ہے۔

مولٰنا فتح محمد صاحب جالندھریؒ نے اس آیت کے فائدہ میں لکھا ہے کہ یہ معنے (جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جاوے) لغوی معنے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کے بنا پر کیا گیا ہے۔ لغت میں اہلال کے معنے آواز بلند کرنے کے ہیں مفسرین جو اس لفظ کے معنوں میں ذبح کا لفظ شامل کرتے ہیں وہ شانِ نزول کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ کیونکہ جاہلیت میں جو جانور غیرِ خدا کے لیے مقرر کیا جاتا تھا ذبح کرنے کے وقت بھی اس پر اسی غیر کا نام لیا جاتا تھا۔ ورنہ حقیقت میں جو چیز غیرِ خدا کے لیے مقرر کی جائے خواہ وہ جانور ہو یا اور کچھ' وہ حرام ہے اس لیے کہ آیت میں حرف مَا استعمال فرمایا گیا ہے جس کے معنے ہیں "جو چیز" اور وہ عام ہے ذبح حیوان اور اور چیزوں کو خواہ وہ کھانے کی ہوں یا پہننے کی یا اور طرح استعمال کرنے کی سب کو شامل ہے۔

چونکہ لغت مقدم ہے اس لیے ہم نے لغوی معنے اختیار کیے ہیں حرمت و حلت میں نیت کو بڑا دخل ہے۔ مثلاً جو جانور غیرِ خدا کے لیے مقرر کیا گیا ہو اس پر ذبح کے وقت خدا کا نام لیا جائے یا غیرِ خدا کا' حرمت کے لحاظ سے برابر ہے۔ خدا کا نام لینے سے وہ حلال نہ ہوگا۔

علماءِ کرام نے لکھا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور غیرِ خدا کے تقرب کے لیے ذبح کیا تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا اور وہ جانور ایسا ہوگا جیسے مرتد کا ذبح کیا ہوا۔

بہرحال نذر کی نیت خدا ہی کے لیے کرنی چاہیے۔ اور ذبح کرنے کے وقت اس پر اسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کا نام لینا چاہیے کیونکہ وہ اپنے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرانا چاہتا۔

مولانا عبدالماجد صاحب ۔۔۔!! نے لکھا ہے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مراد یہ ہے کہ جس جانور کو بہ طریق تعظیم و عبادت یا بہ قصد تقرب کسی مخلوق کے لیے نامزد کر دیا جائے اور نیت کسی مخلوق کی نذر و نیاز یا بھینٹ کی کر لی جائے، وہ حرام ہو جاتا ہے خواہ اس کے ذبح کے وقت بسم اللہ بھی کیوں نہ پڑھ لی جائے۔

شیخ سدو کے نام کے بکرے اور اس قبیل کی تمام چیزیں اسی حکم کے تحت میں آجاتی ہیں ولا خلاف بین المسلمین ان المراد به الذبیحۃ اذا اہل بہا لغیر اللہ (جصاص)

در حدیث صحیح وارد است کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ بہ ذبح جانور تقرب غیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا گیرد زیرا کہ چوں شہرت داد کہ ایں جانور برائے فلانے است ذکر نام خدا وقت ذبح فائدہ نہ کرد (تفسیر فتح العزیز)

جس جانور کو غیر اللہ کے نامزد اس نیت سے کیا ہو کہ وہ ہم سے خوش ہوں گے اور ہماری کارروائی کرائیں گے جیسا کہ اکثر عام جاہلوں کی عادت ہوتی ہے کہ اس نیت سے بکرا، مرغا وغیرہ مقرر کر دیتے ہیں وہ حرام ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا ہو۔ البتہ اگر اس طرح نامزد کرنے کے بعد اس سے توبہ کر لے پھر حلال ہو جاتا ہے (تھانوی رح)

بعض فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کسی حاکم یا سردار کے آنے پر بطور بھینٹ کے ذبح کرے گا تو بھی وہ حرام ہو جائے گا اگرچہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو ..... (در مختار)

بلکہ فقہاء نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ کوئی مسلمان اگر جانور کو تقرب غیر اللہ کے قصد سے ذبح کرے گا تو مرتد ہو جائے گا۔ اور اس کا ذبیحہ مرتد کا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ذبیحہ سمجھا جائے گا ۔ ۔ ۔ (کبیرہ)

معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم بہ دو ترجمہ ۵۵ خوبیوں والا میں اسی آیت کے تحت سورۂ مائدہ ع ۱۲۵ میں ف ۱ میں لکھا ہے

جس چیز پر غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ چیز حرام ہے ۔ اشباہ والنظائر میں لکھا ہے اگر ذبح کیا جائے امیر کے آنے کے وقت یا کسی رئیس کے آنے کے وقت وہ ذبیحہ جائز ہے ۔ کیونکہ یہ کام ان کے لیے دعوت کے طور پر کیا جاتا ہے جو سنت ہے اور ما اہل لغیر اللہ میں داخل نہیں ہے اور فتاویٰ غرائب میں ہے کہ اگر کوئی شخص مہمان کے لیے ذبح کرے وہ جائز ہے ۔ کہ ایسی مہمانی کرنی سنت ابراہیم ہے ۔

اور ع ۲۰۰ میں آیۃ اَوْ فِسْقًا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ کے ف ۴ میں لکھا ہے کہ

وہ چیز جس پر نام غیر اللہ کا پکارا گیا ہے جس کا رواج مشرکینِ عرب میں کثرت کے ساتھ تھا "

موجودہ زمانہ میں اس کی مثال مطلب سمجھنے کے لیے اگر معلوم کرنا چاہو تو وہ یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے کسی بزرگ کے مزار کی نذر مانی کہ فلاں کام کے ہونے پر وہاں جا کر یا ان کے نام سے اپنے گھر میں بکرا یا گائے حلال کر دوں گا ۔ مثلاً جیسا کہ لوگ مان لیتے ہیں بکرا شیخ سدو کا ۔ گائے سید احمد کبیر کی ۔ مرغا زین خان کا ۔ توشہ شاہ عبد الحق کا صحنک بی بی فاطمہ رض کی نذر نیاز فلاں پیر فقیر کی یہ سب ہے جب غیر اللہ کا نام کسی شے پر لگا تو اس کا کھانا حلال نہ رہا کہ نذر و نیاز کی بابت خدا کے سوا کسی کے سوا کسی کے حق میں اقرار کرنا شرع میں جائز نہیں ہے ۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ما اھل بہ لغیر اللہ کی

تفسیری تعبیرات کی باہم تطبیق

علماء مفسرین نے اہلال کا مفہوم مختلف انداز میں سمجھایا۔ ندا[1]، صیح[2] تقرب[3]، رفع صوت[3]، ذکر[4]، قصد[5]، ذبح[6]۔ مگر مقصد میں ان کے تعارض نہیں ہے کیونکہ بعض نے اہلال کے لغوی معنے بتائے اور بعض نے اس معنے سے پیدا ہونے والے اشکال کو رفع کیا۔ اور بعض نے شانِ نزول کو مدنظر رکھ کر دورِ جاہلیت کا حال بتایا۔ اور بعض نے حرمت کی علت سمجھادی۔ اور بعض نے ما اہل بہ لغیر اللہ کو سائبہ بحیرہ وصیلہ اور حامی سے ممتاز ہونا بتایا

سو جن مفسرین نے ندا، یا صیحہ یا رفع صوت کے معنے کیے ہیں وہ اہلال کے لغوی بتائے

اور مراد سب کی ہے تشہیر کہ یہ چیز فلاں بزرگ کے تقرب خوشنودی اور تعظیم کے لیے پیش کی گئی ہے اور اگر وہ چیز جانور ہے تو اس کی تشہیر کی جائے کہ یہ اس جانور کی جان فلاں بزرگ کے تقرب کے لیے نثار کرنے کو پیش خدمت ہے۔ اگرچہ ذبح کے وقت اس بزرگ کا نام لے یا نہ لے اور اگر اس بزرگ کا نام لے تو اونچے اونچے پکار کر لے جیسے دورِ جاہلیت میں مشرک لوگ خاص ذبح کے وقت بھی بزرگوں کا نام اونچے اونچے پکار کر "باسم اللات والعزی" کہتے تھے) یا پست آواز سے بزرگ کا نام لے۔ ہر صورت میں وہ جانور مذبوح حرام ہے۔

اور جن مفسرین نے اہلال کے معنے ذکر کے کیے ہیں ان کی مراد بھی تشہیر ہے خواہ جانور ہو یا غیر جانور اور اگر جانور ہے تو ذبح کے وقت اس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بزرگ کا نام (سترًا یا جہرًا) لے یا نہ لے بہرحال وہ چیز یا جانور ذبیحہ حرام ہے

اور جن مفسرین نے اہل کے بعد قصد بتایا ہے ان کی مراد یہ نہیں ہے کہ اہل کے معنے قصد کے ہیں بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ ما اہل کی حرمت کی اصل علت غیر اللہ کی تعظیم و تقرب و رضا کے لیے ذبح کرنے کی قصد ہو نیت ہو خواہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لے یا نہ لے وہ ذبیحہ حرام ہے۔

اور جن مفسرین نے اہل کی تفسیر ذبح کے ساتھ کی ہے ان کا مقصد ہے ما اہل بہ لغیر اللہ کا بحیرہ سائبہ وصیلہ حامی سے ممتاز کرنا۔ کیونکہ بحیرہ سائبہ وصیلہ حامی میں ناذر کا مقصد ان کا ذبح کرنا نہیں ہوتا۔

اور ما اہل بہ لغیر اللہ میں ناذر کی غرض اراقۃ الدم لغیر اللہ تعالیٰ کے تقرب رضا اور تعظیم کے لیے جانور کی جان نثار کرنا اور خون بہانا) ہے۔ اس لیے بحیرہ سائبہ وصیلہ حامی کے بارے فرمایا کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً ان عرب قبائل کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا جو بعض جانوروں (بحیرہ۔ سائبہ وصیلہ حامی) کو بتوں کے لیے خاص کر لیتے تھے۔ اور ان کی سواری اور اُن کے گوشت کو حرام سمجھتے تھے۔ کہ اے لوگو! زمین میں جو چیزیں موجود ہیں ان میں سے وہ چیزیں جو شرعًا حلال و پاکیزہ ہوں اون کو کھاؤ

اور اہل لغیر اللہ بہ کو فسق فرمایا جو تقرب کی نیت سے غیر اللہ کے نام پر نامزد کیا ہو۔ یعنی کسی جانور کو غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا ہو اور نیت بھی تقرب کی ہو تو ایسا جانور حرام ہے خواہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے یا اللہ کا۔

اور یہ سمجھنا کہ اُہِلَّ کے معنے ذُبِحَ کے ہوتے ہیں یہ خلاف واقع اور غلط ہے

اور جن مفسرین نے وما اہل بہ لغیر اللہ کا مطلب یہ بیان کیا ای ما ذکر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

علی ذبحہ غیر اللہ تعالیٰ اس کا مطلب ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ ذبائح
اہل کتاب کے حلال ہیں اگرچہ ذبح کرتے وقت باسم المسیح یا باسم عزیر
کہا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے ذبائح کو حلال فرمایا ہے۔
اور جن مفسرین نے عند ذبحہ للصنم کا لفظ کہا ہے ان کا مطلب ہے کہ
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے کے مطابق تفسیر کرنا
کیونکہ ان کے نزدیک اہل کتاب کا باسم المسیح کہہ کر ذبح کرنا حرمت کا موجب
نہیں اس لیے وہ ما اہل بہ لغیر اللہ کا مطلب اس طرح بیان کرتے ہیں ما ذبح
للصنم والطواغیت

اور زہری نے جو ما اہل بہ لغیر اللہ کے معنے کیے ہیں ما ذکر علیہ اسم المسیح یہ
بھی رد ہے ان کا جو اہل کتاب کے اس ذبیحہ کو حلال سمجھتے ہیں جس کو باسم
المسیح یا باسم عزیر کہہ کر ذبح کیا ہو

اور محققین کے نزدیک وہ حرام ہے کیونکہ صدر المفسرین امامنا حضرت
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم یہود و نصاریٰ کو ذبح کے
وقت غیر اللہ کا نام لیتے ہوئے سن لو تو وہ مت کھاؤ اور جب نہ سنو تو
کھا لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے ذبائح حلال کیے ہیں
حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ وہ کیا کچھ کہتے ہیں

اور یہی مذہب ہے عائشہ صدیقہؓ کا اور ابن عمرؓ کا۔ اور یہی مذہب ہے حسن
بصریؒ طاؤسؒ ابو حنیفہؒ ابو یوسفؒ محمدؒ زفرؒ مالکؒ شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کا
ذبح کنندہ کے وقت جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے (خواہ حضرت عیسیٰؑ کا نام ہو
خواہ عزیرؑ کا نام ہو خواہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہو) وہ حرام
ہے نہ کھایا جائے کیونکہ وہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے (تفسیر خازن ملخصاً)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر نصرانی حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم کا نام لے کر ذبح کرے یا یہودی حضرت عزیر کے نام سے ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حلال ہے اور یہی مسلک ہے عطاء، مکحول، حسن، شعبی، سعید بن مسیبؒ، لیث اور اوزاعی کا۔ وہ کہتے ہیں کہ وما اہل بہ لغیر اللہ کے عموم سے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم فرما کر ذبائح اہل کتاب کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے

قاسم بن مخیمرہ فرماتے ہیں نصرانی اگر کنیسہ (چرچ) معبد نصاریٰ کے نام پر ذبح کرے تو وہ بھی حلال ہے۔ زہری۔ ربیعہ۔ شعبی۔ مکحول سے بھی یہ قول ہے۔ ابو الدرداء و عبادہ بن صامت سے بھی مروی ہے (قرطبی ج ۶)

امام مالک سے ایک روایت کراہت کی ہے (〃)

گویا طبری کہتا ہے کہ اہل کتاب کی ذبیحہ مطلقاً حلال ہے تسمیہ پڑھے یا نہ پڑھے۔ تسمیہ میں غیر اللہ کا نام لے یا نہ لے۔ کیونکہ ذبح کے وقت تسمیہ شرط نہیں

ذبح کے وقت نیت کا لحاظ ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اونٹ کے نحر کے بارے نیت کا لحاظ فرمایا تھا جو غالب ابو الفرزدق نے نحر کیا تھا اور فرمایا کہ یہ ما اہل بہ لغیر اللہ ہے اور آپؓ نے غالب سے یہ نہ پوچھا تھا کہ ذبح کرتے وقت تو نے غیر اللہ کا نام لیا تھا یا نہ۔ معلوم ہوا کہ اگر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لینا مذبوحہ کی حرمت کے لیے شرط ہوتی اور صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے مذبوحہ حلال ہوتا تو آپؓ اس اونٹ کو ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل کرنے سے پہلے ضرور استفسار فرماتے کہ تو نے اس اونٹ کو نحر کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں اگر کہتا کہ ہاں میں نے نحر کرتے وقت غیر اللہ کا نام

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

لیا تھا تب آپؓ اس کو حرام کہتے اور ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل کرتے۔ مگر آپؓ نے اس سے استفسار کیے بغیر اس کو وما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل کر کے حرام فرمایا جب کہ غالب مسلمان تھا اور مسلمان کے بارے نیک گمان ہی رکھنا چاہیے ظنوا المؤمنین خیرا۔ قرطبی ص ۲۲۴ ج ۲ میں ہے الا تری ان علی بن طالب راعی النیۃ فی الابل التی نحرہا غالب ابو الفرزدق فقال رضا انہا مما اہل بہ لغیر اللہ فترکہا الناس۔ اسی طرح بحر محیط ص ۴۸۸ ج ۱ میں دراعی علی النیۃ فی ذلک یعنی حضرت علیؓ نے غالب کے نحر کردہ اونٹ کے بارے نیت کا خیال رکھ کر اس کو ما اہل بہ لغیر اللہ کے قبیل سے بنایا۔ اس لیے لوگوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ مبارکہ سن کر اس اونٹ کا کھانا چھوڑ دیا۔

اسی لیے تفسیر عبد الصمد میں ہے کہ امام ابو عاصم عامری محمد بن احمد نے ہمارے اصحاب سے ذکر کیا ہے کہ اگر کسی شہر میں بادشاہ آگیا ہو تو لوگ اس کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کہ خون بہلنے سے وہ ہم پہ خوش ہو گا جانور ذبح کریں تو اس میں سے ذرا سا بھی لینا جائز و حلال نہیں ہے کیونکہ وہ ما اہل بہا لغیر اللہ ہے جو غیر خدا کا قرب اس ذبح کے ذریعے حاصل کیا جا رہا ہے اور احکم جب مشتق پہ ہوتا ہے تو اشتقاق کا مبدأ حکم کی علت ہوتا ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ حرمت کی علۃ کا مدار تقرب الی غیر اللہ ہے) اور اس میں یہ فرق نہیں کیا گیا کہ ذبح کے وقت اگر غیر اللہ کا نام لیں تب تو حرام ہے ورنہ حلال ہے۔ یہ فرق کیے بغیر کہا کہ مذبوحہ سلطان کے تقرب کے لیے جو ہوا وہ حلال نہیں کیونکہ وہ ما اہل بہا لغیر اللہ ہے اور ذبح سے سلطان کا تقرب مقصود تھا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فتاویٰ عالمگیریہ میں جوہرہ نیرہ شرح قدوری کے حوالے سے لکھا کہ مہمان کے دیکھتے ہی اس کی تعظیم کے لیے جو جانور ذبح کیا گیا ہے اس کا کھانا حلال نہیں اسی طرح امیر وغیرہ کی آمد پر اس کی تعظیم کے لیے جانور ذبح کیا جائے تو اس کا کھانا بھی حلال نہیں۔ ہاں البتہ جو جانور مہمان کی غیبوبت میں محض مہمانی کے ذبح کیا جائے اور اس مہمان کی تعظیم اور تقرب مقصود نہ ہو تو اس کا کچھ مضایقہ نہیں ہے۔
حموی بر اشباہ ۳۸۸

درمختار ۲۲۳ میں ہے کہ امیر وغیرہ کسی بڑے کے تقرب کے لیے جانور حرام ہے اگرچہ اس پہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے ما اہل بہ لغیر اللہ ہے۔ اور اگر مہمان کی مہمانی کے لیے ذبح کیا جائے اور مہمان کی تعظیم و تقرب و خوشنودی مقصود نہ ہو تب حرام نہیں کیونکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور مہمان کی عزت و احترام سے اللہ کے حکم کا احترام ہے۔

دستور القضاۃ میں ہے کہ اگر کسی قوم کی خوشنودی کی خاطر یا کسی بڑے کی آمد پہ اللہ تعالیٰ کا نام پہ ذبح کیا گیا تو اس جانور کا کھانا حلال نہیں کیونکہ وہ ذبح اس (قوم یا عظیم انسان) کی تعظیم کے لیے کی گئی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے۔ (اگرچہ بسم اللہ پڑھ کر اس جانور کو ذبح کیا گیا ہے)

فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کسی آدمی نے کسی انسان کے منہ کو (اس کی خوشنودی کے لیے) پوشاک پہناتے وقت اور دعوتوں میں مبارکبادی کے وقت جانور ذبح کیا تو اس کے بارے شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا ہے کہ یہ تو کفر ہے اور مذبوح مردار ہے اس کو نہ کھایا جائے اور شیخ امام اسمٰعیل

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ناہد نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی دعوتوں یا جماعتوں میں گلے یا اونٹ ذبح کرے تو علماء کی جماعت کہتی ہے کہ یہ کفر ہوتا ہے

الاشباہ[۳۲] والنظائر میں ابن نجیمؒ نے فرمایا ہے کہ جانور کا ذبح کبھی تو کھانے کے لیے ہوتا ہے اور ایسی ذبح یا مندوب ہوتی ہے یا مباح - اور یا جانور کی ذبح قربانی کے لیے ہوتی ہے تو ایسی ذبح عبادت ہوتی ہے - اور یا جانور کی ذبح کسی امیر یا کسی عظیم کی آمد پر ہوتی ہے تو ایسی ذبح حرام ہے یا کفر ایک کے مطابق (المبحث الاول فی النیۃ ص۲۴)

اور کتاب بعیدۃ الذبح والاضحیہ میں لکھا ہے کہ امیر یا کسی عظیم کی آمد کے موقعہ پر ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے اگرچہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لیں (ق ۳۵) اس مقام پر حموی دیکھیں ص ۳۵

ابوالفتح مرغینانی نے فصول الاحکام فی اصول الاحکام المعروف بہ فتاوٰی عمادی یا الفصول العمادیہ میں لکھا ہے باب مایکون کفراً...... جو آدمی کسی انسان کے منہ کو اس کی آمد پر ذبح کرے اور دعوت کرے تو وہ ذبح کرنے والا کافر ہو گیا اور ذبح بوجہ مردار ہے - فتاوٰی ذخیرۃ میں بھی اسی طرح ہے - ابو عبیدہ نے فتاوٰی غرائب (قلمی ورق ۲۹۰ و ۲۹۱) میں لکھا ہے کہ جانور کے ذبح کرنے میں یہ شرط ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کے وقت اکیلی ذات اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی قصد و نیت کے ساتھ تسمیہ کو دوسروں سے مجرد رکھے - اب اگر ذبح میں خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا قصد و نیت فوت ہو گئی باین طور کہ اس ذبح سے مقصود اس عظیم آدمی کا تقرب ہو تو وہ جانور حلال نہ ہو گا اگرچہ اس کے عین ذبح کے وقت بسم اللہ کہے - تو اس بنا پر یہ جو جاہل لوگ قبور مشایخ و شہداء وغیرہم پر ذبح کرتے ہیں اور کسی مکان کی خرید

پر یا نیا مکان بنانے پر اور کنواں اور حوض بنانے پر اور شہر میں امیر کی آمد
پر اور گھوڑوں گدھوں اور خچروں کا اصطبل وغیرہ کے بناو کے موقعہ پر
ذبح کرتے ہیں یہ حب غیر اللہ کے لیے ہو احرمت کا موجب ہے اگرچہ بوقت
ذبح اس پر اللہ کا نام لیں۔ او رایسا کرنے سے یہ لوگ کافر ہو جاتے ہیں)۔
اور یہ وہ مسئلہ ہے جس سے خواص لوگ (علماء) بھی غفلت میں ہیں پھر عام
لوگوں کے بارے کیا کہا جائے (۱)

امام اسمٰعیل زاہد نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی اونٹ یا گائے دعوتوں
میں اس لیے ذبح کرتا ہے کہ فلاں حج یا غزوہ سے واپس آیا ہے (اور وہ
میرے اس عمل سے خوش ہوگا) تو اس ذبح کرنے والے بارے میں حضرت
۱ شیخ امام ابو عبداللہ خراجری، ۲ و شیخ امام ابو حفص سفکردری،
۳ و قاضی امام ابو علی نسفی، ۴ و حاکم امام ابو عبد الرحمٰن کاتب
۵ و شیخ امام عبد الواحد بن دینار ۶ و شیخ امام ابو اسحاق نوقدی
۷ و حاکم امام ابو محمد کوفی رکنغی نے فتویٰ دیا ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔
بستان الفقیہ اور کنز العباد میں بھی اسی طرح کی عبارتیں ہیں۔ اور
فتاوی عمادیہ میں بھی انہی علماء کے فتوے اسی طرح نقل کیے ہیں۔
مطالب المؤمنین، نصاب الاحتساب، غرائب الفقیہ، فتاوی ابراہیم
شاہی میں بھی حرمت کا فتویٰ دیا اگرچہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا ہو۔
امام نووی شافعی نے شرح صحیح مسلم ص ۱۶۰ ج ۲ میں اور نیل الاوطار ص ۱۴۵ ج ۸
میں تحت حدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کے لکھا ہے کہ اس سے مراد
یہ ہے کہ غیر اللہ کی خاطر ذبح کیا ہو مثلاً صنم یا صلیب […] یا موسیٰ علیہ السلام
یا عیسیٰ علیہ السلام یا کعبہ (یا چرچ) وغیرہ کے لیے ذبح کرے تو یہ سب

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حرام ہے۔ اور اس ذبیحہ کا کھانا حلال نہیں خواہ اس کا ذبح کرنے والا
مسلمان ہو خواہ کافر۔ اور یہی مذہب ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا۔
اور اس کے اصحاب کا۔ پھر اگر اس عمل کے ساتھ اس ذبح کرنے والے
کے قصد اور نیت میں ہو تعظیم غیر اللہ کی اور عبادت اس کی تو یہ کفر ہو جائیگا
پس اگر وہ ذبح کرنے والا اس سے پہلے مسلمان تھا تو اب اس ذبح
کی وجہ سے مرتد ہو گیا۔

اور شیخ ابراہیم مروزیؒ نے جو اصحاب شافعی میں سے ہے ذکر فرمایا
ہے کہ جس نے سلطان کے استقبال کے وقت اس کا تقرب حاصل
کرنے کے لیے ذبح کیا تو اہل بخارا نے اس کی تحریم کا فتویٰ دیا کیونکہ یہ
ما اہل بہ لغیر اللہ میں سے ہے۔

اخو چلپی علیہ الرحمۃ نے ہدایۃ المہتدی میں لکھا کہ اگر اللہ کا نام لے کر مہمان
کی ضیافت کے لیے جانور ذبح کیا تو اس کا کھانا حلال ہے کہ یہ ذبح فقط
اللہ کے لیے ہے اسی لیے وہ خود بھی اپنے آگے رکھ کر کھاتا ہے اور اگر امیر
یا کسی عظیم کی آمد پر ذبح کیا تو اگرچہ بوقت ذبح بسم اللہ کہی ہو پھر بھی وہ
حرام ہے کیونکہ یہ ذبح اس کی تعظیم کے لیے گئے نہ اللہ کی تعظیم کے لیے اسی لیے
اس میں سے وہ خود نہیں کھاتا بلکہ دوسرے کو دیتا ہے۔ (حموی ص ۴۵۰)

مطالب المومنین میں ہے کہ اگر اللہ کا نام لے کر مہمان کی مہمانی کے
لیے جانور ذبح کیا تو حلال ہے اور اگر امیر یا کسی عظیم کی آمد پر اللہ کا نام
لے کر ذبح کیا ہو تو حلال نہیں کیونکہ جو مہمان کی مہمانی کے لیے ذبح کیا
گیا ہے وہ اللہ کے رضا کے لیے ہے و نفع مہمان کا ہے اسی لیے اس کے
آگے وہ گوشت رکھتا ہے اور وہ اس میں سے کھاتا ہے اور جو امیر وغیرہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کی آمد پر ذبح کیا گیا ہے اس میں امیر کی تعظیم ہے نہ اللہ کی۔ اسی لیے
اس کے پاس گوشت نہیں رکھتا بلکہ دوسروں کو دیتا ہے قنیہ، یتیمیہ، بزازیہ
وغیرہ

تحفۃ الفقہاء میں ہے نیا مکان بنجانے کے بعد اور مکان خریدنے
کے وقت ذبح کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبائح
الجن سے منع فرمایا ہے محدث بیہقی نے سنن کبریٰ میں امام زہریؒ
روایت کی اور اس کی تفسیر محقق ابن اثیر جزری نے النہایہ میں کی
کہ جاہلیت کے دور میں ان لوگوں کی عادت تھی کہ جب لوگ کوئی مکان
خریدتے یا کوئی چشمہ نکالتے یا کوئی مکان بناتے تو جنوں کی تکالیف
سے ڈر کر جانور ذبح کرتے تھے تاکہ جنات انہیں دکھ نہ دیں تو ان
ذبائح کی نسبت ان کی طرف کرتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو غیر اللہ کی خوشنودی کے لیے جانور ذبح کرے وہ ملعون ہے۔
احمد بن حنبل مسلم نے اسے روایت کیا - یہاں بھی نیت کا لحاظ رکھا گیا
بستان العقیدہ اور کنز العباد میں ہے کہ قبروں کے پاس گائے یا بکری
کا ذبح کرنا جائز نہیں - سنن ابی داؤد میں اسی طرح ہے - اور اسی طرح
نئے مکان بنانے یا خریدنے کے موقع پر جانور کا ذبح کرنا ناجائز ہے کیونکہ
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبائح الجن سے اسی بنا پر منع فرمایا
کہ لوگ ان جنات کا عزت و احترام کرتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس عقیدہ کا بطلان فرمایا اور اس جاہلی عمل سے روک دیا
اور شیخ عبداللہ شمس الدینؒ نے فرمایا کہ جانور کا ذبح کرنا محض مہمان
کی عزت و احترام کے لیے ہے جس کی علامت یہ ہے کہ ذبح کر کے ڈال دیا جائے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور اس مہمان پر نثار کیا جائے کھانا مقصود نہ ہو تو وہ ذبیحہ حرام ہے
مولنا احمد حسن صاحب نانوتوی اور مولنا خرم علی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ
فتاویٰ درمختار کے فوائد میں لکھا ہے ا یہ جو ہندوستان میں جاہلوں میں
رواج ہے کہ منت مان کر سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ سدو کا بکرا ذبح
کرتے ہیں وہ گائے اور بکرا مُردار ہے اس واسطے کہ ذبح سے تعظیم غیر
خدا اور تقرب مخلوق کا ارادہ کرتے ہیں۔ اور یہ جو بعضے لوگ کہتے ہیں
ر ذبح کے وقت خدا کا نام ذکر کرنے سے وہ ذبیحہ حلال و پاک ہو جاتا ہے۔
گو نیت عوام کی خراب ہو سو یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اس واسطے کہ مذکور
ہو چکا کہ درصورتِ تعظیمِ غیرِ خدا ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بوقت
ذبح اللہ کا خاص نام لیا جائے۔

صحیح مسلم میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے حدیث مرفوع
مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ
یعنی خدا لعنت کرے اس پر جو غیر خدا کے واسطے ذبح کرے۔ (غایۃ
الاوطار ۱۸۰/۴)

ترجمہ درمختار (۹۹/۴) میں ہے ذبح کیا حاکم کے آنے پر یا عالم مانند کسی اور
جلیل القدر شخص کے آنے پر تو وہ ذبیحہ حرام ہے اگرچہ ذابح نے ذبح کے
وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو اس واسطے کہ اسے غیر اللہ کے لیے نامزد کیا گیا

سید عبدالدائم جلالی نے لغات القرآن (۳/۳) میں لکھا ہے کہ پس جس
جانور کو بھی اللہ کے سوا کسی غیر کی نذر سے نامزد کیا جائے خواہ وہ غیر
بت ہو یا جن یا خبیث روح یا پیر یا پیغمبر یا کوئی مکان یا تھان۔ اور
اس نیت سے ذبح کیا جائے کہ اس سے ان کی خوشنودی اور تقرب حاصل

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہوگا اور وہ اس کی حاجت روائی کریں گے تو وہ جانور حرام اور ما اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ میں داخل ہے۔ اور ایسا کرنے والا مشرک اور دائرۂ توحید سے خارج ہے۔ خواہ وقتِ ذبح ذبیحہ پر بسم اللہ کہا جائے یا نہ کہا جائے۔ اسی طرح وہ جانور جس پر وقتِ ذبح اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔

عزیز الفتاوی ۹ میں مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ جو قول شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ کا ہے وہی حنفیہ کا مذہب اور قول ہے در مختار وغیرہا میں اس کی تصریح ہے۔

اور مفسرین نے جو قید عند الذبح کی لگائی ہے وہ اس کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ موافق عادت کفار کے ہے کہ وقت ذبح کے غیر اللہ کے نام پکارتے تھے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ما اہل بہ لغیر اللہ حلال ہے۔

اور ۔۔۔ میں لکھا: وہ جانور جو کسی پیر جیسے شیخ سدو وغیرہ کے نام سے کیا ہو یعنی نذر غیر اللہ ہو جائے اور بوقتِ ذبح اس پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا جائے تو یہ بکرا / ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے تسمیہ عند الذبح سے وہ حلال نہیں ہوتا۔ اور ما اہل بہ لغیر اللہ رفع الصوت عند الذبح کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ کتبِ فقہ حنفیہ میں ایسا ہی ہے۔ اور تحقیق شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی بھی اس بارہ میں یہی ہے وہی احق بالقبول ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

عند الذبح کی قید احترازی نہیں بلکہ باعتبار رواج غالب اہل عرب کے ہے

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رح نے یہ جو فرمایا ہے کہ مفسرین نے جو قید عند الذبح کی لگائی ہے وہ ...... موافق عادت کفار کے ہے۔ یہ بجا ہے

چنانچہ بیضاوی نے ص۳۲ ج۲ میں ہے لما جرت العادۃ ان یرفع الصوت بالتکبیر اذا ذبح سمی ذلک اہلالاً

تفسیر مدارک میں ہے و ذلک لانہم کانوا یذبحون لاصنامہم یتقربون بذبحہا فحرم اللہ کل ذبیحۃ یتقرب بذبحہا الی غیر اللہ تعالیٰ و لذلک قال الفقہاء ان الذابح لو سمی النبی م مع اللہ فقال بسم اللہ و محمد حرمت الذبیحۃ

نیشاپوری نے ص۵ ج۲ میں کہا وکانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزیٰ

ابن قتیبہ نے غریب القرآن ص۶۹ میں کہا وانما قیل ذلک لانہ یذکر عند ذبحہ غیر اسم اللہ

امام رازی نے ص۳۵۶ ج۲ میں کہا وکانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزیٰ فحرم اللہ ذلک۔

تفسیر ابو السعود ص۲۴۲ میں ہے ما جرت العادۃ برفع الصوت بالتکبیر عند اسمی ذلک اہلالا۔ ثم قیل لرفع الصوت وان کان لغیرہ

تفسیر ابن جریر ص۵۰ میں ہے وانما قیل وما اہل بہ لانہم کانوا اذا ارادوا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ذبح ما قربوہ لآلہتہم سموا اسم آلہتہم التی قربوا ذلک لہا وجہروا بذلک اصواتہم فجری ذلک من امرہم علی ذلک حتی قیل لکل ذابح یسمی اولم یسم ، بالتسمیۃ اولم یجہر مُہل ۔ فرفعہم اصواتہم بذلک ہو الاہلال الذی ذکرہ اللہ تعالیٰ الخ

تفسیر خازن ج ۲ سورۂ مائدہ میں ہے ما اہل لغیر اللہ بہ یعنی ما ذکر علی ذبحہ غیر اسم اللہ وذلک ان العرب فی الجاہلیۃ کانوا یذکرون اسماء اصنامہم عند الذبح فحرم اللہ ذلک بہذہ الآیۃ

کتاب التسہیل لعلوم التنزیل ج ۱ میں محمد بن احمد بن جزی الکلبی رح نے لکھا ما اہل بہ لغیر اللہ ای صیح لانہم کانوا یصیحون باسم من ذبح لہ ۔ ثم استعمل فی النیۃ فی الذبح

شیخ زادہ نے شرح بیضاوی ج ۲ میں لکھا والباء بمعنی فی ولابد من حذف مضاف ای فی ذبحہ لان المعنی ما صیح فی ذبحہ لغیر اللہ ۔ والعرب کانوا یسمون الاوثان عند الذبح ویرفعون اصواتہم عند ذبحہم بذکرہا ۔ فمعنی قولہ وما اہل بہ لغیر اللہ ما ذبح للاصنام والطواغیت

اور ص ۹۲ تکملہ جلد اول میں کہا وکانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزیٰ فحرم اللہ تعالیٰ ذلک بقولہ وما اہل بہ لغیر اللہ ای ما ذکر علیہ غیر اسم اللہ

۔ اسماعیل حقی نے روح البیان ج ۲ میں لکھا ہے وکانوا اذا ذبحوا لآلہتہم یرفعون اصواتہم بذکرہا ویقولون باسم اللات والعزیٰ فجری ذلک من امرہم حتے قیل لکل ذابح وان لم یجہر بالتسمیۃ مُہل ۔

تفسیر مظہری ج ۱ میں مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح نے لکھا ہے وکان الکفار اذا ذبحوا لآلہتہم یرفعون اصواتہم بذکرہا فجری ذلک ۔ من امرہم

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حتی قیل لکل ذابح وان لم یجہر مُہل

تفسیر کبیر طبع جدید ج ۵ میں امام فخر الدین رازی رح نے لکھا ہے لان العرب کانوا یسمون الاوثان عند الذبح ویرفعون اصواتہم بذکرہا

تفسیر مدارک ص ۲۶ میں علامہ نسفی رح نے لکھا ہے وہو قولہم باسم اللات والعزی عند ذبحہ۔

معالم التنزیل ص ۶ میں مفسر بغوی رح نے لکھا ہے وکانوا اذا ذبحوا لآلہتہم یرفعون اصواتہم بذکرہا فجری ذلک من امرہم حتے قیل لکل ذابح وان لم یجہر بالتسمیۃ مہل

خازن ص ۱۰ میں ہے وذلک انہم کانوا یرفعون اصواتہم بذکر آلہتہم اذا ذبحوا لہا فجرے ذلک مجری امرہم وحالہم حتی قیل لکل ذابح مُہل وان لم یجہر بالتسمیۃ

اسی طرح دوسری تفاسیر میں علماء مفسرین نے تحریر فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام علماء اسلام کا متفقہ فتویٰ ہے کہ اگر کوئی مسلمان غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی قصد و نیت سے کوئی جانور ذبح کرے گا وہ مسلمان مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبح کیا ہوا جانور مرتد کا ذبیحہ اور مردار ہوگا اور یہ کسی عالم نے فرق نہیں کیا کہ اس تقرب کی نیت سے جانور ذبح کرتے وقت اس مذبوح لہ کا نام لینے سے تو مرتد ہوگا۔ اور اگر صرف اللہ تعالیٰ کا نام لے گا تو نہ وہ مسلمان مرتد ہوگا اور نہ ہی اس کی ذبیحہ مردار ہوگی۔

چنانچہ تفسیر نیسابوری ص ۲۰ میں ہے قال العلماء (وفی نسخۃ اجمع العلماء) لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحۃ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ذبیحۃ ذبیحۃ مرتد

اور تفسیر کبیر ص۱۸ میں بھی بعینہ یہی عبارت ہے

اور روح البیان ص۲۷ میں اسماعیل حقی نے بھی یہی کہا کہ قال العلماء لو ذبح مسلم ذبیحۃ وقصد بھا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدًا و ذبیحتہ میتۃ۔ حاشیہ بیضاوی ص۱۴۳ میں شیخ زادہ نے یہی عبارت لکھی۔

اور تفسیر عبد الصمد میں ہے وذکرہ الامام ابو عاصم العامری محمد بن احمد عن اصحابنا ان سلطانًا لو دخل بلدًا فذبح الناس الذبائح تقربًا الیہ بذبحھا واراقۃ دمھا لم یحل تناول شیءٍ منھا لانہ قد اہل بھا لغیر اللہ و یتقرب بذبحھا الی غیرہ۔

تفسیر جلالین میں ہے فحرم اللہ کل ذبیحۃ یتقرب بذبحھا الی غیر اللہ یعنی اس حرمت کے کوئی قید نہیں لگائی اس لیے کہ حرمت دونوں صورتوں کو شامل ہے کہ ذبح کرتے وقت صرف اللہ کا نام لیا جائے یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ غیر اللہ کا نام بھی لیا جائے۔

اور دیگر جمیع فقہاء نے عند الذبح کی قید نہیں لگائی بلکہ مطلقاً حرمت کا فتویٰ لگایا۔

پھر بعض مفسرین نے کلمہ تمثیل کا ذکر فرمایا جس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس طرح کے کلمات نہ کہ بعینہ یہی کلمات خاص ذبح کے وقت بولیں تب یہ بوجہ حرام ہوگا ورنہ حرام نہ ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مفسرین کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے۔ اسباب نزول کے خصوص کا اعتبار نہیں ہوتا۔ دیکھو قرطبی ص بحر المحیط ص

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تفسیری تعبیراتِ مختلفہ کی تطبیق کی وضاحت مثال سے

بعض کے اذہان اس بات کو نہیں سمجھتے کہ مفسرین کرام ایک آیت کی مختلف تفسیریں کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اختلاف کیوں ہے؟ دراصل ان کی عادت یہ نہ تھی کہ آیت کے تمام مصادیق بہ یک وقت بتا دیں۔ وہ شاگرد کی حالت اور استعداد وغیرہ کو ملحوظ رکھ کر ایک شرح کر دیتے تھے اور خاص مصداق کا ذکر کر دیتے تھے۔ ان کا مقصد عام کی تخصیص کرنا یا مطلق کو مقید کرنا نہ ہوتا تھا۔ آج کل کے لاعلم لوگ ان کی عادت سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ان تفسیروں میں تضاد سمجھ لیتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ایک ہی مفسر کی مختلف تفسیریں سن کر حیران پریشان ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کا باہم کوئی تعارض نہیں ہوتا۔

اس لیے ہم اس کو ایک دو مثالیں دے کر واضح کرنا چاہتے ہیں

اس کی مثال ایسی ہے جیسے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم میں اولی الامر کے مفہوم بتانے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔

1. جابر بن عبداللہ، مجاہد، مالک کے نزدیک اہل القرآن والعلم ہیں
2. ضحاک کے نزدیک فقہاء و علماء فی الدین
3. عکرمہ فرماتے ہیں کہ اولی الامر سے اشارہ ہے خاص ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف
4. مجاہد سے ایک روایت ہے کہ مراد اولی الامر سے خاص صحابۂ محمدؐ ہیں۔
5. ابن عباس، ابوہریرہ، سدی، ابن زید نے فرمایا امراء مراد ہیں۔

- میمون، مقاتل، کلبی کہتے ہیں کہ سرایا کے امراء مراد ہیں۔
- تبریزی نے کہا کہ مراد مہاجرین و انصار ہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

۸ بعض نے کہا کہ اولی الامر سے مراد صحابہؓ و تابعین رحہ ہیں

۹ بعض نے کہا کہ اولی الامر سے مراد خلفاء اربعہ رضہ ہیں۔

۱۰ شیعہ کہتے ہیں کہ مراد اولی الامر سے علی رضہ ہیں یا ائمہ اہل بیت -

۱۱ زمخشری نے کہا کہ مراد اولی الامر سے امراء حق ہیں نہ امراء ظلم و جور۔

۱۲ بعض نے کہا کہ متدین علماء مراد ہیں جو لوگوں کو دین حق سکھلاتے ہیں اور ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔

۱۳ ابن حیان نے النہر الماد ص۲۷۸ میں لکھا کہ اولی الامر سے ہر وہ ولی مراد ہے جس کو ولایۃ صحیحہ شرعیہ حاصل ہو۔

حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت کا شان نزول امراء سرایا بتایا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ اولی الامر کی جو تفسیر میمونؒ مقاتل اور سدی نے کی ہے وہ ہی شان نزول کو سامنے رکھ کی ہے) اور اس کے بعد دوسرے اقوال نقل کر کے فرمایا کہ ظاہر قرآن مجید کی عبارت شریفہ کا یہ ہے کہ امراء ہوں یا علماء سب اولی الامر ان سب کو شامل ہے تو تمام مفسرین کی تفسیر میں تباین نہیں اور تعارض نہیں ہے بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ اولی الامر کے ضمن میں ابوبکرؓ عمرؓ علیؓ خلفاء اربعہؓ بلکہ سب صحابہؓ مہاجرینؓ و انصارؓ و تابعینؒ بلکہ تمام امراء حق مراد ہیں جن کو ولایت صحیحہ شرعیہ حاصل ہے۔ اور تدین کے وصف کے ساتھ متصف ہوں اور لوگوں کو دین حق سکھاتے ہوں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہوں خواہ وہ سرایا کے امیر ہوں یا وُلاۃ و قضاۃ و سلاطین و خلفاء و علماء و فقہاء مجتہدین بشرطیکہ معصیۃ کا حکم نہ دیں ورنہ لاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ (تو یہی سمجھ کی بات ہے - آیت کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی مراد ہے اور یہ بھی مراد ہے نہ کہ یہی ایک مراد ہے دوسرا نہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور مثال سنیے فرمان الٰہی ہے قد جاءکم من اللہ نور میں نور سے مراد کیا ہے۔ ۱۔ بعض کہتے ہیں کہ نور سے مراد قرآن مجید ہے۔
۲۔ بعض نے رسول اللہ صلعم مراد لیا ۳۔ بعض نے اسلام [illegible] مراد لیا۔
۴۔ بعض نے موسیٰ علیہ السلام مراد لیا ۵۔ بعض نے نور سے اول قسم عقیدہ مراد لی ہیں جیسے تفسیر رحمانی میں مفسر مہائمی نے لکھا ہے
مگر ان تمام تفاسیر میں نہ تباین ہے نہ تعارض و تناقض۔ کیونکہ ان سب پر نور کا اطلاق درست ہے۔

امام الہند شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلویؒ کا فتویٰ

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فتاوی عزیزی ص ۴۳ میں سوال و جواب کی صورت میں لکھا جو درج ذیل ہے۔
سوال کسی شخص نے یہ نیت کی کہ اگر فلاں کام کا انجام میرے حسب خواہ ہو جائے تو سید احمد کبیر کی گائے یا شیخ سدو وغیرہ کا بکرا میں دوں گا۔ پھر جب مراد اس کی پوری ہو گئی تو اس نے خدا کا نام لے کر گائے ذبح کی۔ مگر اس نے دل میں سید احمد کبیر یا شیخ سدو کے ساتھ گائے کی نسبت کی۔ اور یہ حدیث میں ہے انما الاعمال بالنیات یعنی عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور نیز حدیث میں ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم۔ یعنی اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی صورتوں کی طرف نہیں نظر کرتا بلکہ تم لوگوں کے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے و نیۃ المؤمن خیر من عملہ یعنی مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیت کو ضرور دخل ہے تو صورت مذکورہ میں ایسی گائے وغیرہ کا گوشت کھانا درست ہے یا نہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جواب: یہ امر کہ ذبیحہ حلال ہے یا حرام اس کا دار و مدار ذبح کرنے والے کی نیت پر ہے۔ اگر اُس کی یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں نزدیکی حاصل ہو یا یہ غرض ہو کہ اس کا گوشت خود کھاوے یا یہ منظور ہو کہ وہ گوشت فروخت کیا جاوے اور اس سے نفع حاصل ہو یا اس ذبح سے کوئی اور امر جائز مقصود ہو تو ان سب صورتوں میں وہ ذبیحہ حلال ہے۔ اور اگر ذبح سے کوئی دوسری غرض فاسد ہے تو وہ ذبیحہ حرام ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں کلام پاک اللہ جل شانہٗ وما اہل بہ لغیر اللہ کی تفسیر میں یہ لکھا ہے قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحھا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد یعنی علماء کا قول ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا اور اس ذبح سے اس کا یہ مقصود ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی نزدیکی حاصل ہو تو وہ شخص مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کے ذبیحہ کے مانند ہو گیا

وفی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ۔ ولو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ۔ والفارق انہ ان قدمھا لیاکل منھا کان الذبح للہ تعالیٰ والمنفعۃ للضیف او للولیمۃ او للربح۔ وان لم یقدمھا لیاکل بل یدفعھا لغیرہ کان لتعظیم غیر اللہ فیحرم۔ وھل یکفر؟ قولان! بزازیہ وشرح وہبانیۃ۔ قلت وفی صید المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر لانا لا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بھذا النحر ونحوہ فی شرح الوہبانیۃ عن الذخیرۃ ونظمہ فقال ؎

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

و فاعلہٗ جمہور ہم قال کافر ؛ و فضل و اسمٰعیل لیس یکفر
کذا فی مطالب المؤمنین والاشباہ والنظائر

یعنی درمختار میں لکھا ہے کہ کوئی جانور ذبح کیا گیا امیر وغیرہ کسی بڑا کے آنے کی خوشی میں تو وہ ذبیحہ حرام ہے کیونکہ اس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا اگرچہ وہ جانور اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔ اور اگر مہمان کے واسطے ذبح کیا تو وہ ذبیحہ حرام نہیں اس واسطے کہ یہ سنت حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی ہے اور مہمان کی تعظیم کرنا گویا اللہ کی تعظیم کرنا ہے اور فرق ذبیحہ کے حلال اور حرام ہونے میں یہ ہے کہ اگر اس ذبح سے گوشت کا کھانا مقصود ہو تو ذبح اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے واسطے ہوگا۔ اور یہ مقصود ہوگا کہ مہمان کو اس سے فائدہ ہو یا وہ گوشت طعام ولیمہ میں صرف ہوگا اور یا وہ گوشت فروخت کیا جائے گا تا اس سے نفع حاصل ہو۔ اور اگر وہ گوشت کھانے کے واسطے مہمان کو نہ دیا بلکہ کسی غیر کو دے دیا تو وہ ذبح غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ہوا تو وہ ذبیحہ حرام ہو گیا اور ایسا ذبح کرنے والا کیا کافر ہو جائے گا ؟ اس میں دو قول ہیں یہ بزازیہ اور شرح وہبانیہ میں ہے

میں یہ کہتا ہوں کہ منیہ میں شکار کے بیان میں ہے کہ اس طور سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور ذابح کافر نہ ہوگا اس واسطے کہ ہم لوگ مسلمان کے بارہ میں بدگمانی نہیں کر سکتے کہ مسلمان اس نیت سے ذبح کرے گا کہ آدمی سے نزدیکی حاصل کرے۔ اور ایسا ہی شرح وہبانیہ میں ذخیرہ سے منقول ہے۔ اور اس مسئلہ کو نظم میں بیان کیا ہے اس کا مضمون یہ ہے

ایسا ذبح کرنے والا جمہور کے نزدیک کافر ہے اور فضل اور اسمٰعیل کے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نزدیک کافر نہیں - ایسا ہی مطالب المؤمنین اور اشباہ والنظائر میں ہے۔

وفی الحدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ رواہ احمد وایضا ملعون من ذبح لغیر اللہ رواہ ابوداؤد۔ وفی غرائب ابی عبید وبستان الفقیہ وکنز العباد انہ لایجوز ذبح البقر والغنم عند القبور لقولہ علیہ السلام لاعقر فی الاسلام یعنی عند القبور کذا فی سنن ابی داؤد وکذا لایجوز علی البناء الجدید وعند شراء الدار لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ذبائح الجن بناء علی انہم یکرمون۔ فابطل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونہی عنہ وکذا فی کتب الشافعیۃ کما قال النووی فی شرح صحیح مسلم فی تفسیر ما خرجہ عن قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ من لعن والدہ ولعن اللہ من ذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح بغیر اسم اللہ کمن ذبح للصنم او للصلیب ولموسی او لعیسی علیہما السلام او للکعبۃ ونحو ذلک فکل ہذا حرام۔ ولاتحل ہذہ الذبیحۃ سواء کان الذابح مسلما او نصرانیا او یہودیا کما نص علیہ الشافعی - واتفق علیہ اصحابنا۔ فان قصد مع ذلک تعظیم المذبوح لغیر اللہ والعبادۃ لہ کان ذلک کفرا - فان کان الذابح مسلما قبل ذلک صار بالذبح مرتدا - وذکر الشیخ ابراہیم المروزی عن اصحابنا ان ما ذبح عند استقبال السلطان تقربا الیہ افتی اہل بخارا بتحریمہ لانہ مما اہل بہ لغیر اللہ وقال الرافعی ہذا انما یذبحونہ استبشارا بقدومہ فہو کذبح العقیقۃ لولادۃ المولود۔ ومثل ہذا لایجری فیہ التحریم۔ واللہ اعلم۔

یعنی حدیث میں ہے کہ لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر جس نے غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا۔ اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ وہ ملعون ہے جس نے غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور کنز العباد میں ہے کہ
اور مذہب ابی عبید اور بستان الفقیہ
اور بعض نے کہا ہے کہ قبروں کے نزدیک اس واسطے
جائز نہیں ہے ذبح کرنا گائے اور بکری کو قبروں کے نزدیک ذبح
کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا عقر یعنی قبروں کے نزدیک ذبح
کرنا اسلام میں نہیں۔ ایسا ہی سنن ابی داؤد میں ہے۔ اور ایسا ہی
نہیں جائز ذبح نئی عمارت بنانے کے وقت اور مکان خریدنے کے وقت
اس واسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جن کے ذبیحہ سے اس ہاہم
کہ اس ذبح سے جن کی تعظیم مقصود ہوتی ہے۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایسے ذبیحہ کو باطل فرمایا۔ اور اس سے منع فرمایا اور ایسا ہی شافعیہ

کی کتب میں ہے۔
چنانچہ نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے تفسیر میں آں حضرت صلعم کی
اس حدیث کے کہ لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر جس نے اپنے باپ پر لعنت کی
اور لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر جس نے غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا۔
تو اس سے یہ مراد ہے کہ ذبح کرے غیر اللہ کے نام سے۔ مثلاً ذبح کرے
بغرض تعظیم بت یا صلیب یا حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے یا
کعبہ وغیرہ کی تعظیم کے لیے تو یہ سب حرام ہے اور ایسا ذبیحہ حلال نہیں
خواہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی۔ ایسا ہی امام
شافعیؒ نے تصریح کی ہے۔ اور اسی پر ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے۔
تو اگر باوجود اس کے ذابح کا یہ ارادہ ہو کہ اس ذبح سے غیر اللہ کی تعظیم
اور عبادت ہو تو یہ کفر ہے۔ پس اگر ذابح مسلمان ہوگا تو اس ذبح سے مرتد
ہو جائے گا۔ اور شیخ ابراہیم مروزی نے ہمارے اصحاب سے نقل
کیا ہے کہ جو ذبح کیا جاتا ہے بادشاہ کی پیشوائی کے وقت اس سے نزدیک

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حاصل ہونے کے لیے ایسے ذبیحہ کے بارہ میں اہل بخارا نے حرمت کا فتویٰ دیا ہے اس واسطے کہ وہ ان ذبیحہ میں سے ہے جن پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔ اور کہا رافعی نے کہ یہ ذبح بادشاہ کے آنے کی خوشی میں ہوتا ہے۔ تو یہ ذبح مانند ذبح عقیقہ کے ہے جو لڑکے کی پیدائش کے سبب سے ہوتا ہے۔ اور ایسی صورتوں میں حرمت کا حکم نہیں واللہ اعلم بالصواب

فان قیل قولہ تعالیٰ و مالکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ وکذا قولہ تعالیٰ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مؤمنین عام یتناول ما قصد بہ التقرب الی اللہ وغیرہ فیکون الکل حلالا

قلنا ہذہ الآیات عامۃ مخصصۃ بالنص الآخر وہو قولہ تعالیٰ فی سورۃ المائدۃ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب۔ فلو ان رجلا مسلما خنق شاۃ و ذکر اسم اللہ علیہا لا تحل مع انہ ذکر اسم اللہ علیہا۔ وکذا لو ذبح شاۃ علی نصب من الانصاب او علی قبر من القبور و قصد بہ التقرب الی صاحب القبر او صاحب النصب و ذکر اسم اللہ علیہا لا تحل بہذا النص الصریح۔

ومدار کل ذلک علی قصد التقرب الی غیر اللہ او تغییر الطریق المشہور فی الذبح من استعمال الآلۃ المحددۃ ونحو ذلک فعلمنا انہا الی قولہ وقد فصل لکم حوالۃ علی ما ذکر فی الآیات الاخر کالمائدۃ وغیرہا

وکان سبب نزول ہذہ الآیات شبہۃ المشرکین حیث کانوا یقولون للمسلمین بطریق الالزام انتم لا تاکلون المیتۃ وقد قتلہا اللہ وتاکلون ما تقتلون بایدیکم فقدرتجحتم مقتولکم علی مقتول اللہ فاجاب اللہ تعالیٰ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

عن ذلک بان المیتۃ لم یذکر معھا اسم اللہ فلذلک حرمت وکذا لموقوذۃ والمنخنقۃ والمتردیۃ لم تقتل علی الوجہ الماذون فیہ من اللہ فحرمت وما قتلناہ بایدینا انما صار حلالاً لان قتلھا وقع باذن اللہ تعالیٰ وبالوجہ المشروع بحیث خرج منہ الدم المسفوح ومع ذکر اللہ فتحلیل ہذا وتحریم ذلک عین التعظیم لامر اللہ۔ واما حدیث القتل فمغالطۃ وہمیۃ لان الکل مقتول اللہ سواء کان بایدینا او بایدی غیرنا او مات حتف انفھا اذ لا موت عندنا الا باذن اللہ کما قال اللہ تعالیٰ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا ولذلک اجمع اہل السنۃ والجماعۃ علی ان المقتول میت لاجلہ۔ واللہ اعلم۔

یعنی اگر یہ شبہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اور کیا سبب ہے کہ تم لوگ نہیں کھاتے ہو اس کو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تفصیل فرمادی تم لوگوں کے لیے حرام چیزوں کی مگر بہ حالت اضطرار وہ حرام بھی کھانا بقدر جان بچانے کے جائز ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور کھایا کرو تم اس کو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے اگر تم لوگ اس کی آیتوں پر ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کا یہ کلام عام ہے ذبح سے اللہ تعالیٰ کا تقرب مقصود ہو یا غیر اللہ کا سب کو یہ کلام پاک شامل ہے تو سب حلال ہو

اس شبہ کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں عام ہیں ان کی بعض صورتیں خاص کرلی گئی ہیں ان کے بارے میں دوسری نص میں دوسرا حکم ہے۔ وہ نص سورۂ مائدہ میں ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حرام کیا گیا تم لوگوں پر مُردار، خون، سور کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے، گلا گھونٹا ہوا، عصا سے مارڈالا ہوا، جو اوپر سے گر کر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مرجائے، وہ جانور جس کو دوسرے جانور نے سینگ سے مار ڈالا ہو، وہ جانور جس کو درندہ نے کھایا ہو مگر ان میں سے وہ جانور حلال ہے جب کو تم لوگ زندہ پاؤ اور اس کو ذبح کرو، اور وہ جانور بھی حرام ہے جو بتوں پر ذبح کیا جائے۔

تو اگر کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کسی بکری کا گلا گھونٹ تو وہ بکری حلال نہیں باوجودیکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا۔ اور اس صریح نص سے ثابت ہے کہ وہ بکری بھی حلال نہیں جس کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کے کسی بُت پر ذبح کیا اس غرض سے کہ اس بت سے تقرب حاصل ہو یا اس کو کسی قبر کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا اس غرض سے کہ صاحبِ قبر سے تقرب حاصل ہو۔ ان سب صورتوں میں حرمت کا مدار اس پر ہے کہ ان میں بعض صورتوں میں یہ غرض ہے کہ غیر اللہ سے تقرب حاصل ہو اور بعض صورتوں میں یہ خلل ہے کہ وہ جانور ذبح کے مشہور طریقے کے موافق ذبح نہیں کیا گیا۔ مثلاً تیز آلہ سے ذبح کرنا اور ایسا ہی بعض امور کہ ذبح کرنے میں اس پر لحاظ ہونا چاہیے اس کا لحاظ نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف میں جو ارشاد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کی تفصیل فرمادی ہے تو اس سے مراد وہ چیز ہے کہ اس کی تفصیل دوسری آیتوں میں مثلاً سورۂ مائدہ وغیرہ میں ہے۔

اور آیت مذکورہ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ مسلمانوں کو مشرکین الزام دیتے تھے کہ تم لوگ مردار نہیں کھاتے ہو حالانکہ اس کی موت محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے اور اپنا ذبیحہ کھاتے ہو کہ اس کو خود تم لوگ قتل کرتے ہو۔ تو لوگ اللہ تعالیٰ کے مقتول سے اپنا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مقتول اچھا جانتے ہو۔
تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا جواب فرمایا کہ مردار پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا جاتا۔ اس واسطے وہ حرام ہے۔ اور ایسا ہی وہ جانور بھی حرام ہے جو عصا سے مار ڈالا جائے یا اس کا گلا گھونٹا جائے یا وہ اوپر سے گر کر مر جائے تو یہ سب جانور اس واسطے حرام ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ذبح کا جو طریقہ مقرر فرمایا ہے اس طور سے ذبح نہیں کیے گئے۔
اور ہمارا ذبیحہ اس واسطے حلال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق شرعی طور پر ذبح کیا جاتا ہے یعنی اس جانور سے خون نکالا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جاتا ہے۔ اور مردار شرعی طور پر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح نہیں کیا جاتا اس واسطے وہ حرام ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے نام اور حکم کی عین تعظیم ہے
اور مشرکین کا شبہ محض مغالطہ و دھوکہ ہے کہ اہل اسلام جس جانور کو ذبح کرتے ہیں وہ مسلمانوں کا مقتول ہوتا ہے۔ یہ شبہ سراسر غلط ہے اس لیے کہ ہر حال میں موت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے خواہ اہل اسلام ذبح کریں یا غیر اہل اسلام ذبح کریں یا بغیر ذبح کے خود مر جائے۔ اس واسطے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ سب کی موت صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتہا یعنی اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے جان کو جب اس کی موت کا وقت آتا ہے اور اسی وجہ سے اہل السنۃ والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ مقتول اپنی موت سے مرتا ہے۔ واللہ اعلم
واما وقع فی البیضاوی وغیرہ من التفاسیر انہم قالوا وما اہل بہ لغیر اللہ ای ما رفع

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

الصوت به عند ذبحه للصنم فمبنى على ما جرى على عادة المشركين فى ذلك الزمان ولذا لم يفرقوا فى التفاسير القديمة بين ما ذكر اسم غير الله عليه وبين ما قصد بذبحه التقرب الى غير الله لان المشركين فى ذلك الزمان كانوا مخلصين فى الكفر وكانوا اذا قصدوا التقرب بذبح بهيمة الى غير الله ذكروا عليها عند الذبح اسم ذلك الغير- بخلاف مشركى المسلمين فانهم يخلطون بين الكفر والاسلام فيقصدون التقرب بالذبح الى غير الله ويذكرون اسم الله عليها وقت الذبح فالاول كفر صريح والثانى كفر صورته صورة الاسلام- وكانوا يعتقدون ان لا طريق للذبح الا هذا سواء كان لله او لغير الله وقد يجرى هذه العادة فى زماننا ايضًا- فانهم يشتهرون فلان تذبح بقرة لاجل السيد احمد كبير مثلًا مواو ذكروا اسم الله عليها عند امرار السكين اولا

یعنی بیضاوی وغیرہ کتب تفاسیر میں مذکور ہے کہ مفسرین نے وما اہل بہ لغیر اللہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جانور حرام ہے جس پر آواز بلند کریں جب اس جانور کو بت کے واسطے ذبح کریں- تو مفسرین کا یہ قول صرف اس بناء پر ہے جو مشرکین کی عادت سابق زمانہ میں تھی- اور اس وجہ سے تفاسیر قدیمہ میں کچھ فرق نہ کیا ہے اس جانور میں جو غیر اللہ کے نام سے پکارا جائے اور اس جانور میں جو غیر اللہ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جائے- اس واسطے کہ اُس زمانہ میں مشرکین کا خالص کفر تھا- جب ان کا ارادہ ہوتا تھا کہ کوئی جانور ذبح کریں کہ اس کے ذبح سے غیر اللہ کا تقرب حاصل ہوئے تو مشرکین وہ جانور غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے تھے اور یہ صریح کفر ہے- پھر ایسے لوگ ہوئے کہ اپنے کو مسلمان جانتے تھے اور فی الواقع شرک کرتے تھے وہ لوگ کفر اور اسلام میں خلط کرتے تھے- کبھی ایسا کرتے تھے کہ جانور ذبح کرتے تھے کہ اس ذبح کے وسیلے سے غیر اللہ کا تقرب حاصل ہووے اور ذبح کے وقت

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے بظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ اسلام کے طریقہ پر ذبح ہوا۔ حالانکہ فی الواقع یہ بھی کفر ہے۔
ان لوگوں کا خیال تھا کہ ذبح کا یہی طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح
کیا جائے خواہ یہ منظور ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا جاوے یا یہ غرض
ہو کہ غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کریں۔

بعض لوگوں میں یہ عادت اس زمانہ میں بھی جاری ہے۔ ایسے لوگ مثلاً
مشہور کرتے ہیں کہ فلاں شخص سید احمد کبیر کے واسطے گائے ذبح کرتا ہے۔
اور اس میں اس کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا ہے کہ جب وہ گائے ذبح کی جائے تو بوقت
ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جاوے یا اس وقت اللہ کا نام نہ لیا جاوے۔

(۱) ما وقع فی الھدایۃ وغیرہا ان یذکر مع اسم اللہ تعالیٰ شیئاً آخر وھو ان یقول
عند الذبح اللھم تقبل من فلان۔ وھذہ ثلث مسائل احدھا ان یذکر موصولاً لا
معطوفاً فیکرہ ولا یحرم الذبیحۃ وھو المراد بما قال ونظیرہ ان یقول بسم اللہ
محمد رسول اللہ لان الشرکۃ لم توجد فلم یکن الذبح واقعاً لہ الا انہ یکرہ لوجود القران
صورۃً فیتصور بصورۃ المحرم (۲) والثانیۃ ان یذکر موصولاً علی وجہ العطف
والشرکۃ بان یقول بسم اللہ واسم فلان او یقول بسم اللہ وفلان او بسم
اللہ ومحمد رسول اللہ بکسر الدال فیحرم الذبیحۃ لانہ اہل بہ لغیر اللہ۔ (۳) و
الثالثۃ ان یقول مفصولاً عنہ صورۃً ومعنیً بان یقول قبل التسمیۃ۔ وقبل ان
یضجع الذبیحۃ او بعد الذبح۔ وھذا لا باس بہ لما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال بعد الذبح اللھم تقبل ہذہ من امۃ محمد ممن شھد لک بالوحدانیۃ ولی بالبلاغ
والشرط ھو الذکر الخالص المجرد علی ما قال ابن مسعودؓ جردوا التسمیۃ انتہی فی الھدایۃ
صریح فی ما ذکرنا من ان قصد التقرب الی غیر اللہ محرّم للذبیحۃ سواء کان بطریق

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

الاستقلال او بطریق الشرکۃ۔ نعم لو ذکرہ ذکرا مجردًا من غیر قصد التقرب الی غیر الله ففیہ تفصیل فان ذکرہ موصولًا لا معطوفًا یکرہ مثلا ان یقول بسم الله محمد رسول الله اللهم تقبل من فلان لا یحرم الذبیحۃ لعدم قصد التقرب الیہ وانما کرہ لاجل المشابہۃ فی ذلک بذکرہ اسم غیر الله لقصد التقرب ولو ذکرہ معطوفًا یحرم ایضا وان لم یکن فیہ معنی التقرب لکنہ صریح فی الشرکۃ۔ والصریح لا یحتاج الی النیۃ۔ واذا ذکرہ مفصولًا لا بطریق العطف ولا بطریق الوصل لا یکرہ ولا یحرم لانتفاء المشابہۃ صورۃً ومعنًی مثلًا ان یقول بسم الله وتوقف ثم قال محمد رسول الله من غیر قصد التقرب الی غیر الله

واذا عرفت معنی ہذا الکلام عرفت ان صاحب الہدایۃ وضع المسئلۃ فی ما اذا لم یکن المذکور مقرونًا بقصد التقرب الی الغیر ذکرا مجردًا فہو بمعزل من مسئلتنا الموضوعۃ فیما قصد التقرب الی غیر الله فانہا حرام مطلقا

وعرفت ایضا ان ما وقع فی التفسیر الاحمدی من تفریع قولہ علی ما وقع فی الہدایۃ ونقلہ فی ذلک التفسیر کما ذکرنا وہو قولہ ومن ہہنا

ومن ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر الله وقت الذبح وان کانوا ینذرون لہم انتہٰی۔ مبنی علی الغفلۃ عن قول صاحب الہدایۃ وہو قولہ والثالثۃ ان یقول مفصولا عنہ صورۃً ومعنًی۔ فان الانفصال المعنوی کیف یتصور اذا کان النذر للاولیاء فانہ عین التقرب الیہم فینتہی دائما الی وقت الذبح فلا انفصال معنًی اصلًا لما تقرر فی قواعد الفقہ من استدامۃ النیۃ الی آخر العمل۔ وایضا مبنی علی عدم الفرق بین الذکر المجرد الذی وضع صاحب الہدایۃ المسئلۃ فیہ وبین ما قصد بہ التقرب الی غیر الله الذی وضعنا المسئلۃ فیہ وایضا ... لک یعنی ہدایہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

وغیرہ میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کوئی دوسری چیز ذکر کی جائے
اور اس کی صورت یہ ہے کہ ذبح کے وقت کہے اللھم تقبل من فلان یعنی اے
میرے پروردگار اس ذبیحہ کو فلاں شخص کی طرف سے قبول فرما تو اس
مسئلہ کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ دوسری چیز کو اللہ کے نام
بعد متصل ذکر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر اس کا عطف نہ کرے۔ تو یہ مکروہ
ہے اور ایسا ذبیحہ حرام نہیں مثلاً ذبح کے وقت کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ۔
اس صورت میں ذبیحہ حرام نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ غیر اللہ
کی شرکت نہیں تو ایسا ذبح غیر اللہ کے واسطے نہ ہوا البتہ مکروہ ہے اس واسطے
کہ بظاہر غیر اللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملایا گیا تو بظاہر صورت حرام کی ہوئی
دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ متصل غیر اللہ کا نام لیا
جائے اور غیر اللہ کا نام بطریق عطف و شرکت کے مذکور ہوئے۔ مثلاً کہا جائے
بسم اللہ واسم فلان یا بسم اللہ و فلان یا بسم اللہ و محمد رسول اللہ ساتھ کسرہ
دال کے کہے اس صورت میں ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔ اس واسطے کہ اس
ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لیا گیا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ غیر اللہ کا نام اس
طور سے ذکر کرے کہ غیر اللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے ظاہر اور باطن میں
جدا ہو اس طور پر کہ پہلے غیر اللہ کا نام ذکر کرے پھر اس کے بعد جانور کو
لٹا دے اور بسم اللہ کہے یا ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیوے اس میں مضایقہ
نہیں اس واسطے کہ روایت ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کے
بعد فرمایا اللھم تقبل ہٰذا من امۃ محمد ممن شہد لک بالوحدانیۃ ولی بالبلاغ
یعنی اے میرے پروردگار تو قبول فرما اس ذبیحہ کو امۃ محمدیہ کی طرف سے
کہ ان لوگوں نے تیری وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دی اور ذبیحہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کے حلال ہونے کے لیے شرط ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کیا جائے
چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ذبح کرنے کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کا
نام لینا چاہیے۔"

یہ مضمون ہدایہ کی عبارت مذکورہ بالا کا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے
کہ جب ذبح سے مقصود ہوئے کہ غیراللہ کا تقرب حاصل ہوئے تو ذبیحہ حرام
ہوگا خواہ غیراللہ کا نام مستقل طور پر کہا جائے یا غیراللہ کا نام بطور شرکت
کے مذکور ہو دونوں صورتوں میں ذبیحہ حرام ہے البتہ جب نیت نہ ہو کہ غیراللہ
کا تقرب حاصل ہوئے مگر غیراللہ کا نام ذکر کیا جائے تو اس صورت میں
تفصیل کی ضرورت ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ غیراللہ کا نام
متصل ذکر کیا جائے مگر غیراللہ کا نام بطریق عطف کے مذکور نہ ہو تو یہ مکروہ ہے
مثلاً ذبح کے وقت کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ و اللھم تقبل من فلان تو
ذبیحہ حرام نہ ہوگا اس واسطے کہ اس صورت میں غیراللہ سے تقرب حاصل
ہونا مقصود نہیں مگر یہ مکروہ ہے صرف اس واسطے کہ اس صورت میں
مشابہت اُس حرام طریقۂ ذبح کے ساتھ ہوتی جس میں ذبیحہ حرام ہو جاتا
ہے اور وُہ حرام طریقہ ذبح کا یہ ہے کہ ذبح سے منظور ہو کہ غیراللہ کا تقرب
حاصل ہوئے اور اسی غرض سے غیراللہ کا نام ذکر کیا جائے اور اگر غیراللہ کا
نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ بطریق عطف کے مذکور ہو تو ذبیحہ حرام ہوگا۔
اگرچہ اس صورت میں ذبح سے منظور نہیں کہ غیراللہ کا تقرب حاصل ہوئے
مگر ظاہر ہے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ
غیراللہ کا نام بطریق شرکت کے ذکر کیا گیا اور ظاہر امور میں حکم ظاہر کے موافق
ہوتا ہے ایسی حالت میں نیت کا اعتبار نہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے نام سے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جدا کرکے غیراللہ کا نام لیا جاوے یعنی غیراللہ کا نام نہ بطورِ عطف کے مذکور ہووے اور نہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ متصل مذکور ہووے تو یہ نہ مکروہ ہے نہ حرام ہے۔ اس واسطے کہ اس صورت میں حرام طریقۂ ذبح کے ساتھ مشابہت نہیں پائی جاتی۔ مشابہت ظاہر میں ہے نہ باعتبار معنے کے ہے۔ مثلاً ذبح کرنے والا بسم اللہ کہے پھر ٹھہر جاوے پھر کچھ دیر کے بعد محمد رسول اللہ کہے اور یہ منظور نہ ہو کہ اس ذبح سے غیراللہ سے تقرب حاصل ہووے تو یہ نہ مکروہ ہے نہ حرام ہے۔

اب ظاہر ہوا کہ صاحب ہدایہؒ نے اُس مسئلہ کا حکم لکھا ہے جس میں نیت نہ ہو کہ غیراللہ سے تقرب حاصل ہووے اور غیراللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ متصل نہ مذکور ہو تو اس مسئلہ کو ہمارے مسئلہ سے کچھ واسطہ نہیں ہم اُس مسئلہ کا حکم بیان کرتے ہیں کہ ذبح سے منظور ہو کہ غیراللہ سے تقرب حاصل ہووے اور یہ حرام ہے۔ اور ہمارے بیان سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ تفسیر احمدی میں اسی قول کی بنا پر لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جو رسم ہے کہ اولیاء اللہ کے واسطے گائے نذر کی جاتی ہے یہ حلال و طیب ہے اس واسطے کہ اگرچہ اولیاء اللہ کے لیے نذر گائے کرتے ہیں مگر جب وہ گائے ذبح کرتے ہیں تو غیراللہ کا نام نہیں لیتے یعنی صرف اللہ تعالیٰ کا نام اُس وقت ذکر کرتے ہیں اس واسطے وہ گائے حلال ہے۔

تفسیر احمدی میں غفلت سے یہ مسئلہ اس طور پر غلط مذکور ہوگیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے جو تیسری صورت لکھی ہے اُس پر لحاظ نہ ہوا۔ وہ صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ غیراللہ کا نام اس طور سے ذکر کیا جاوے کہ ظاہر میں بھی غیراللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے جدا ہے اور باعتبار معنے کے بھی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جُدا رہے۔ تفسیر احمدی میں جو صورت مذکور ہے اس میں غیر اللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے باعتبار معنے کے جدا نہیں اس واسطے کہ جب گائے کے بارہ میں اولیاء اللہ کے نذر کی نیت ہوئی تو اس سے خاص یہی منظور رہا کہ اس گائے کے ذبح کے وسیلہ سے اولیاء اللہ کا تقرب حاصل ہوئے اور ذبح کے وقت تک یہی نیت رہی تو باعتبار معنے کے ہرگز غیر اللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے جُدا مذکور نہ ہوا۔ اس واسطے کہ اصولِ فقہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ نیت کا حکم عمل میں اس وقت تک برابر رہتا ہے جب تک کہ وہ عمل تمام ہو جاوے
صاحبِ ہدایہ نے تیسری صورت میں اُس مسئلہ کی تحقیق لکھی ہے جس میں خاص اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جاوے اور ہم نے اُس مسئلہ کا حکم لکھا ہے جس میں یہ منظور ہو کہ غیر اللہ سے تقرب حاصل ہوئے

تفسیر احمدی میں ان دونوں صورتوں کے فرق کی جانب لحاظ نہ کیا گیا حالانکہ ان دونوں صورتوں میں بہت فرق ہے۔ یعنی جب کوئی جانور حاصل اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کیا جائے اور یہ ہرگز منظور نہ ہو کہ غیر اللہ سے تقرب حاصل ہو تو ذبیحہ حلال ہوگا۔ اور اگر یہ نیت ہو کہ غیر اللہ کا تقرب حاصل ہوئے تو اگرچہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کریں تب بھی وہ ذبیحہ حرام ہوگا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنویؒ کا فتویٰ

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی سے کسی نے سوال کیا کہ ہنود خصی اور بکری وغیرہ کو گنگا پر چڑھاتے ہیں اور پانی میں زندہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس گھاٹ کے زمیندار ہنود اور دوسرے لوگ جانوروں کو گنگا سے نکال کر بیچتے ہیں اور چڑھانے والے کچھ تعرض نہیں کرتے پس ان جانوروں کو خرید کر یا نکال کے ذبح کرنے کے بعد کھانا حلال ہے یا حرام۔ اور ما اہل بہ لغیر اللہ کے کیا معنے ہیں اور وما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ الخ کا کیا مطلب ہے تو آپؒ نے مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۲ کتاب الحظر والاباحۃ ص۲۱ میں یہ جواب دیا

جواب: ما اہل بہ لغیر اللہ سے وہ جانور مراد ہے جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کے تقرب کی غرض سے ذبح کیا جائے۔ اور اراقۃ الدم سے غیر خدا کی تعظیم مقصود ہو اور خاص غیر کے لحاظ سے جان دینا مقصود ہو۔ ایسا جانور حرام ہے اگرچہ بسم اللہ کہہ کے ذبح کیا جائے۔

درمختار میں ہے : ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ علیہ ولو ذبح للضیف لایحرم امیر کے آنے کے لیے یا بڑوں میں سے کسی کے آنے پر کچھ ذبح کرنا حرام ہے کیونکہ وہ ان چیزوں میں سے ہیں جو خدا کے سوا کسی اور کے لیے ذبح کیا گیا ہو۔ اگرچہ اس پہ خدا کا نام لیا جائے۔ اور اگر مہمان کے لیے ذبح کیا تو حرام نہیں ہے۔

اور نیشاپوری کی تفسیر میں ہے قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد۔ علماء کہتے ہیں کہ اگر مسلمان نے ذبح کیا جس سے اس کا مقصد تقرب الیٰ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

غیر اللہ تھا تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اور تفسیر درمنثور میں ہے اخرج ابن المنذر عن ابن عباسؓ وما اھل قال ذبح واخرج ابن ابی حاتم عن مجاھد وما اھل قال ما ذبح لغیر اللہ

ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اھل کے معنی ذبح کے ہیں۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے روایت کی ہے کہ ما اہل کے معنے ما ذبح لغیر اللہ کے ہیں

پس شیخ سدو وغیرہ کا بکرا کہ اس میں خاص غیر خدا کے لیے جان دینا اور غیر اللہ کے لیے خون بہانا مقصود ہوتا ہے حرام ہے۔ نہ ذبیحہ فاتحہ بزرگان جس میں خون بہانا اللہ کے لیے ہوتا ہے اور ایصالِ ثواب مقصود ہوتا ہے۔

اور جو جانور ہنود زندہ چھوڑ دیتے ہیں وہ آیت میں داخل نہیں ہیں اور اس آیت سے ان کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہاں ذبح نہیں ہوتا بلکہ زندہ چھوڑ دینا ہوتا ہے۔

اور آیت ماجعل اللہ من بحیرۃ کی تفصیل یہ ہے کہ کفارِ مکہ نے جانوروں میں اپنی رائے سے تحلیل و تحریم کر دی تھی۔ کبھی مادہ شتر کو کان چیر کر جنوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس کا دودھ کسی کو نہ دیتے تھے اور اس کے ذبح کو حرام سمجھتے تھے اور اس کے اکرام میں خوشنودئ اصنام تصور کرتے تھے۔ اسی کو بحیرہ کہتے ہیں۔ اور سائبہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے۔ اور اس سے کسی قسم کی باربرداری کی محنت نہ لی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کا ان سے ابطال کر دیا۔ اور وما جعل اللہ من بحیرۃ الخ ارشاد فرمایا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

پس آیت سے صرف ان کے احکام کا بطلان ثابت ہوتا ہے نہ تحریم ذبح بحیرہ وسائبہ۔

جب یہ امر ممہد ہوگیا تو سمجھنا چاہیے کہ جو جانور گنگا پر چڑھ جائے جاتے ہیں یا بتوں کے نام پر چھوڑ دیے جاتے ہیں ان کو پکڑ کے یا نکال کے ذبح کرنا اس وجہ سے حرام ہیں کہ وہ وما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہیں اور نہ اس وجہ سے کہ بحیرہ وسائبہ کا ذبح حرام ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ وہ جانور اس رہا کرنے سے ملک مالک سے خارج نہیں ہوتے ہیں۔ پس بے مالک کے اجازت کے ان کا حکم مغصوب ومسروق کا ہوگا۔ اور اگر مالک اجازت دے دے یا اباحت عامہ کر دے تو ان کو بسم اللہ کہہ کے ذبح کرنا اور کھانا درست ہوگا۔ اور حرکت قبیحہ اور نیت شنیعہ رہا کرنے والے سے حکم حرمت کا نہ ہوگا۔

رد المحتار میں ہے المختار فی الصید ان لایملکہ اذالم یبحہ وکذافی الدابۃ اذا سیبہا کما بسطہ الشرنبلالی فی شرحہ یعنی شکار کے بارے میں مختار یہ ہے کہ اس کا مالک نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اس کے لیے مباح نہ کر دیا جائے۔ یعنی جانور کے چھوڑنے والا تاوقتیکہ اجازت نہ دے اگر اس کا شکار کرے تو وہ جانور مباح نہ ہوگا) یہی حال چوپایہ کا ہے جب کہ وہ چھوڑ دیا گیا ہو۔ جیسا کہ شرنبلالی نے اس کی شرح میں اس کی وضاحت کی ہے۔

اور زیلعی شرح کنز میں ہے ان کان مرسلاً فہو مال الغیر فلا یجوز تناولہ الا باذن صاحبہ اگر جانور چھوڑ دیا گیا ہو تو وہ دوسرے کا مال ہے اس کا کھانا بے مالک کی اجازت کے جائز نہیں ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ اور فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ کے بارے کسی نے کسی سے گفتگو کی جو درج ذیل ہے

زید کہتا ہے کہ کسی بدعتی اور مشرک اور کافر کا ذبیحہ حلال نہیں ہے سوائے موحد باللہ اور متبع سنت رسول اللہ کے۔ اور عمرو کہتا ہے کہ مجھے اس امر کی تصدیق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نہیں ہوئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ اس کو کھاؤ جس پہ اللہ کا نام لیا گیا ہو اور اس کو نہ کھاؤ جس پہ اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اس آیت میں محض اللہ کے نام کی قید ہے نہ کافر یا مشرک یا بدعتی کی۔ اور حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ان قوما حدثوا عہداً بجاہلیۃ یاتوننا بلحمان لاندری ذکروا اسم اللہ علیہا ام لم یذکروا انا کل منہا ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا یعنی ایک قوم نے پوچھا کہ عہد جاہلیت کے مطابق ہمارے پاس لوگ گوشت لاتے ہیں۔ جس کے متعلق ہم کو یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے اس پہ خدا کا نام لیا ہے یا نہیں ہم اسے کھائیں یا نہ کھائیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا نام لو اور کھاؤ۔ پس میرے نزدیک آیت کے عام ہونے کی وجہ سے اور حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق اور علماء محققین مثل علامہ شوکانی وغیرہ کی تحقیق کے موافق اس کی حرمت معلوم نہیں

پس مشرک ہو یا بدعتی یا کافر جب اس پہ اللہ کا نام لے گا تو میں اسے کھاؤں گا۔

پس دونوں کے درمیان میں آپ کے نزدیک قول فیصل کیا ہے ؟

حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب نے مجموعۃ الفتاوی ج ۲ میں اس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

سوال کا جواب اس طرح دیا کہ
عمرو کا قول قابل اعتبار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ مائدہ میں ارشاد
فرماتا ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے
لیے حلال ہے۔ اور یہاں بالاتفاق طعام سے ذبیحہ مراد ہے۔ پس اگر ہر
شخص کا ذبیحہ حلال ہوتا حتے کہ مشرکین کا بھی، تو اہلِ کتاب کی تخصیص کی
کوئی وجہ نہ تھی۔

اور فکلوا مما ذکر اسم اللہ اور ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وغیرہ میں صرف
شرطِ حلتِ ذبیحہ کے وقت ذبح کی بیان ہے۔ اور ان سے فقط اسی قدر
مقصود ہے کہ بے بسم اللہ کے ذبیحہ حلال نہیں۔ اور ذابح کا عموم وخصوص
اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اقول اگر ایسا ہی ان آیات کے اطلاق سے
استناد لیا جائے تو بابِ اطلاق مذبوح میں اس پر عمل کرنا پڑیگا۔ کیونکہ
ان آیتوں میں مذبوح کو خاص نہیں کیا بلکہ جس پر اسم اللہ کا ذکر ہو اس پر
حلت کا حکم ہو۔ پس لازم آتا ہے کہ اگر کوئی شخص کتا یا سور یا کوئی اور
جانور جس کا گوشت حلال نہیں ہے بسم اللہ کہہ کے ذبح کرے تو اس کا کھانا
درست ہو جائے اس تقریر سے کہ اللہ نے ان آیتوں میں صرف اسم اللہ کی
قید کی ہے نہ کسی خاص ذبیحہ کی۔ حالانکہ اس کا کوئی مسلمان قائل نہیں ہے

الحاصل ان آیتوں میں فقط ذبح کی کیفیت کا اور ذبح کے وقت شرط
حلت کا بیان ہے۔ ذابح کے اور مذبوح کے اطلاق وتخصیص سے ان میں
کچھ غرض نہیں ہے۔ پس جس طرح مذبوح کی تخصیص دوسری آیات واحادیث
سے ثابت ہوئی اسی طرح سے ذابح کی تخصیص بھی اور جگہ سے ثابت ہوئی۔
ایک تو آیتِ سابقہ۔ دوسرے وہ حدیث جو مصنف عبدالرزاق میں مروی ہے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آتش پرست کے حق میں فرمایا ہے من اسلم منہم قبل ومن لم یسلم ضربت علیہم الجزیۃ غیر ناکحی نسائہم ولا آکلی ذبائحہم جو اُن میں سے اسلام لائیگا اس کا اسلام قبول ہوگا۔ اور جو اسلام نہ لائے گا اس سے جزیہ لیا جائے گا۔ مگر ان کی عورتوں سے نکاح نہ کیا جائے گا۔ اور ان کا ذبیحہ نہ کھایا جائے گا۔ اسی طرح اور احادیث و آثار صحابہ بھی اس باب میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا اہل کتاب کے کسی کافر کا ذبیحہ درست نہیں ہے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی ہے کہ ذبیحہ ہر فرد مسلم کا حلال ہے کیونکہ اس حدیث میں ان لوگوں کے ذبیحہ سے سوال کیا گیا ہے جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور جاہلیت رسموں میں پھنسے ہوئے تھے۔ نہ ذبیحۂ کافر سے۔

اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا انتقال ۱۲۵۰ھ یا ۱۲۵۵ھ میں ہوا ہے۔ گو علم ادب میں ان کی تحقیق اچھی ہے مگر ان کا اجتہاد اور فتویٰ ائمہ اربعہ اور مجتہدین سابقین رحمہم اللہ کے اجتہاد اور فتویٰ کے مقابلہ میں اعتبار کے قابل نہیں ہے

اور اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ بلکہ اکثر مجتہدین یہی تحقیق کر گئے ہیں کہ مسلمان اور کتابی کے سوا کسی کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ پس اب شوکانی رحمہ اللہ جو اس صدی کے علماء میں سے تھے اگر اس کے خلاف لکھیں تو اُن کے لکھنے کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

کا فتویٰ

فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد الگنگوہی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ کہ جو جانور غیر اللہ کے نام کا ہو اس کو اسی نیت سے ذبح کرنا بسم اللہ کہہ کر بھی حرام ہے۔ اور وہ جانور حرام ہی رہتا ہے۔ ایسے جانور کو ذبح نہ کرے اور کسی کا بکرا کہنا بوجہ مالک ہونے کے درست ہے۔ مگر کسی کی تعظیم وقربت کا کہنا حرام ہے

اگر یہ نیت ہو کہ اس کا ثواب لوجہ اللہ کسی کو پہنچے اس میں کوئی حرج نہیں غیر کی تعظیم کے لیے ذبح کرنے سے حرام ہوتا ہے۔ نہ مالک ہونے کے۔ ان دونوں میں فرق ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۷، ۹۸)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ قرآن مجید ص ۱۳۲ میں لکھا ہے: ما اہل بہ لغیر اللہ کا یہ مطلب ہے کہ ان جانوروں پر اللہ کے سوا بت وغیرہ کا نام پکارا جائے یعنی اللہ کے سوا کسی بت یا جن یا کسی روح خبیث یا پیر یا پیغمبر کے نامزد کر کے اور اس جانور کی جان ان کی نذر کر کے ان کے تقرب یا رضاجوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور محض ان کی خوشنودی کی غرض سے اس کی جان نکالنی مقصود ہو تو ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے، گو بوقتِ ذبح تکبیر پڑھی ہو اور اللہ کا نام لیا ہو۔ کیونکہ جان کو جان آفرین کے سوا کسی دوسرے کے لیے نذر و نیاز کر دینا ہرگز درست نہیں اس لیے جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر کی جائے تو اس کی خباثت مردار کی خباثت سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ مردار میں تو یہی خرابی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تھی کہ اس کی جان اللہ کے نام پر نہیں نکلی۔ اور اس کی جان تو غیر اللہ کے نامزد کر دی گئی ہے جو عین شرک ہے۔

جیسے خنزیر اور کتے پر بوقتِ ذبح تکبیر کہنے سے حلت نہیں آ سکتی اور مُردار پر اللہ کا نام لینے سے ہرگز ہرگز کوئی نفع اور حلت اس میں نہیں آ سکتی۔

البتہ اگر غیر اللہ کے نامزد کرنے کے بعد اپنی نیت سے توبہ اور رجوع کر کے ذبح کر یگا تو اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کسی بادشاہ کے آنے پر اس کی تعظیم کی نیت سے جانور ذبح کیا جائے یا کسی جن کی اذیت سے بچنے کے لیے اس کے نام کا جانور ذبح کیا جائے یا توپ کے چلنے یا اینٹوں کے پزاوہ کے پکنے کے لیے بطور بھینٹ جانور ذبح کیا جائے تو وہ جانور بالکل مردار اور حرام اور کرنے والا مشرک ہے اگرچہ ذبح کے وقت خدا کا نام لیا جائے۔

حدیث شریف میں آیا ہے لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ یعنی جو غیر اللہ کے تقرب اور تعظیم کی نیت سے جانور کو ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو ذبح کے وقت اللہ کا نام پاک لے یا نہ۔

البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے فقراء کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی قریب یا پیر یا بزرگ کو پہنچا دے یا کسی مُردہ کی طرف سے قربانی کر کے اس کا ثواب اس کو دینا چاہیے کیونکہ یہ ذبح غیر اللہ کے لیے ہرگز نہیں۔

بعضے اپنی کج روی سے یہ حیلہ ایسے مواقع میں بیان کرتے ہیں کہ پیروں کی نیاز وغیرہ میں ہم کو تو یہی مقصود ہوتا ہے کہ کھانا پکا کر مُردہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کے نام سے صدقہ کر دیا جائے۔

تو اول تو خوب سمجھ لیں کہ اللہ کے سامنے جھوٹے حیلوں سے بجز مضرت کوئی نفع نہیں ہو سکتا

دوسرے ان سے پوچھا جائے کہ جس جانور کی تم نے غیر خدا کے لیے نذر مانی ہے، اگر اسی قدر گوشت اس جانور کے عوض خرید کر اور پکا کر فقیروں کو کھلا دو تو تمہارے نزدیک بے کھٹکے وہ نذر ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر بلا تامل تم اس کو کر سکتے ہو اور اپنی نذر میں کسی قسم کا خلل تمہارے دل میں نہیں رہتا تو تم سچے۔ ورنہ تم جھوٹے اور تمہارا یہ فعل شرک، اور وہ جانور مردار اور حرام۔

سائبہ اور ما اہل بہ لغیر اللہ کے مابین فرق ہے

عام طور پر علماء کرام کے ذہن میں بھی یہ سوال ابھرتا ہے کہ ما اہل بہ لغیر اللہ اگر غیر اللہ کے نامزد ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ تو بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حامی کیوں حلال ہیں؟ ان کے کھانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے کیونکر دیا ہے جب کہ وہ بھی غیر اللہ کے نامزد کر کے چھوڑ دیے جاتے ہیں؟ تو اس کا جواب نہایت اہم ہے اس سوال کا اصل بنا یہ ہے کہ بحیرہ، سائبہ، حامی، وصیلہ میں اور ما اہل بہ لغیر اللہ میں مابہ الامتیاز فرق ذہن میں نہیں آیا۔ جب فرق سمجھ آجائے گا تو بات بھی واضح ترین ہو جائے گی۔ اس لیے ہم علماء کرام سے ان کے مابین فرق پوچھتے ہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حکیم الامۃ نے بیان القرآن میں بطور تنبیہ کے لکھا ہے
تنبیہ: اس مسئلہ میں بعض خواندہ لوگوں کو غلطی ہوگئی ہے اور وجہ غلطی کی دو ہیں
اول یہ کہ آیت سابقہ یا ایہا الناس کا شان نزول یہ لکھا ہے کہ جو لوگ سانڈ وغیرہ کی تحریم کرتے تھے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سانڈ وغیرہ حلال ہے
اس کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کی تحریم اور تحریم مذکی میں چند فرق ہیں۔
اول یہ کہ وہاں تحریم کے معنے ہیں ایسا فعل کرنا جس سے حرمت پیدا ہو جائے جیسے خود سانڈھ وغیرہ چھوڑنا۔ اور یہاں تحریم کے معنے ہیں کہ جب کوئی ایسا فعل کرے تو حرمت کا حکم ہو جائے گا۔
دوسرے ان کی تحریم اس جانور کی تعظیم اور ادب کے اعتقاد سے تھی اور یہ تحریم اس جانور کے خبث اور نجاست سے ہے۔
تیسرے وہ تحریم ان کے اعتقاد میں مؤبد تھی کہ کسی طرح قابل انتفاع نہ تھی۔ اور یہ تحریم غیر مؤبد ہے کہ جب توبہ کرو مرتفع ہو جائے اور یہ مرتفع کر دینا واجب بھی ہے۔ پس اس تحریم کی نفی یا نہی یا انکار سے اس تحریم کی نفی لازم نہیں آتی۔
دوسری وجہ غلطی کی یہ ہے کہ اکثر مفسرین نے اُہل کی تفسیر ذبح علی اسم غیر اللہ کی ہے۔ معلوم ہوا وہی جانور مراد ہے جس کو بجائے بسم اللہ کے غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہو۔
جواب یہ ہے کہ اس تفسیر سے حصر لازم نہیں آتا بلکہ یوں کہا جائیگا کہ اسم حرام کی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اسی حرام کی ایک فرد یہ بھی ہے۔
چونکہ جاہلیت میں اس کا زیادہ رواج تھا اس لیے یہ تفسیر کردی
گئی۔ غایۃ مافی الباب یہ تفسیر مذکور دوسری فرد سے ساکت ہے گی
سو اس میں کچھ مضر نہیں جب کہ اور دلائل حرمت کے موجود ہیں۔
جن میں ایک تو یہی آیت ہے کیونکہ اہلال لغۃً عام ہے مطلق نامزد
کرنے میں خواہ کسی کے نام پہ ذبح ہو۔ پھر دوسری آیت اس سے زیادہ
صریح ہے۔ سورۂ مائدہ میں کہ بعد ما اہل لغیر اللہ بہ کے ما ذبح علی
النصب جدا فرمایا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ جس ذبح سے تقرب
و تعظیم غیر اللہ مقصود ہو وہ حرام ہو جاتا ہے۔
تیسرے صحیح مسلم میں حدیث مرفوع ہے لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ
اور ظاہر ہے کہ ایسی ذبح متنازع فیہ پر ذبح لغیر اللہ صادق آتا ہے۔
چنانچہ کتب میں یہاں تک مصرح ہے کہ اگر کسی حاکم کے آنے پر بطور
بھینٹ کے ذبح کرے گو اس پہ اللہ کا نام لیا گیا ہو مگر وہ ما اہل
لغیر اللہ میں داخل ہو کر حرام ہو جاتا ہے کذا فی الدر المختار وغیرہ۔
اور نوویؒ نے بھی حدیث مذکور کی شرح میں ایسے مذبوح لقدوم الامیر کی
حرمت اسی بنا پہ شیخ ابراہیم مروزی شافعیؒ سے نقل کی ہے۔

حضرت مفتی اعظم فقیہ العصر مولنا کفایت اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ
غیر اللہ کے لیے جانور کے نامزد کرنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔
ایک تو یہ کہ کسی جانور کو غیر اللہ کے نام پہ خدمت اور کام لینے سے
آزاد کر دیا جائے۔ اس کی جان قربان کرنا مقصود نہ ہو۔ یہ سائبہ ہے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جس کو ہم سانڈ کہتے ہیں۔ سانڈ کا مالک اس کو کسی بت یا دیوتا کے نام
پر کام و خدمت لینے سے آزاد کر کے چھوڑ دیتا ہے۔ اس کا مقصد یہ نہیں
ہوتا کہ اس کی جان کسی غیر اللہ کے لیے قربان کرے (سانڈ مالک کی ملک
سے خارج نہیں ہوتا اس لیے مالِ غیر ہونے کی بنا پر اس کو کھانا حرام ہے)
اس قسم کے جانور کو خریدنا اگر مالک فروخت کرے جائز ہے۔ اور وہ
خریدنے کے بعد خریدار کی ملک ہو جاتے ہیں پھر اُن کو ذبح کر کے کھانا
بھی جائز ہے۔ کیونکہ جب مالک ان کے بیچنے کے لیے تیار ہو گیا اور اس
نے بیچ ڈالا تو یہ دلیل اس امر کی ہے کہ اس نے جانور سے کام نہ لینے کی
جو نیت کی تھی وہ بدل ڈالی ورنہ وہ ہرگز نہ بیچتا۔
مگر ایسے جانور (یعنی سانڈ) کو اگر کوئی شخص اس کے مالک سے خریدے
بغیر اور اس کی اجازت کے بغیر پکڑ کے ذبح کرے تو اُس کا کھانا حرام ہے
مگر اس کا حرمت مالِ غیر ہونے کی بنا پر ہے نہ کہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل
داخل ہونے کی بنا پر۔ یہ سائبہ جانور اپنے مالک یعنی چھوڑنے والے
کی ملک سے خارج نہیں ہوتا۔
دوسری قسم نامزد کرنے کی یہ ہے کہ مالک اس جانور کی جان کسی
(منذور لہ) غیر اللہ پر قربان کرنے کے لیے اس کے نام پر جانور کو نامزد کرتا
ہے۔ یہ جانور (منذور لغیر اللہ) اگر مالک کی اسی نیت پر ذبح ہو جائے
(اسی وقت یا سال دو سال کے بعد ذبح کرنے کا ارادہ ہو) تو حرام اور مردار
ہو جاتا ہے اور ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے، اگرچہ ذبح کرنے والا بسم اللہ
پڑھ کر ذبح کرے جب بھی وہ حرام اور مُردار ہی رہیگا جیسے کہ اکثر ہندو
دیبی یا کسی بت کے نام پر جانور کی جان قربان کرنے لیے لاتے ہیں۔ مگر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اپنے ہاتھ سے ذبح نہیں کرتے۔ کوئی مسلمان وہاں ہوتا ہے اس کو کہتے ہیں کہ اس کو ذبح کر دو، وہ بسم اللہ کہہ کر اس کو ذبح کر دیتا ہے۔ تو اس کی بسم اللہ سے وہ حلال نہیں ہوں گے۔ یا دیبی مالک اپنی نیت کے موافق اس جانور کو اپنے سامنے ذبح نہیں کراتا بلکہ پجاری کو دے جاتا ہے کہ اس کو دیبی کے اوپر قربان کر دینا۔ پجاری ان جانوروں کو فروخت کر دیتا ہے اور مسلمان خرید کر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر لیتے ہیں۔ یہ بھی حرام ہیں۔ کیونکہ ان میں نیت ان کے اصل مالک ہی کی معتبر ہوگی۔ اور اس کی نیت یہ تھی کہ ان کی جان غیر اللہ کے لیے قربان ہو۔ پجاری کے فروخت کرنے اور مسلمان کے خریدنے سے وہ نیت کالعدم نہ ہوگی۔ بلکہ پجاری کی بیع باطل ہوگی۔ (کفایت المفتی ص۲۵۸)

ایک جگہ سانبھ (سانڈ) کے بارے لکھا کہ اس سے جانور میں کوئی حرمت نہیں آتی اور جانور اسی مالک کی ملک میں رہتا ہے جس نے اسے چھوڑا ہے۔ اگر وہ کسی کو اجازت دے دے کہ ذبح کر کے کھالو اور کوئی اسے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر لے تو وہ حلال ہے۔ اور مالک کی اجازت کے بغیر کوئی ذبح کر لے تو بوجہ ملک غیر ہونے کے حرام ہوگا۔ ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل نہ ہوگا۔

آپ نے صحیح بخاری پڑھاتے وقت فرمایا تھا کہ سانڈ وغیرہ مالک کے ملک سے نہیں نکلتا۔ سو اگر کسی اور نے ذبح کر کے کھا لیا تو اس پر اس جانور کی قیمت مالک کو دینا واجب ہوگی اگرچہ مالک کہے کہ وہ جانور میرے ملک میں نہیں ہے اور اس کھانے والے پر غیر کا مال کھانے کا گناہ ہوگا۔ اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ما اُہِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہ میں داخل نہیں ہے۔ (بلوی غفر اللہ لہ ولاساتذتہ)
نیز آپ نے لکھا کسی غیر اللہ کے نام کر دینے سے اکثری طور پر یہ مقصد ہوتا ہے کہ اس جانور کی جان اس غیر اللہ کے لیے نذر کی جائے گی یعنی ان کے تقرب کے لیے ذبح کیا جائے گا۔ تو ایسا جانور حرام ہو جاتا ہے اور بوقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرنے سے بھی حلال نہیں ہوتا۔
لیکن اگر مقصد اس جانور کی جان کو غیر اللہ کے لیے نذر کرنا نہ ہو بلکہ صرف گوشت کا صدقہ کرنا ہو تو یہ حرام نہیں ہوتا۔ مگر یہ جب ہے کہ مالک کو اس میں تردد اور تامل نہ ہو کہ اس جانور کو ذبح کرے۔ یا اس کو چھوڑ کر دوسرا جانور ذبح کرے۔ یا اس قدر گوشت بازار سے خرید کر صدقہ کر دے۔ اگر اس نے اس تبدیلی کو منظور نہ کیا اور اسی جانور کو ذبح کرنا ہی ضروری سمجھا تو یہ دلیل ہوگی اس بات کی کہ اس کا مقصد جانور کی جان کو ہی نذر کرنا ہے۔ اور اس صورت میں حرمت کا فتویٰ دیا جائے گا (کفایت المفتی جلد ۸ ص۲۵۴)

سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلویؒ نے کشف الرحمن ص۴۲ میں لکھا ہے ما اہل بہ لغیر اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بت یا دیوی یا کسی بزرگ یا پیر اور پیغمبر کے لیے کوئی جانور نامزد کر دیا جائے اور اس کی ذبح سے محض غیر اللہ کا تقرب اور ان کی خوشنودی مقصود ہو۔ ایسے نامزد جانور کو خواہ اللہ تعالیٰ ہی کا نام لے کر ذبح کیا جائے تب بھی اس کا کھانا حرام ہے۔
ضروری فائدہ: اس موقعہ پر ایک بات تو یہ سمجھ لینی چاہیے کہ ہمارے زمانہ میں عوام اور بعض خواص اس ما اہل بہ میں بہت الجھتے ہیں۔ ان کا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

خیال یہ ہے کہ جب ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور پھر حرام نہیں ہونا چاہیے خواہ وہ غیر اللہ ہی کے نام کا ہو۔ لیکن ان لوگوں کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرنا کسی حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ اگر یہ بات ہوتی تو ہر حرام جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے کے بعد کھا سکتے۔ حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہے۔ اللہ کے نام کی بجائے اگر غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو حلال جانور بھی حرام ہو جائے گا۔ لیکن اگر حرام جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہو سکتا۔

اس اصول کو ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ اب غور کرنا چاہیے کہ جو جانور تقرب کی نیت سے غیر اللہ کے ساتھ نامزد کیا اس میں محض اس نیت اور نامزدگی کی وجہ سے حرمت آ گئی۔ کیونکہ نیت کرنے والے کا مقصد یہ ہے کہ میں اس جانور کو فلاں شخص کی خوشنودی کے لیے ذبح کروں گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اگر اس سے یہ کہا جائے کہ تو اتنا گوشت لے کر خیرات کر دے اور اس جانور کو ذبح نہ کر تو وہ اس پر رضامند نہیں ہوتا بلکہ اس جانور کو ذبح کرنا ہی اس بزرگ کے تقرب کا موجب سمجھتا ہے۔

ہمارے فقہاء نے تو یہاں تک تصریح کی ہے کہ اگر کسی رئیس یا بادشاہ کے آنے پر اس کے احترام اور اس کو خوش کرنے کی غرض سے کچھ جانور ذبح کیے جائیں تو اُن کا گوشت کھانا بھی حرام ہے۔

اسی طرح ہمارے شہر (دہلی) میں ایک دستور ہے کہ دولہا کے آنے پر دو تین بکرے اس کے سامنے ذبح کر دیتے ہیں اور دُلہن کو جب لے جاتے ہیں تو اس کے قدموں پر مُرغا ذبح کرتے ہیں۔ یہ سب ذبیحے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جو غیر اللہ کی تعظیم تقرب اور خوشنودی کی غرض سے کیے جائیں ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہیں۔ خواہ ایسے جانوروں کو بسم اللہ اللہ اکبر ہی کہہ کر ذبح کیا جائے۔

ایصال ثواب اور صدقہ دوسری چیز ہے۔ عوام نے اس کو مخلوط کر دیا ہے اور اس خلط کی وجہ سے الجھتے ہیں۔ ورنہ مسئلہ صاف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ۔

اور ص۸ میں لکھا: اہلال کے معنے ہیں رفع الصوت اسی معنی کی مناسبت سے ہم نے ترجمہ کیا" اور وہ جانور بھی جو تقرب کی نیت سے اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نامزد کیا گیا ہو

آواز بلند کرنے کا (۱) ایک مطلب تو یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے (۲) دوسری شکل یہ ہے کہ جانور کو تقرب کی نیت سے کسی غیر اللہ کے نامزد کر دیا جائے جیسے شیخ سدو کے نام کا مرغا یا بکرا۔ (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ بلا نیتِ تقرب محض ملکیت کی وجہ سے کسی شخص کے ساتھ منسوب کر دیا جائے جیسے عبداللہ کی بکری یا حافظ جی کا بکرا (۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ ایصالِ ثواب کی غرض سے کسی شخص کے ساتھ منسوب کر دیا جائے۔ مثلاً اس جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کا ثواب فلاں شخص کو پہنچائے گا۔

اسی طرح ذبح کرتے وقت یہ کہہ دینا اللھم تقبل منی یا اللھم تقبل من فلان

غرض یہ کہ ان تمام صورتوں میں پہلی صورت بالاتفاق حرام ہے کہ ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ اور دوسری صورت کہ تقرب کی نیت

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

سے غیر اللہ کے نامزد کیا جائے۔ خواہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر ہی کہا جائے۔ یہ صورت علماء محققین کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے۔ اور ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے اور یہی اپنے ائمہ کا مسلک ہے۔ البتہ اس زمانہ میں بعض مبتدعین نے علماء محققین سے اختلاف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس جانور کا گوشت کھانا حرام نہیں ہے۔

باقی سب صورتیں بالاتفاق جائز ہیں بشرطیکہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔

گیارھویں صدی کے شافعی فقیہ کا فتویٰ!

سائبہ بحیرہ وصیلہ حامی مالک کے ملک سے نہیں نکلتے۔ چنانچہ

شمس الدین محمد بن ابی العباس احمد بن حمزہ بن شہاب الدین الرملی المنوفی المصری الانصاری الشہیر بالشافعی الصغیر (المتوفی سنہ ۱۰۰۴ھ) اپنی مشہور کتاب نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج فی الفقہ علی مذہب الامام الشافعی ص ۱۳۶ میں لکھتے ہیں، ومتی ملکہ لم یزل ملکہ عنہ بانفلاتہ کما لو ابق العبد۔ ومن اخذہ لزمہ ردہ لہ وان توحش۔ وکذا بارسال المالک لہ فی الاصح لان رفع الید لا یقتضی زوال الملک کما لو سیب دابتہ۔ بل لا یجوز ذلک لانہ یشبہ السوائب فی الجاہلیۃ وقد قال اللہ تعالیٰ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام۔ ومحل کلامہ فی غیر المحرم۔ واما لو احرم وفی ملکہ صید فانہ .... ویزول عنہ ملکہ ...... ویستثنی من عدم الجواز ما اذا خیف ...... بحبس ما صادہ فیتجہ وجوب ارسالہ صیانۃ لروحہ۔

... اس عبارت ... ہے کہ شکار سے مالک نے اگر ... یا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

عمرہ کا احرام باندھ لیا ہو تو اس پر اس شکار کا چھوڑ دینا ضروری اور واجب ہو جاتا ہے اور وہ شکار اس کے ملک سے نکل جاتا ہے۔ اور اگر شکار کو بند کرنے سے اس کے بچوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تب بھی اس پر ضروری ہے کہ اس شکار کو آزاد چھوڑ دے اور وہ شکار اس کی ملک سے نکل جائیگا۔

ان دو صورتوں کے علاوہ مالک اگر اپنی مملوکہ چیز کو آزاد چھوڑ دے تو وہ چیز اس کے ملک سے نہیں نکلتی۔ جیسے بھاگا ہوا غلام اس آقا کے ملک سے نہیں نکلتا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی اور آدمی نے اس غلام کو پکڑ لیا ہو تو اس پکڑنے والے پر اس بھاگے ہوئے غلام کو اس کے مالک کو واپس کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اسی طرح اگر اس مالکِ غلام نے اس غلام کو یونہی چھوڑ دیا نہ اس سے کام لیتا ہے اور نہ اس آزاد کرتا ہے، تو اس طرح وہ غلام اس مالک کے ملک سے نہیں نکلتا۔

کیونکہ مالک کا اپنی مملوکہ چیز سے ہاتھ ہٹالینا' اس امر کا متقضی نہیں کہ وہ مملوکہ چیز اس مالک کے ملک سے نکل جائے۔ بلکہ اس مالک کا یہ کام کہ اپنی مملوکہ چیز سے اپنا ہاتھ ہٹالے اور اس سے کام نہ لے مثلاً دودھ دینے والے جانور کا دودھ دوہے اور سواری والے جانور پر سواری نہ کرے یہ اس کا کام ناجائز ہے۔ کیونکہ اس کی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسے جاہلیت کے دور میں مشرک لوگ بحیرہ سائبہ وصیلہ حامی غیر اللہ کی رضا اور تقرب کے لیے چھوڑ دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بے ہودہ عمل کی تردید کرتے ہوئے ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام یعنی اللہ تعالیٰ نے نہ تو بحیرہ کو مقرر اور مشروع کیا ہے اور نہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو (بحیرہ اونٹنی ہے جس نے پانچ
بچے دے دیے ہوں اس کا کان چیر اس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے
تھے اور اس کو قابل احترام سمجھتے تھے۔ نہ اس پر سواری کرتے اور نہ ہی
اس کا دودھ دوہتے۔ اور سائبہ اونٹنی ہے جو دیوتاؤں کے نام پر
چھوڑ دی جاتی اور اس کو متبرک سمجھ کر اس کی سواری یا اس کے
بال کترنے چھوڑ دیتے اور اس کا دودھ بھی نہ پیتے۔ اور وصیلہ وہ
بکری ہے جو پہلوٹھی کے اوپر تلے دو مادہ بچے دے دے اس کو متبرک
سمجھ کر چھوڑ دیتے اور اس کا دودھ اور اون استعمال نہ کرتے۔
اور حامی وہ اونٹ جس کی نسل سے دس بچے ہو جائیں اس کو متبرک
سمجھ کر چھوڑ دیتے اور اس سے کوئی کام نہ لیتے)

اور فرمایا کہ جب میں نے بحیرہ سائبہ وصیلہ حامی کو یوں ہی بیکار
چھوڑ دینے کا حکم نہیں دیا تو تم اب اپنے اس عقیدۂ بد اور باطل سے
باز آؤ۔ اور ان جانوروں سے بدستور کام لو اور ان کو ذبح کر کے کھاؤ
کیونکہ یہ چیزیں میں نے تمہارے کھانے کو پیدا کی ہیں حلال طیب ہیں
اور تمہارے رزق میں کی ہیں

جب یہ چیزیں مالک کے ملک میں ہوئیں۔ اور بدوں اس کے کہ
مالک ان چیزوں کو کسی کے ہاتھ بیچے یا کسی کو ہبہ کرے یا صدقہ کرے
یونہی محض بیکار چھوڑ دینے سے یہ چیزیں مالک کے ملک سے نہیں
نکلتیں۔ انتہی لہٰذا اب

یا تو ان جانوروں کے مالک کو حکم ہے کہ اپنے اس باطل عقیدہ
سے تائب ہو کر اپنے ان جانوروں کو اپنے کام میں لائے اور یا ان کو

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ذبح کرکے کھائے اور کھلائے یا کسی ضرورت مند کو صدقہ کرے
یا ہبہ کرے یا کسی کے ہاتھ بیچ دے اور اب وہ مصدق یا موہوب لہٗ
یا مشتری اس جانور سے جو کام لینا چاہیں وہ کام لیں یا ذبح کرکے
کھائیں کھلائیں

مگر بغیر ان حالتوں کے کوئی دوسرا آدمی ان جانوروں کو پکڑ کر
اپنے گھر لے آئے اور ان سے کام لینا شروع کر دے ان پر سوار ہو یا ان
کا دودھ پیے یا ان سے ہل جوتنے کا کام لے یا ذبح کرکے کھائے
سو یہ اس کے لیے حرام ہے

مگر اس حرمت کی یہ وجہ نہیں کہ یہ سائبہ بحیرہ وصیلہ حامی
ہیں بلکہ اس کی حرمت کی وجہ ہے ملکِ غیر میں اس کی اجازت کے
بغیر تصرف کرنا اور بغیر اجازت کے ملکِ غیر میں تصرف کرنا شرعًا
حرام ہے۔ ہدایہ ص میں ہے

اس تفصیلی بیان کے بعد سائبہ بحیرہ وصیلہ حامی سے ما اہل بہ
لغیر اللہ کا واضح فرق معلوم ہو گیا کہ بحیرہ سائبہ وصیلہ حامی چونکہ مالک
کے ملک میں ہے اور اس کے چھوڑ دینے سے مالک کے ملک سے نہیں
نکلتا اس لیے مالک تو اس کو استعمال کرے جیسے بھی چاہے بیچے
یا ہبہ کرے یا صدقہ کرے یا خود ذبح کرکے کھائے کھلائے یا کسی کو ذبح کی
اجازت دے دے تو اس مالک کو یہ سب اجازت کہ اپنے مملوکہ چیز
میں اس کو ہر طرح کے تصرف کرنے کا حق شریعت نے اس کو دے رکھا ہے
مگر دوسرے شخص کو یہ شرع نے اجازت نہیں دی کہ وہ پرائے ملک میں
کسی قسم کا تصرف کرے جب تک کہ خود مالک اپنی مملوکہ چیز میں تصرف

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کرنے کی اجازت اس کو نہ دے۔

رہا ما اہل بہ لغیر اللہ سو اُس میں خبث آنے کی وجہ سے شریعت نے اس کو حرام کر دیا جب تک کہ اس میں خبث رہیگا تو یہ حرمت لذاتہا نہیں ہے بلکہ حرمت لغیرہا ہے۔ اسی لیے مولٰنا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے) محرمات کی ایک اور قسم کا ذکر فرمایا یعنی وہ جانور جو اپنی ذات کے اعتبار سے حلال وطیب ہے مگر مالک حقیقی کے سوا کسی اور کی نیاز کے طور پر نامزد کر دیا گیا ہو اس کا کھانا بھی نیت کی خباثت اور عقیدہ کی گندگی کی بنا پر حرام ہے۔ کسی جاندار کی جان صرف اسی مالک وخالق کے حکم اور نام پر لی جا سکتی ہے جس کے حکم اور ارادہ سے اس پر موت وحیات طاری ہوتی ہے (تفسیر شبیری ص ۱۴۳ سورۂ مائدہ)

حکیم الامتہ نے لکھا مسئلہ جس جانور کو غیر اللہ کے نام نامزد اس نیت سے کر دیا ہو کہ وہ ہم سے خوش ہوں گے اور ہماری کار روائی کر دیں گے جیسا کہ اکثر عام جاہلوں کی عادت ہے کہ اسی نیت سے بکرا مرغا وغیرہ مقرر کر دیتے ہیں وہ حرام ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو۔ البتہ اگر اس طرح نامزد کرنے کے بعد اس سے توبہ کر لے، پھر وہ حلال ہو جاتا ہے (بیان القرآن جلد اول صفحہ ۹۷)

نیز آپ نے لکھا کہ سوائب " ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل نہیں۔ کیونکہ ناذر کا مقصد اُن کا ذبح نہیں۔ پس ان کی حرمت کسی دوسرے عارضہ سے ہوتی ہیں کہ ان کے ارتفاع سے حرمت اکل بعد الذبح مرتفع ہو جائے گی۔ چنانچہ بکثرت مفسرین نے آیت یایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً کا سبب نزول اسی تحریم سوائب کو لکھا ہے۔ اور آیت سے حلت کا اثبات اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور اس کی حرمت کی نفی کی ہے۔

اور بعض نے جو دوسرا سبب نزول لکھا ہے انہوں نے بھی اس حلت کی نفی اور حرمت کا اثبات نہیں کیا۔ تو مسئلہ متفق علیہ ہو گیا۔

آگے چل کر لکھا کہ منذور بہ لغیر اللہ میں ایسا تصرف جس میں ناذر کی غرضِ باطل کی تقریر ہو وہ حرام ہے لان اعانۃ الحرام حرام۔ اور جس تصرف میں ناذر کی غرضِ باطل کا ابطال ہو وہ جائز ہے۔

پس ما اہل بہ لغیر اللہ کے ذبح و تناول میں ناذر کی غرض اراقۃ الدم کی تقریر ہے اس لیے حرام ہے۔ اور سوائب کے ذبح و تناول میں ناذر کی غرض تسییب کا ابطال ہے اس لیے حرام نہیں

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تحقیق انیق

از پیر طریقت حضرت مولانا حسین علی الوانی قدس سرہٗ

رئیس المفسرین من العلماء المتاخرین حضرت علامۂ دوران محقق زمان مولانا حسین علی الوانی (واں بھچراں) رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی املائی تفسیر مسمّٰی بلغۃ الحیران

میں ارقام فرمایا

فالحاصل وفا کنید بہ عہد ہائے کہ بجذ البستہ اید در التزام احکام او تعالیٰ بہائم را حلال دانید تحریم آں دور کنید۔ فی سورۃ البقرہ کلوا مما فی الارض حلالا طیبا و لا تتبعوا خطوات الشیطان

فی سورۃ المائدہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ــــــ و قال لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا

وفی سورۃ الانعام وقالوا ہٰذہ انعام وحرث حجر لا یطعمہا الا من نشاء بزعمہم وانعام حرمت ظہورہا وانعام لا یذکرون اسم اللہ علیہا افتراء علیہ ــ وقال قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اہل لغیر اللہ بہ

وفی سورۃ الاعراف قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق۔

وفی سورۃ النحل فکلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان اللہ غفور رحیم ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہذا حلال وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب

فہذہ الآیات تنفی تحریم ما احل اللہ و منہیۃ لقولہ تعالیٰ فی سورۃ المائدۃ احلت لکم بہیمۃ الانعام

پس بداں اے برادر کہ یک مسئلہ این ست۔

ومسئلہ دوم اینکہ چیزے کہ بنام غیر ذبح شدہ باشد یا بتعظیم او برائے او مقرر شدہ باشد

فی سورۃ البقرۃ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ۔

وفی سورۃ المائدۃ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ۔ وقال وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام

وفی المائدۃ ایضا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون

وفی سورۃ الانعام قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اہل لغیر اللہ بہ۔

وفی سورۃ الانعام ایضاً وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ہذا للہ بزعمہم وہذا لشرکائنا ـــــ وقال ایضا وکذلک زین لکثیر من المشرکین قتل اولادہم شرکاؤہم لیردوہم ولیلبسوا علیہم دینہم

وفی سورۃ الانعام ایضا واتوا حقہ یوم حصادہ ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین وقال تعالیٰ لا تسرفوا اے لا تشرکوا الاصنام (ومافی حکمہا) فی الحرث والانعام (تفسیر صوفی خازن)

وفی سورۃ الاعراف انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

وفی سورۃ النحل انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ ـــــ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہٰذا حلال وہٰذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔

وفی سورۃ الحج واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشہدوا منافع لہم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فکلوا منہا واطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثہم ولیوفوا نذورہم ولیطوفوا بالبیت العتیق ـــــ واحلت لکم الانعام الا ما یتلیٰ علیکم فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ ـــــ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب

فی الصراح اہل المحرم اذا رفع صوتہ بالتلبیۃ واہلت التسمیۃ علی الذبیحۃ۔

مجرد الباء ہو لفظ یتنبہ بہ صوت ای اسم اللہ مثلاً

فقولہ تعالیٰ وما اہل بہ لغیر اللہ معناہ بقاعدۃ اللغۃ حرم علیکم لفظ وقول رفع بہ الصوت لتعظیم غیر اللہ ولتقربہ

فحرمۃ توجیہ والمنۃ ورد لغیر اللہ لسبب ہٰذا اللفظ

فالتفسیر بما ذبح علی غیر اسم اللہ او ما تؤدی علیہ بغیر اسم اللہ انما ہو تفسیر بالحاصل۔ والآ یلزم بناءً علی تفسیرہ بما تؤدی علیہ بغیر اسم اللہ ان یکون الباء فی ما اہل بہ لغیر اللہ بمعنی علی واللام فی لغیر اللہ بمعنی الباء وحذف المضاف ووضع اللام فی موضع الباء۔ وہٰذا ظاہر۔

الا ترٰی انہ تعالیٰ قال فی سورۃ الحج اجتنبوا قول الزور ای قول الشرک کذا فسرہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی اول سورۃ المؤمنین

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

وفی سورۃ الانعام او فسقا اهل لغیر الله به ای اللفظ (لفظ الفسق الذی یخرج به الانسان من الایمان) الذی اهل به لتعظیم غیر الله۔
فکل ما جعل لتعظیم الله حرم بسبب هذه اللفظة

ولو سلمنا ان المعنی ما قالوا ففی تحریم ما جعل لغیر الله آیات اخر منصوصة الا تری فی سورة النحل ویجعلون لما لا یعلمون نصیبا مما رزقناهم۔ تالله لتسئلن عما کنتم تفترون

وفی سورة الانعام وآتوا حقه یوم حصاده ولا تسرفوا۔ قال مقاتل لا تسرفوا ای لا تشرکوا الاصنام فی الحرث والانعام۔

وفی سورة الانعام وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشرکائنا الی آخر الآیة

فما جعل لتعظیم الاصنام فلا شک عند احد (من العلماء) فی حرمة الآبار بان یاخذ السلطان کرها او المسلمون الی مسلموا دار الاسلام بالسرقة من دار الحرب او بان یسلم المشرکین۔ فاذا ارادوا هذه النیة فتحل۔ وانما یحرم الاخذ ان اعطوا علی تلک النیة فالاخذ منهم لتعلیم

واما یقع من المسلمین فقد قال فی الدر المختار قبیل باب الاعتکاف

واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم و الشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام۔ ما لم یقصدوا صرفها لفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک ولا سیما فی هذه الاعصار۔ وقد بسطه العلامة قاسم فی شرح درر البحار۔ انتهی

وفی البحر الرائق هو مفصل وبه افتی المولوی عبدالحی رح ۔۔۔ بالتحریم و نقل کلامه

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

وفی فتاوی المولوی عبدالحی مع من الجلد الثانی غیراللہ کی نذر و منت حرام

اور منذور غیر خدا کی شیرینی یا فرنی کھانا ہر امیر و فقیر پر حرام ہے۔

اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ان رجلا نذر ان ینحر ابلا فی موضع سماہ

فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہل فیہ وثن من اوثان الجاہلیۃ تعبد قال لا

قال اوف بنذرک

فتاوی رشیدیہ میں ہے جلد ثانی ص۱: جو جانور غیر کے نام کا ہو اس کو

اسی ہی نیت سے ذبح کرنا بسم اللہ کہہ کر بھی حرام ہے

پھر ص۲۱ میں لکھا سورہ بقرہ یا ایہا الذین اٰمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم

واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون - انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما

اہل بہ لغیر اللہ۔

مائدہ: احلت لکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم ان اللہ

یحکم ما یرید - اور حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ

بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی

النصب وان تستقسموا بالازلام ذلکم فسق۔ اور یا ایہا الذین اٰمنوا لا

تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین وکلوا مما

رزقکم اللہ حلالا طیبا واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون اور ما جعل اللہ

من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ

الکذب۔

وفی سورۃ الانعام فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مؤمنین وما لکم الا

تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ وان کثیرا

لیضلون باہوائہم بغیر علم ان ربک ہو اعلم بالمعتدین - اور ولا تاکلوا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق

اور فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مؤمنین کا معنے یہ ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ جس کو بحیرہ اور سائبہ بنا چکے ہو اللہ کا نام ذکر کر دو۔ اور ذبح کر دو تو پھر بھی نہ کھاؤ۔ یہ نہیں بلکہ بحیرہ اور سائبہ حلال ہیں جب اللہ کا نام لے کر ذبح کیے جائیں

اور قول الزور سے مراد مفسرین نے شہادت کاذبہ لی ہے۔ مگر یہ معنے سیاق وسیاق کے مخالف ہے۔ بلکہ قول زور سے مراد یہ کہنا کہ فلاں جانور فلاں طاغوت پر قربان ہے۔ اور ما اہل بہ لغیر اللہ میں لفظ ھذا سے مراد وہ کلمہ ہے جس سے غیر اللہ کے بلانے کے واسطے آواز کیا جائے۔ تو اسی طرح قول الزور اور ما اہل بہ لغیر اللہ دونوں کا مؤدیٰ اور مطلب ایک ہی ہوا۔

والمراد من ما اہل بہ لغیر اللہ الجعل لغیر اللہ سواء کانت انعاما او غیرہا من جنس الدراہم والدنانیر واللبن والحلواء۔

ومعنے واجتنبوا الرجس من الاوثان ای من ان تجعل النذور لہا

ومعنے واجتنبوا قول الزور ای اجتنبوا لفظا یرفع بہ الصوت لتعظیم غیر اللہ والتقرب الیہ وعبادتہ وہو المراد من قولہ تعالیٰ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ ای حرم علیکم قول التقرب لغیر اللہ ولسببہ حرم المال الذی تقرب بہ لغیر اللہ ای بذکر ہذا القول

ہذہ مسئلۃ اجماعیۃ: یعنی ما تقرب بہ شیئا للصنم فاخذ ذلک المال بحیث اخذ من المعطی بہذہ التسمیۃ وصار متمہا لہا فہو حرام بل سحت فکذلک ما یؤخذ من اسطے ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فہو بالاجماع حرام وباطل منصوص علیہ۔ فمن قال انہ حرام لکونہ اسرافا فقد خبط خبطا بینا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اما تنازع اہل الاسلام فلیس مرادہم ان بعض: "الیٰ لاولیاء حلال - بل مرادہم ان المسلمین لا یعتقدون ان الاولیاء یعلمون الغیب ولا ینادونہم - ولا یتقربون الیہم بل العبادۃ للہ تعالیٰ وایصال الثواب لارواحہم فلیس التنازع فی المسئلۃ - بل المسئلۃ اجماعیۃ - والتنازع : بفعل فعل العوام بل ہو دخل فی ہذا الامر لا - خلاصہ ہماری مبحث کا یہ ہے کہ مسئلے چار ہیں

۱ پہلا مسئلہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال سمجھنا شرط ہے ایمان کی

۲ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو بندہ حرام نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی قسم کھا کر اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے تو اس کا فرض بنتا ہے کہ قسم توڑے اور اس کا کفارہ ادا کرے اور اگر کھانے کی چیز ہے تو اسے اللہ کا نام لے کر کھائے۔ بہرحال بندہ کے حرام کرنے سے حلال چیز حرام نہیں ہوتی

۳۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ نذر للہ برحق ہے اسے بجا لانا چاہیے۔ الیفاء نذر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

۴۔ چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ نذر چونکہ عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت حرام اور شرک ہے اس لیے نذر غیر اللہ کی بھی حرام اور شرک ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو کبھی ما اہل بہ لغیر اللہ کے ساتھ تعبیر کیا اور کبھی فسقاً اہل لغیر اللہ بہ کے ساتھ تعبیر کیا۔ اور واجتنبوا قول الزور کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ بہرحال نذور اور مطلب سب کا ایک ہی ہے۔ فرق صرف تعبیری ہے اور بس۔"

اب یہ کہنا کہ حلال چیز کو حرام کیوں کہتے ہو یہ غلط ہے کیونکہ ہم نے نہیں بلکہ اللہ نے حرام کیا ہے واللہ بحکم مایرید۔ نیز من طلاق تو حلال بیوی حرام کر ل

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اِزالۃُ الاشتباہ

عن اخبار

یَاعِبَادَ اللّٰہ

از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا

علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ صریحہ سے بطریق احسن ثابت ہو چکا ہے کہ حاجت براری، مشکل کشائی، شفائے مرض، فتح افواج مومنین و دیگر ما فوق الاسباب امور کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو پکارا جاسکتا ہے اور غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ اگرچہ وہ غیر اللہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہی عقیدہ سچا پکا مضبوط اور حق ہے۔ اس میں کچھ تردد قلق اضطراب شک و ارتیاب نہیں ہو سکتا۔ مگر اس کے باوجود بعض مبتدعین عوام کو دھوکہ دینے کے لیے بعض موضوع، من گھڑت اور خود ساختہ احادیث پیش کرتے ہیں۔ اصلاح عقیدہ کے لیے ان بے سرو پا حدیثوں کی حقیقت کا بیان ضروری ہے۔ چنانچہ:

پہلی روایت:

○ مبتدعین اپنے استدلال میں ایک حدیث تو وہ بیان کرتے ہیں جسے حضرت حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانیؒ نے المعجم الکبیر میں ذکر کیا ہے۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحٰقَ التُّسْتَرِيُّ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَنَانٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسٰى عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ نَبِيِّ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَ هُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ فَلْيَقُلْ "يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي . يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي" فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا نَرٰهُمْ وَ قَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ. (المعجم الکبیر ج ۱۷ ص ۱۱۷)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

یعنی جب تم میں سے کوئی شخص کوئی چیز گم کر دے یا مددگار چاہتا ہو اور وہ خود ایسے علاقہ میں ہو جہاں اس سے انس کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس طرح کہے کہ: "اے اللہ تعالیٰ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو۔ کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں جو ہمیں نہیں دکھتے۔ اور یہ عمل مجرب ہے۔

○ محقق علماء کرام نے اس حدیث کے کئی جواب دیے ہیں، مثلاً:

① یہ حدیث قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔

② یہ حدیث نہ طبقۂ اولیٰ کی ہے نہ طبقۂ ثانیہ کی اور نہ طبقۂ ثالثہ کی بلکہ طبقۂ رابعہ کی کتاب میں منقول ہے۔ جو نہ عقیدہ کے لحاظ سے معتبر ہے اور نہ عمل کے لحاظ سے۔

③ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی (متوفی ۸۰۷) نے مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲ میں تحریر فرمایا ہے کہ اس کے بعض راوی گو ثقہ تو ہیں مگر بعض راوی ضعیف ہیں۔

○ نیز یہ کہ اس حدیث میں ایک راوی "زید بن علی" ہے۔ جس نے سیدنا عُتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا کہ جن سے وہ براہِ راست سُنتا۔ اب معلوم نہیں کہ ان دونوں کے درمیان کونسا راوی ہے۔ اس طرح اس روایت کی سند منقطع ہوئی۔ اس لیے یہ روایت ناقابل استدلال ہے۔ اور اگر بالفرض صحیح سند سے ثابت ہوتی پھر بھی قابلِ قبول نہ ہوتی۔ کیونکہ قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ کے سخت خلاف ہے۔

دوسری روایت

○ ایک اور روایت بھی بدعتین کی طرف سے پیش کی جاتی ہے جسے ابن سنی نے عَمَلُ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا انْفَلَتَتِ الدَّابَّةُ میں نقل فرمایا ہے۔

یعنی اس بات کا بیان کہ جب چوپایہ چھوٹ جائے تو کیا پڑھے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اخبرنا ابویعلیٰ ثنا الحسن بن عمر بن شقیق ثنا معروف بن حسان ثنا ابومعاذ السمرقندی عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن ابی بردۃ عن ابیہ عن عبداللہ بن مسعود انہٗ قال قال علیہ السّلام اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد: "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا"۔ فان للّٰہ حاضرا فی الارض سیحبسہ۔ رواہ ابو یعلیٰ و الطبرانی و زاد سیحبسہ علیکم۔ (عمل الیوم واللیلۃ ص۲۰) یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی کا چوپایہ کسی جنگل میں چھوٹ جائے تو بلند آواز سے کہے کہ: "اے اللہ کے بندو رو کو۔ اے اللہ کے بندو رو کو۔ کیونکہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ روکنے والے ہیں۔ وہ اس چوپائے کو روک لیں گے۔

- اس روایت میں ایک راوی "معروف بن حسان" ہے۔ جو ضعیف ہے (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۳۲)
- حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور معروف بن حسان منکر الحدیث ہے یعنی ایسا راوی ہے جو فحش غلطیاں اور بہت غفلت کرتا ہے' اس کا فسق ظاہر ہے۔ اور پھر روایت کرنے میں یہ اکیلا ہے کوئی دوسرا راوی یہ روایت بیان نہیں کرتا۔ اور پھر ابن ابی بردہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان راوی ہے جو بیان نہیں کیا گیا۔ تو سند منقطع ہوئی جو قابل قبول نہیں ہوتی۔ (ظفر الجلیل ص۱۴۱)
- نیز عمل الیوم واللیلۃ میں جو ابی بردہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان عَنْ اَبِیْہِ لکھا ہوا ہے یہ کسی کاتب نے غلطی سے لکھ دیا ہے (الاحادیث الضعیفہ ج۲ ص۱۰۸) اور ظفر الجلیل میں جو سند منقول ہے۔ اس میں عَنْ اَبِیْہِ کا لفظ نہیں ہے۔

قاعدہ ہے کہ جس حدیث کا راوی منکر ہو وہ حدیث اعتقاد اور عمل کے لائق

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نہیں ہوتی۔ جیسے نخبۃ الفکر اور اصولِ حدیث کی دیگر کتابوں میں اس کی تصریح ہے۔

○ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر اس حدیث کے مورد کو تحصیل منافع پر اور ضرروں کے دفع کرنے پر اور فراخی رزق و صحت و فرزند کے طلب کے سبب پر اور مال وجاہ و مراتب اور تمام حاجتیں غیر اللہ سے مانگنے پر حمل کریں تب بھی روا نہیں۔ کیونکہ اس مقصد کی تردید میں بے شمار آیات قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ صریحہ متواترہ موجود ہیں۔ اور اجماع اُمت اور تعامل خیرُ القرون (قُرُونِ ثَلٰثَہ) بھی اس کو رد کرتے ہیں۔

○ نیز یہ خبر واحد ہے۔ اور خبر واحد اگر صحیح بھی ہو تب بھی قرآن مجید کے معارض اور مقابل ہو تو وہ قابلِ عمل نہیں ہو سکتی۔

○ اس طرح مبتدعین کی وضع کردہ یہ حدیثیں اگر صحیح الاسناد بھی ہوتیں تب بھی رد ہو جاتیں۔ چہ جائیکہ یہ حدیثیں صحیح نہیں بلکہ راوی منکر ہونے کی وجہ سے ضعیف ہیں۔

○ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں حدیثیں قرآن مجید کے مخالف ہیں۔ اور

قاعدہ ہے: یرد خبر الواحد فی معارضۃ الکتاب لان الکتاب مقدم لکونہ قطعیاً متواتر النظم لاشبھۃ فی سندہ کہ قرآن مجید کے مقابلہ میں خبرِ واحد رد کردی جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید قطعی اور متواتر النظم ہونے کی وجہ سے مقدم ہے۔ اس کی سند میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ (دیکھیے: توضیح تلویح)

○ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسے مافوق الاسباب امور میں غائب ہستیوں کو پکارنے سے بے شمار آیات میں منع فرمایا ہے۔ مثلاً:

① لَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا۔ (۷۲:۱۸) کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارا کرو۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

② نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ۔ (۱۰:۱۰۶) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہ پکارنا، کیونکہ وہ تجھ کو نہ تو کسی قسم کا نفع پہنچا سکتا ہے، اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچانا اس کے بس میں ہے۔

③ نیز فرمایا: اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ۔ (۲۱:۶۶) کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو تمھیں کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

④ نیز فرمایا: اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا۔ (۵:۷۶) کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جن کے اختیار میں تمھارا نفع اور نقصان کچھ بھی نہیں۔

⑤ نیز فرمایا: هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ۔ (۲۶:۷۳) کہ جب تم ان کو پکارتے ہو کیا یہ تمھاری کچھ سنتے بھی ہیں یا تمھیں کوئی فائدہ یا نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں؟

⑥ نیز فرمایا: اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا وَّ لَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔ (۲۰:۸۹) کہ کیا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ وہ نہ تو ان کی کسی بات کا الٹ کر جواب دے سکتا ہے، اور نہ ہی ان کے نقصان اور نفع کا مالک ہے۔

⑦ نیز ارشاد فرمایا: يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ۔ (۲۲:۱۲) کہ اپنی حاجت روائی کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کو بلاتا ہے وہ نہ تو اس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی اس کو نفع پہنچا سکتے ہیں۔

⑧ نیز ارشاد فرمایا: قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا۔ (۶:۷۱) کہ یا رسول اللہ! آپ فرمادیجیے کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی مدد کے لیے ان کو بلائیں جو نہ ہم کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نہ ہی نقصان۔

⑨ نیز فرمایا: قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُوا رَبِّي وَلَآ أُشْرِكُ بِهِۦٓ أَحَدًا۔ (۷۲:۲۰) کہ یا رسول اللہ! آپ فرمادیجیے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ اور کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔

⑩ نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَمَآ أَغْنَتْ عَنْهُمْ ءَالِهَتُهُمُ ٱلَّتِى يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ۔ (۱۱:۱۰۱) کہ عذابِ الٰہی کا حکم آجانے کے بعد اب وہ معبود ان کے کچھ بھی کام نہیں آئے جن کو مشکل وقت میں وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارا کرتے تھے۔

⑪ نیز فرمایا: وَأَنَّمَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ ٱلْبَٰطِلُ (۳۱:۳۰) کہ یہ منکر اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی حاجت براری کے لیے جن جن کو پکارتے ہیں وہ سارے کے سارے لغو اور باطل ہیں۔

⑫ نیز فرمایا: وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ هُوَ ٱلْبَٰطِلُ۔ (۲۲:۶۲) کہ یہ منکر اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی حاجت براری کے لیے جن جن کو بھی پکارتے ہیں وہ سارے کے سارے باطل اور لغو ہیں۔ یعنی ان کی پکار لغو ہے۔

⑬ نیز فرمایا: قُلِ ٱدْعُوا ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِۦ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ ٱلضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا۔ (۱۷:۵۶) کہ یا رسول اللہ! آپ فرما دیجیے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کو بھی الوہیت میں شریک سمجھتے ہو' حاجت پڑنے پر بھلا ان کو بلا کر تو دیکھو' وہ نہ تو تم سے کوئی تکلیف ہی دور کرسکتے ہیں اور نہ اس تکلیف کو بدل سکتے ہیں۔

⑭ نیز فرمایا: قُلِ ٱدْعُوا ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ۔ (۳۴:۲۲) کہ یا رسول اللہ! آپ فرمادیجیے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کو بھی الوہیت میں شریک سمجھتے ہو' حاجت پڑنے پر بھلا ان کو بلا کر تو دیکھو' تمھیں معلوم ہوجائے گا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کہ وہ نہ تو آسمانوں ہی میں ذرہ برابر کچھ اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں۔

⑮ نیز ارشاد فرمایا: وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ۔ (۸۶:۴۳) کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں وہ تو محض سفارش تک کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔

⑯ نیز ارشاد فرمایا: وَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ..... (۲۰:۴۰) کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ اچھے یا برے کسی طرح کے کام کا بھی حکم نہیں دے سکتے۔

⑰ نیز ارشاد فرمایا: وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ..... (۱۴:۱۳) کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں، وہ تو ان کی کوئی بات بھی نہیں سنتے، مگر ویسا ہی بے کار مُثمنا، جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی طرف پھیلائے تا کہ خود بخود پانی اس کے منہ میں آجائے۔

⑱ نیز فرمایا: وَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ۔ (۲۰:۱۶) کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن لوگوں کو حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہیں ان کا حال تو یہ ہے کہ وہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔

⑲ نیز ارشاد فرمایا: وَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ۔ (۱۳:۳۵) کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تو اتنا سا اختیار بھی نہیں رکھتے جتنی کہ کھجور کی گٹھلی کے اوپر کی جھلی ہوتی ہے۔

⑳ نیز ارشاد فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ (۱۹۴:۷) کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو اپنی مدد کے لیے بلاتے ہو، وہ بھی تم جیسے ہی بندے ہیں۔ ان کو بھلا کیا طاقت ہے کہ وہ کسی کی حاجت براری کر سکیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

(۲۱) نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ (۱۹۷:۷) کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن لوگوں کو اپنی مدد کے لیے پکارتے ہو وہ نہ تو تمھاری مدد کرنے پر قادر ہیں، اور نہ ہی وہ خود اپنی مدد کرسکتے ہیں۔

(۲۲) نیز فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ (۷۳:۲۲) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے۔ اگرچہ اس مکھی کو پیدا کرنے کے لیے وہ سب کے سب بھی اکٹھے ہوجائیں۔

(۲۳) نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ (۱۴:۳۵) کہ تم ان کو کتنا ہی بلاؤ اول تو وہ تمھارے بلانے کو سُنیں گے ہی نہیں، اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو تمھاری فریادرسی نہ کرسکیں گے اور قیامت کے دن تمھارے شرک سے مکر جائیں گے۔

○ قرآن مجید کی یہ آیاتِ مبارکہ گو بتوں کے بارے میں ہیں۔ مگر **قاعدہ ہے:** اَلْعِبْرَةُ لِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا لِخُصُوْصِ السَّبَبِ

(ظفرِ جلیل ص ۱۳۷)

○ اس کے علاوہ قرآن مجید میں جگہ جگہ حاجات و مشکلات میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنے اور یاد کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ مثلاً:

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ ـــــ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ (۶۲:۲۷) کہ بھلا وہ کون ہے کہ جب کوئی شخص بے قرار ہو کر اس سے فریاد کرے اور اس کی فریاد کو پہنچے اور اس کی مصیبت کو ٹال دے ـــــ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ کوئی اور بھی مصیبت کو ٹالنے والا ہے؟

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

② نیز فرمایا: فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (۱۴:۴۰) کہ ہر شائبۂ شرک سے، اور آمیزش کفر سے پاک صاف ہو کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاجات و مشکلات میں پکارا کرو۔

③ نیز فرمایا: فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (۶۵:۴۰) کہ ہر شائبۂ شرک سے، اور آمیزش کفر سے پاک صاف ہو کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاجات و مشکلات میں پکارا کرو۔

④ نیز فرمایا: وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (۲۹:۷) کہ ہر شائبۂ شرک سے، اور آمیزش کفر سے پاک صاف ہو کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاجات و مشکلات میں پکارا کرو۔

⑤ نیز فرمایا: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (۵۵:۷) کہ گڑگڑا گڑگڑا کر اور چپکے چپکے اپنے رب سے ہی دعا کیا کرو۔

⑥ نیز فرمایا: قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (۶۰:۴۰) کہ تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ صرف مجھے ہی پکارا کرو (جلد یا بدیر جیسے مصلحت ہوگی) میں ہی تمہاری درخواست قبول کروں گا۔

⑦ نیز فرمایا: وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا (۵۶:۷) کہ عذاب کے ڈر سے، اور فضل کی امید رکھ کر صرف اللہ تعالیٰ ہی سے دعائیں مانگتے رہو۔

⑧ نیز فرمایا: اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (۱۸۶:۲) کہ جب کبھی کوئی مجھ سے دعا کرے تو میں ہر ایک دعا کرنے والے کی دعا کو سنتا ہوں، اور مصلحت ہو تو قبول بھی کر لیتا ہوں۔

○ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء اور اولیاء بھی بارگاہِ الٰہی میں یہی عرض کرتے تھے:

① اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (۳۸:۳) کہ اے اللہ تعالیٰ صرف آپ ہی سب کی دعائیں سنتے ہیں۔

② اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ (۳۹:۱۴) کہ بے شک صرف میرا رب ہی ہے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جو دعا کو سنتا ہے۔

③ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۱۲۷:۲ و ۳۵:۳) کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کہ اے اللہ! صرف آپ ہی سب کی فریادیں سننے والے اور سب کی نیتوں سے واقف ہیں۔

④ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (۱:۱۷ و ۵۶:۴۰) کہ اصل سننے والا اور دیکھنے والا یعنی غیب دان وہی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

⑤ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۲۰۰:۷)

⑥ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۶۱:۸ و ۳۴:۱۲ و ۲۲۰:۲۶ و ۳۶:۴۱ و ۶:۴۴ و ۳۶:۷۱) کہ صرف وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب کی دعائیں سنتا اور اچھا اور برا سب کچھ جانتا ہے۔

⑦ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ (۵۰:۳۴) کہ بے شک صرف وہی ہے جو سب کی فریادیں سنتا ہے اور فریاد کرنے والے ہر شخص کے قریب ہے۔

⑧ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ (۶۱:۱۱) کہ بے شک میرا رب ہر ایک کے قریب ہے، سب کی فریادیں سنتا ہے، اور دعا قبول کرتا ہے۔

○ اسی طرح قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں، مثلاً:

⑨ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۱۳۷:۲)

⑩ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۱۸۱:۲ و ۱۷:۸ و ۵۳)

⑪ وَ اللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۲۵۶:۲ و ۳۴:۳ و ۱۲۱ و ۵۸:۹ و ۲۱:۲۴ و ۶۰:۲۴)

⑫ إِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ (۴۲:۸)

⑬ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ ، بَصِيرٌ (۲۸:۲۱ و ۲۲ و ۷۵ و ۱:۵۸)

⑭ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (۲۰:۴۰)

⑮ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا ، بَصِيرًا (۵۸:۴)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

⑲ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا، بَصِيْرًا (۱۳۴:۴)

○ قرآن مجید کی ان تمام آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث روایت قرآن مجید کی تعلیمات کے خلاف کسی سازش کا نتیجہ ہے۔

○ چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث ایک صحیح حدیث کے معارض ہے۔ اور وہ معجم طبرانی اور مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۳۹۰ میں ہے۔
حدثنا (سليمان بن حيان الازدى) ابو خالد الاحمر الكوفى عن (محمد) بن عجلان عن عمر بن كثير بن افلح عن ابن عمر فى الضالة يتوضا و يصلى ركعتين و يتشهد و يقول "يَاهَادِيَ الضَّالِّ وَ رَآدَّ الضَّآلَّةِ ارْدُدْ عَلَيَّ ضَآلَّتِيْ بِعِزَّتِكَ وَ سُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ عَطَآئِكَ وَ فَضْلِكَ"۔ یعنی اگر کوئی چیز گم ہوجائے تو وضوء کرکے دو رکعت نفل پڑھے اور تشہد پڑھ کر (درود کے بعد) یوں کہہ کر دعاء کرے: "اے گم شدہ چیز کی رہنمائی کرنے والے اور گم شدہ چیز کو واپس لانے والے میری گم شدہ چیز مجھے واپس دے دے۔ اپنے غلبہ اور تسلّط کے ساتھ۔ کیونکہ وہ تیری ہی عطا کردہ چیز ہے اور تیرا ہی فضل ہے"۔

○ بعض روایات میں اس طرح بھی آیا ہے کہ جب کوئی چیز گم ہوجائے، یا کوئی غلام بھاگ جائے تو اس وقت اس طرح دعاء مانگا کرو:
اَللّٰهُمَّ رَآدَّ الضَّآلَّةِ وَ هَادِيَ الضَّلَالَةِ اَنْتَ تَهْدِيْ مِنَ الضَّلَالَةِ اُرْدُدْ عَلَيَّ ضَآلَّتِيْ بِقُدْرَتِكَ وَ سُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ عَطَآئِكَ وَ فَضْلِكَ کہ اے اللہ! گم شدہ چیز کے پھیر دینے والے تو ہی بھول اور گمراہی سے راہ پر لاتا ہے۔ اس لیے اپنی قدرت اور غلبے سے میری گم شدہ چیز کو مجھ تک پھیر لا۔ کیونکہ وہ چیز تیری بخشش اور احسان میں سے ہے۔

○ اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ ابو خالد احمر جن کا نام سلیمان بن حیان ہے یہ ثقہ اور صحاح ستہ والوں کے راوی ہیں۔ جرح و تعدیل کے امام حضرت

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

علامہ ابن معینؒ اور ابن مدینیؒ ان کو ثقہ بتاتے ہیں۔ کسی نے ان کو غیر ثقہ نہیں کہا۔ پھر ابو خالد احمر کے استاذ محمد بن عجلان مدنی صدوق ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور ابن معینؒ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ پھر ان کے استاذ کثیر بن افلح مدنی مولی ابی ایوب مدنیؒ بھی ثقہ ہیں اور ان کے استاذ صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور:

قاعدہ ہے: اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ ۔ نیز اللہ تعالٰی نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف میں بے شمار آیات نازل فرمائی ہیں۔

- اور اگر بالفرض یہ حدیث سنداً ضعیف بھی ہوتی پھر بھی قابلِ اعتماد تھی۔ کیونکہ اس کی تائید قرآن مجید کرتا ہے۔ اور جس کی تائید قرآن مجید کرے تو اس کے قابلِ اعتماد ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔
- پانچویں وجہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک صحابی ایسا نہیں جس کے متعلق صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو کہ اس نے غیر اللہ سے مدد مانگی ہو۔ اور اگر کوئی شخص ایسی بات کسی صحابی کی طرف منسوب کرے' اول تو وہ بے سند ہوگی' اور اگر کوئی باسند روایت مل جائے تو اس کی سند میں کوئی نہ کوئی سقم ضرور ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ قابلِ اعتماد نہ ہوگی۔
- اور اگر بالفرض والتقدیر اس کی سند صحیح بھی مل جائے تو بھی مخالف قرآن ہونے کی وجہ سے نامقبول ہوگی۔ جیسا کہ دوسری روایت کے ضمن میں قاعدہ اصولیہ قبل ازیں لکھا جا چکا ہے۔

تیسری روایت

- مبتدعین کی طرف سے ایک اور روایت بھی ملا علی قاریؒ کی کتاب عین العلم کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے: اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باھل القبور۔ کہ جب تم کسی کام میں متحیر ہو جاؤ تو قبر والوں سے مدد حاصل کرو۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

○ اسی طرح اذا اعیتکم الامور فعلیکم باھل القبور کہ جب تمہیں کئی کام تھکا دیں تو قبروں کو لازم کر پکڑو۔ اس روایت کے متعلق حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۴ میں تحریر فرمایا ہے: ولیس بحدیث کما توھم اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اصحاب القبور ای اصحاب النفوس الفاضلۃ المتوفین یعنی اذا تحیرتم۔۔۔۔ کہ سرے سے یہ حدیث ہی نہیں ہے' جیسا کہ لوگوں کا وہم ہے۔

○ نیز یہ دونوں حدیثیں قرآن و حدیث کے مخالف ہیں۔ قرآن مجید کے مخالف اس لیے کہ فرمانِ الٰہی ہے: اِسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا (۱۲۸:۷)

○ نیز یہ حدیث تو احادیث صحیحہ کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ:

○ حدیث شریف میں تو آتا ہے: فاذا استعنت فاستعن باللہ کہ جب تو مدد مانگنا چاہے تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگا کر۔

○ نیز فرمایا: سلوا اللہ من فضلہ کہ اللہ تعالیٰ ہی سے اس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اس سے مانگنا پیارا لگتا ہے۔

○ نیز فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا تو اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں یا تو مانگتا ہی نہیں۔ یا مافوق الاسباب امور میں غیر اللہ سے مدد مانگتا ہے۔

○ نیز فرمایا: جو چاہتا ہے کہ سختی کے وقت میری دعا قبول ہو تو اسے چاہیے کہ سکھ میں بھی اللہ ہی سے مانگا کرے۔

○ نیز فرمایا: اپنی سب حاجتیں اپنے رب سے ہی مانگا کرو۔

○ نیز الدعوات پر بہت سے محدثین نے مستقل کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔

○

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

چوتھی روایت:

○ تمیز الطیب من الخبیث ص ۱۳۹ میں حدیث ہے: لو حسن احد کم ظنہ بحجر لنفعہ کہ اگر کوئی شخص کسی پتھر پر بھی حسن ظن رکھے گا تو وہ پتھر اس کو نفع پہنچائے گا۔

○ اس حدیث کے متعلق حافظ ابن حجر نے فرمایا: لا اصل لہٗ کہ اس حدیث کا کوئی اصل نہیں۔ یعنی یہ حدیث بے سند ہے۔

○ اور ابن تیمیہ نے اس کو موضوع کہا۔

○ اور اس روایت کو محض اس لیے حدیث کہا گیا ہے کہ اس کی شکل حدیث جیسی ہے۔ لیکن بے سند ہونے کی وجہ سے نامقبول اور مردود ہے۔ نیز یہ ہے بھی خبرِ واحد۔ اور اگر بالفرض یہ واقعۃً حدیث ہوتی اور کسی صحیح سند کے ساتھ کہیں سے مل جاتی، تب بھی مردود ہوتی۔ کیونکہ اہلِ عقائد کا

قانون ہے کہ عقائد کے باب میں خبرِ واحدِ صحیح بھی مقبول نہیں ہوتی۔

○ نیز قرآن مجید کے نزول کا سب سے بڑا سبب ہی یہی تھا کہ لوگ حاجت روائی مشکل کشائی کے لیے غیر اللہ کو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دے رکھے ہیں، اس لیے وہ لوگوں کی حاجتیں مرادیں سنتے اور پوری کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ سے کہہ کر ان کی حاجتیں پوری کروادیتے ہیں۔

○ اگر یہ حدیث صحیح مانی جائے تو سارے قرآن مجید کا مقصد ہی فوت ہوجائے گا، اور مشرکینِ مکہ کی مخالفت کا مسئلہ ایک کھیل تصور ہوگا۔

○ اور حضرت ذوالقرنین علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ جو امور تحت الاسباب ہیں ان میں تم لوگ میری امداد کرو یعنی مجھ سے تعاون کرو۔ لوہے کی سلیں لاؤ، ان کو اوپر تلے رکھو، آگ جلاؤ، ان سلوں کو دھنکی کے ساتھ دھونکو، جب سب سلیں لال انگارا بن جائیں گی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تو پگھلا ہوا تانبا لا کر اس پر پلٹ دو۔

- اس قسم کی استعانت جو ماتحت الاسباب ہو، انبیاء اولیاء اور مؤمنین سب ہی کرتے رہے ہیں۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا۔
- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کرنے کے لیے اپنے ہم سفر صحابیؓ سے فرمایا کہ ستو گھول۔
- اسی طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنا گھوڑا مجھے دو، میں اس پر سوار ہو کر حالات کا جائزہ لے آؤں۔
- قربانی کی بکری خریدنے کے لیے ایک صحابیؓ کو دینار دیا کہ قربانی کے لیے بکری خرید لائے۔
- اس طرح کے ہزاروں واقعات حدیثوں میں موجود ہیں ان کو استدلال میں پیش کرنا عقلمندی نہیں۔ مگر اموات سے مدد مانگنا دور سے یا قبر کے پاس سے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نہ کسی نبی نے کیا نہ ولی نے نہ کسی صحابی نے اور نہ کسی مومن نے۔ اور نہ ہی کسی نے وفات یافتہ نبی یا ولی یا صحابی کو کہا کہ میری فریاد رسی کرو۔
- امیر المومنینؓ سیدنا امام عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں ۴۰ یا ۴۸ روز (علی اختلاف الروایات) بلوائیوں کی وجہ سے نظر بند کیے گئے۔ مگر آپ نے حجرۂ عائشہؓ میں مدفون حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد نہیں مانگی۔ بلکہ بڑے بڑے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو تکالیف پہنچیں مگر انھوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ سے کبھی مدد نہیں مانگی۔
- امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بالواسطہ یا بلاواسطہ کی تشریح نہیں فرمائی اور نہ کسی شاگرد نے۔ تو یہ تفسیر بالرائی ہے جو مردود ہے۔

پانچویں روایت:

رسالہ درۃ الفاخرۃ فی کشف احوال الآخرۃ میں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ سے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

منقول ہے: وفی الحدیث الصحیح ان رسول اللہ ﷺ قال ما من احدیمر بقبر اخیہ المؤمن فیسلم علیہ الاعرفہ ورد علیہ السلام یعنی حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنے مومن بھائی کی قبر پر جا کر السلام علیکم کہتا ہے تو وہ قبر والا اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کو اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔

○ نیز فرمایا: وقد ورد ایضاانھم یسمعون قرع نعالھم فاذا کان یسمع قرع نعالھم فھو لماسواہ اسمع اور حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ دفن کیے ہوئے مردے دفن کرکے واپس گھروں کو جانے والے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتے ہیں۔ تو جب وہ مدفون میت اسے دفن کرکے اپنے گھروں کو واپس جانے والوں کے جوتوں تک کی آوازیں بھی سن لیتے ہیں تو دوسری باتیں تو بطریق اولیٰ سن سکتے ہیں۔

○ اس روایت اور اس سے کیے جانے والے استدلال کا:

جواب: امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے "بلاغ المبین" میں تحریر فرمایا ہے: "اینہا وامثال این احادیث بسیار اند کہ صریح مناقضِ دین اسلام است بسبب وضع علیدان اصنام مقابریہ نزد جہال و اہلِ ضلال رواج یافتہ اند"۔ کہ یہ حدیثیں اور ان جیسی اور بہت سی حدیثیں ہیں جو اسلام کے صریح خلاف ہیں اور قبروں کے پجاریوں کے وضع کرنے کی وجہ سے جاہل اور گمراہ لوگوں کے ہاں رواج پا گئی ہیں۔

فائدہ: یاد رہے کہ جب وضع احادیث سے لوگ باز نہیں آئے تو بزرگوں کی کتابوں میں ایسی ایسی ناروا باتیں گھڑ کر داخل کرنے سے ان کو کونسا امر مانع ہے۔ خصوصاً ایسی کتابیں جو داخلِ درس نہیں اور مدارس میں پڑھی پڑھائی نہیں جاتیں۔ اور گزشتہ زمانے میں مطابع نہ ہونے کی وجہ سے قلمی کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ اور پھر بڑی ضخیم اور کئی کئی جلدوں میں کتابیں لکھی ہوتی تھیں۔ ناقلین

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نے موقع محل دیکھ کر مضمون کی مناسبت سے اپنی سمجھ کے مطابق کچھ اضافہ کر دیا۔ بعد والوں کو کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ عبارت مصنف کی اپنی ہے یا کسی ناقل کا اضافہ ہے۔ جبکہ مطالعہ کرنے والا اسے مصنف کی عبارت سمجھ کر مصنف کی علوشان کو دیکھتے ہوئے تسلیم کر لیتا ہے' اگرچہ وہ بات قرآن مجید اور سنت نبویہ کے صریح متضاد ہو۔ جیسے:

① امام غزالیؒ کی کتاب احیاءُ العلوم میں ہے: من یستمد بہ فی حیاتہ یستمد بہ بعد وفاتہ یعنی دنیوی زندگی میں جس سے مدد مانگی جاتی ہو اس کی وفات کے بعد بھی اس سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔ حالانکہ یہ بات صریح غلط ہے۔ اور جو شخص اس قول کو اپنے عقیدے کی دلیل سمجھتا ہے وہ خود اس پر عامل نہیں ہے۔ کیونکہ:

○ اگر کوئی شخص کسی حاذق حکیم کی زندگی میں اس سے علاج کرواتا رہا ہے' لیکن اس حکیم یا معالج کی وفات کے بعد اس سے علاج نہیں کرواتا بلکہ کسی اور زندہ حکیم سے علاج کرواتا ہے۔ خواہ وہ حکیم اس مرنے والے حکیم کی طرح ماہر نہ ہو۔

○ اسی طرح قاضی' حاکم یا جج کی زندگی میں تو اس سے فیصلے کرواتا تھا لیکن اس کے مرنے کے بعد اس سے فیصلے نہیں کرواتا۔

○ اسی طرح وکیل کی زندگی میں اس سے کام لیتا تھا اس کے مرنے کے بعد اس سے کام نہیں لیتا بلکہ نیا وکیل پکڑتا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس ـــــــ

○ ان امثلہ سے معلوم ہوا کہ "احیاءُ العلوم" میں منقول اموات سے امداد طلب کرنے والا یہ عقیدہ اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ عقلی طور پر بھی غلط اور مضحکہ خیز ہے۔

○ دوسری بات یہ کہ مشہور محدث و نقاد حضرت امام ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں میں تحریر فرمایا ہے کہ "احیاءُ العلوم" میں موضوع احادیث

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اس لیے امام غزالی کی یہ کتاب غیر معتبر ہے۔

- تیسرے یہ کہ امام غزالی ہو یا کوئی اور بزرگ، اس کا قول جو خلاف قرآن مجید ہو اس کا رد کرنا واجب ہے جب کہ اس حدیث (خبر واحد) کو بھی رد کر دیا جاتا ہے جو نص قرآنی کے خلاف ہو جیسا کہ:
- حضرت امام طحاوی نے فرمایا ہے کہ لا یجوز ان یؤخذ بحدیث یدفعہ نص الکتاب (شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۸۲) یعنی ایسی حدیث کو قبول کرنا جائز نہیں جس کو قرآن مجید کی صریح عبارت رد کر رہی ہو۔

④ خزانۃ الروایات میں ہے: من یتبرك به فی حیاته یتبرك بزیارته بعد وفاته یعنی کہ جس کے مشاہدہ سے دنیوی زندگی میں برکت حاصل کی جاتی ہے اس کی وفات کے بعد بھی اس کی قبر کی زیارت سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے۔ حالانکہ یہ عقیدہ بھی اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ کیونکہ:

- قرآن مجید میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ برکات دہندگی اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات میں سے ہے۔ اور اس صفت میں کسی کو شریک سمجھنا کفر ہے۔ مثلاً:

① تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ (۵۵:۷۸)

② تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ (۶۷:۱)

③ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ (۲۵:۱)

- اسی طرح اور بھی بے شمار آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی برکات دہندہ ہے، اور مخلوق میں سے کوئی بھی برکات دہندہ نہیں۔
- اسی طرح نماز کے شروع میں تَبَارَكَ اسْمُكَ ـــــ اور آخری قعدہ میں اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ ـــــ پڑھتے ہیں۔
- نیز "خزانۃ الروایات" کا شمار غیر معتبر کتابوں میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہمارے استاذ الاستاذ حضرت مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں "خزانۃ الروایات" کا تذکرہ غیر معتبر کتابوں میں فرمایا ہے۔ جبکہ کسی غیر معتبر کتاب سے ایسے عقیدے کا اثبات جائز نہیں جو قرآن مجید میں بیان کیے گئے اسلامی عقائد کے خلاف ہو۔

③ شرح المصابیح میں ہے: للارواح الصافیة تاثیرات فی الامداد لاسیما بعد انخلالها من عقد الطبع و قید النفس و ربط الجسد حال المماة کہ دنیا کی آلائشوں سے پاک صاف بزرگوں کی ارواح طیبہ دوسروں کی امداد کرنے میں اپنا اثر رکھتی ہیں۔ خصوصاً وفات کے بعد جب کہ وہ ارواح قیدِ نفس سے آزاد ہو جاتی ہیں۔

④ اسی طرح کہتے ہیں کہ شیخ مغرب سید احمد زروق نے کتاب الحکم کی شرح میں لکھا ہے کہ ایک دن شیخ ابوالعباس خضرمی سے میں نے خود پوچھا کہ: "امداد کرنے کی قوت زندوں میں زیادہ ہوتی ہے یا مردوں میں"؟ تو انھوں نے مجھے یوں جواب دیا کہ: "اگرچہ ایک گروہ تو کہتا ہے کہ امداد کی قوت زندوں میں قوی ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ امداد کی قوت مردوں میں قوی تر ہے" اور شیخ نے کہا کہ: "یہی برحق ہے"۔

⑤ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اموات کی منزلت کی قربت جناب کبریائی میں ہے۔ اسی واسطے ممکن ہے کہ ان کی ارواح کی قدرت اتنی ہو کہ وہ اپنے متوسلین اور زائرین کے باب میں وہ مرے ہوئے بزرگ بارگاہِ الٰہی میں دعاء شفاعت اور طلب حاجات کریں۔

○ مذکورہ بالا عبارات اور اس قسم کی دوسری عبارات جو بزرگوں کی کتابوں میں ملتی ہیں، یہ قرآن مجید کی صریح آیات کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابلِ رد ہیں۔ اور ان مخالفِ قرآن باتوں پر عقیدہ رکھنا اور یقین کرنا بہت بڑا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

گناہ اور ظلمِ عظیم ہے۔ کیونکہ

قاعدہ ہے کہ کسی عالم کے قول کی صحت اور ضعف معلوم کرنے کا معیار قرآن مجید اور احادیث صحیحہ متواترہ ہیں۔ اور اگر کسی عالم کا قول ان دونوں کے موافق ہو تو فبہا' ورنہ اس کو دیوار پر پھینک مارو یعنی اسے رد کر دو۔

○ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ بعض غیر ذمہ دار اور بد عقیدہ لوگوں نے بعض نامور علماء کرام اور اولیاء عظام کی کتابوں' خصوصاً غیر متداول یا غیر درسی کتابوں میں دسیسہ کاری سے کام لیتے ہوئے تغیر و تبدل کر کے اسلامی تعلیمات کا حلیہ بگاڑنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ مذکورہ بالا مشرکانہ عبارات بھی انہی بد عقیدہ لوگوں کی کارستانیوں کا نتیجہ ہوں۔ اور یہ عبارات خود ان بزرگوں کے قلم سے نہ نکلی ہوں۔ اور اگر واقعی یہ عبارات انہی بزرگوں نے لکھی ہوں' پھر بھی قرآن مجید کی صریح آیات مبارکہ اور احادیث صحیحہ متواترہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے ناقابلِ اعتبار ہیں۔

○ نیز یہ بھی یاد رہے کہ دلائل شرع کے چار ہیں۔ ① قرآن مجید ② حدیث صحیح یا حسن ③ اجماع امتِ محمدیہ' یعنی جس رائے پر امتِ محمدیہ کے مجتہدین فقہاء کا اجماع ہو جائے ④ مجتہد کا وہ قیاس جو قرآن و سنت اور اجماع امت سے مستنبط ہو۔

○ مگر اثباتِ عقیدہ کے لیے قرآن مجید کی نص اور حدیث متواتر اور اجماع صحابہ نقلی کے علاوہ اور کسی چیز کا کچھ اعتبار نہیں۔

○

فائدہ: یاد رہے کہ جو اجماع امت شرعی طور پر حجت تسلیم کیا جاتا ہے اس کی بھی چار اقسام ہیں۔ اور اجماع کی یہ چاروں قسمیں مقامِ حجیت میں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں اور ان کے احکام جدا جدا ہیں۔ مثلاً:

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اجماعِ اُمّت کی اقسام

① اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم نصاً

کسی واقعہ کے حکم پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نصاً اجماع۔ یعنی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا صراحۃً اس حکم کا بیان کرنا۔ اور یہ اجماع قرآن مجید کی آیت کی طرح حجت قطعیہ ہے۔ جس کا منکر کافر ہوتا ہے۔

② اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سکوتی

کسی واقعہ کے حکم پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نصاً یعنی تصریح کے ساتھ قول کرنا' اور ان کے قول کا علم ہونے کے باوجود باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کا' خاموش رہنا۔ اس کا نام اجماع سکوتی ہے۔ اور یہ اجماع بمنزلہ حدیث متواتر کے ہے اور قطعی واجب العمل ہے۔ البتہ اس کے منکر کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ بعض صحابہ کی خاموشی میں کئی احتمال ہو سکتے ہیں۔ یعنی بعض صحابہ کی خاموشی میں اس بات کا احتمال بھی ہے کہ وہ کسی مسئلہ کے بارے میں دو قسم کے احکام میں سے کسی ایک حکم کو ترجیح نہ دے سکے ہوں۔ یا ان کی اس خاموشی میں کوئی اور مصلحت ہو۔

③ اجماع من بعد الصحابہ من المجتہدین ۱

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد والے اہل رائے اور مجتہدین کا کسی ایسے حکم پر اجماع جس کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عہد میں کوئی حکم وارد نہ ہوا ہو۔ اور یہ اجماع بمنزلہ حدیث مشہور کے ہے۔ اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ جس کا منکر فاسق ہے' لیکن کافر نہیں۔

④ اجماع من بعد الصحابہ من المجتہدین ۲

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں کسی مسئلہ پر ان کا باہم اختلاف رہا ہو۔ یعنی بعض کی رائے بعض کے موافق نہ تھی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے اہل رائے اور مجتہدین نے ان دو قولوں میں سے ایک قول پر اتفاق

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کرلیا۔ یہ اجماع بمنزلہ خبر واحد صحیح کے ہے۔ اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور اس کے ہوتے ہوئے قیاس کا کچھ اعتبار نہیں۔

- فصول الحواشی شرح اصول شاشی ص ۲۹۷ میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ اہل رائے و اجتہاد کے اجماع کے خلاف نہ تو عوام کے کسی قول کا اعتبار ہے اور نہ علم عقائد والوں کا اور نہ ہی ان محدثین کے کسی قول کا کچھ اعتبار ہے جو اصول فقہ میں بصیرت نہ رکھتے ہوں۔ جبکہ عقائد کا معاملہ فقہی مسائل سے زیادہ اہم اور نازک ہے۔ اس لئے عقائد کے باب میں تو قرآن مجید کی صریح آیت کے خلاف کسی عالم کا قول قطعی طور پر مردود ہوگا۔
- اسی طرح اجماع کی پہلی دو قسموں کے سوا کسی کی بات عقائد میں نہیں مانی جا سکتی اور عمل میں اجماع کی باقی دو قسموں پر عمل کرنا بھی واجب ہے۔ جن کا منکر گو کافر تو نہیں مگر فاسق ضرور ہے۔

فائدہ: خبرِ متواتر اور خبرِ مشہور تو قرآن مجید کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ البتہ اگر خبرِ واحد قرآن مجید کے خلاف ہو تو علماءِ اسلام کا متفقہ

قانون ہے کہ خبرِ واحد کے مقابلے میں قرآن مجید کو ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ اب رہی حدیث یعنی خبرِ واحد تو اگر اس کی کوئی ایسی تاویل ہو سکتی ہو جس سے قرآن مجید کے مفہوم میں کسی قسم کی تبدیلی نہ آئے تو اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔ اور اگر خبرِ واحد ایسی ہے جس سے قرآن مجید کا مفہوم بدل جائے اور اس کی کوئی مناسب تاویل بھی نہ ہو سکتی ہو تو سند کے لحاظ سے صحیح ہونے کی صورت میں بھی اس حدیث پر عمل کرنا ممنوع ہے۔ اور اگر وہ حدیث سند کے لحاظ سے بھی صحیح نہ ہو تو اس صورت میں وہ حدیث باتفاقِ علماء واجب الرد ہے۔ اور اگر وہ حدیث موضوع ہو تو اسے حدیث کا نام دینا ہی درست نہیں۔ سوائے اس کے کہ اس کی شکل حدیث جیسی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃالاشاعت ڈاٹ کام

ہے۔ لیکن اس پر عمل کرنا حرام ہے۔ اور اس کا رد کیے بغیر اس کو بیان کرنے والا مِنْ خَدَمِ الشَّیْطٰن یعنی مفت میں شیطان کا خادم ہے۔

○ نیز علماءِ اسلام نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ افعالِ مشائخ مثبتِ احکامِ شرعیہ نہیں۔ چنانچہ:

○ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "مشربِ پیر حجت نیست، دلیل از کتاب و سنت می باید"۔ یعنی عقائد و شرعی امور میں پیر و مرشد کا مسلک حجت نہیں۔ شرعی امور میں ہمیشہ قرآن و سنت سے ہی دلیل لینی چاہیے۔ (دیکھیے: اخبار الاخیار ص ۹۳)

○ اسی طرح مشہور صوفی شاعر حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشہور مثنوی میں تحریر فرمایا ہے: ؎

نیست حجت قول و فعلِ ہیچ پیر
قولِ حق و فعلِ احمد را بگیر

○

عصرِ حاضر کے بعض "مفسرین" کے اوہام

وہم ۱: عصرِ حاضر کے "مفسر" نعیم الدین مراد آبادی نے کنز الایمان کے حاشیہ میں لکھا ہے: اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں یہ تعلیم فرمائی ہے کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ حقیقی مستعان وہی ہے۔ باقی آلات و خدام و احباب وغیرہ سب عونِ الٰہی کے مظہر ہیں۔ بندے کو چاہیے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دستِ قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء و انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے، عقیدہ باطلہ ہے۔ کیونکہ مقربانِ حق کی امداد امدادِ الٰہی ہے۔ استعانت بالغیر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

نہیں۔ اگر اس آیت کے یہ معنے ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآن پاک میں: اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اور اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ کیوں وارد ہوتا اور احادیث میں اہل اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی؟

○ احمد رضا خان کے ترجمۂ قرآن مجید مسمّٰی بہ کنز الایمان کے حاشیہ میں نعیم الدین مرادآبادی کی یہ تفسیر بہ چند وجوہ باطل ہے۔

اولاً: اس لیے کہ یہ تفسیر اور کسی مفسر نے نہیں لکھی۔

ثانیاً: اس لیے کہ قرآن مجید کی نصوص صریحہ کے خلاف ہے۔

ثالثاً: یہ کہ قرآن مجید کی کسی آیت اور احادیث صحیحہ میں سے کسی حدیث میں یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ کسی نبی ولی و سائر المؤمنین میں سے کسی نے اپنی حاجت براری، دفع بلیات، ازالۂ مصائب یا رزق یا اولاد یا فتح و کامرانی کے لیے غیر اللہ (مثلاً فرشتوں رسولوں ولیوں میں سے کسی) سے امداد مانگی ہو یا کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی، سلف صالحین، اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے یہ مسئلہ سمجھایا ہو کہ اس طرح نبی ولی یا فرشتوں و دیگر مقربان الٰہی سے امداد مانگنا اللہ تعالیٰ ہی سے امداد مانگنا ہے، اس لیے تم فرشتوں، نبیوں، رسولوں، ولیوں اور مقربانِ الٰہی سے مدد مانگا کرو۔ اور ہم بھی مانگتے ہیں۔ اور آیتِ قرآنیہ میں جو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ آیا ہے اس کے یہی معنی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس قدر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کی دعائیں منقول ہیں ان میں سے کسی میں بھی غیر اللہ کی پکار نہیں جیسا کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کی تحقیق المعانی میں نقل کیا جاچکا ہے۔

○ اگر یہ صورت جائز ہوتی تو کوئی نہ کوئی نبی یا صحابی، یا تابعی یا امام مجتہد بیانِ جواز کے لیے غیر اللہ سے استمداد و استعانت کرتا یا علماء عقائد میں سے کوئی ماتریدی، اشعری، حنبلی یا اور کوئی امام علمِ کلام یہ مسئلہ واضح کرتا کہ واقعی مقربانِ الٰہی سے استمداد اللہ تعالیٰ ہی سے استمداد ہے۔ بلکہ ابو الانبیاء حضرت

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر مشرک لوگ آگ میں ڈالنے لگے تو جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہنے لگے کہ اے ابراہیمؑ اگر کہو تو میں تمھاری مدد کروں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں تمھاری مدد نہیں چاہتا۔ میں تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد کا طالب ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات بہت پسند آئی اور اللہ تعالیٰ ہی نے ان کی مدد فرمائی۔ اگر فرشتوں وغیرہ مقربان الٰہی سے استمداد جائز ہوتی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ایسے آڑے وقت میں حضرت جبرائیل سے مدد لیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی یہ سبق دے گئے کہ کسی وقت بھی غیر اللہ سے استمداد نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگو۔

○ بہر حال نعیم الدین مراد آبادی صاحب کا بعض موضوع روایات کو استعانت لغیر اللہ کی دلیل بنانا سراسر غلط ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ موضوع حدیث کو تو حدیث نبوی کہنا ہی جائز نہیں۔ اور اس کو قصداً اپنے عقیدۂ بد کے لیے دلیل کے طور پر پیش کر کے امتِ محمدیہ کو کفر و شرک کی اندھیری وادی میں دھکیلنے کی کوشش ہے۔

رابعاً اللہ تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں استعانت بواسطۂ مقربانِ الٰہی کفار کا معمول بتا کر اس کا رد فرمایا: وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ (۳۹:۳) اس کا مطلب حضرت قتادہ، زید بن اسلم اور ابن زید وغیرہم نے یوں بیان کیا: مانعبد هذه الالهة الا ليشفعوا لنا عند الله۔ یعنی ہم ان بزرگوں (فرشتوں، عزیر، عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ مقربانِ الٰہی) کو اس لیے پوجتے ہیں اور ان کے نام پر نذر و نیاز اس لیے دیتے ہیں کہ یہ مقربانِ الٰہی ہستیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری سفارش کریں اور ان کے پوجنے سے اللہ تعالیٰ کے پاس قربت حاصل کریں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور لاڈلے ہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام
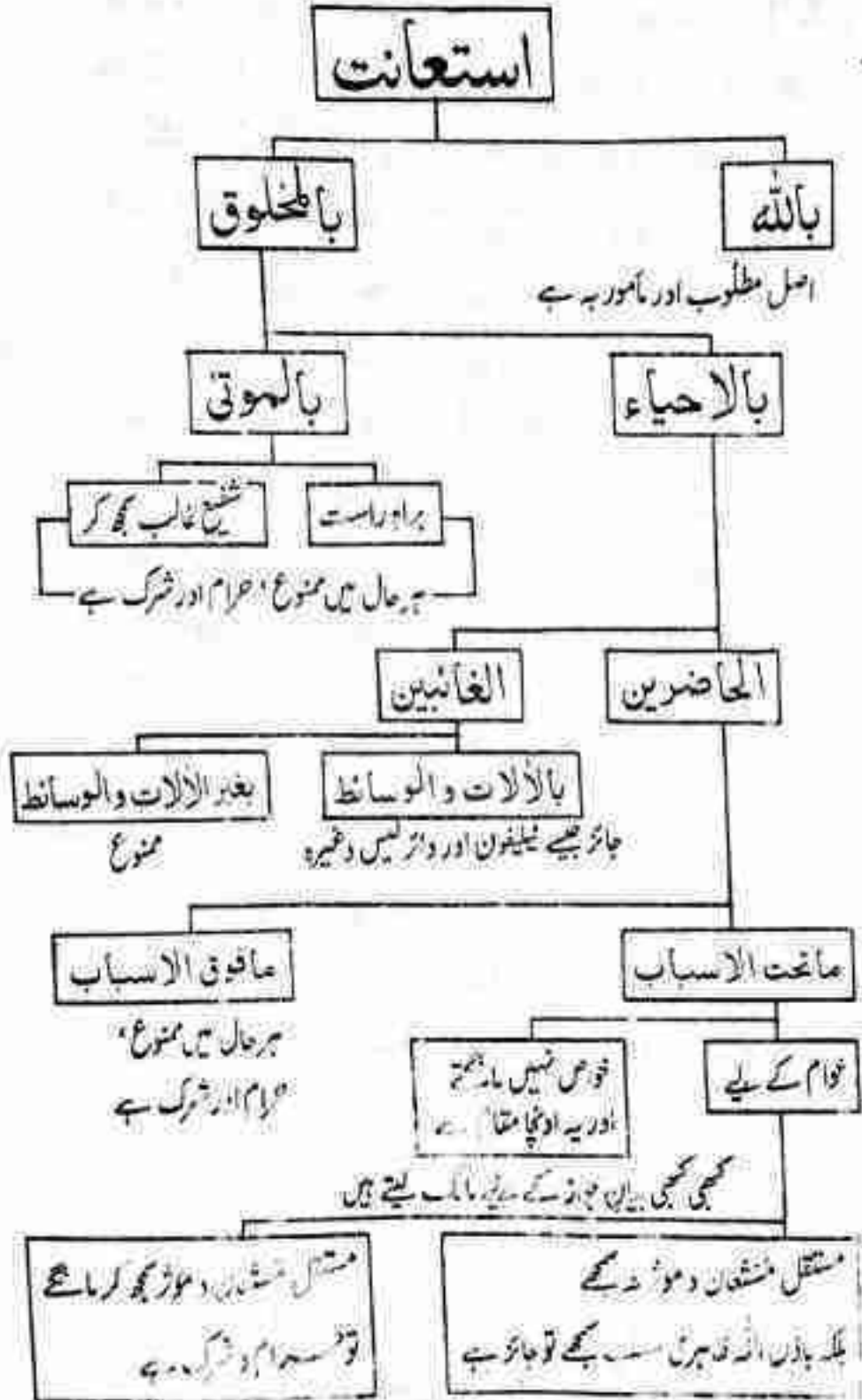
فائدہ: اس سے یہ بات صراحت سے ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے کٹر مشرک بھی اپنے معبودوں اور مقربان الٰہی کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کا بندہ ہی سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز دینا اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا ہی ان کا کفر اور شرک تھا۔

○ حضرت علامہ محمد طاہر فتنی نے مجمع البحار میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض ایسے لوگ ہیں جو نبیوں اور بزرگوں کی قبروں کی طرف جاتے ہیں وہاں ان کی قبروں کے پاس نماز پڑھتے ہیں اور دعاء مانگتے ہیں اور ان بزرگوں سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں سو یہ کام جائز نہیں۔

○ نیز امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تفہیمات میں صراحت سے فرمایا کہ اجمیر وغیرہ مزارات پر ان سے طلب حاجات کے لیے جانے والا خونی اور زانی سے بھی بڑھ کر گنہگار ہے' لات' عزّیٰ اور منات کے پجاریوں جیسا ہے۔

○ روضۃ الندایہ میں ہے کہ اولیاء اور بزرگوں کے فوت ہونے کے بعد ان سے مدد مانگنا ناجائز ہے۔

خامساً: اگر تسلیم کرلیں کہ مقربان الٰہی سے مدد مانگنا اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے تو دنیا میں کسی کو مشرک نہیں کہا جاسکے گا۔ بلکہ ہندوؤں اور سکھوں کو بھی موحد ماننا پڑے گا۔ جیسا کہ وہ خود کو موحد کہتے ہیں۔ چنانچہ:

○ سراؤگی اور جینی ہندو کہتے ہیں کہ ہم مشرک نہیں ہیں۔ ہم سوائے خدا کے کسی اور کو سزاوار پرستش کے نہیں جانتے۔ نہ کشن بشن کو نہ مہادیو کو نہ کسی دیوی کو نہ گنگا جمنا وغیرہ کو۔

○ اسی طرح ہندو نانک پنتھی بھی کہتے ہیں کہ ہم شرک سے خالی ہیں اور

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہمارے بابا نانک اور دوسرے گوروں نے شرک نہیں کیا اور بابا نانک کے کلام میں توحید کا مضمون ہے۔ اور حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بھی مانتا ہے۔ چنانچہ گرونانک کہتا ہے۔ ؎:

پہلا نام خدا دا لئے' دوجا نام رسول

تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگہ پوے [illegible]

○ نیز لکھتا ہے۔ ؎:

باجھ محمد بھگت [illegible]

یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانے بغیر عبادت [illegible] ہے [illegible] باوجود اس کے ان کے دن گرنتھی پوتھی میں لکھا۔ ؎:

پرتھی بھگوتی سمر لے گورو نانک لئے دھیائے

انگت گورتی امرداس درانداسی ہوئے سوائے

یعنی اول دیوی کو پوج لے کہ گورو نانک نے اس سے مدد مانگی' دیوی انگت اور امرداس اور رام داس کی مددگار ہوئی۔ ؎:

یہ سمر وارجن ہر گوبند سمر دسری ہر رائے

سری ہر کشن جی دھیا ئی جس ڈٹھے سب دکھ جائے

یعنی اے لوگو! ارجن' ہرگوبند' ہررائے کا نام جپو' ہرکشن کو یاد کرکے مدد چاہیے جس کے [illegible] جاتا رہے۔ ؎:

تیغ بہادر سمر تے گھر نوند آوے

جی سب تھائیں ہوئے سہائے

یعنی تیغ بہادر کا نام جپنا چاہیے تاکہ گھر میں دوڑ کر نعمت آوے' اے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ممدوح تمام جگہ میری مدد کیجو۔

○ یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ وہ ہندو اور سکھ جو خود کو مُوَحِّد کہلاتے ہیں اپنے اشعار میں کس طرح غیرُ اللہ سے امداد کے طالب ہیں۔ ان اشعار کی بنا پر تو "مفتی" موصوف بھی ہندوؤں اور سکھوں پر کفر و شرک کا فتویٰ لگائے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ حالانکہ ہندو اور سکھ اپنے بزرگوں کو بھگوان یا پرماتما کے اوتار یعنی مظہرِ الٰہی سمجھ کر پکارتے ہیں۔ اسی طرح مشرکین مکہ اپنے بزرگوں کو مقربانِ الٰہی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ لیکن آج کل کے کلمہ گو، پیر پرست اور رسمی مسلمان اپنے بزرگوں کو نہ صرف مقربانِ الٰہی سمجھ کر بلکہ ہندوؤں اور سکھوں کی طرح مظہرِ الٰہی سمجھ کر مافوق الاسباب امور میں غائبانہ طور پر انھیں حاضر و ناظر تصور کرتے ہوئے امداد کے لیے پکارتے ہیں، جو کہ صریح شرک ہے۔

سادساً یہ کہ اگر اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہی ہے کہ استعانت عام ہے بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ سب خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے بھی یہی معنے ہوں گے۔ کیونکہ دونوں جملوں کی ہیئت ترکیبیہ ایک ہی جیسی ہے۔ تو اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے معنے اس طرح ہوں گے کہ عبادت اور پوجا عام ہے بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ سب خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اور عبادت اور پوجا نبیوں ولیوں فرشتوں اور دیگر مقربانِ الٰہی کی اللہ تعالیٰ ہی کی پوجا اور عبادت ہوگی۔ اور ان کے حضور سجدہ اللہ تعالیٰ ہی کے حضور سجدہ ہوگا، اور ان کے نام کی قربانی اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی قربانی ہوگی اور ان کی نذر اللہ تعالیٰ ہی کی نذر ہوگی اور ان کی نماز اللہ تعالیٰ کی نماز ان کا روزہ اللہ تعالیٰ کا روزہ ان کی تسبیح اللہ تعالیٰ کی تسبیح ان کی بندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی۔

○ شاید یہی وجہ ہے کہ جیسے عبداللہ عبدالرحمٰن نام رکھے جاتے ہیں ایسے ہی عبدالنبی، عبدالرسول، عبدالحسین، عبدالمصطفیٰ وغیرہ نام رکھے جاتے ہیں۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اور احمد رضاخان نے اپنا نام یہی رکھا۔ اور جیسے اللہ بخش' یا خدا بخش نام رکھتے ہیں ایسے ہی امام بخش' حسین بخش اور رسول بخش وغیرہ نام رکھے جاتے ہیں۔

○ شاید یہی مذہب ہے احمد رضاخان صاحب کا جنھوں نے حدائق بخشش حصہ اول ص ۹۴ میں لکھا ہے:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اور سید المرسلین ص ۳۵ و ۳۶ میں لکھا ہے:

خدا کے سب ہیں بندے پر خدا ملتا نہیں ان کو
خدا ملتا ہی ان کو ہے جو ہیں بندے محمدؐ کے

○ اور یہی عقیدہ اہلِ تشیع کے اسماعیلی فرقہ کا ہے۔ چنانچہ کلامِ الٰہی اور فرمانِ امام ص ۵۴ میں لکھا ہے:

امام کا ظہور اللہ کا ظہور ہے۔ جس کی پہچان' اللہ کی پہچان ہے۔ جس کی بندگی' اللہ کی بندگی ہے۔ جس کی حمد اللہ کی حمد ہے۔ جس کی بیعت اللہ کی بیعت ہے۔ جس کی فرمان برداری' اللہ کی فرمانبرداری ہے۔ (بحوالہ آغاخانیت ص ۳۶)

○ مگر مراد آبادی صاحب کا نَسْتَعِیْنُ میں واسطہ کی تعمیم کرنا اور نَعْبُدُ کی تشریح میں واسطہ و بلا واسطہ کی تعمیم نہ کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔ واللہ اعلم

○ اور اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ کے متعلق یہ معنے لینا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔ کیونکہ صبر اور نماز دونوں غیر اللہ ہیں' سو یہ غلط ہے۔ کیونکہ اس آیت میں کسی مخلوق سے مدد مانگنے کی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ مدد ح

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جناب باری تعالیٰ سے مانگنے کا ہی حکم ہے اور صبر و صلوٰۃ کو جو خود اس مدد مانگنے والے کا ہی اپنا فعل ہے ایک ذریعہ مانگنے کا قرار دیا ہے۔ یعنی صبر کرنے اور نماز پڑھنے کو ذریعہ بتایا ہے حصول امداد الٰہی کا۔ لہٰذا اس آیت قرآنی سے غیر اللہ سے مدد مانگنے پر استدلال کرنا محض مغالطہ ہے۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قال اللہ تعالیٰ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

روئیداد مناظرہ سمندری

مسمّٰی بہ

اظہار الحق

مرتبہ:

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا

علامہ مفتی محمد حسین شاہ نیلوی رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ تَتَوَلّٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْمُتَادَبِیْنَ بِاٰدَابِہٖ امّا بعد اشتہار مناظرہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ حقیقت کو کس طرح مسخ کیا گیا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ چک نمبر ۴۶۸ گ ب تحصیل سمندری ضلع لائل پور میں جو مناظرہ ہوا اہل فہم پر روشن ہے کہ مولوی عبدالرشید صاحب بنا دعوی اہل سنت علمائے دیوبند کی کتابوں سے نہیں دکھا سکے اور جو جو عبارتیں وہ دکھاتے تھے، ان سے ان کے دعوے کو دُور کا واسطہ بھی نہ تھا، سب سے پہلے دعویٰ یہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگانا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ مگر تین گھنٹے کے وسیع وقت میں حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں سے یہ عبارت نہ دکھا سکے اور جو عبارت دکھاتے تھے وہ صراطِ مستقیم کا اردو ترجمہ تھا جو کسی نامعلوم آدمی کا لکھا ہوا تھا اور مطبع شہر دیوبند کا چھپا ہوا تھا اور وہ ترجمہ بھی غلط تھا، اصل مفہوم صراط مستقیم کا نہ تھا۔ میں مسمّی محمد حسین شاہ نے کہا کہ اصل کتاب سامنے لاؤ جو فارسی زبان میں ہے اور یہ عبارت بھی حضرت شاہ صاحب کی اپنی نہیں، یہ باب دوسرے آدمی نے لکھا ہے جس کا بیان خود شاہ صاحبؒ نے شروع کتاب میں کیا ہے۔ مولوی عبدالرشید صاحب نے فرمایا عبارت کا ترجمہ صحیح ہے، میں نے کہا

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ہوتے ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا اصل کتاب آپ کے پاس ہے؟ میں نے کہا جی ہاں...... یہ لو اصل کتاب، اس کے صفحہ ۸۲ پر یہ صرف ھمت کے لفظ ہیں، جن کے معنے ہیں کہ نماز جو محض اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری دینے کا مقام ہے اور اسی ذات وحدہٗ لاشریک کے آگے سر نیاز خم کرنے کا وقت ہے اس نماز میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے خیال پھیر کر یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات لم یزل سے دھیان ہٹا کر ان ہستیوں کی طرف دل جمانا جو قابل تعظیم ہیں اور صرف انہی ہستیوں کا تصور دل میں بٹھانا یہ بہت برا ہے، کیونکہ نماز عبادت ہے، جس میں اعلیٰ درجے کی تعظیم ہوتی ہے جس سے بڑھ کر اور درجہ تعظیم کا نہیں ہے اور ایسی تعظیم اور ایسا اجلال صرف ذات وحدہٗ لاشریک کے ساتھ مخصوص ہے، کسی اور ہستی کے لئے نہیں، اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ دیکھو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ جس میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی تاکید کی گئی ہے اور اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ نماز سے باہر تو تعظیم کرو مگر نماز کے اندر تعظیم نہ کرو بلکہ خدا تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے کہ ہر وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرو خواہ نماز میں ہو خواہ نماز سے باہر، میں نے کہا نماز چونکہ محض اللہ کی تعظیم کے لئے وضع ہے۔ اس لئے غیر اللہ کا تصور کرنا اور خدا کے تصور کو دل سے نکال دینا اور دفع کر دینا ٹھیک نہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عین اللہ تو نہیں ہیں۔ جب عین اللہ نہیں تو غیر اللہ ہوئے اور غیر اللہ کے تصور کا مقام نماز نہیں، مولوی صاحب نے فرمایا کہ تو پھر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

رسول اللہ کو غیر اللہ کہدیا۔ میں نے کہا کہ اگر غیر اللہ نہیں تو عین اللہ ہیں؟ کہنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں، نور من نور اللہ ہیں۔ میں نے کہا جب رسول اللہ کہتے ہو تو غیر اللہ ہی ہوتے نہ کہ عین اللہ۔ کچھ دیر تک تو اسی پانی میں مدھانی پڑی رہی مولوی صاحب نے مکھن نکالنے کی بڑی کوشش کی مگر نہ مکھن نکلنا تھا نہ نکلا آخر کار مولوی صاحب نے اسی پر زور دیا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہر حال میں فرض ہے خواہ نماز کی حالت ہو خواہ باہر مگر مولانا (محمد حسین شاہ) کا مطلب یہ ہے کہ نماز سے باہر تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کر سکتے ہو مگر نماز میں تعظیم نہ کرو، اگر نماز میں تعظیم کروگے تو مشرک بن جاؤ گے۔ میں نے کہا نہ میرا مطلب ہے نہ شاہ صاحب کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ خاص تعظیم جو اللہ تعالے کو مناسب ہے۔ وہ تعظیم دوسری معظم ہستی کی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ وہ مخصوص تعظیم جس کو عطف تفسیری اجلال کے ساتھ حضرت شاہ صاحب نے خود بیان فرمایا ہے نہ وہی عبادت والی تعظیم ہے، وہ حضرت اللہ تعالیٰ ہی کے شایان شان ہے۔ مطلقاً تعظیم کی کوئی رکاوٹ نہیں کیونکہ تعظیم کتنی مشکل ہے اس کے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک کتنی مراتب ہیں مثلاً بڑے بھائی کی تعظیم ہوتی ہے، ماں باپ کی بھی تعظیم ہوتی ہے، پیر و مرشد کی بھی، استاد کی بھی، اولیاء اللہ کی بھی، صحابہ کرام کی بھی، انبیاء علیہم السلام کی بھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ کی بھی اعلیٰ مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ اب مذکورۃ الصدر سب ہستیاں قابل تعظیم تو ہیں مگر نماز جو عبادت ہے یہ خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور اس میں تمام ماسوا اللہ کو دل سے نکال کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کے تصور کو دل میں بٹھانے کا حکم ہے پھر ہر شخص منہ سے تو کہے اللہ اکبر۔ سبحانک اللہ۔ الحمد للہ۔ اعوذ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

باللہ۔ بسم اللہ مگر دل میں اللہ تعالیٰ کی بجائے ان معظم اور قابل تعظیم ہستیوں ،
خیال دل میں جمائے اور اللہ تعالیٰ کے خیال سے اپنے دل کو پھیر دے تو یہ کتنی
بُری حرکت ہے بلکہ یہ ایک منافقانہ چال ہے کہ زبان سے کچھ کہتا ہے اور دل میں کچھ
اور ہی خیال لا رہا ہے۔ مولانا صاحب! آپ نے تو فرمایا تھا کہ حضرت کا خیال
آنا بُرا ہے مگر کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خیال دل سے نکال کر شیخ اور دیگر
قابل تعظیم ہستیوں کا دل میں خیال جمانا بُرا ہے، آپ کی بات تو کتاب میں نہیں
لکھی اور جو کتاب میں لکھا ہے وہ آپ کا دعویٰ نہیں یعنی تقریب تام نہ ہوتی اس
پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ "صرف" کا معنی ہے خیال لگانا۔ میں نے کہا صرف
کے معنی ہیں ایک طرف سے دوسری طرف پھیرنا، نہ کہ خیال لگانا۔ کیونکہ صرف کے
معنی سب اہل لغت پھیرنا ہی لکھتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب نے یہ بات اخیر تک تسلیم
نہیں کی، وہ وہی خیال لگانا اور خیال آنا کے معنے کرتے رہے۔ جب میں نے پھیرنے
کے معنے کئے اور کہا کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیال پھیر کر دوسری
قابل تعظیم ہستیوں کا خیال دل میں جمانا تو جھٹ سے دوسرا پینترا بدلا کہ یہاں "اللہ سے"
کا لفظ کہاں لکھا ہے۔ میں نے کہا اگرچہ یہاں "اللہ سے" کا لفظ عبارت میں تو نہیں مگر عبارت
کے سیاق سباق سے یہی مراد ہے نیز ظاہر ہے کہ نمازی جب نماز پڑھنے لگتا ہے تو
ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہے۔ اللہ کا تصور دل میں آیا پھر پڑھتا ہے
سبحانك اللهم... اعوذ بالله... بسم الله... الحمد لله... قل
هو الله... سبحان ربي العظيم، سبحان ربي الاعلى، سمع
الله لمن حمده ربنا لك الحمد... التحيات لله... السلام عليكم

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

ورحمتہ اللہ سب نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، زبان پر بھی ، دل میں بھی شروع نماز اللہ کے لفظ سے ہوتی ہے اور اللہ ہی کے لفظ پر ختم بھی ہوتی ہے اب جو شخص نماز میں دوسری قابل تعظیم ہستیوں کا تصور دل میں جمائیگا تو صرف ہمت اللہ تعالیٰ ہی کے تصور سے ہوگا نہ کہ کسی اور چیز سے۔ یعنی جو خیال نماز کے شروع اور نماز کے درمیان اور نماز کے اخیر میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا تو ظاہر ہے کہ اسی دل کے خیال کو ہٹانا ہی مراد ہو سکتا ہے ذکر غیر کا، اب اس ظاہر بات کو خواہ مخواہ تحریر میں لے آنا کوئی ضروری نہیں تھا، مگر حضرت مولوی صاحب وہی مرغی کی ایک ٹانگ کرتے رہے ، اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ آگے یہ لکھا ہے کہ نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آنے سے دوبارہ چار رکعت کی بجائے سو رکعتیں پڑھنی ہوں گی ، میں نے کہا کہ وہاں یہ بات نہیں بلکہ یہ لفظ ہیں کہ سوائے وسوسئہ مذکور یعنی حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے وسوسہ اور خیال کے علاوہ دوسرے خیالات کی بابت احتیاط یہ حکم ہے چنانچہ وہ عبارت مولوی صاحب کافی دیر تک دیکھتے رہے ، پھر کہنے لگے آگے دیکھو یہ عبارت لکھی ہے ، میں نے کہا دکھاؤ ، مولوی صاحب نے اس عبارت پر لکیریں کھینچ کر میری کتاب کو بدنما کر دیا خیر جب میں نے وہ عبارت دیکھی تو اس میں بحضور کے لفظ تھے جس کے معنے یہ تھے کہ نماز کا کچھ حصہ تو ایسا پڑھا کہ خدا کے حضور میں تھا اور دوسرے خیالات سے خالی اور کچھ حصہ ایسا پڑھا جو خیالات (غیر اللہ) کی آلودگی کے ساتھ ملوث تھا تو ایسی نماز کا کیا حکم ہے ، مگر مولوی صاحب نے یہ مطلب بتایا کہ اس سے مراد حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا مراد ہے۔ میں نے کہا بھائی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

بحضور کا لفظ ہے حضور نبیؐ۔ فرمانے لگے مترجم نے یہی ترجمہ لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ بحضور میں ب کا ترجمہ ماں گیا۔ پھر ساری عبارت دیکھ کر سمجھو اس کا کیا مطلب ہے۔ انصاف سے کام لو، صاف اور سیدھی سادی عبارت میں ہیر پھیر نہ کرو۔ آخر آپ عالم ہیں عالم تو کتاب دان ہوتا ہے، مجھے تو آپ سے کتاب والی کی بو تک نہیں آتی۔ فرمانے لگے کیا ترجمہ غلط ہے؟ میں نے کہا ہاں یہ ترجمہ غلط ہے۔ انہوں نے کہا یہاں لکھ دو! میں نے کہا بہت اچھا میں لکھ دیتا ہوں، چنانچہ میں نے لکھ دیا کہ صراطِ مستقیم کا یہ ترجمہ جو لکھا ہوا ہے اور شہر دیوبند میں طبع ہوا ہے یہ غلط ہے پھر انہوں نے کہا کہ ساتھ یہ بھی لکھ دو کہ صراطِ مستقیم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے۔ میں نے کہا میں یہ کیوں لکھوں جب کہ صراطِ مستقیم میں کوئی ایک لفظ بھی توہین آمیز نہیں ہے۔ پھر انہوں نے دوسری کتاب اٹھائی کہ لو یہ دیکھو توہین لکھی ہے۔ میں نے کہا کیا یہ مسئلہ صراطِ مستقیم کا حل ہوگیا؟ انہوں نے فرمایا ہاں ہاں بس صراطِ مستقیم میں توہین آمیز الفاظ ہیں۔ میں نے کہا کہ اتنی سمع خراشی کے باوجود آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ پھر میں نے کہا بھائی صاحب! کتاب میں صرف ہمت کا لفظ ہے خیال آمدن نہیں ہے جو بات آپ کہتے ہیں وہ اس کتاب میں نہیں اور جو اس کتاب میں ہے وہ آپ کہتے نہیں پھر میں نے ان کو دوبارہ عملاً صرف کے معنی بتلانے اس طرح کہ میں نے اپنا منہ مولوی صاحب سے پھیر کر کرسی کی طرف پھیر دیا اور میری بائیں مولوی صاحب کی طرف ہوگئی پھر میں نے کہا یہ ہے "صرف" یہ ہے منہ پھیرنا جیسے یہ منہ کا پھیرنا ہے کہ

ں نے جب تم سے منہ پھیر کر کرسی کی طرف کر دیا، اسی طرح خیال کا پھیرنا بھی
ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیال پھیر کر غیر اللہ کی طرف خیال کرنا یہ ہے "صرفِ ہمت"
مگر اتنی بات بھی نہ مانی پھر دوسری کتاب کی اردو عبارت فر فر پڑھنے لگے۔

القصہ مولوی صاحب بار بار دوسری عبارتیں دکھانے کی کوشش میں رہے
مگر میں یہی کہتا رہا کہ "خیال آنا" دکھاؤ مگر انہوں نے یہی کہہ کر ٹالنے کی کی کہ توہین
آمیز لفظ ہیں، یہ ترجمہ اسی عبارت کا ہے، پھر ساتھ مولانا تھانوی کی اردو
عبارت فر فر پڑھنے لگے، میں نے کہا جناب! آپ کا تو دعویٰ ہے کہ مولانا تھانوی
نے لکھا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (نعوذ باللہ) بچوں، پاگلوں اور حیوانوں
جیسا علم ہے۔ یہ عبارت دکھاؤ کہاں ہے مگر بڑی کوشش کے باوجود ایڑی چوٹی
کا زور لگا کر بھی یہ لفظ نہ دکھا سکے، اس کے بعد لمبی چوڑی مقررانہ انداز میں تقریر کی
جس میں فرمانے لگے قرآن پاک میں سب کچھ موجود ہے اور سارے قرآن کا علم نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا لہٰذا آپ ہر شئے کے عالم ہیں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ اس پر میں نے اعتراض کیا کہ آپ اپنی زبان سے
اقرار کر رہے ہیں کہ قرآن میں سب کچھ ہے، میں اور کچھ نہیں کہتا۔ آپ مجھے سرگودھا
کا لفظ قرآن میں دکھا دیں، دوسرے یہ کہ علّم القرآن سورۃ رحمان میں ہے جو
مکہ شریف میں اتری تھی۔ اب یہ فرمائیں کہ جب مکہ شریف میں سارا قرآن حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا جا چکا تھا تو مدینہ پاک میں کیا چیز اترتی رہی۔ اس بات
پر پندرہ منٹ گزر گئے مگر ان باتوں کا جواب مولوی صاحب نہ دے سکے
بلکہ الٹا مجھے ڈانٹ کر کہنے لگے کیا تم نہیں مانتے کہ خدا تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

علیہ وسلم کو سارا قرآن سکھایا ؟ میں نے کہا میرا یہ سوال نہیں، سوال صرف اتنا ہے کہ جب اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ ہی میں سارا قرآن سکھا دیا تھا تو پھر مدینہ میں کیا اترتا رہا۔ دس سال کے عرصہ میں اور کیا چیز نازل ہوئی، پھر ایک اور آیت پڑھ دی تلك من انباء الغيب نوحيها اليك یہ سب غیب کی خبریں ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔ میں نے کہا "من" کونسا ہے ؟ مولوی صاحب نے فرمایا مِنْ بیانیہ ہے۔ میں نے کہا مِنْ بیانیہ کی کیا علامت ہے ؟ انہوں نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا بلکہ کہنے لگے کہ عَلَّمَ الْقُرْآنَ پر خازن نے لکھا ہے کہ سب ماکان وما یکون کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا میں نے کہا سوال وہی ہے کہ عَلَّمَ الْقُرْآنَ کی آیت مکہ شریف میں اتری ہے جب مکہ میں سارا قرآن اتر چکا تھا اور سارا قرآن سکھا دیا گیا تھا پھر مدینہ پاک میں کیا اترتا رہا، یا کہو کہ مدینہ پاک میں کوئی سورت نہیں اتری کیا مدنی سورتیں قرآن میں نہیں ہیں ؟

مولوی صاحب نے تنگ آکر ایک تیسری کتاب نکالی، کہنے لگے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے بڑا کے لفظ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی آگئے۔ میں نے کہا اس مخلوق کے لفظ میں چمار داخل ہے یا نہ ؟ اگر چمار داخل ہے تو لازم آئے گا مفضل (جس کو فضیلت دی گئی) و مفضل علیہ (جس پر فضیلت دی گئی) ایک ہی ذات ہو جہتہ واحدۂ سے جو جہل امر ہے یعنی چمار سے چمار ہی ذلیل تر ہو اور اگر داخل نہیں اور لفظ مخلوق سے چمار خارج ہے تو جس طرح چمار کو خارج سمجھتے ہو اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خارج سمجھو، میرے اس سوال کا جواب مولوی صاحب نے قطعاً نہیں دیا، شاید

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

میرا سوال ان کی سمجھ میں بھی نہیں آیا، پھر میں نے ایک اور سوال کر دیا الشفعۃ فی کل شیء فرمان نبوی ہے، یہ فرمایئے کہ کپڑا جوتی روٹی میں بھی شفعہ ہے، اگر نہیں اور صرف غیر منقولہ جائیداد میں شفعہ ہے تو کل شیء کے کیا معنی؟ اگر یہاں کل کے باوجود تخصیص کر سکتے ہو تو اس عبارت میں تخصیص نہ کرنے کی کیا وجہ؟ مگر مولوی صاحب کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا، اور نہ جواب دیا پھر میں نے کہا ایسی محتمل عبارت کو کیوں پیش کرتے ہو، تصریح دکھاؤ جس میں صاف لکھا ہو کہ نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان خدا کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ مگر یہ عبارت قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔

پھر مولوی صاحب نے ایک اور عبارت پیش کی کہ یہ بھی دیکھو تقویۃ الایمان میں مولوی اسمٰعیل نے لکھا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات [illegible] مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ میں نے کہا اس کے یہ معنی ہیں کہ نعوذ باللہ [illegible] ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، بلکہ یہ ایسے ہے کہ جیسے کوئی کہے [illegible] اس میں کیا توہین ہے؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی؟ اور آپ کا جسد اطہر قبر میں تشریف فرما نہیں؟ مگر یہاں بھی مولوی صاحب لا نسلم ہی کے قاعدہ پر رہے۔

پھر پانچویں عبارت پڑھی کہ نانوتوی لکھتے ہیں سو عوام کے خیال میں تو آپ سب سے آخری نبی ہیں پھر اپنی زبان میں تشریح کی کہ نانوتویؒ کہتے ہیں کہ آخری نبی سمجھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عوام اور جاہلوں کا خیال ہے اس سے نبی پاکؐ اور صحابہ کرامؓ سب کو جاہل کہہ گئے کیونکہ سب کا عقیدہ ختم زمانی کا تھا۔ میں نے کہا کہ مولانا نانوتویؒ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

خود دوسری جگہ عوام کے معنی بتا گئے ہیں کہ باب تفسیر میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے اور سب عوام ہیں اور اہل فہم سے مراد انبیاء اور راسخین فی العلم ہیں، پھر میں نے کہا حضرت نانوتوی خود تصریح فرماتے ہیں کہ ختم نبوت زمانی نہ ماننے والے کو میں کافر کہتا ہوں، اسی تحذیر الناس میں لکھا دیکھ لو (صفحہ ۱) پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ نانوتوی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ تمہاری یہ توجیہ وہ ہے جسے خود مصنف اس کی ... اس اثنا میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن میانوالی نے فرمایا گستاخی معاف! میں بھی ایک دو لفظ کہہ سکتا ہوں؟ مولوی صاحب نے فرمایا ہاں کہو! تو آپ (مولوی صاحب موصوف) نے فرمایا مولانا نانوتوی تو دو قسم کی ختم نبوت کے قائل ہیں یعنی ختم نبوت زمانی بھی ہے اور ختم نبوت وصفی ذاتی بھی۔ تو یہ معنی ختم نبوت کے اور اونچی شان رکھتے ہیں مگر اس بات کی طرف مولوی صاحب نے کوئی توجہ نہیں دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا جواب مولوی صاحب کے پاس نہیں تھا

پھر چنیوٹی عبارت مولانا تھانوی کی تفسیر بیان القرآن میں سے پڑھنے لگے اور اس کا مطلب یہ بتایا کہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بھی خطا کار تھے اور بعد میں بھی خطا کار تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دیں، میں نے کہا کہ یہ عبارت کہیں نہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا اس عبارت کا مطلب یہی بنتا ہے۔ میں نے کہا اگر عیسائی کہہ دے کہ تمہارے قرآن

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

میں لکھا ہے اللہ یستھزئ بھم یعنی اللہ تعالیٰ ٹھٹھے کرتا ہے تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ مولوی صاحب کہنے لگے نسبت کی تبدیلی سے معنی بدل جاتے ہیں۔ میں نے کہا یہ بات تو اہل اسلام کے مسلم ہے مگر عیسائی کا منہ بند کرنے کا تمہارے پاس کیا جواب ہے؟ جب کہ وہ یہ کہے گا کہ لفظی ترجمہ کرو، کیا اس میں توہین نہیں؟ مگر اس کا جواب بھی ان کے پاس نہ تھا۔

پھر ساتویں عبارت نکال کر دیکھو یہ لکھتے ہیں ہمیشہ رب تعالےٰ کو ایمان دار اور منافق معلوم نہیں فی الحال بھی اسے معلوم نہیں ابھی وہ جاہل ہے، ہاں ایمان داروں اور منافقوں کو معلوم کر کے رہے گا، میں نے کہا یہ عبارت بھی یہاں نہیں۔ فرمانے لگے اس کا مطلب یہی ہے میں نے کہا اچھا پھر یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ازلی خالق ہے یا نہیں؟ کہنے لگے ہاں اللہ تعالیٰ ازل سے خالق ہے۔ میں نے کہا تمہارے قاعدہ کے مطابق لقدخلقنا الانسان کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کرنے سے پہلے خالق نہ تھا، مگر وہ اس کا جواب بھی نہ دے سکے۔

میں نے آخر تنگ آ کر کہا مولوی صاحب کیا آپ نے قسم کھا رکھی ہے کہ جو بات محمد حسین کہے گا اس کا جواب دینا مجھ پر حرام ہے۔ کہنے لگے جواب دے تو رہا ہوں۔ میں نے کہا کیا خاک جواب دیا ہے؟

پھر آٹھویں عبارت مرثیہ شیخ الہندؒ کا پیش کیا ہے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مردوں کو زندہ کیا، زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریمؑ

اور شعر پڑھ کر کہنے لگے دیکھا اس شعر میں عیسیٰؑ کی توہین کی۔ اس کا جواب خود مولوی صاحب کے ثالث احمد دین آڑھتی نے خود ہی میری طرف سے دیدیا کہ محاورہ میں ایسی بات کہتے رہتے ہیں، یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ اردو محاورہ میں کہتے ہیں فلاں قوم زندہ ہے یعنی وہ خوش حال ہے، فلاں قوم مردہ ہے یعنی بدحال ہے۔ میں نے سوچا چلو ٹھیک ہوگیا میری طرف کے جواب ہوگیا، میرے بولنے کی اب کیا ضرورت ہے مگر مولوی صاحب اپنا ہی گیت گاتے رہے۔

پھر نویں عبارت فتاویٰ رشیدیہ کی بیان کی کہ کوّا حلال ہے بلکہ اس کا کھانا کارِ ثواب ہے، جس کوّے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق کہا جس کو بے حل و حرم ہر جگہ مارنے کی اجازت دی ہے، جیسے چیل، چوہا، کتا، کاٹنے والا بچھو وہ حرام ہیں اسی طرح کو یہ جو عام پھرتا اڑتا رہتا ہے مشہور و معروف کوا یہ بھی حرام ہے مگر مولوی رشید احمد کہتے ہیں کہ یہ کوّا حلال ہے بلکہ اس کا کھانا ثواب ہے۔ میں نے کہا جس کوّے کو شریع نے فاسق فرمایا ہے وہ اور ہے اور وہ خالص سیاہ ہوتا ہے بلکہ سیاہی میں ضرب المثل ہے، لیکن جس کوّے کے متعلق مولینا رشید احمد صاحبؒ حلال فرماتے ہیں وہ کوّا اور ہے۔ کہنے لگے نہیں، یہ ہی عام معروف کوّا مراد ہے۔ میں نے کہا بہت اچھا، یہ فرماؤ کہ اس کوّے کے حرام ہونے کی علت کیا ہے؟ - کہنے لگے کہ گندگی کھاتا ہے۔ میں نے کہا اچھا اس

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مشہور کوا گندگی کھاتا ہے اور جو جانور گندگی کھاتے وہ حرام ہے، اس لئے کوا حرام ہے؟ کہنے لگے ٹھیک ہے۔ میں نے کہا مرغی اور بھیڑ گندگی کھاتے ہیں، کیا یہ دونوں چیزیں بھی حرام ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ ہم احناف کا باہم مجتہد فیہ ہے، امام ابو حنیفہؒ اس کو بلا کراہت جائز کہتے ہیں اور صاحبین مکروہ کہتے ہیں۔

پھر مولوی صاحب کے شاگرد نے گیارہویں کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ میں نے کہا دو چیزیں ہیں، ایک تو ایصال ثواب سو اس کا کوئی بھی منکر نہیں سوائے معتزلہ کے دوسری چیز ہے نذر لغیر اللہ سو یہ "ما اہل لغیر اللہ" میں داخل ہو کر حرام ہو جاتا ہے جس کی بابت "عالمگیری" اور "شامی" میں سے عبارتیں دکھائیں، مگر انہوں نے صاف کہا کہ ہم صرف اللہ کا نام لیتے ہیں اور صرف بزرگوں کو ثواب پہنچاتے ہیں، ہمارا مقصد تقرب لغیر اللہ نہیں ہوتا اور نہ ہی ہم ان کو نافع ضار سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا پھر ایسا کیوں کہتے ہو کہ یہ گیارہویں پیر صاحبؒ کے نام کی ہے۔ اتنے میں چوہدری احمد دین آڑھتی صاحب بولے کہ جو چیز کسی غیر اللہ کی طرف منسوب ہو وہ اگر حرام ہو جاتی ہے تو بیوی شوہر پہ حرام ہو کیونکہ وہ شوہر کی بیوی کہلاتی ہے، اسی طرح اپنے باپ ماں کے نام کی قربانی نہ دیا کرو کہ اس پہ بھی غیر اللہ کا نام آ گیا، اسی طرح اور کئی مثالیں دیں۔ اس پر حضرت مولانا محمد امین صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام اترا (نزد تاندآباد) بولے کہ نسبت کئی قسم کی ہوتی ہے، ملکی، نسبی تقربی اور اس جگہ جو حرام ہے وہ نسبت تقربی ہے نہ دوسری نسبتیں، یعنی مال دینا یا جانور ذبح

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

کرنا اس اعتقاد سے کہ پیر صاحبؒ کو میری اس بات کا علم ہے اور میرے اس کام پر خوش ہوں گے اور مجھے فائدہ پہنچائیں گے، اگر میں گیارہویں نہ دوں تو میرے مال میں نقصان ہوگا، پیر صاحبؒ ناراض ہوں گے، یہ صورت حرام ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا یہ مقصد نہیں ہوتا۔ ہم نے کہا نیتوں کو خدا جانتا ہے اگر یہی بات ہے تو پیر صاحبؒ کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟۔ کہنے لگے چونکہ شیعہ ان کے دشمن ہیں اس لئے ہم ان کو جلانے کے لئے ان کا نام خصوصیت سے لیتے ہیں۔ میں نے کہا شیعہ کے سب سے بڑے دشمن تو خلفائے ثلثہ ہیں، پھر ان کے نام کی چیز کیوں نہیں دیتے، کہنے لگے ہم ان کو بھی ساتھ ملا لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ایسے عذر بارد نہ کرو مگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ صحیح اور معقول بات نہ کرتے تھے۔

پھر میں نے کہا کہ یہ کتنی نامناسب بات ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ میں ہتھیار لے رکھے ہیں اور مجھے بے ہتھیار کر رکھا ہے یعنی تم تو ہمارے اکابر کی عبارتیں پیش کرتے ہو جس میں تم اپنی نظروں میں خواہ مخواہ توہین سمجھتے ہو مگر ہمیں کوئی اجازت نہیں کہ ہم بھی تمہارے بڑوں کی عبارتیں پیش کریں۔ اتنے میں مولانا محمد امین صاحب نے "فوائد فریدیہ" میں سے بریلویوں کا کلمہ پیش کیا کہ بریلویوں کا کلمہ یہ ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شبلی رسول اللہ ﷺ۔ اور یہ قول بھی دکھایا کہ فرید صاحب کہتے ہیں میں جبرائیل ہوں میں میکائیل ہوں میں اسرافیل ہوں میں موسیٰ ہوں میں عیسیٰ ہوں وغیرہ۔ تو مولوی صاحب کتاب کو دیکھ کر مبہوت سے ہوئے، پھر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

جھٹ سے کہا میں اس کتاب کا ذمہ دار نہیں ہوں میں تو صرف اعلیٰ حضرت کی کتابوں اور عبارتوں کا ذمہ دار ہوں، ہم نے کہا کیا یہ تمہارے بریلوی بھائی نہیں؟ کہنے لگے میں انہیں نہیں جانتا کون ہیں۔ ہم نے کہا بہت اچھا۔ مولانا محمد امین صاحب نے بریلویوں کے اعلیٰ حضرت کا مترجم قرآن شریف پیش کیا جس میں لکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہار علم ہونے کا علم نہ ہوا، مولوی صاحب کہنے لگے علم تو تھا مگر ظاہر نہ کیا، ہم نے پوچھا کیوں؟ فرمانے لگے تاکہ عائشہؓ کی بابت براءت کی آیتیں نازل ہوں۔ پھر میں نے کہا اگر علم تھا تو مغموم ہونے کے کیا معنیٰ؟ مگر اس کا جواب مولوی صاحب پی گئے۔

پھر مولانا محمد امین صاحب نے دوسری عبارت دکھائی جس میں لکھا تھا کہ وسیلہ ڈھونڈنا اکابر کا طریقہ نہ تھا۔ مولوی صاحب نے کہا یہ غلط ہے تاج کمپنی والوں نے چھاپا ہے، اس میں وہابیوں کے ہاتھ لگے ہوئے ہیں۔ مولانا محمد امین صاحب نے سرورق پر لکھا ہوا دکھایا القرآن الحکیم ترجمہ از مولانا مولوی مفتی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب، اس کا جواب بھی مولوی صاحب نے وہی دیا کہ یہ غلط ہے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! یہ عجیب بات ہے کہ جو عبارتیں تم دکھاؤ وہ تو صحیح ہوں اور مطلب بھی اس کا وہی ہو جو تم نے اپنے زعم فاسد میں سمجھا ہے، اور اگر ہم تمہارے اکابر کی کتابوں میں سے دکھائیں وہ وہاں بڑوں کی سازش بتا دو، یہ کوئی انصاف نہیں، یہ ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

خلاصہ یہ کہ اس گفتگو میں تقریباً چھ گھنٹے (۱۰/۲ بجے رات سے ۲/۴ بجے صبح تک) گذر گئے مگر مولوی عبدالرشید صاحب نے اپنے دعویٰ کے مطابق کوئی عبارت نہیں دکھائی، باوجود اس کے اعلان میں کہلوایا کہ ہم نے عبارتیں دکھادیں، ہمارے ثالث نے کہا ہمیں بھی اعلان کرنے دو مگر لاؤڈ سپیکر والوں نے اعلان نہ کرنے دیا، ہم نے اخیر سمندری میں جا کر اعلان کر دیا۔

یہ ہے حقیقت حال جس کو مسخ کرکے مناظرہ کے اشتہار میں اور اور باتیں لکھ دیں اور کہا کہ محمد حسین نے لکھ کر دیدیا ہے کہ اس کتاب صراط مستقیم مطبوعہ دیوبند و دیگر کتب دیابنہ وہابیہ میں حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی اور توہین موجود ہے ...... اور گستاخی اور توہین کرنے والا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کافر ہو جاتا ہے۔

دستخط

محمد حسین صدر مدرس ضیاء العلوم

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے، میرا خط پہچانا جاتا ہے، میرا لکھا ہوا مولوی صاحب کے پاس موجود ہے، یہ مندرجہ بالا عبارت دیکھی جا سکتی ہے اگر یہ عبارت پیش کردہ مولوی عبدالرشید صاحب سے مل جائے تو ہم پر فرد جرم عائد کریں، اگر یہ عبارت نہ ملے تو ہمارا فریق مخالف ہی موردِ عتاب ہے، کیا اسے اللہ تعالیٰ کے رُوبرو حاضری کا خطرہ محسوس نہیں ہوتا؟ کیوں دوسروں پر تہمت لگا کر عوام الناس کو بدراہ کرتے ہیں؟ جھوٹ خود بولتے ہیں اور دوسروں کو سناتے ہیں۔ لَعنۃ اللہِ علی الکاذبین ؎

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

دوسرا جھوٹ یہ لکھا کر چک مذکورہ کے سینکڑوں لوگ پختہ سنی بریلوی بن گئے، بھلا آپ ان میں سے چند ایک کے نام تو گنائیں جو پہلے دیوبندی مسلک رکھتے تھے پھر اس مناظرہ کے بعد بریلوی بن گئے۔

تیسرا جھوٹ یہ لکھا کر وہ مسجد جو اُن دیوبندیوں کے قبضہ میں تھی اس پر اسی وقت سنی قابض ہو گئے، حالانکہ اس چک کی دونوں مسجدوں پر بریلویوں کا قبضہ تھا، اور وہ سارا چک۔ سنی نما بریلویوں، مشرکوں کا تھا، سارے چک میں دیوبندی علما کا ہم خیال صرف ایک گھر ہے جسے بریلوی بنانے کے لئے سارا چک ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے حتیٰ کہ اس چک کا نمبردار بھی کٹر بریلوی ہے جو اس بیچارے کو ناجائز تنگ کر رہا ہے، مگر باوجود اتنی کوشش کے وہ اب تک صحیح عقیدہ اہل سنت والجماعت پر قائم ہے جو مسلک علماء دیوبند کا ہے، نہ وہ بریلوی بنا اور نہ ہی مسجد اس کے قبضہ میں تھی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

اس مسجد کا امام وہی پرانا چلا آ رہا ہے جو سنا جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں دیوبندی کہلاتا تھا مگر اس واقعہ مناظرہ سے کئی سال پہلے بریلوی علماء کے اغواء سے بریلوی بن گیا تھا۔

فرار ہونے کی کوشش کا الزام **جمعیت اشاعت التوحید والسنت** کے علماء پر سراسر افتراء ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ صبح کی اذان کہتے ہی کوئی دیوبندی وہابی مولوی مسجد اور گاؤں میں نہ ٹھہرا بھی غلط ہے۔ ہم اسی گاؤں میں رہے اور وہیں نماز پڑھی مگر مسجد میں نماز نہ پڑھنے پر فرار کا اطلاق وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں اپنی شکست کا یقین ہو محض لوگوں آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لئے ایسی بات گھڑلی کر دلیے کوئی بات علماء کے بارے میں کہہ نہیں سکتے جیلو یوں کہہ دو۔

آگے لکھا ہے کہ مسلمان خود فیصلہ فرمائیں کہ مذکورہ بالا عبارات توہین آمیز لکھنے والے اور لکھنے والوں کو اچھا ماننے والے مسلمان ہو سکتے ہیں ؟ ۔ واقعی آپ ٹھیک فرما رہے ہیں کہ اگر یہ عبارتیں مندرجہ اشتہار مل جائیں تو وہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ مگر یہ بھی بتائیں کہ اگر مندرجہ بالا عبارتیں ان کتابوں میں نہ ہوں محض کھینچ تان کر ان عبارتوں کو غلط انداز میں پیش کریں جس سے ان نیک طینت علمائے حق کو ناحق کافر کہا جائے تو ایسے مسلمانوں کو کافر کہنے والے کے حق میں کیا فتویٰ ہے۔ کیا ایک مسلمان کو بلا وجہ کافر کہنے والا مسلمان رہ سکتا ہے ؟

بینوا توجروا ________________

پھر لکھا ہے کہ اگر اس پر بھی بس نہیں تو وہی مناظرین اسی موضوع پر دوبارہ طبع آزمائی فرما سکتے ہیں ۔ یہ ہے گھوڑا اور یہ ہے میدان۔ معلوم ہوتا ہے کہ

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مولوی صاحب کو اس موضوع کے سوا کوئی دوسرا موضوع آتا ہی نہیں اسی لئے طبع آزمائی کے چیلنج کرتے ہیں۔ ہم نے اس مناظرہ میں دیکھ لیا ہے کہ مولوی صاحب کتنے پانی میں ہیں۔ قرآن وسنت سے بالکل کورے ہیں صرف علماء دیوبند کی چند کتابیں رکھ رکھی ہیں جن کے بعض مقامات پر ان کے استادوں نے نشان دہی کر رکھی ہے کہ یہاں یوں اعتراض ہوتا ہے اور یہاں یوں۔ جیسے عیسائی، مجوسی اپنے مدرسوں میں بچوں کو قرآن پڑھاتے ہیں اور اس میں ان کو نشان لگا دیتے ہیں کہ ان مقامات کو پڑھ کر مسلمانوں کو بدراہ کرو اور مسلمانوں کے مولویوں سے مناظرے کرو۔ اسی طرح مولوی صاحب انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں مگر صاف ظاہر ہے کہ جیسے ان ہندوؤں آریوں اور عیسائیوں کے اعتراض قرآن پاک پر بیجا ہیں اسی طرح قرآن وسنت کے ماہرین پر بریلویوں کے اعتراض بھی بیجا ہیں۔ ان مولویوں میں اتنی اہلیت کہاں ہے کہ علمائے حق کی عبارات غامضہ کو سمجھ سکیں چہ جائے کہ قرآن وسنت کی سمجھ سے بہرہ ور ہوں کیونکہ قرآن وسنت کا سمجھنا گو بہت سہل ہے (ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر) مگر لعن آخر هذه الامة اولها (مشکوٰۃ ص ۲۷۰) کے مصداق لوگوں کو کسی طرح سمجھ نہیں آتے۔

یاد رکھو جو جو سوال اس رات ہوئے تھے اس کا جواب اب دیدو تو غنیمت ہے۔ چار ماہ کی مہلت میں ان سوالوں کا جواب تو سوچ ہی لیا ہوگا۔

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

تصویر کا دوسرا رخ

پھر یہ لوگ علمائے دیوبند پر تو حملہ کرتے ہیں مگر اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے۔ آیئے ہم آپ کو تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھائیں، مشتے نمونہ از خروارے چلتے چلتے ان کی کتابوں میں لکھی ہوئی کچھ گستاخیاں دیکھتے جائیے:

اوّلاً: یہ کہ جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف حضرت یا حضور پُر نور لکھتے ہیں مگر احمد رضا خان کے نام کے ساتھ "اعلیٰ حضرت" لکھتے ہیں۔ کیا احمد رضا خان نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلیٰ ہیں؟

ثانیاً: صحابہ کرام کے نام کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ الی آخرہٖ اور احمد رضا خان کے بارے میں "اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ" لکھتے ہیں۔ کیا احمد رضا خان صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اعلیٰ ہیں؟ کیا اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین نہیں؟ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توہین نہیں ہے؟۔

ثالثاً: حضرت عائشہ صدیقہ امّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بابت حدائقِ بخشش حصہ سوم ص۳۷ میں یہ شعر لکھے ہیں: ؎

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
پھٹی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

احمد رضا خان صاحب کا دل گوارا کرتا ہے کہ ایسے شعر اپنی ماں بہن کے متعلق بنائیں اور کتابوں میں چھاپیں؟

رابعاً: اولیاء اللہ کو کرشن کنہیا کافر حرام زادہ کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں، فرماتے ہیں اگر وہ (اولیاء) چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں..... شیخ نے فرمایا کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا (الملفوظ ص ۱۳۸ ح ۱)

خامساً: مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور پیر مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر مرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی (الملفوظ ص ۳۹ حصہ دوم)

دیکھا اپنے پیر بھائی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر بنا یا کہ بلا مبالغہ یعنی حقیقت ہے، سچ ہے، اس میں مبالغہ کی بات نہیں ہے کہ جیسے پہلی بار روضۂ انور کے قریب خوشبو محسوس ہوئی تھی وہی اس پیر بھائی کی قبر پر محسوس ہوئی۔

سادساً: سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لئے جاتے ہیں؟ فرمایا فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے، الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

پڑھایا (ملفوظ ص۲۹ حصہ دوم)

دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جنازہ میں شریک ہوں تو بجائے اس کے کہ نبی پاک صلعم کو امام بناتے، احمد رضا خان صاحب آگے کھڑے ہوگئے۔ احمد رضا خان امام الانبیاء کے بھی امام ہوئے۔؟ واہ بھئی واہ .... اس میں تو توہین نہ ہوگی؟ شاباش عاشقو!

سابعًا: حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں، حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے تھے، ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فورًا نگاہ پھیرلی کہ حدیث میں ارشاد ہوا النظرۃ الاولیٰ لک والثانیۃ علیک پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیرلی مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا کہ عبدالوہاب! وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟ عرض کی ہاں، اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہئے، ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی، اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں، معًا وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی، خادم کو اشارہ ہوا، انہوں نے آپ کی نذر کردی، ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کاہے کی ہے فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو (الملفوظ ص۳۸ حصہ سوم)

دیکھو! کتنا بڑا بہتان ہے جو اس بزرگ ہستی پر لگایا کہ تاجر کی کنیز صاحب

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

قبر ہبہ کر رہے ہیں بھلا یہ کونسا فقہی مسئلہ ہے کہ آدمی مزار پر کنیز ہبہ کرے تو صاحب قبر اس کا مالک بن جاتا ہے۔ کیا فقہ کا مسئلہ نہیں ہے کہ المیت لایملک جب وہ مالک ہی نہیں تو دوسرے کو چیز ہبہ کرنے کا صاحب قبر کو کیا حق ہے، کیا یہ سیدی عبدالوہاب کا کنیز کے ساتھ برتنا زنا نہ ہوا۔ لاحول، پھر صاحب قبر حضرت شیخ کا زنا کا حکم دینا۔ مزید براں۔

ثامناً: حقیقی موحد اور حقیقی مشرک خدا جل شانہٗ ہے (فوائد فریدیہ ص۸۲)

تاسعاً: ؎ لاکھوں جلائے آپؐ نے ٹھوکر کے زور سے
اٹھا نہیں مسیحؑ سے مارا فرید کا

(دیوان محمدی ص۸۶)

عاشراً: حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں بچھاڑ دیا ...... اور یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں (فوائد فریدی ص۸۷)

تلک عشرۃ کاملۃ

(باقی آئندہ)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

فوائد

ﻟﮧ قال الزجاج معنے العبادۃ فی اللغۃ الطاعۃ مع الخضوع (تہذیب اللغۃ ص۲۳۴ ج۲) وقال ابن جریر یقال فلان عابد وہو الخاضع لربہ المستسلم المنقاد لامرہ ... قیل فی قولہ ایاک نعبد ایاک نوحد والعابد الموحد (۰)

ﻟﮧ۲ وادلہ العبادۃ عبارۃ عن فعل یکتسبہ العبد عن اختیار لیکون معظما لربہ (اصول سرخسی ص۹۵ ج۱) ومن عبد من دون اللہ الٰہا فہو من الخاسرین (تہذیب ص۲۳۵ حصہ ۲)

ﻟﮧ بلکہ ضمیر کا نبی کی طرف راجع کرنا بعید از قیاس ہے کیونکہ انتشار فی الضمائر لازم آتا ہے۔ بلکہ وتعزروہ وتوقروہ کی ضمیریں سب اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہیں جیسے کہ وتسبحوہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے اور جیسے کہ رسولہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے چنانچہ امام زرکشی نے لکھا ہے الضمائر للہ والمراد بتعزیر اللہ تعزیر دینہ و رسولہ ومن فرق الضمائر فقد ابعد (البرہان فی علوم القرآن ص۳۹ ج۱) اور مصر جامی نے لکھا ہے تعزروہ اے تعتقدوا قوتہ بحیث لا یحتاج الی شریک فتوحدوہ وتوقروہ اے تعتقدوا عظمتہ بحیث لا یشارکہ شئی فی صفاتہ (تیسیر الرحمن ص۲۸۳ ج۲)

ﻟﮧ لغت کی کتاب اقرب الموارد ص۶۴۳ میں ہے صرفہ صرفا ردہ عن وجہہ وکفاہ وعنہ ما وجدت عنہ مصرفا ردفعہ۔ اور لسان العرب ص۹۰ ج۱ میں ہے الصرف رد الشئی عن وجہہ اور تاج العروس ص۱۶۳ ج۶ میں ہے صرف عن وجہہ یصرفہ صرفا ردہ فانصرف صرف اللہ قلوبہم ای اضلہم مجازاۃ علی فعلہم سأصرف عن آیاتی ای اجعل جزاءہم الاضلال عن ہدایۃ آیاتی اور مفردات راغب ص۲۸۷ میں ہے الصرف رد الشئی من حالۃ الی حالۃ او ابدالہ بغیرہ فانصرف قال ثم صرفکم عنہم "الا یوم یاتیہم لیس مصروفا عنہم" ثم انصرفوا صرف اللہ قلوبہم۔ فما یستطیعون صرفا ولا نصرا ای لا یقدرون ان یصرفوا عن انفسہم العذاب وان یصرفوا انفسہم عن النار وقیل ان یصرفوا الامر من حالۃ الی حالۃ فی التغییر ومنہ قول

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

العرب لا یقبل منہ صرف ولا عدل و
قولہ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن . ای
اقبلنا بھم الیک وان لا استماع منک
والتصریف کالصرف الا فی التکثیر و
اکثر ما یقال فی صرف الشیء من حالۃ الی
حالۃ ومن امر الی امر وتصریف الریاح
ھو صرفھا من حال الی حال اردو منجد ص۲۹۰
میں ہے صرفہ صرفا واپس کرنا، ہٹانا۔ صرف
اللہ الریاح اللہ کا ہواؤں کو ایک طرف سے
دوسری طرف پھیر دینا اصرفہ عن کذا مڑ کرنا
ہٹانا، مصباح اللغات ص۴۶۳ میں ہے صرفہ صرفا
پھیرنا، ہٹانا، دفع کرنا، واپس کرنا۔ پھر مولانا
احمد رضا خاں نے اپنے ترجمہ میں جگہ جگہ صرف کے
معنے پھیرنے کے لکھے ہیں ثم صرفکم عنھم
پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا (ص۱۱۳) صرف
اللہ قلوبھم اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے
(ص۲۹۹) فصرف عنہ کیدھن اور اس سے
عورتوں کا مکر پھیر دیا (ص۳۴۵) الا تصرف
عنی کیدھن اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا
(ص۳۴۵) ساصرف عن آیاتی اور میں اپنی آیتوں
سے انہیں پھیر دوں گا (ص۲۴۳) فما تستطیعون
صرفا ولا نصرا تو اب تم نہ عذاب پھیر سکو
نہ اپنی مدد کر سکو (ص۵۲۳) واذ صرفنا الیک
نفرا من الجن اور جبکہ ہم نے تمہاری طرف
کتنے جن پھیرے (ص۷۳۱)

ثہ نیز وہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ بھی نہیں ہے،
جیسے دوسرے مقامات پر حضرت شاہ صاحب
نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ
لکھا ہے۔

ھ فتاوی دار العلوم دیوبند عزیز الفتاوی ص۲۳۴ میں
ہے: سوال ۱۵۳۵ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اگر خیال آجاوے تو نماز ہو جائے گی یا
اگر نماز میں خیال لایا جائے تو کیا حکم ہے؟ الجواب
جب نماز میں خود التحیات میں اور درود شریف
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے تو خیال آنا
تو ضروری ہوا۔ باقی نماز خالص عبادت اللہ کے
لئے ہے، غیر اللہ کا خیال علی سبیل التعظیم والعبادت
نہ آنا چاہئے اور نماز ہر حال صحیح ہے کیونکہ خیال
پر باز پرس نہیں ہے فقط واللہ تعالی اعلم
کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

لہ حقیقت یہ ہے کہ من بیانیہ کی نہ کوئی علامت ہے
نہ کسی مفسر نے لکھا۔ یہ محض مولوی صاحب کی خوش
فہمی ہے، میں نے لے "من" "بعضیہ" کہا تھا جس کی
دلیل تمام مفسرین کا اجماع ہے چنانچہ بیضاوی
ص۲۳۲/۱۲ میں ہے تلک من انباء الغیب
ای بعضھا مدارک ص۲۳۲/۱۲ میں ہے ای
تلک القصۃ بعض انباء الغیب الخ
کشاف ص۲۲۰/۲ میں بھی یہی عبارت ہے تفسیر مظہری
ص۹۲ میں ہے من انباء الغیب ای ماغاب
عنک یعنی بعضھا روح المعانی ص۳۵/۱۲ میں
ہے ای اخبارہ التی لھا شان وکونھا
بعض ذلک باعتبار انھا علی التفصیل
لم تسبق لطول العھد معلومۃ لغیرہ
تعالی۔ ابن جریر ص۳۵/۱۲ میں ہے یقول
تعالی ذکرہ لنبیہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ھذہ القصۃ التی انبأتک
بھا من قصۃ نوح وخبرہ
وخبر قومہ من انباء الغیب یقول

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

هى من اخبار الغيب التى لم تشهدها فتعلمها نوحيها اليك حدثنا بشر ثنا يزيد ثنا سعيد عن قتادة قوله تلك من انباء الغيب .... من قبل هذا القرآن وما كان علم محمد وقومه ما صنع نوح وقومه لولا ما بين الله له فى كتابه (ایضاً)

ے مشہور ہے کہ علی سبیل الاجمال اس طرح تو کہہ سکتے ہیں اللہ خالق کل شئ (اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے)، مگر یہ نہیں کہہ سکتے اللہ خالق الخنزیر والبول والبراز بلکہ اس طرح کہنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور یہاں بھی عبارت اسی طرح ہے لا یجوز ان یقال یا خالق الدیدان و القردة والقردان بل واجب تنزيه الله عن مثل هذه الاذكار وان يقال خالق الارض والسموات يا مقيل العثرات يا ارحم العبرات الى غيرها من الاذكار الجميلة الشريفة (تفسیر رازی ص۔۔) تحت آیت وذروا الذین یلحدون فی اسمائه اسی طرح یہاں بھی شاہ صاحب نے اجمالی طور پر یہ لفظ کہے ہیں اور اگر صراحتہً نبی صلی اللہ کا نام لکھتے تو توہین ہوتی اور کفر بنتا، لیکن جب تصریح نہیں تو کفر نہیں جیسے تفسیر تیسیر الرحمن میں ہے۔ ان کل من فی السموٰت والارض وان بلغ بعضهم من الكمال ما بلغ الا آتی الرحمن عبداً ذليلاً بالنظر الى كمالاته (ص۱۳)

نیز ہم پوچھتے ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ مسلمان تھے یا نہ، اگر مسلمان تھے تو انہوں نے شاہ صاحب سے بھی زیادہ توہین کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔ ایمان کے تمام نہ شود تا ہمہ خلق نزد او ایں چنیں ننماید کہ پشک شتر (فوائد الفواد ص۱۷۳) پھر خوارق المعارف میں بھی اس کو عربی زبان میں یوں بیان کیا: لا یکمل ایمان امرئ حتی یکون الناس عنده كالاباعر (ص۴۵) یعنی جب تک تمام لوگ اس کی نظروں میں اونٹ کے لیدنوں کی طرح نہ ہوں اس کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ اب ان دونوں حضرات کے متعلق تمہارا کیا حکم ہے؟ آیا یہ مسلمان ہیں یا نہ؟

ے یہ تصریح مکتوب نمبر ۲ ص۔۔ میں حضرت نانوتویؒ نے کی ہے۔

ے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اول المخلوقات ہونا بھی اسی طرف مشیر ہے عن العرباض بن سارية رفعه انی عند الله مكتوب خاتم النبيين وان آدم لمنجدل فی طينته (مشکوٰۃ ص۵۱۳) پھر کیا اس حدیث کے معنے جب ہی صحیح ہو سکتے ہیں جبکہ آپ کے لئے ختم ذاتی بھی تسلیم کریں، اس وقت ختم زمانی کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا۔ بہرحال ختم نبوت ذاتی کا مسئلہ علم کلام کا نہیں نہ صرف مولانا نانوتویؒ کا ہے۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسے بیان فرمایا ہے۔ مولانا روم نے بھی مثنوی شریف میں خاتم کے معنی کو ختم زمانی میں منحصر نہیں رکھا اسی طرح اس کی شرح بحر العلوم میں بھی ہے اور احمد حسن کانپوری نے بھی یہی

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

لکھا ہے ۔ ؎

بیرواں خاتم شد است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہد بود !!
چونکہ در صنعت برد استاد دست
نے تو گوئی ختم صنعت بر تو ہست

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب خاتم اس واسطے ہوا ہے کہ جود و کرم میں آپ کی مثل دکوئی ہوا نہ ہوگا جس طرح کہ جب کوئی استاد کسی فن میں خاص کمال حاصل کر لیتا ہے تو کہتے ہیں یہ فن تجھ ہی پر ختم ہے۔ بحر العلوم ؒ نے حاشیہ میں ان دونوں شعروں کے لکھا ہے کہ ازیں جہت کہ استاد دست وتفاوت برانبیاء واولیا در وجود افاضت مثل ذرا در بود اطلاق صفت ختم بر دست پس معلوم ہوا خاتم النبین سے ختم زمانی کے معنی پر حصر کا قول اجماعی کہنا غلط ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

۱ اس شعر کے دوسرے مصرع میں تمنا کی گئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جو احیاء موتیٰ کا معجزہ سے کرتے تھے، کاش کہ وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ "غلام" واحمدی کے اس فیض کو دیکھتے پھر خوش ہوتے۔ بتاؤ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ہے یا توہین؟

۲ فی العنایۃ ؎ ونوع یخلط یاکل الحب مرۃ والجیف مرۃ اخرٰی وھو غیر مکروہ عند ابی حنیفۃ ومکروہ عند ابی یوسف کوے کی ایک قسم وہ ہے جو کبھی دانے کھا لیتا ہے،

اور کبھی گندگی اور مردار کھا لیتا ہے، ایسا کوا امام ابوحنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں اور ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہے خزانۃ المفتین میں ہے یوکل علی الاصح (یعنی مسلک یہی ہے کہ یہ کوا کھا سکتے ہیں) عالمگیری میں ہے: امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ اس کوے کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور یہی صحیح ہے جیسے مرغی جیسا میں اسی طرح ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں عقعق (عام کوا) کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ گو گندگی بھی کھاتا ہے جیسے مرغی اور امام ابو یوسف سے روایت ہے مگر چونکہ زیادہ تر مردار کھاتا ہے اس لئے مکروہ ہے۔ اسی طرح السراج المنیر، جامع الرموز، عینی، زیلعی، قاضی خان، فتح القدیر، در مختار، شرح قدوری کی شرح مختصر کرخی، بحر الرائق، چلپی حاشیہ، شرح وقایہ، کفایہ وغیرہ کتابوں میں صراحتاً موجود ہے اور مولانا گنگوہیؒ خود فرماتے ہیں کتب فقہ میں تعیین اقسام غراب میں الفاظ مختلف ہیں مگر جب یہ فیصلہ خود کتب فقہ میں مذکور ہے کہ مدار اس کی خوراک پر ہے پس یہ کوا جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ عقعق نہ ہو تو بھی اس کی حلت میں شبہ نہیں ہے، اس لئے کہ جب وہ بھی خلط کرتا ہے اور نجاست وغلہ و دانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلت بھی مثل عقعق کے معلوم ہوگی خواہ اس کو عقعق کہا جائے یا نہ کہا جاوے۔ فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ رہی وہ حدیث سو اس سے اس کے کھانے کی حرمت قطعی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ "فسق" کے

۔ اس میں بھی شروع (لگنا) یہاں لگنے سے کیا مراد ہے؟ سو میں نے فرمایا کہ جیسے دوسرے درندے وغیرہ کو ابتداءً قتل کرنا حرام ہے۔ اس حکم سے یہ پانچ جانور خارج ہیں یعنی ان کو ابتداءً مارنا حل وحرم ہر دو جگہ جائز ہے تو فقہاء نے اس حکم کی علت یعنی بیان کر ان کا کھانا حرام ہے بلکہ دو باتوں میں سے ایک بات علت ہے: ایذاء اور خبث۔ اور ایذاء موثر صرف ناب (کچلی) اور مخلب (پنجہ) کے ساتھ ہی ہوتا ہے جیسے فقہاء نے تصریح کی ہے اور یہ ایذاء کوے میں مفقود ہے۔ وزغ (جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فویسق فرمایا) میں علت خبث ہے اور بچھو میں ایذا علت ہے۔

لہ النذر لغیر اللہ حرام لانہ من انواع الکفر لان ھذا عبادۃ والعبادۃ لغیر اللہ کفر (خلاصۃ الفتاوی صفحہ ۳۴۹/۴ و صفحہ ۲۶۱/۱)

واما النذر الذی ینذرونہ اکثر العوام کان یقول یا سیدی فلان یعنی بہ ولیا من الاولیاء او نبیا من الانبیاء ان رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذھب والفضۃ او الطعام او الشراب او الزیت کذا فھذا باطل بالاجماع لانہ نذر لمخلوق وھو لا یجوز لانہ ای النذر عبادۃ فلا تکون لمخلوق والمنذور لہ میت والمیت لا یملک وانہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور کفر (فتاوی خیریہ صفحہ [illegible])

ومثلہ فی صفحہ ۲۹۸ البحر الرائق ومثلہ فی ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اھل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالی (در مختار بر شامی صفحہ ۲۲۹/۵ و صفحہ ۱۹۵/۲)

واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام ما لم یقصدوا صرفھا لفقراء الانام (انظر عالمگیری صفحہ ۲۱۶/۱)

لہ آنگاہ حکایت فرمود کہ یکے بخدمت شیخ شبلی آمد و گفت کہ من مرید تو می شوم، شبلی گفت بشرط ارادت تو قبول می کنم کہ آنچہ من فرمایم بجا کنی مرید گفت ہمچناں کنم شبلی گفت تو کلمہ طیبہ چگونہ می گوئی مرید گفت من ہمچنیں می گویم: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ شبلی گفت ہمچنیں بگو لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ مرید ہم ہمچناں گفت بعد ازاں شبلی گفت کہ شبلی یکے از چاکران کمینہ آں حضرت ست رسول اللہ محمد است من اعتقاد ترا امتحان می کردم (فوائد الفواد صفحہ ۲۹۴ / ملفوظات نظام الدین اولیاء)

MAKTABA TUL ISHAAT.COM - مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام

مکتبہ اشاعۃ العلوم
۱۷۹۰، کلاں محل، دریا گنج نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲ (انڈیا)